چراغِ ہدایت

اُمِ حبیبہ

چراغِ ہدایت

اُمِ حبیبہ

السلام علیکم!

"میری بات سننا؟"

گھر کے پاس سے ہی گلی کے کونے پر بنی دوکان پر چھوٹے بچے کو نوڈلز لینے بھیجا جب وہ نہیں آیا تو عنایا بارش کی پھوار میں گلی کے کونے پر کھڑی ہو کر بچے کو دیکھنے لگی۔

کسی اجنبی کا مخاطب کرنا یہ سوچ کر ہی وہ گھبرا گئی۔ جیسے ہی پیچھے مڑ کر دیکھا تو کوئی انجان سی شکل کا لڑکا سینے پر ہاتھ باندھے مسکرا رہا تھا۔ عنایا کے چہرے پر غصے اور ڈر کے اثرات فوراً عیاں ہوگئے۔

اسی دوران ایک اور لڑکا تیز تیز قدموں سے چلتے ہوئے مسجد کی طرف مغرب کی نماز کے لیے بھاگا جا رہا تھا دونوں کو دیکھ کر مسکرا پڑا اور آگے بڑھ گیا۔ اسی وقت بچہ نوڈلز بھی لے آیا تو عنایا نے بچے کے گالوں پر پیار سے چٹکی کاٹی اور شکریہ کے کلمات کہے اور پھر گھبراہٹ کے مارے تیز رفتار سے چلتے ہوئے گھر آگئی دل کی گھبراہٹ بڑھ گئی۔

اوپر سے تیز بارش تیز چلنے میں بھی رکاوٹ بن رہی تھی۔ وہ بھاگتے ہوئے گھر میں داخل ہوئی اور ایک نظر پیچھے دیکھا تو دل کی دھڑکن اور بھی تیز ہوگئی۔اور خوف کی ایک اور لہر چہرے پر دوڑگئی۔

وہ آوارہ لڑکا ابھی بھی عنایا کے پیچھے ہی چلتا آ رہا تھا۔ وہ کون تھا، کہاں رہتا تھا، کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا اور اس طرح سڑک پر کھڑے ہو کر بِلا جھجھک مخاطب کرنا کہاں کی عقلمندی تھی۔

وہ جو نوڈلز اپنی بھوک کی شدت کی وجہ سے خرید کر لائی تھی۔ اب اپنی بھوک کو بھول کر شدید خوف سے کانپ رہی تھی۔

پندرہ سال کے عرصے میں عنایا کی پہلی رات ایسی گزری تھی کہ ایک پل کے لیے بھی نیند نہیں آئی تھی۔ بار بار ایک ہی آواز کانوں سے ٹکرا رہی تھی"بات سننا میری"

دل میں ڈر تھا کہ اگر گھر میں کسی کو پتہ چل گیا کہ مجھے راستے میں کسی نے آواز دی تو میری تو خیر نہیں۔خیر صبح ہوتے ہی کمرے میں بیٹھ کر سورۃ یاسین کی تلاوت کرنے لگی۔

کیونکہ اکثر ہمارے ہاں یہی سمجھا جاتا ہے کہ کوئی مشکل ہو تو سورۃ یاسین پڑھ لیں۔ وہ بھی اسی بات کو ذہن میں رکھ کر سورۃ یاسین کی تلاوت کرنے لگی،ساتھ ساتھ ڈر کے مارے آنسو بہہ رہے تھے۔

" عنایا؟ خیر تو ہے ناں بیٹا؟ کل رات سے سہمی سہمی ہو کھانا بھی نہیں کھایا اور آنکھوں کو کیا ہوا لال سرخ جیسے سوئی بھی نہیں ہو اور روئی بھی ہو؟"

عنایا نے رقیہ بی بی کو دیکھتے ہی چہرہ صاف کر لیا اور نارمل دِکھنے کی کوشش کی۔

مگر ماں کے سامنے اولاد چاہ کر بھی کوئی بات چھپا نہیں سکتی اور مائیں ہی تو ہوتی ہیں جو چہرے کے بدلتے رنگ کو دیکھ کر ہی دل کی کیفیت معلوم کر لیتی ہیں۔

عنایا جو تقریباً پندرہ سال کی تھی۔ فیشن کرنے میں نمبر ون درجے پر تھی سفید رنگت پر گلابی ہونٹ اور پھر کمر تک آتی کالی زلفیں،کسی پری سے وہ کم نہیں لگتی تھی۔

دل کی صاف،اچھے اخلاق کی مالک تھی۔مگر جو کمی تھی وہ یہ کہ اپنا حسن چھپاتی نہیں تھی۔

جو کسی کے لیے بھی فتنے کا باعث ہوسکتا تھا۔ لیکن یہ بات اس نے کبھی محسوس ہی نہیں کی تھی کیونکہ اسکا خیال یہی تھا کہ سر پر دوپٹہ اوڑھ لینے اور نگاہیں نیچی رکھ لینا ہی کافی ہے۔

”حالانکہ یہ کافی نہیں۔ کیونکہ انسان اپنی نگاہیں نیچی رکھ کر دوسروں کو دیکھنے سے تو اجتناب کر سکتا ہے مگر دوسروں کی نظروں سے خود کو بچانے کے لیے خود کو پردے میں چھپانا ضروری ہے اور اس کے لئے اپنے بدن سمیت چہرے کا پردہ بھی لازمی ہے۔اور سب سے بڑھ کر یہ کہ پردہ کرنا اللہ کا حکم ہے۔

یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَ بَنٰتِكَ وَ نِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْهِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِهِنَّؕ ذٰلِكَ اَدْنٰۤى اَنْ یُّعْرَفْنَ فَلَا یُؤْذَیْنَؕ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا (الاحزاب : ۵۹)

” اے نبی! اپنی بیویوں سے اور اپنی صاحبزادیوں سے اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دو کہ وہ اپنے اوپر اپنی چادریں لٹکا لیا کریں۔ اس سے بہت جلد ان کی شناخت ہو جایا کرے گی پھر نہ ستائی جائیں گی اور اللہ تعالٰی بخشنے والا مہربان ہے“

پردے میں انسان کا حسن نمایاں نہیں ہوتا۔ اور جب حسن نمایاں نہ ہو تو حسن کے دیوانے مرد بھی پیچھے نہیں پڑتے۔ یہی وہ باپردہ و باحیا عورتیں ہوتی ہیں جو ستائی نہیں جاتیں اور اس طرح پھر ایک باحیا با پردہ عورت مکمل تحفظ میں بھی رہتی ہے۔ الحمد اللہ کثیرا

لیکن آج ہمارے دور میں تقریباً بہت سارے لوگوں کی سوچ یہ ہے کہ آنکھوں اور دل کا پردہ ہونا چاہئے۔

نعوذ باللہ آنکھوں اور دل کا پردہ۔تو رحمت سے دوری کی علامت ہے۔
اللہ سبحانہ و تعالی قرآن پاک میں آنکھوں اور دل کے پردے کی بارے میں فرماتے ہیں۔
ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔
خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَ عَلٰى سَمْعِهِمْ ؕ وَ عَلٰۤى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ٘ وَّ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ (سورۃ البقرۃ:۷)
" اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر اور ان کے کانوں پر مہر کر دی ہے اور ان کی آنکھوں پر پردہ ہے اور ان کے لیے بڑا عذاب ہے۔"
آنکھوں اور دل پر پردہ نہیں بلکہ ان میں حیا ہونی چاہئے اور حیا کے ساتھ ساتھ خود کو ہر ممکن کوشش سے فتنوں سے بچانا چاہیے۔
مگر عنایا اس سب سے لاعلم تھی۔ اگر اسے پردے کے بارے میں تفصیل سے پتہ ہوتا تو وہ اس طرح ستائی نا جاتی۔
میٹرک پاس کرنے کے بعد چھٹیوں کی وجہ سے ابھی کالج میں داخلہ نہیں لیا تھا۔
رقیہ بی بی نے جب عنایا کی حالت دیکھی تو نظر انداز نہ کر سکی اور پوچھ ہی لیا۔پوچھنے پر وہ رونے لگ گئی اور سارا احوال سنا ڈالا۔ساتھ یہ بھی بتایا کہ پوری رات کیسے گزری۔ اب رونا اور بھی شدت پکڑ گیا تھا۔
" ماں میں ایسی نہیں ہوں سچی یہ سورت میرے ہاتھ میں ہے مجھے نہیں پتہ وہ کون تھا مجھے کیوں آواز دی"
شدید رونے کی وجہ سے عنایا کی حالت بگڑتی جا رہی تھی۔
"میری بچی گھبرا کیوں رہی ہو؟ میں ابھی پتہ کرتی ہوں کہ وہ بدتمیز کون تھا۔"

ساتھ والے محلے میں نئے لوگ آئے ہیں، شاید کرایے کے مکان میں رہتے ہیں، سنا ہے کہ انکا ایک جوان لڑکا دماغی لحاظ سے ٹھیک نہیں ہے ہر راہ جاتے کو یونہی مخاطب کرتا ہے۔

رقیہ بی بی نے عنایا کی گھبراہٹ سے بگڑتی ہوئی حالت دیکھ کر وقتی طور پر بات ختم کر دی۔

”عنایا باہر آ کر ناشتہ کر لو“

بانو عنایا کی بڑی بہن تھی جو اس سے ایک سال ہی بڑی تھی۔

عنایا کو کھانے کے لیے بلانے آئی تھی مگر جب اس کی سوجھی ہوئی آنکھوں میں غصہ دیکھا تو کندھے اچکاتے ہوئے باہر چلی گئی۔

”عنایا ابھی تک ناشتہ نہیں کیا اب کیا پریشانی ہے؟ میری بات ہوگئی اس سے ابھی میں باہر نکلی تو سامنے سے گزر رہا تھا میں نے پوچھا تو کہتا وہ تو میں پیچھے سے آتے ہوئے ایک لڑکے سے مخاطب ہوا تھا۔“

عنایا نے رقیہ بی بی کی بات سن کر ٹھنڈا سانس ہوا میں خارج کیا۔ اور رب العالمین کا دل اور زبان سے شکر ادا کرنے لگی۔

”شکر اللہ کا۔ ویسے اس بدتمیز نے مجھے ہی بلایا تھا کیونکہ اس وقت وہاں کوئی نہیں تھا اور دوسرا لڑکا تو بعد میں پاس سے گزرا تھا۔“

اچھا خیر جان تو چھوٹی۔اور پھر وہ خود پر ہی ہنسنے لگی کہ کمال ہے عنایا۔ بات کچھ بھی نہیں تھی اور رات کا اپنا برا حال کر لیا۔یہ سوچ ہی رہی تھی کہ رقیہ بی بی نے پھر ناشتے کے لیے آواز دی۔ تو فوراً سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

”ماں میں آتی ہوں،!بس ناشتہ بنا لوں بس پانچ منٹ“

عنایا کچن کے بالائی حصّے میں کھڑی رقیہ بی بی کی بڑھتی آوازوں کو روکنے کی کوشش کر رہی تھی۔

"ارے ناشتہ تو بنا ہوا ہے تم کیا بنا رہی ہو؟"

"اں میں نوڈلز بنا کر لاتی ہوں۔"

رقیہ بی بی پریشانی کے عالم میں پھر سے آواز لگا رہی تھی۔

" یہ لڑکی بھی نا بڑے سبق پڑھاتی ہے، اگر کہہ دو کہ ناشتہ بناؤ تو بناتی نہیں اگر خود بنا کر کھانے کے لیے آواز دو تو پھر کھاتی نہیں اپنا بنانے کا شوق چڑھ جاتا ہے،یہ لڑکی بھی میری سمجھ سے باہر ہے۔"

رقیہ بی بی عنایا کو دل ہی دل میں کوس رہی تھی۔

"ماں میں نوڈلز بنا رہی تھی،لو اب میں آگئی۔اب کرتے ہیں ناشتہ۔ میری پیاری اماں جب بھوک لگی ! ہوتی ہے ناں تو تیری بہت یاد آتی ہے"

عنایا مسکے نا لگاؤ بیٹا۔ مجھے پتہ ہے تجھے کب میری یاد آتی ہے۔ چلو اب "پہلے پیٹ پوجا فیر کام دوجا"اور کھانے کی طرف اشارہ کیا۔

"ماں ایک بات کہوں اس خبیث نے مجھے ہی آواز دی تھی اب اس نے آپ سے جھوٹ بولا ہے۔"

عنایا کی بات پر رقیہ بی بی نے عنایا کی رات بھر کی سرخی مائل آنکھیں دیکھی تو بات کو اگنور کرتے ہوئے اسے کھانے کا اشارہ کیا۔

"عنایا بیٹا ایسی باتوں کو زیادہ نہیں سوچتے۔ خیال بھی آئے نا تو بیٹا ایسا خیال جھٹک دیتے ہیں۔ اور ہاں میں بتا چکی ہوں نا کہ دماغی لحاظ سے مکمل طور پر ٹھیک نہیں ہے۔"

" اچھا ماں کوشش کروں گی کہ اس خبیث کا سوچ کر میرا دل نہ جلے۔ بدتمیز نے میری پوری رات کا سکون برباد کر دیا"۔

عنایا کے چہرے پر ابھی بھی وحشت تھی کہ اگر وہ سامنے ہو تو دو تین تھپڑ اسکے منہ پر رسید کر دے۔

دن گزرتے گئے،کالج میں داخلہ ہو چکا تھا اور کلاسز بھی شروع ہو چکی تھیں۔ مگر وہ اجنبی شخص مسلسل عنایا کی تاک میں ہی رہتا جب عنایا نے ایسا محسوس کیا تو ایک دن دل میں ہی ارادہ کر لیا کہ اب وہ اسکا منہ توڑے گی۔

اسی سوچ میں گم عنایا اکیڈمی سے واپس آتے ہوئے رستے میں تھی کہ اچانک وہ سامنے آ گیا عنایا بھی اپنے غصے پر قابو نہ رکھ سکی۔

"بدتمیز کیا تکلیف ہے تمھیں تیری بہن نہیں ہے کیا۔جو میرے پیچھے چکر لگاتے ہو۔ تم مجھے اچھے سے جانتے نہیں ہو سمجھے تم۔آئندہ اگر ایسا کیا ناں تو پھر اپنی خیر منا لینا۔ !"

غصے سے سرخ آنکھیں اسکی طرف نکالتے ہوئے عنایا گھر آ گئی۔

دو دن جب سکون رہا تو دل ہی دل میں خوشی ہوئی کہ اچھا ہوا اب نصحیت ضرور پکڑے گا۔

"لیکن نصحیت وہی پکڑتے ہیں جو نصحیت لینا چاہیں یا جنکے اندر تھوڑی سی بھی خدا خوفی ہو مگر جو طاغوت کے غلام ہوں وہ کہاں نصحیت پکڑتے ہیں"

کچھ ہی دنوں بعد پھر سے معمول ہی بن گیا وہ عنایا کی تاک میں رہتا، بولتا کچھ نہیں تھا مگر خراب نظروں سے دیکھتا اور مسکرا پڑتا۔

عنایا کا دل کبھی بھی اسکی طرف مائل نہیں ہوا تھا۔ بلکہ اسکے دل میں غصہ اور نفرت کے جذبات ہی ابلتے رہتے تھے، سمجھ نہیں آتا تھا کہ آخر یہ پیچھے ہی کیوں پڑ گیا ہے۔ دماغ نہیں ٹھیک، پاگل ہے تو سڑک پر اور بھی تو لڑکیاں ہوتی ہیں انکو بھی تنگ کرے۔

مگر اس نے ایک بات نوٹ نہیں کی تھی کہ باقی سڑک پر جو لڑکیاں ہوتی تھیں ان میں سے بہت زیادہ عبائے میں ہوتی اور کچھ نقاب میں ہوتی تھیں۔ اور عنایا نا عبائے میں ہوتی تھی اور نا نقاب میں۔ اور پھر رب کا دیا ہوا حسن بھی ایسا تھا کہ اچھا بھلا انسان نظر نہیں ہٹا پاتا تھا یہ تو پھر عقل سے خالی مرد تھا۔

کالج میں بھی عنایا کا ایسی بہت سی لڑکیوں سے واسطہ پڑا، فتنوں کے دور میں چاروں طرف ایسے واقعات روبرو تھے۔

مگر اس نے کبھی ایسی باتوں پر دھیان نہیں دیا تھا، بلکہ جس کسی کا پتہ چلتا کہ فلاں لڑکی کسی افیئر میں مبتلا ہے تو اسے بچانے کی ان تھک کوشش کرتی۔

ہر ایک کو الگ کر کے سمجھاتی کہ

" دیکھو یہ پیار ویار کچھ بھی نہیں ہے یہ صرف ایک دھوکہ ہوتا ہے جو معصوم دلوں کو دیا جاتا ہے ایسے لوگ پیار کرنے کے لیے نہیں اپناتے بلکہ وہ تو استعمال کرنے کے لیے ایسا کرتے ہیں پیار کے نام پر دھوکہ ہوتا ہے اور کچھ نہیں۔"۔

مثالوں سے بھی سمجھاتی کہ یہ ناجائز محبت حقیر اور نقصان دہ کیسے ہوتی ہے۔

ایک دن گروپس کی چند لڑکیاں بیٹھی اسی موضوع پر بحث کر رہی تھیں تو ان میں سے ایک نے کہا

"عنایا صحیح الفاظ سے سمجھا سکتی ہے۔"

عنایا کچھ دیر خاموش رہی اور پھر سیدھی ہو کر بیٹھ گئی۔

"آپ مجھے بتائیں ؟"

عنایا نے بات سوالیہ انداز سے شروع کی تاکہ انکو مینٹلی طور پر اپنی طرف متوجہ کر سکے۔

"جب ہم کسی شاپ پر جاتے ہیں تو شیشے میں بند پڑی آرٹیفیشل جیولری کتنی پیاری لگتی ہے نا اور پھر وہ جتنی بھی مہنگی ہو ہم اپنی پسند کی وجہ سے ہر ممکن کوشش کرتے ہوئے وہ چیز خرید لیتے ہیں۔

رائٹ؟

لیکن پھر ہم کیا کرتے ہیں؟

جب وہ جیولری ہماری ملکیت میں آجاتی ہے تو پھر کیا کرتے ہیں ہم؟"

عنایا کے سوال پر سب لڑکیاں خاموش بیٹھی عنایا کو سوالیہ نظروں سے دیکھتی رہیں۔

"اوکے میں بتاتی ہوں کہ اس چیز کے ساتھ ہمارا ردّ عمل کیا ہوتا ہے؟

یہی نا کہ جب ہمارا دل کیا تب ہی ہم نے یوز کرنا ہوتا ہے اس چیز کو؟

ورنہ وہ چیز بند ڈبیا یا الماری کے کسی خانے میں پڑی رہتی ہے ہم اسے کسی کو دیتے ہیں اور نہ ہی خود پہنتے ہیں۔

اور جب وہ ناکارہ ہو جاتی ہے اپنی خوبصورتی اور چمک کھو دیتی ہے تو تب ہم کیا کرتے ہیں؟

تب ہم اسے اٹھا کر کوڑے والی ٹوکری میں پھینک دیتے ہیں۔ تب ایک بار بھی نہیں سوچتے کہ یہ جب لی تھی تو کس شوق، کس پیار اور اپنی پسند کی وجہ سے کتنی بحث کر کے ریٹ مناسب کروا کر لی تھی۔

نہیں ! ہم ایسا کچھ بھی سوچتے ہی نہیں ہیں۔

کیوں نہیں سوچتے؟ کیونکہ ہمارا دل کیا تو ہم نے لے لی۔

اب ہمارا دل نہیں کیا، جب ہمارے کام کی نہیں رہی تو ہم نے پھینک دی ایسے ہی ہوتا ہے نا ؟"

سب لڑکیوں نے ان باتوں کو مانتے ہوئے سر اثبات میں ہلائے۔

"اب ہم آتے ہیں اصل موضوع کی طرف!

اسی طرح یہ چند دنوں کی خوشیوں سے بھری حقیر اور ناجائز محبت ہوتی ہے۔ جب تک ہم لڑکیاں محفوظ شیشے میں بند ہوتیں ہیں نا۔یعنی اپنے والدین اپنے بھائیوں کی حفاظت میں ہوتیں ہیں۔

تو باہر کھڑے ہر بے ادب انسان کو بہت پُر کشش لگتی ہیں۔ راہ گزرتے ہر انسان کو پیار ہو جاتا ہے ہم سے۔ یعنی عام معنوں میں یہ کہ ہر کوئی پیار کا دعوی کرنے والا بن جاتا ہے۔ پہلی ہی ملاقات میں ساتھ جینے مرنے کی قسمیں تک کھا لی جاتیں ہیں۔

لیکن جب ہم نازک لڑکیاں بہک کر محفوظ حفاظت سے نکل کر کسی اجنبی شخص کے اختیار میں آ جاتی ہیں تو تب پھر ہمارے مالک کوئی اور بن جاتے ہیں افسوس کے جنکو ہم نے خود اپنی نا سمجھی سے چنا ہوتا ہے۔

پھر انکو ہمارا خیال تب ہی آتا ہے جب انہوں نے اپنا مطلب پورا کرنا ہو۔

نہیں تو ہمیں ایک کونے میں قید رکھا جاتا ہے، ہم سے بھروسہ بھی انکا اٹھ جاتا ہے پھر یہ باتیں سننے کو ملتی ہیں کہ جیسے میرے پیچھے چل پڑی تھی ایسے کسی اور کے پیچھے بھی چل پڑو گی۔

پھر ان کو ہم نازک جانوں کی پرواہ نہیں رہتی بلکہ انکو تو تب اپنی عزت کی پرواہ ہوتی ہے۔

ہماری سچی محبت کی بھی پھر کوئی قیمت نہیں رہتی۔

زندگی عذاب لگنے لگتی ہے۔

اور اگر ہم انکی نہ مانیں تو کیا ہوتا ہے ؟

ظلم و ستم اور طعنے۔نہ ہم ادھر کی اور نا ہم ادھر کی رہتی ہیں۔

اس لیے احتیاط بہتر ہے کیونکہ بعض پچھتاوے جان لیوا بن جایا کرتے ہیں "۔

وہ ایسا لڑکا نہیں ہے۔کیا تھا تو وہ خود کشی کرنے پر تُل گیا تھا۔ ignore پتہ ہے میں نے اسکو

وہ ایسا بالکل بھی نہیں ہے۔
عنایا اتنی دیر سے ہر ممکن کوشش سے سمجھ رہی تھی مگر گروپ میں بیٹھی ایک لڑکی حبہ نے چند لفظوں سے عنایا کی گھنٹے کی تقریر کو ضائع کر دیا،عنایا سمیت باقی لڑکیاں بھی حبہ کا منہ ہی دیکھتی رہ گئی۔
”اور بتاؤ تم نے تجربہ کیا ؟ تم اس سب سے گزری ہو کیا؟ جو اتنے وثوق سے اتنی سمجھداری والی باتیں کر رہی ہو۔“
حبہ کے اچانک ایسے سوال پر عنایا یک دم چونک گئی۔
”میں نے کبھی ایسا سوچا بھی نہیں اوکے اس حرام خوری میں میں نہیں پڑتی۔اللہ مجھے بچائے آمین۔“
عنایا کے زخموں کو جیسے کسی نے ادھیڑ دیا ہو مگر غیر محسوس طریقے سے عنایا نے حبہ کو جواب دیتے ہوئے اپنا رخ دوسری طرف موڑ لیا۔
حبہ نے ایک زور کا قہقہہ لگایا تو وہ واپس چہرہ موڑ کر حیرت سے حبہ کا چہرہ دیکھنے لگی۔
”اسی لیے اتنی مضبوط مثالیں دے رہی تھی ناں تم عنایا ؟ تم کیا جانو اس پیار کو یہ کیا نہیں جاتا یہ تو بس ہو جاتا ہے۔اور یہ اپنے بس کی بات نہیں ہے،جب پیار ہو جائے نا تو دل پر اختیار نہیں رہتا۔“
” حبہ! یہ تمھارے نفس کی خواہش ہے جسے تم نے سر چڑھایا ہوا ہے،اور اس نفس میں شیطان ہے۔ نفس ہمیشہ برائی کو خوشنما کر کے دکھاتا ہے“۔
” کل کو یہ نفس کہے گا کہ چھوڑ دے اپنے والدین کو تو چھوڑ دو گی کیا؟ کیونکہ آپکو اپنے دل پر اختیار جو نہیں ہے نا۔“
عنایا کو شدید غصہ آیا مگر جذب کرتے ہوئے ٹھہر ٹھہر کر بول رہی تھی۔
”اور ایک بات حبہ ! آپکا اپنے دل پر ہی صرف اختیار نہیں ہے نا باقی تو ہر چیز پر اختیار ہے نا ؟“

”! میں سمجھی نہیں“

حبہ لاعلمی کے تاثرات چہرے پر سجائے سوالیہ نظروں سے سامنے بیٹھی عنایا کو دیکھنے لگی۔

” آپکا اختیار اپنے دل پر نہیں، مگر آپکا اختیار اپنی آنکھوں پر تو ہے نا ؟ اسے جھکا لو،اسے پاک رکھ لو۔

جہاں فتنوں کا اندیشہ ہو وہاں نظریں تو کیا چہرہ ہی نا اٹھاؤ۔

اس رستے کو چھوڑ دو جہاں فتنہ موجود ہے۔

آپکا اپنے ہاتھوں پر تو اختیار ہے نا ؟

موبائل فون کو نہ غلط استعمال کرو۔

آپکا اپنے پاؤں پر تو اختیار ہے نا؟

برائی کی طرف چل کر نہ جاؤ۔

حبہ بس ایک کام کر لو۔

ہمت کر کے اپنے ظاہری سب اعضاء کو کنٹرول میں کر لو۔ باقی باطن میں جو دل ہے نا وہ خود ہی اختیار میں آ جائے گا کیونکہ ”جب ہم برائی سے بچنے کی کوشش کرتے ہیں نا تو اللہ ہماری مدد کرتے ہیں“۔

عنایا کے اندر تڑپ تھی کہ وہ حبہ کو اس ناجائز محبت کی تلخ حقیقت سے گزرے بغیر ہی اس بھیانک حقیقت سے روشناس کرا دے اور حبہ کے ضمیر کی آواز کو مدھم نہ ہونے دے۔

عنایا ظاہری اعضاء سے بھی تو سارے کام دل ہی کرواتا ہے نا؟

تیری فلسفی کے کیا کہنے ویسے۔واہ واہ“

” جہنوں نے نہ ماننا ہو وہ نہیں مانتے چاہے کچھ بھی ہو جائے ایسے لوگ چوٹ کھا کر ہی پلٹتے ہیں پہلے نہیں“۔

حبہ کی ایسی طنزیہ بات پر عنایا کے دل سے نکلے کچھ الفاظ دماغ تک آئے مگر زبان پر ایسے الفاظ لانے سے وہ اجتناب کرگئی اور وہاں سے اٹھنے ہی لگی تھی لیکن حبہ نے بازو سے پکڑ کر پھر سے بیٹھا لیا۔ کدھر جا رہی ہو اب۔ میڈم ؟

"سنو ایسی بات بچوں کی سمجھ میں نہیں آتی۔عنایا بیٹا سوچا نہ کرو اتنا۔ابھی تو تم خود بچی ہو۔ آئینے میں ذرہ اپنی معصوم شکل تو دیکھنا۔

اور ہاں جاتے جاتے میری بھی ایک نصیحت پر عمل کرنا۔

" خود کو سنبھال کر رکھنا یہ نا ہو دوسروں کو بچاتے بچاتے خود پھسل جاؤ کیا ہے نا کہ تمھاری یہ جو صورت ہے۔کسی کا بھی اس پر دل آ سکتا ہے اور تمھاری آواز تو سحر زدہ کر دیتی ہے۔

کسی اجنبی کے سامنے جانے اور بات کرنے سے خود اجتناب کرنا۔"

یہ کہہ کر حبہ نے بیگ اٹھایا اور وہاں سے چلی گئی اور عنایا وہیں بت بنے بیٹھی حبہ کو جاتے دیکھتی ہی رہ گئی۔

نماز پڑھنے کے بعد وہ وہیں دیوار سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئی

یونہی آنکھیں بند کیں حبہ کی باتیں دماغ میں گھومنے لگیں۔

آج بے چینی ایسی تھی کہ دل کو نماز پڑھ کر بھی کہیں سکون نہیں مل رہا تھا۔ جلدی سے اٹھ کر ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے آ کھڑی ہوئی۔

آج پہلی بار وہ غور سے اپنے چہرے کا جائزہ لے رہی تھی۔

" آنکھوں میں کشش، سفید چہرہ گلابی ہونٹ،کمر تک لٹکتے سیاہ بال اور پھر اوپر سرخ دوپٹہ"۔

اپنے ہی حسن کی کشش نے ایسا جھٹکا لگا کہ وہ جلدی سے شیشے کے سامنے سے ہٹ گئی۔

دل بے چین ہونے لگا،دل کی کیفیت سمجھ نہیں آ رہی تھی۔
آج سکون نہیں تھا آج حبہ کی باتیں اور اپنی خوبصورتی آنکھوں کے سامنے جھلملا رہی تھی۔

سونے کی کوشش کی تاکہ نیند آ جائے۔ مگر نیند آنکھوں سے کوسوں دور پا کر بیڈ سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئی اور رقیہ بی بی کے موبائل پر گانے لگا کر سننے لگی شاید اسی سے سر درد ختم ہو جائے۔
" بالکل اسی طرح جیسے آج ہماری نوجوان نسل موسیقی کو روح کی غذا کہتی ہے حالانکہ موسیقی تو نفس کی غذا ہے اور شیطان کی آواز ہے۔
روح کا سکون،روح کی غذا تو کلام اللہ میں ہے تلاوتِ قرآن میں ہی دلوں کا سکون ہے۔
" افسوس کہ آج ہم نماز بھی جلدی سے پڑھتے ہیں پھر سے اللہ کی ناراضگی کا کوئی کام کرنے کے لئے۔ ڈرامے، فلمیں اور بے حیائی کے سین دل لگا کر دیکھتے ہیں اور پھر زمین پر ٹکریں مارنے کے جیسے چار سجدے کر کے خود کے گلے میں بہترین نمازی کا ٹیک لٹکا لیتے ہیں۔"
عنایا کا بھی یہی حال تھا قرآن کو بس کبھی کبھار پڑھ لینے کو ہی کافی سمجھا ہوا تھا۔ نماز پڑھ لیتی تھی، نماز کا ترجمہ نماز کے خشوع کا کوئی علم نہیں تھا۔
عربی میں رٹا لگائی ہوئی نماز پڑھ کر بس پھر فارغ۔
پتہ ہی نہیں تھا کہ عربی میں جو پڑھ رہی ہے وہ حقیقت میں کیا ہے۔
آج دل کی حالت عجیب تھی۔
دل کے کسی کونے سے آواز آئی" میں اپنا چہرہ سب کو کیوں دکھاؤں"۔
میں اپنی سب سے خوبصورت چیز چھپا کر رکھتی ہوں تو میں خود کو کیوں سب کے سامنے نمایاں کروں۔

پاس پڑی کالے رنگ کی چادر اٹھا کر چہرے کے گرد حجاب کی صورت میں لپیٹ لی۔ مگر کالی چادر میں سفید چہرہ تو چاند کی طرح اور بھی زیادہ کھلنے لگا۔

پھر ایک پلو اٹھا کر چہرے پر نقاب کی صورت میں رکھا تو دل میں ایک عجیب سا سکون محسوس ہوا۔

یہ تھا سکون قلبی سکون۔کیونکہ ضمیر یہی کرنے کے لیے ہی تو جھنجھوڑ رہا تھا مگر وہ اس سے بے خبر تھی۔ اللہ کے احکام چپکے سے اسکی زندگی میں شامل ہو رہے تھے۔ مظبوط عمل وہی ہوتا ہے جو یکدم نہیں بلکہ سٹیپ وائز کیا جائے اور عنایا نے بھی اب دوپٹے کو چھوڑ کر عبائے سے پہلے چادر کا انتخاب کیا تھا۔

وہ اپنی اسائنمنٹ پر نظریں جمائے خیالوں کی دنیا میں مگن تھی لیکن جیسے ہی نظر بلیک کلر سے لکھی ہوئی دو لائنز پر پڑی تو یکدم سیدھی ہو کر بیٹھ گئی۔

"جو بری صحبت میں بیٹھتے ہیں ناں،ان کی سوچ کبھی اچھی نہیں ہوتی"۔

فائل پر اپنے ہی ہاتھوں سے لکھے ہوئے الفاظ پر نظر پڑی تو جیسے کرنٹ لگا ہو۔

"نہ بابا میں نہیں حبہ کے ساتھ بیٹھتی"۔

حبہ کی باتیں ذہن میں ایک بار پھر سے گھومی تو توبہ استغفار کرنے لگی اور پھر خود سے بڑبڑاتے ہوئے لیٹتے ہی نیند کی وادیوں میں گم ہوگئی۔

وہ سوئی ہوئی بھی ہمیشہ نرم نازک سی لگتی تھی جو کم سنی کی عمر میں ہی بہت ذہین بن گئی تھی۔ اتنی عمر نہیں تھی جتنے زندگی سے سبق سیکھ لیے تھے۔

صبح کو اذان سے پہلے اٹھنا معمول تھا۔

زندگی میں ہونے والے کچھ حادثات انسان کو رب کے اتنا قریب کر دیتے ہیں کہ پھر نا تنہائی سے ڈر لگتا ہے اور نا ہی رات کے اندھیرے میں اٹھ کر رب کے سامنے بیٹھ کر گڑگڑانے سے۔

"اللہ تعالیٰ جی میں آپ سے دعا کرتی ہوں کہ مجھے ہر آفت سے محفوظ رکھنا یہ دنیا بہت بری لگتی ہے"۔

اندھیرے میں بیٹھی جائے نماز پہ وہ رب کو پکار رہی تھی اپنے نرم و نازک ہاتھوں کو اٹھا کر اس آسمانوں کے پار رب کو صدائیں دے رہی تھی جو کسی کی پکار کبھی رد نہیں کرتا۔ جہاں سارے اپنی آرام گاہوں میں آرام فرما رہے ہوں۔

وہاں جب کوئی اللہ کا بے بس بندہ رات کی سیاہی میں دعاؤں میں نور مانگ رہا ہو تو وہ رب اسے اندھیروں سے نکالتا ہے،کیونکہ وہ بندہ اندھیرے میں روشنی کا طالب بن کر رب کے حضور سربسجود ہوتا ہے۔

پھر وہ رب روشنی مہیا کرتا ہے مگر وہ روشنی ہر کسی کو بغیر قیمت کے نہیں مل جاتی۔

"جیسے بغیر بجلی کے لائٹ آن نہیں ہوتی"۔

ایسے ہی اللہ کی معرفت،محبت، بصیرت کو پانے کی قیمت ادا کرنی پڑتی ہے اور وہ قیمت اکثر محبوب چیز کی قربانی ہوا کرتی ہے

فرمان الٰہی۔

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ۚ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَیْءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِیْمٌ (سورۃ آل عمران ۹۲)

" جب تک تم اپنی پسندیدہ چیز سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہ کرو گے ہرگز بھلائی نہ پاؤ گے، اور تم جو خرچ کرو اسے اللہ بخوبی جانتا ہے"

اور جہاں بجلی کے بغیر روشنی کی بات ہے، وہ بجلی یعنی آزمائش پر صبر اور ثابت قدمی سے توکل علی اللہ کہہ کر مایوسی سے بچنا ہے۔" جیسے کرنٹ روشنی کو چھوڑ دے تو روشنی ختم ہو جاتی ہے اور اگر روشنی کرنٹ کو چھوڑ بھی دے تو کرنٹ محتاج نہیں ہوتا روشنی کا۔بلکہ روشنی محتاج ہے کرنٹ کی"۔

وہ معمولی آزمائشوں سے گزر چکی تھی۔ وہ مخلص ہونے کی بھر پور کوشش کر رہی تھی اسکی آزمائش اسکے لئے نعمت بن گئی تھی کیونکہ اسے تہجد کے وقت گڑگڑانے کی توفیق جو مل گئی تھی۔

مگر ابھی اصل امتحان باقی تھا۔ اور وہ امتحان تھا"گمراہی سے اجالے کا سفر"

" روشنی تک آنے کے لیے اندھیروں سے گزرنا پڑتا ہے اور اکثر اوقات اندھیروں سے گزرتےوقت انسان بہت ساری چیزوں سے ٹکرا کر زخمی بھی ہو جاتا ہے۔"

ابھی عملوں کو بدلنا تھا اور" اصل آزمائش تب آتی ہے جب انسان اپنے عمل اللہ کے احکام کے مطابق ڈھلتا ہے۔تب ہی اپنے اور بیگانے آزمائش بنتے ہیں"

وہ تہجد کی پابند ہوتی جا رہی تھی تنہائی میں رب سے باتیں کرنے کا شوق بھی بڑھتا جا رہا تھا لمبے قیام اور سجدے کرنا عادت بنتی جا رہی تھی۔

انسان میں اچھائی،برائی دونوں ساتھ ساتھ ہوتیں ہیں۔

وہ اچھے خاندان سے تعلق رکھتی تھی۔

دو بہنیں تھیں عنایا سب سے چھوٹی،اور پھرتیلی تھی۔ غصے کی انتہائی تیز تھی۔کوئی بھی بات اپنے خلاف نہیں سنتی تھی۔ مگر جس سے دوستی ہو جاتی اسکی سخت سے سخت بات بھی آرام سے سہہ جاتی اور یہی عنایا کی سب سے بڑی کمزوری بھی تھی۔جو اسے خود نہیں پتہ تھی۔

آج وہ اپنے کالج کے دوپٹے کے ساتھ ایک سٹولر بھی لے کر آئی تھی سٹولر چہرے کے گرد حجاب کی صورت میں سیٹ کیا ہوا تھا وہ خود کی خوبصورتی کو واضح نہیں کرنا چاہتی تھی۔

"واہ کیا بات ہے میڈم نے سٹولر بھی اوڑھ لیا"

حبہ قہقہہ لگاتے ہوئے پاس آ کر کھڑی ہوگئی لیکن جب عنایا کی طرف سے کوئی جواب نہیں پایا تو وہیں پر نیچے بیٹھ گئی۔

"اچھا عنایا یار اب تو آپ ملتی ہی نہیں ہو ایسے دور رہتی ہو مجھ سے۔جیسے مجھ سے بدبو آتی ہو"

عنایا اپنی گردن جھکائے اسائمنٹ بنانے میں مصروف تھی مگر حبہ کے الفاظ پر ناگواری ظاہر کرتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"عنایا یار تم بھی نا ! تم میری دوست ہو۔ تم بس میری پرسنل لائف میں انٹر فیئر نہ کیا کرو، تمہیں پتہ ہے؟میں تمھاری وجہ سے دو دن اپ سیٹ رہی۔

"میں تمہاری لائف میں انٹر فیئر پسند نہیں کرتی ہوں حبہ۔"

غصے کی شدت سے عنایا کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ حبہ نے عنایا کو شدید غصے میں پہلی بار دیکھا تھا اور حیران رہ گئی۔"اتنی نرمی سے بات کرنے والے لوگ اتنے سخت بھی ہوتے ہیں"؟

"ہاں ہوتے ہیں نا کچھ ایسے لوگ۔جنکی نرمی کا کوئی زیادہ ہی فائدہ اٹھانے لگے۔

اور سنو۔!

"خوشی دھوکہ ہوتی ہے تتلی سے بھی ہلکے پَر ہوتے ہیں خوشی اور لبوں کی مسکراہٹ کے"۔

یہ خوشی کے لمحات یوں تتلی کے اڑنے کی مانند غائب ہو جاتے ہیں۔ اور خوشی بھی وہ جو ناجائز اور صرف خواہشات پر مبنی ہو۔تم جس خوش فہمی میں ہو ناں حبہ۔وہ کچے رنگ کی طرح ہے۔ وہ رنگ کب پھیکا پڑ

کر ختم ہو جائے اور تمیں پتہ بھی نہیں چلے گا۔پھر تلاش کرتی بھی رہو گی نا تو ڈھونڈ نہیں پاؤ گی۔ یہ بددعا نہیں حبہ۔یہ بس کچھ میرے الفاظ ہیں جو آپکو بھٹکانے سے بچانے کے لیے ہیں۔

ایک منٹ کے لیے اسے اپنا ماضی یاد آیا مگر فوراً ماضی کا خیال جھٹکتے ہوئے وہاں سے جانے کے لیے اٹھ گئی لیکن پھر دو قدم چل نم آنکھوں سے پیچھے دیکھ کر رک گئی۔

اور سنو۔!! حبہ!

"دکھ پہاڑ کی طرح ہوتے ہیں,جہاں تخلیق ہوں وہیں جم جاتے ہیں، دکھ اپنے اثرات سالوں تک بلکہ زندگی کے آخری لمحات تک نہیں بھولتے"۔

عنایا کا غصہ فوراً سے غائب ہو چکا تھا اب اس غصے کی جگہ نرمی اور دکھی لہجے نے لے لی تھی۔

"لگتا ہے تیرا دماغ خراب ہوا ہے۔پتہ نہیں کیا کہے جا رہی ہو۔"

حبہ ہر بار کی طرح عنایا کی باتیں سن کر ایسا ہی کرتی۔

آج بھی بدتمیزی سے بولتے ہوئے وہاں سے چلی گئی۔

دماغ واقعی اس نے خراب کر دیا ہے اب یہ اسائنمنٹ اُف اللہ وہ ماتھے پر ہاتھ رکھ کر حبہ کو کوس رہی تھی۔

♥ ♥ ♥ ♥ ♥

چھٹی ہوئی تو وہ وین کے انتظار میں گیٹ سے باہر کھڑی ہوگئی۔ کافی دیر انتظار کرنے کے بعد بھی جب وین نہیں آئی تو نقاب میں لپٹی تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے سڑک عبور کرنے لگی۔ اللہ آج تو ظہر کی نماز بھی قضا ہو جانی ہے اسی پریشانی میں سورج کی تپش میں چلتے ہوئے بار بار ماتھے سے پسینہ صاف کر رہی تھی۔

وہ واقعی وجیہہ شخصیت کی مالک تھی۔

دنیاوی معاملات کو اپنے اوپر سوار نہیں کرتی تھی۔ جو مسئلہ پیش آتا اس مسئلے کو حل کرنے کا فن تھا اسے۔

دل میں کہر بھی مچا ہوتا تو بھی بظاہر چہرے سے پر سکون نظر آتی تھی۔

چلتے چلتے اچانک نظر کالج کے سائیڈ سڑک کے پار کنارے پر کھڑے اسی لڑکے پر پڑی جس کو ایک بار وہ ڈانٹ بھی چکی تھی۔

نظر پڑتے ہی عنایا کی ٹانگیں کانپنا شروع ہوگئیں۔

خدایا یہ یہاں کیا کر رہا ہے۔ اس لڑکے کے ذہنی توازن ٹھیک نہ ہونے کی وجہ سے عنایا کو ڈر تھا کہ وہ راستے میں کوئی نقصان نہ پہنچا دے

"عنایا تیری کسی دوست کا فون ہے دیکھو تو کس کا ہے۔"

وہ مغرب کی نماز سے فارغ ہوئی ہی تھی کہ بانو فون کان کو لگائے کمرے میں داخل ہوئی۔

لاؤ دو میں دیکھتی ہوں۔

السلام و علیکم

"میں رمشہ ہوں عنایا کیسی ہو؟اوہ تم رمشہ؟کیسی ہو اور کالج کیوں نہیں آ رہی ؟"

سوال کے بدلے سوال۔

"میری طبعیت ٹھیک نہیں تھی اس لیے۔"

"کیا ہوا تمھیں میڈیسن لی؟

آرام کیا ؟ اپنا خیال رکھا کرو۔

کچھ کھا پی بھی لیا کرو۔"

عنایا ایک ہی سانس میں بولے جا رہی تھی۔

"اوکے اوکے بابا ریلیکس۔ مائی ڈیئر میں اب ٹھیک ہوں۔ اچھا اب زیادہ بولنا بھی نہیں آرام کرو اللہ حافظ "

دوسری طرف رمشہ رکو رکو کہتی ہی رہ گئی۔

اور عنایا نے کال کاٹ دی۔

ہمیشہ کی طرح جذباتی لڑکی، دوسروں کے معاملے میں سیریس رہنے والی وہ رب سے اب دعائیں مانگنے لگی۔

"، اللہ شفا دے میری دوست رمشہ کو" ہاتھ اٹھا کر دعا کی اور پھر اللہ اکبر کہتے ہوئے فون سائیڈ ٹیبل پر رکھ دیا۔

وہ جانتی تھی کہ اور کچھ دیر بات کی تو پھر باتیں ختم نہیں ہونی اس لیے بہتر یہی کہ خود ہی کال کاٹ دے۔

"عنایا کی بیسٹ فرینڈ رمشہ ہی تھی۔

رمشہ کافی اچھے مزاج کی تھی۔ مگر اسکے باوجود عنایا نے کبھی اپنی کوئی پرسنل بات رمشہ سے شیئر نہیں کی تھی۔

باتیں شیئر کرنے کے لیے اپنی ماں کو ہی دوست بنایا تھا۔

اور یہ بہت اچھی بات ہے کہ والدین اپنی اولاد کے ساتھ ایک دوست بن کر رہیں)۔ تاکہ ضرورت پڑنے پر اولاد اپنا ہر معاملہ اپنے والدین سے شیئر کرے خاص طور پر ماں سے۔، کیونکہ باپ پورا دن

گھر میں نہیں رہتا اور توجہ بھی اسی حساب سے دے پاتا ہے۔ جبکہ ماں گھر میں ہوتی ہے اور باپ کی نسبت بچے زیادہ ماں کے قریب ہوتے ہیں۔

تو ماں کی بہترین تربیت میں یہ بھی شامل ہونا چاہیئے کہ وہ اپنی اولاد خصوصاً بیٹیوں کے ساتھ دوستی اور محبت کا رشتہ رکھے۔

(اس طرح بہت سے قباحتوں سے نوجوان نسل محفوظ رہتی ہے)

♥♥♥♥♥

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بچو! سب تیار ہیں نا ؟

وہاں گراؤنڈ میں نظم و ضبط سے بیٹھنا ہے۔ اب آپ لوگ سکول یا کالج لیول کے سٹوڈنٹس نہیں ہو، یونیورسٹی لیول تک پہنچنے والے ہو اور بچوں والی حرکتیں بالکل بھی نہیں کرنی۔ وہاں پرنسپل اور کچھ باہر سے یونیورسٹیز کے ٹیچرز وغیرہ بھی آئے ہوئے ہیں تو شکایت کا موقع بالکل نہیں دینا آپ لوگوں نے! ٹھیک ہے؟"

"یس میم"

میڈم صباء سب سٹوڈنٹس کو تاکید کر رہیں تھیں۔ انسان بھلے جتنا بھی بڑا ہو جائے مگر دوستوں کے ساتھ مل کر شرارت کرنے سے باز نہیں آتا۔

عنایا کو یاد ہی نہیں تھا آج ایکٹویٹی ڈے ہے۔

" سٹوڈنٹس کو باشعور بنانے کے لیے کالج میں اکثر ایکٹویٹیز رکھی جاتی تھیں جس میں سٹاف ممبران اور باقی سٹوڈنٹس کے سامنے کوئی ایک سٹوڈنٹ کو کسی بھی من پسند موضوع پر لیکچر دینا ہوتا تھا تاکہ بچیوں میں خاص طور پر جو جھجھک پائی جاتی ہے وہ ختم ہو سکے۔

ٹاپک بہت آسان اور سٹوڈنٹس کی مرضی کے مطابق رکھا جاتا تھا"۔

اس بار بھی دوستی کے موضوع پر ٹاپک سلیکٹ کیا گیا تھا اور عنایا بے خبر تھی کیونکہ اس نے نوٹس بورڈ دیکھا ہی نہیں تھا اور ایسی چیزوں میں وہ دلچسپی بھی نہیں رکھتی تھی۔

ایکٹویٹی ڈے کا سن کر وہ خود پر افسوس کر رہی تھی کہ کاش آج چھٹی کر لیتی۔ آج کا دن تو ایسے بور ہی گزرنا ہے پڑھائی تو ہونی نہیں ہے۔

"یہ نیلم کہاں ہے ؟

ٹائم ہو گیا ہے اور یہ لڑکی ؟"

میم صباء اپنی کلائی پر بندھی گھڑی کو دیکھتے ہوئے پریشانی سے پوچھا۔

ایک لڑکی کی آواز آئی،"میم وہ آج نہیں آئی اسکی طبعیت خراب تھی شاید۔"

"یہ کیا بات ہوئی؟

کلاس میں واحد وہی تھی جس نے اس بار اس موضوع پر لیکچر دینے کی حامی بھری تھیں اور تیاری بھی ایک ہفتے سے وہی کر رہی تھیں ایسے کیسے لاپرواہی کر سکتی ہیں وہ۔

اب اس وقت بغیر تیاری کئے آپ میں سے کون سی سٹوڈنٹ یہ سب کر سکتی ہے ؟

میم صباء غصے اور پریشانی کے عالم میں کبھی کلائی پر بندھی گھڑی پر ٹائم دیکھتیں اور کبھی کلاس سے باہر۔

"آپ میں سے کون اچھا بول سکتا ہے ؟"

میم کی بات سن کر ساری کلاس کو جیسے سانپ سونگھ گیا۔

"دیکھیں بیٹا مشکل نہیں ہے عام سا موضوع ہے۔دوستی پر تو کتنا کچھ ہوتا ہے بولنے کے لیے۔"

اچھا کوئی نہیں بول رہا تو پھر میں خود ہی بتاتی ہوں۔

میم صباء پوری کلاس پر نظریں گھما رہی تھی۔

”عنایا۔ہاں عنایا بیٹا آپ۔آپ ہی کریں گی بیٹا۔آپ کافی ذہین ہیں۔آپ کر سکتی ہیں۔“

عنایا منہ نیچے کیئے ریلیکس بیٹھی تھی۔

اپنا نام سن کر یک دم چہرہ اوپر اٹھایا۔پہلے تو سمجھ نہیں آئی کہ واقعی اسی کا نام ہے یا اسے غلط فہمی ہوئی ہے۔

”عنایا بیٹا ایسے کیا دیکھ رہی ہیں آپ ؟“

میم صباء پھر سے عنایا کو یوں حیران دیکھ کر مخاطب ہوئیں۔

عنایا کی آنکھیں جو حیرانگی سے میم صباء کو تک رہی تھیں۔پوری کی پوری ایک دم کھل گئیں۔

جیسے کسی نے گلا دبا دیا ہو۔

”میم م م م مم مم میں۔ میں میں کیسے سٹیج پر جا کر سب کے سامنے بول سکتی سکوں گی؟

”عنایا کی زبان لفظوں کا ساتھ نہیں دے پا رہی تھی۔اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کیا وہ کہے۔

میم میں نے کبھی نہیں ایسے سب کے سامنے کچھ بھی بولا۔

”عنایا دیکھو بیٹا ! استاد کو پتہ ہوتا ہے کہ اسکا کونسا شاگرد کتنا قابل ہے۔“

آپ کر سکتی ہیں۔اسی لیے تو میں نے پوری کلاس میں سے آپکا نام ہی لیا۔

بیٹا ہو سکتا ہے یہ چناؤ اللہ کی حکمت سے ہو۔

اور مجھے یقین ہے کہ آپ بہت اچھے سے بول پاؤ گی اور موضوع بھی تو مشکل نہیں ہے جسٹ دوستی ہی کا تو ہے۔

ہر کسی کو پتہ ہوتا ہے کہ دوست کیسا ہونا چاہئے آپ خود کیسے دوستوں کو پسند کرتی ہیں۔ بیٹا بس یہی سب بتانا ہے!"

"ایک لمحے کے لیے سکول کی دوستی کا منظر یاد آیا مگر اسکے اندر کا ضمیر اسے بہت بری طرح سے جھنجھوڑ دیتا تھا۔انکو یاد کرنا بھی چاہتی تو اپنے ضمیر کے آگے اپنی خواہش کو ہر بار بے بس کر دیتی۔"

ان دوستوں کی دلکش تعریفوں سے وہ کیسے بہک گئی تھی اسے اچھے سے یاد تھا۔

میم میں بیان کیا کروں گی اور شروع کہاں سے کروں گی ؟

بیٹا آپ پہلے وہ دعا پڑھئیے گا جو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے مانگی تھی۔

پتہ ہے انکو بھی اچانک ہی حکم ملا تھا فرعون کے پاس جا کر اس کے سامنے اللہ کی واحدانیت بیان کرنے کا۔

تو موسیٰ علیہ السلام بھی گھبرا رہے تھے انہوں نے بھی ایسے کبھی کسی سے بات نہیں کی تھی۔

مگر پھر انھوں نے اللہ تعالی سے دعا مانگی اور اس دعا کی بدولت موسیٰ علیہ السلام بغیر اٹکے، بغیر ڈرے، اس جابر سرکش فرعون کے سامنے اللہ کا پورا پیغام پہنچانے میں کامیاب ہوگئے تھے۔

تو بیٹا موسیٰ علیہ السلام اس دعا کی برکت سے کافر فرعون کے سامنے اچھے سے بات کر سکتے ہیں تو آپ ہم مسلمانوں کے سامنے کیوں نہیں بول پائیں گی؟

دیکھنا ان شاءاللہ اس دعا کی برکت سے بہت سے دلوں پر اثر پڑے گا بالکل اسی طرح جیسے فرعون کے بلائے گئے جادوگروں پر اثر ہوا تھا اور وہ بول اٹھے تھے۔

"کہ ہم موسیٰ کے رب پر ایمان لائے"۔القرآن)

"بیٹا دعا ہتھیار ہوتا ہے تو جن کے پاس ہتھیار ہو پھر وہ ڈرا نہیں کرتے"۔

اور یہ دعا ہر اس وقت مانگیں جب آپ نے کسی سے بات کرنی ہو۔ چاہے وہ آپکے ماما بابا ہی کیوں نا ہوں۔

اور خاص طور پر پیپرز میں بھی یہ دعا پڑھیں تو بہت آسانی ہو جاتی ہے۔ اب عنایا بیٹا آپ گھبرایئے نہیں۔

جب آپ سٹیج پر جاؤ گے نا بیٹا تو آپکی زبان خود ہی لفظوں کا ساتھ دے گی۔ بالکل موسیٰ علیہ السلام کی طرح۔

اور یہ کتاب بھی لیں اس میں قرآن و حدیث کی روشنی میں دوستی سے متعلق بہت کچھ لکھا ہوا ہے کہ کس طرح کے دوستوں کا انتخاب کرنا چاہیئے"قرآن و حدیث کی روشنی میں

"جی میم۔"

"اوکے میرا بچہ اللہ آپ کو کامیاب کریں۔ چلیں اب پہلے ہی دیر ہو چکی ہے ٹائم نہیں ہے۔ اب جلدی سے آ جایئے گا۔ میں باہر ویٹ کرتی ہوں اور کلاس آپ سب نظم و ضبط کا خیال رکھنا اوکے۔"

میم صباء کلاس کی باقی سٹوڈنٹس کو باہر آنے کا اشارہ کرتے ہوئے خود بھی باہر جا کر بیٹھ گئیں۔

عنایا کو ایک پل کے لیے نیلم پر شدید غصہ آیا۔ مگر پھر اللہ تعالیٰ کی طرف اپنا دھیان کرتے ہوئے اللہ سے مخاطب ہوئی۔

"اللہ جی آپ میری مدد کریں گے نا؟

وہاں جا کر میں کنفیوز نہ ہو جاؤں۔"

شیطانی وسوسے کی وجہ سے ایک طرف انا آڑے آ رہی۔نیلم کا سوچ کر۔کہ اسکی جگہ میں کیوں جاؤں۔

اور دوسری طرف ضمیر کہہ رہا تھا کہ جاؤ اللہ پر بھروسہ رکھو۔یہ اللہ کا ہی فیصلہ ہو گا۔

واقعی میم نے صحیح کہا کہ پوری کلاس میں سے مجھے ہی چنا گیا ہے۔
میم صباء نے جو کتاب دی تھی اسے عنایا نے بسمِ اللہ پڑھ کر ایک لمبا سانس لے کر کھولا تو سامنے، پہلے ہی صفحے پر سورۃ طٰہ کی وہی آیات تھیں جنکے بارے میں ابھی میم صباء بتا کرگئی تھیں۔

)قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي طه:۲۵)

(موسیٰ علیہ السلام نے کہا اے میرے پروردگار! میرا سینہ میرے لئے کھول دے)

وَيَسِّرْ لِيٓ أَمْرِي ۲٦

اور میرے کام کو مجھ پر آسان کر دے۔

وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّن لِّسَانِي (۲۷

اور میری زبان کی گرہ بھی کھول دے۔

يَفْقَهُوا قَوْلِي (۲۸

تاکہ لوگ میری بات اچھی طرح سمجھ سکیں۔

دعا کے الفاظ کو دہراتے وقت ایک عجیب سا سکون محسوس ہوا جیسے کوئی اجنبی سی طاقت جسم میں آگئی ہو۔چہرے پر ایک اطمینان والی مسکراہٹ پھیل گئی۔

" اللہ جی آج آپ نے ہی مجھے پار لگانا ہے جیسے میم کے بقول موسیٰ علیہ السلام کو آپ نے تقویت دی تھی مجھے بھی دیجئے گا تاکہ میں سب کے سامنے آپکے الہام کئے ہوئے الفاظ بولوں۔ جنکی تاثیر سامنے بیٹھے انسانوں کے دلوں تک پہنچ جائے اور موسی علیہ السلام کے جادوگروں کی طرح یہ لوگ بھی خیر سمیٹ لیں۔"

عنایا کلاس روم میں کھڑی اوپر چھت سے پار رب کی ذات کو دل کی آنکھوں سے دیکھتے ہوئے پکار رہی تھی۔

باہر مائک میں عنایا کا نام پکارا جا رہا تھا۔

اور عنایا نے اپنے دل کی تیز ہوتی دھڑکنوں پر ہاتھ رکھا اور باہر جانے سے پہلے ایک بار پھر سے کتاب کو درمیان سے کھولا تو چہرہ حیرت سے دنگ رہ گیا سامنے جو آیات تھیں ایسے لگا کہ جیسے یہ آیات اسکے دل کی کیفیت کو محسوس کر کے اللہ تعالیٰ نے ابھی اسی وقت اتاری ہوں۔

وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيزِ الرَّحِيمِ (الشعراء:۲۱۷)

"اپنا پورا بھروسہ غالب مہربان اللہ پر رکھ"۔

الَّذِي يَرَاكَ حِينَ تَقُومُ (الشعراء: ۲۱۸)

"جو تجھے دیکھتا رہتا ہے جبکہ تو کھڑا ہوتا ہے"۔

"جسم میں ایک ایسی لہر سی دوڑی جس سے جسم کے رونگٹے کھڑے ہوگئے اور آنکھوں سے بے اختیار آنسو نکلے اور ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھر گئی۔ عجیب سا سکون ملا جیسے کسی نے اُسے کندھے پر تھپکی دی ہو اور کہا ہو کہ جاؤ تم اکیلی نہیں ہو بلکہ میں تمھارے ساتھ ہوں۔یقین رکھو تم کامیاب ہو جاؤ گی۔

"عنایا رب کے کلام سے ملنے والے جواب میں ایک بار پھر کھو سی گئی مگر جیسے ہی باہر مائیک میں پھر سے عنایا کا نام پکارا گیا تو وہ فوراً خیالوں کی دنیا سے باہر نکلی اور موسیٰ علیہ السلام کی دعا رب اشرح صدری" پڑھتے ہوئے پرسکون انداز میں کلاس روم سے باہر نکل گئی۔

السلام علیکم!

معزز اساتذہ کرام اور میرے ہم مکتب ساتھیو۔

کیسے ہیں آپ سب ؟

امید ہے کہ آپ سب ایمان اور صحت کی اچھی حالت میں ہوں گے۔

ان شاءاللہ۔

"میرا نام عنایا بلال ہے۔"

منہ پر ہلکی سی مسکراہٹ لئے وہ سامعین کو دیکھ رہی تھی لیکن دل کی دھڑکن کنٹرول سے باہر ہو رہی تھی وہ کتاب کو سینے سے لگائے بظاہر مطمئن انداز سے سٹیج پر کھڑی مائک کو تھامے ہوئے تھی۔

اور سامنے موجود ہر انسان کی نظریں عنایا کے چہرے پر جمی ہوئی تھیں۔

چہرے کو حجاب میں کور کئے وہ ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ سٹیج پر مائک کو منہ کے سامنے کیے کانپتے وجود کے ساتھ کھڑی دل ہی دل میں دعا مانگنے لگی۔

اور میم صباء جو کافی پریشان تھیں۔

یہ سوچ سوچ کر کہ عنایا کو کلاس روم میں چھوڑ تو آئی ہوں اب پتہ نہیں باہر آئے گی بھی یا نہیں۔

کیونکہ پانچ منٹ اوپر ہوگئے تھے۔سامنے کھڑی عنایا کی آواز سن کر میم صباء پرسکون ہوگئیں۔

"ہمارا آج کا موضوع دوستی سے متعلق ہے۔الحمد اللہ

"ہم سب انسان ہیں اللہ نے ہمیں انسانوں کے درمیان ہی پیدا کیا ہے۔ ہمارے تعلقات مختلف نوعیت کے ہوتے ہیں۔

کچھ رشتے نسب کے ہوتے ہیں تو کچھ سسرال کے اور کچھ ایسے ہوتے ہیں جن سے ہمارا کوئی خونی تعلق تو نہیں ہوتا مگر وہ ہمارے دل کے بہت قریب ہوتے ہیں۔جی ہاں۔ میں بات کررہی ہوں" دوستی کے تعلق"کی ۔

آج ہم دیکھیں گے کہ دوستی میں سب سے زیادہ کیا چیز مد نظر رکھنی چاہیئے ؟

حقیقی دوستی جو انسان کی آخرت سنوارنے کا بھی باعث بنتی ہے اسکی بنیاد کیا ہوتی ہیں ؟

عنایا بڑے اطمینان کے ساتھ الفاظ کا چناؤ کررہی تھی۔

اور بظاہر مطمئن چہرہ گلابی رنگت اختیار کر رہا تھا۔

"ہم قرآن وحدیث کی روشنی میں دوستی سے متعلق ملنے والی رہنمائی لیں گے"

"ان شاءاللہ۔"

اب وہ نگاہیں کتاب پر جمائے بولنے لگی اور ایسا لگ رہا تھا کہ اگر ایک منٹ سانس لینے کو بھی رکی۔ تو پھر زبان تو کیا،ہونٹوں کو بھی حرکت نہیں دے پائے گی۔

عنایا کی دلکش سریلی آواز اور پھر الفاظ کے ساتھ ساتھ لہجہ بھی واقعی سامنے والے انسان کو متاثر کرنے کے لیے کافی تھا۔سب ایک ایک لفظ سے متاثر ہو رہے تھے۔

"ہمارے آخری نبی خاتم الانبیاء رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ انسان اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے تو تمھیں چاہیئے کہ تم دین کا دوست بناؤ"۔

اس حدیث سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ انسان جس صحبت میں رہے گا ویسا رنگ اس پر ضرور چڑھے گا اور یہ ہمیں جو نصیحت حدیث کے ذریعے مل رہی

ہے نا وہ یہ کہ ہمیں کسی نیک انسان کو دوست بنانا چاہیئے۔

اچھے دیندار دوست کا فائدہ کیا ہو گا ؟

فائدہ یہ ہو گا۔ کہ ایمانی ساتھی کبھی بھی ہمیں برائی کی طرف جانے نہیں دے گا اور نہ ہی کسی بھی غلط کام میں ہماری مدد کرے گا۔ بلکہ ایسا دوست ہمیں نیکی کی طرف راغب کرے گا اور ہر مشکل میں جب ہم ہمت ہار رہے ہوں گے تو وہ ہمیں امید کی کرن دکھائے گا اور ربِ عظیم کی طرف مائل کرے گا جس سے ہماری مایوسی توکل علی اللہ میں بدل جائے گی ان شاءاللہ۔

اور ویسے بھی ایمان والوں کا دوست تو اللہ خود ہوتا ہے اور جو کفر (انکار) کرنے والے ہوتے ہیں انکا دوست طاغوت ہوتا ہے۔

اور یہ سب ہمیں قرآن کی آیت سے پتہ چلتا ہے۔

اللہ تعالیٰ خود فرماتے ہیں۔

اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۗ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْلِيٰٓـئُھُمُ الطَّاغُوْتُ يُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ ھُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ (البقرة :۲۵۷)

” ایمان لانے والوں کا دوست اللہ تعالیٰ خود ہے وہ انہیں اندھیروں سے روشنی کی طرف نکال لے جاتا ہے اور کافروں کے اولیاء دوست))شیاطین ہیں۔ وہ انہیں روشنی سے نکال کر اندھیروں کی طرف لے جاتے ہیں،یہ لوگ جہنّمی ہیں جو ہمیشہ اسی میں پڑے رہیں گے۔“

اب دیکھیں اوپر آیت میں بُری دوستی کا دنیاوی اور اخروی انجام بھی سامنے رکھ دیا گیا ہے

بری دوستی کے برے نتائج۔قیامت کے دن پچھتاوا ہی رہ جائے گا۔

اور پھر وہ پچھتاوا ہمیں عذاب سے بچا نہیں سکے گا۔

تب انسان اپنے آپکو خود ہی کوسے گا۔

یٰوَیۡلَتٰی لَیۡتَنِیۡ لَمۡ اَتَّخِذۡ فُلَانًا خَلِیۡلًا (الفرقان:۲۸)

"ہائے افسوس کاش کہ میں نے فلاں کو دوست نہ بنایا ہوتا"

لَقَدۡ اَضَلَّنِیۡ عَنِ الذِّکۡرِ بَعۡدَ اِذۡ جَآءَنِیۡ ؕ وَ کَانَ الشَّیۡطٰنُ لِلۡاِنۡسَانِ خَذُوۡلًا (الفرقان :۲۹)

"اس نے تو مجھے اس کے بعد گمراہ کر دیا کہ نصیحت میرے پاس آپہنچی تھی اور شیطان تو انسان کو(وقت پر) دغا دینے والا ہے"۔

"بری دوستی کو اختیار کرنے کی وجہ سے انسان پچھتائے گا اور اب جبکہ ہمیں علم ہو گیا کہ بری دوستی سے بچنا چاہیے اور اگر ہم نے اب علم ہو جانے کے بعد بھی بری صحبت کو نہیں چھوڑا تو ہمارے لئے خسارہ ہی خسارہ ہے۔

قرآن اور حدیث کو سامنے رکھ کر اب ہمیں اپنے دوستوں کا جائزہ لینا ہے کہ ہم نے کس کس کو دوست بنایا ہے ؟

اپنی دوستیوں کو خود پرکھیں اور خود اپنا محاسبہ کریں"۔

ہر ایک کی نگاہیں عنایا پر جمی ہوئی تھی اور وہ نم آنکھوں سے اپنے دل کے جذبات بھی ساتھ ہی اپنی زبان سے ادا کئے جا رہی تھی۔

وہ سامنے بیٹھے ہر شخص کو سمجھا رہی تھی اور خود بھی پچھتاوے کا زہر اپنے اندر محسوس کر رہی تھی جو اسے اندر ہی اندر کھائی جا رہا تھا۔

" اتنے گزرے سالوں میں ایک لمحہ بھی وہ اپنے ماضی کو مکمل طور پر اپنے دل و دماغ سے نہیں نکال پائی تھی۔ وہ بہک گئی تھی لیکن وہ آسمانوں سے پار ذات نے اس کو سنبھال لیا تھا ضائع ہونے سے بچا لیا تھا"۔

ان آیات سے وہ وہاں کھڑے کھڑے ہی اپنا محاسبہ بھی کر رہی تھی اسے توکل تھا کہ یہ واقعی رب کا کلام ہے یہ ساری باتیں اللہ تعالیٰ پہلے ہی فرما چکے تھے مگر وہ کلام الٰہی سے انجان تھی۔

"اسے محسوس ہو رہا تھا کہ واقعی آج نیلم کا کالج نہ آنا اور اسکا یوں اچانک میم صباء کے ذریعے لیکچر دینے کے لیے چن لیا جانا۔ کوئی اتفاق نہیں ہو سکتا یہ تو واقعی اللہ تعالیٰ کی حکمت تھی"۔

"اگر آج میں یہاں نہ آتی تو شاید میں رب کے کلام سے یونہی ساری زندگی ناآشنا ہی رہتی۔

میں کبھی جان نہ پاتی کہ رب نے تو اپنے کلام میں ہم حقیروں کے لیے خزانے رکھے ہیں۔ زندگی گزارنے کے ڈھنگ سکھائے ہیں۔ اچھے برے کی تمیز سکھائی اور بھٹکے ہوؤں کو راہ دکھائی ہے"۔

"پتہ نہیں کتنی بار زندگی میں قرآن کے قرآن ختم کر ڈالے۔ مگر ایک بار بھی یہ نہیں سوچا کہ ان آیات میں لکھا کیا ہوا ہے اللہ نے اپنے بندوں کو بھٹکنے سے بچانے کے لیے کیسی کیسی آیات نازل نہیں کیں۔ اور ہم مسلمان ہو کر قرآن پڑھ کر بھی رب کی باتیں جان نہیں پائے"۔

آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب رواں ہو چکا تھا۔

اللہ تعالیٰ کی محبت پر رشک آ رہا ہے واقعی بہترین دوست تو صرف اللہ تعالیٰ ہیں۔ وہ اپنے آپ میں کھوئی ہوئی اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے مسکرا دی۔

عنایا کے الفاظ اور لہجے میں تاثیر تھی۔

سامنے سامعین کی آنکھیں بھی نم ہو چکیں تھیں۔

میں نے اسلامیات کی بہت سی کتابیں پڑھی ہیں اور کالج لیول پر تو صحابہ کرام کا کردار بھی ہمیں خوبصورت انداز میں جاننے کو ملتا ہے۔

"دوستی کرے کوئی تو حضرت ابو بکر صدیق جیسی۔کیونکہ وہ صدیق تھے یعنی سچے تھے۔ہر لحاظ سے۔ ہر رشتے میں۔چاہے وہ رشتہ دوستی کا تھا یا ایمان کا۔یا پھر سسر اور داماد کا۔

آپ سب کے لیے میری ایک چھوٹی سی نصیحت ہے کہ

"ہر انسان اپنی طبیعت میں یہ چیز شامل کر لے کہ برداشت کرنے کی ہمت رکھے اور احسان کو یاد رکھے۔ کسی کی ایک غلطی پر اسکے احسانات بھول نہ جائیں۔

جب کسی کی برائی یاد آئے نا تو اسکی اچھائی پر نظر گھمائے۔

پھر آپ بدگمان نہیں ہوں گے۔پھر آپکے مخلص رشتے میں دراڑ نہیں آئے گی۔ ان شاءاللہ

" دوستی کریں، محبت بھی کریں مگر اعتدال میں رہ کر،حدود میں رہ کر۔ نہ حدود پامال کریں اور نہ رب کے ساتھ شرک کریں"۔

"کسی کی محبت میں اتنی شدت اختیار نہ کریں کہ اللہ تعالیٰ کی محبت صرف نام کی ہی رہ جائے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے کلام میں ایک طرف شرک پر اعتراض کر رہے ہیں اور دوسری طرف شرکیہ محبت میں مبتلا لوگوں کو عذاب سے بھی ڈرا رہے ہیں۔"۔

وَ مِنَ النَّاسِ مَنۡ یَّتَّخِذُ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ اَنۡدَادًا یُّحِبُّوۡنَہُمۡ کَحُبِّ اللّٰہِ ؕ وَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ ؕ وَ لَوۡ یَرَی الَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡۤا اِذۡ یَرَوۡنَ الۡعَذَابَ ۙ اَنَّ الۡقُوَّۃَ لِلّٰہِ جَمِیۡعًا ۙ وَّ اَنَّ اللّٰہَ شَدِیۡدُ الۡعَذَابِ (البقرة:١٦٥)

ترجمہ :

" بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو اللہ کے شریک اوروں کو ٹھہرا کر ان سے ایسی محبت رکھتے ہیں جیسی محبت اللہ سے ہونی چاہیے اور ایمان والے اللہ کی محبت میں بہت سخت ہوتے ہیں کاش کہ لوگ جانتے جب

کہ اللہ کے عذاب کو دیکھ کر (وہ جان لیں گے) کہ تمام طاقت اللہ ہی کی ہے اور اللہ تعالیٰ سخت عذاب دینے والا ہے(تو وہ ہرگز شرک نہ کرتے) "۔

" شرک صرف بتوں کی پوجا کرنے میں ہی نہیں آتا بلکہ شرک تو یہ ہے کہ جو مقام اللہ تعالیٰ کا ہے محبت میں، عقیدت میں، ڈر میں،یقین میں۔ وہ سب مقام اللہ کے علاوہ کسی اور کو دے دینا۔ چاہے پھر وہ کوئی بے جان اشیاء ہو یا کوئی انسان۔ شرک کہلاتا ہے"

"ہم دعویٰ تو کرتے ہیں نا کہ ہم اللہ "کو " ایک مانتے ہیں مگر افسوس کے ساتھ کہوں۔ تو حقیقت یہ ہے کہ ہم اللہ "کی " ایک بھی نہیں مانتے، سب اپنی مانتے ہیں اور سنی سنائی من گھڑت باتوں کو مان لیتے ہیں۔"

ہم رب کے احکام کو دنیاوی کسی ڈر کی وجہ سے اگنور کر دیتے ہیں یہ سوچ کر کہ فلاں یہ کر دے گا فلاں وہ کر دے گا میرے دوست مجھ سے دور ہٹ جائیں گے۔لیکن اللہ تعالیٰ کی محبت دیکھیں۔ کہ وہ ذات اپنے احکام پر عمل کرنے والے کو تنہا نہیں چھوڑتی۔

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاَعْدَآئِكُمْ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَلِيًّا ۙ وَّكَفٰى بِاللّٰهِ نَصِيْرًا (النساء:۴۵)

" اللہ تعالیٰ تمہارے دشمنوں کو خوب جاننے والا ہے اور اللہ تعالیٰ کا دوست ہونا کافی ہے اور اللہ تعالیٰ کا مددگار ہونا"۔

"عموماً سبھی دوست اسی وقت ساتھ چھوڑ دیتے ہیں جب ہمیں کہیں سے نقصان ملنے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ کوئی بھی ہمارے معاملات میں پڑ کر اپنی جان گنوانا نہیں چاہتا۔ تو یہاں دیکھیں فرمایا "اللہ تمھارے دشمنوں کو جانتا ہے وہ جانتا ہے کہ وہ تمھارے حق کے راستے میں تمھارا کیا بگاڑیں گے۔ تم کیوں پریشان

ہو۔میں ہوں نا تمھارا دوست اور تمھارا مدد گار بھی۔ اور کسی اور کی ضرورت نہیں بلکہ میں خود ہی اکیلا ہی کافی ہوں تمھارے سب دشمنوں سے تمہیں بچانے کے لیے اور تمھیں تھامنے کے لیے "۔

مگر یہ دوستی یہ مدد کس کے لیے ہو گی ؟

جو حکمِ ربی پر سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا (سنا ہم نے اور اطاعت کی ہم نے) اس کو دل سے مانے گا اور رب کی ذات کو اپنی اولین ترجیح بنائیں گے۔

لیکن اگر کوئی سن کر۔ سمجھ کر۔ عمل سے دور رہتا ہے سَمِعْنَا وَ عَصَيْنَا (سنا ہم نے اور نافرمانی کی ہم نے(۔یہ الفاظ دہراتا ہے یا کسی ضد اور حسد کی بنیاد پر ایسا کرتا ہے نا تو پھر۔ ناں تو پھر رب کی دوستی اس کے لیے ہوتی ہے اور نہ ہی رب کی مدد۔ پھر تو ایسے نافرمان کے لیے ربِ عظیم کا غضب ہی غضب ہوتا ہے۔

جو اللہ کی نافرمانی کرتے ہیں کلام الٰہی کی آیات کو سن لینے کے بعد بھی جان کر انجان بننے والوں کی پھر سزا کیا ہوتی ہے ؟

اللہ تعالیٰ خود فرماتے ہیں :

فَمَا جَزَآءُ مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ اِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرَدُّوْنَ اِلٰٓى اَشَدِّ الْعَذَابِ ؕ وَ مَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ (البقرۃ:۸۵)

" جو بھی ایسا کرے اس کی سزا اس کے سوا کیا ہوگی کہ دنیا میں رسوائی اور قیامت کے دن سخت عذاب کی مار اور اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے بے خبر نہیں"۔

اور پھر دیکھیں ساتھ ہی ایسی سخت سزا کی وجہ بھی اللہ تعالیٰ نے بتا دی۔

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَ لَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ (البقرۃ:۸۶)

" یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے دنیا کی زندگی کو آخرت کے بدلے خرید لیا ہے (دنیاوی فیشن، خواہشات پر مبنی کاموں کو ترجیح دی) ان کے لیے نہ تو عذاب ہلکا ہونگا اور نہ ان کی مدد کی جائے گی۔"

"تو حقیقی دوست اور حقیقی مددگار صرف اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہی ہو سکتے ہیں۔

جو مشکل میں ساتھ بھی دیتا ہے۔دلاسا بھی دیتا ہے۔مدد بھی کرتا ہے۔اور پھر مذاق بھی نہیں بناتا۔"

اللہ کی خاطر دوسروں کو دوست بنائیں اور انکو جاہلیت کے اندھیروں سے انگلی پکڑ کر نور کی روشنی کی طرف لے آئیں۔"چراغ بنیں چراغ"۔ ایسا چراغ جو خود جل کر دوسروں کو روشنی مہیا کرتا ہے (خود کتنی ہی آزمائشوں سے ہم کنار ہوں لیکن دوسروں کو پھر بھی راہ حق کی تلقین کرتے ہیں۔"

اسی ایک چھوٹی سی نصیحت کے ساتھ ہی ہمارا آج کا موضوع ختم ہوا اور معذرت خواہ ہوں۔ کیونکہ ٹاپک صرف دوستی کے بارے میں تھا مگر مجھ سے نجانے کون کون سے اور بھی موضوعات شامل ہوگئے۔

مگر میں امید کرتی ہوں کہ سب نے کچھ نہ کچھ ضرور سیکھا ہو گا۔

دعاؤں میں یاد رکھیئے گا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں بہترین ساتھی دیں جو مخلص ہوں اور اللہ تعالیٰ ہمیں بھی مخلص بنائیں اور اپنی بے پناہ محبت سے نوازیں آمین۔"

عنایا نے کیا کیا کہا اور کتنا زیادہ ٹائم لے لیا یہ ہوش عنایا کو بھی نہیں رہا اور سامعین کو بھی نہیں۔ پتہ ہی نہیں چلا کہ ٹائم کب کا ختم ہو چکا تھا۔

"عنایا بیٹے رکو۔!"

عنایا پھولتے سانسوں اور دھڑکتے دل کے ساتھ سٹیج سے بھاگنے والے انداز سے اترنے ہی والی تھی کہ پرنسپل کے بلائے گئے کچھ پروفیسرز جو آئے تھے ان میں سے ایک نے بہت پیار اور نرم لہجے میں عنایا کو وہیں کھڑے رہنے کا کہا اور خود اٹھ کر سٹیج پر آ گئے۔

"اوہ۔عنایا اب تیری خیر نہیں۔میم نے نظم و ضبط کا کہا تھا اور تو نے ٹائم کا بھی لحاظ نہیں کیا۔ اللہ جی مجھے بچا لیں۔

انکا اتنا ٹائم کھا گئی۔لگتا ہے پوری کتاب پڑھ کر سنا دی۔ ماں ٹھیک ہی کہتی ہیں کہ جب بولنا شروع ہوتی ہو تو آس پاس سے بے خبر ہو جاتی ہو۔

یا اللہ رحم کیجئے۔

وہ چہرہ آسمان کی طرف اٹھائے دل ہی دل میں اتنا سب سوچ کر ڈر رہی تھی سرخ گالوں کے ساتھ کان بھی سرخ ہو رہے تھے زور سے آنکھیں بند کئے ہوئے وہ بالکل خوابوں کی رانی لگ رہی تھی سفید اور گلابی چہرے پر سرخ ناک حسن میں مزید اضافہ کر رہی تھی۔ اور پھر چہرے کے گرد بلیک سٹالر سے حجاب باندھے وہ خوبصورت چہرے کے ساتھ ساتھ خوبصورت باکردار شخصیت کی مالک بھی لگ رہی تھی۔

🖤🖤🖤🖤🖤

بیٹا آپ نے تو بالکل سچی اور خلوص پر مبنی ایسی باتیں کیں ہیں۔ واقعی ہم انجان ہیں اس سب سے۔

اور اگر پہلے پتہ بھی تھا مگر دل پر اسکا کوئی اثر نہیں تھا۔مگر آج دل پر ایسا اثر ہوا کہ رونگٹے کھڑے ہو گئے۔

ایسے لگ رہا تھا کہ جیسے یہ کلام الٰہی کی جو آیات آپ بیان کر رہی تھیں یہ میں نے پہلے کبھی نہیں سنی۔

آج واقعی اپنے رب کی باتیں سن کر آنکھیں نم ہو گیئں۔

حدیث کو بیان کرنے کا ایک انوکھا انداز میں نے دیکھا آپ میں۔ آپ نے بالکل جامع الفاظ میں رب کا بیان یہاں موجود ہر انسان تک پہنچایا ہے۔ہمارے آخری نبی خاتم الانبیاء رسول اللہ ﷺ کے آخری نبی خاتم الانبیاء ہونے کی طرف بھی اشارہ کیا۔

ہمارے آس پاس بہت سارے لوگ ایسا عقیدہ بھی رکھتے ہیں کہ محمد ﷺ آخری نبی نہیں۔

نعوذ باللہ۔

مگر آپ نے حدیث بیان کرتے ہوئے یہ بھی کلئیر کر دیا ماشاءاللہ۔

رشک ہے بیٹا مجھے آپ پر۔آپ کے والدین پر جنکی آپ اولاد ہیں۔ اور ان اساتذہ اکرام پر جنکی آپ سٹوڈنٹ ہیں۔

"کچھ استاد انمول ہوتے ہیں اور کچھ سٹوڈنٹس ایسے انمول ہیرے بنتے ہیں کہ اپنے ٹیچرز سے بھی بڑا درجہ پا جاتے ہیں"۔

بہت تیاری کے بعد بھی انسان ایسا بول نہیں پاتا جیسا آپ نے بغیر تیاری کئے ہی الفاظ کو بہترین چناؤ کے ساتھ ایکسپلین کیا۔

عنایا حیران کھڑی پروفیسر شکیل صاحب کو سوالیہ نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

جی بیٹا مِس صباء نے بتایا کہ لڑکی نیلم نہیں آئی تھیں۔

بیٹا اللہ کی حکمت ہوتی ہے ہر کام میں۔اگر نیلم آ جاتی۔ تو شاید ہمیں ایسی باتیں سیکھنے کو نا ملتی۔ جو آپ نے سیکھائیں۔ اور آپ کو بھی اپنی صلاحیت کا کبھی پتہ نہ چلتا کہ آپ وہ ہیرا ہیں جو تراش کر بنایا جاتا ہے۔ اللہ نے آپکو تراش کر رکھا تھا۔مگر سب کی نگاہوں سے اوجھل۔ جیسے سیپی میں موتی ہوتا ہے"۔

"عنایا بیٹا اللہ نے آپکو بہت بہترین انسان بنایا ہے"

میرا دل چاہ رہا ہے کہ میں آپکے والدین سے ملوں۔ جس والدین کی اولاد کھرا سونا ہے وہ والدین خود کیسے ہوں گے۔!

"واقعی والدین کی تربیت اولاد کے اخلاق و کردار سے جھلکتی ہے"۔

میرے بابا یہاں نہیں ہیں سر۔وہ سعودی عرب میں ہوتے ہیں۔ جھکی گردن سے ادب کے ساتھ عنایا نے پروفیسر شکیل کو اپنے بابا کے بارے میں بتایا۔

اوہ اچھا چلیں کبھی نہ کبھی ہم ضرور ان سے بھی ملیں گے ان شاءاللہ

اب ٹائم ختم ہوا۔ اور آپ سے سامعین سے درخواست ہے کہ کوشش کیجئے گا جو سیکھا ہے اسے عمل میں بھی لائیں۔

پروگرام ختم ہوتے ہی سب ٹیچرز اور پروفیسرز پرنسپل کے آفس کی طرف چل دیئے۔

اور گراؤنڈ سے ساری لڑکیاں بھی کلاس رومز میں جا چکی تھیں۔ ہر طرف گہما گہمی لگی ہوئی تھی کچھ لڑکیاں گروپس کی صورت میں بیگ کندھے پر لٹکائے کینٹین پر جارہیں تھیں اور کچھ یونہی درختوں کے نیچے کھڑی اپنی ہی باتوں میں مگن قہقہے لگا رہی تھیں۔

مگر ایک لڑکی گارڈن میں آس پاس سے بے خبر ایک سائیڈ پہ درخت کے نیچے بیٹھی سجدے کی صورت زمین کی جانب جھکی ہوئی تھی۔

یا خدا میں کیا کروں؟

ٹھیک چار سال پہلے بھی میں اسی طرح ٹوٹی تھی مگر میں حق کو زبان سے قبول نہیں کر پائی تھی۔

آج بھی خدا کا کلام میرے سامنے آیا۔

آج بھی خدا کی آیات نے مجھے جھنجھوڑا۔میری روح کی پیاس اب شدت اختیار کرگئی ہے یا خدایا۔

جیسے پیاسے کو پانی دیکھ کر اور شدت کی پیاس لگتی ہے۔ایسے ہی روح پیاسی ہے۔

میری روح کی خوارک سامنے ہے اور میں ہمت نہیں کر پا رہی اسکی پیاس بجھانے کی۔

میں کیوں دیر کر رہی ہوں؟

میں کیوں یونہی بے دین مر جانا چاہتی ہوں؟

آخر کیوں۔کیوں میں اپنی روح کو یونہی تڑپتا چھوڑ رہی ہوں؟

کیوں نہیں میں سیراب کر رہی اپنی روح کو۔ایمان کے نور سے۔

میں ہر ہر لحاظ سے جان چکی ہوں کہ تو ہی حقیقی خداوند ہے۔تیرا کوئی بیٹا نہیں ہے۔ اور نہ ہی ہمارے گناہوں کا کفارہ ہمارے پیغمبر مسیح نے اپنی جان دے کر دیا ہے۔

حق میرے سامنے ہے۔اور مجھ میں ہمت کیوں نہیں ہو پا رہی کہ میں اسے قبول کر لوں؟

"سسکیاں اور آہیں جھکے ہوئے وجود کو نڈھال کر رہیں تھیں۔ خود سے ہی سوال اور خود ہی جواب کی متلاشی بنی بیٹھی وہ لڑکی۔آج پھر خدا کو پکار رہی تھی۔"

"جب کوئی رب العالمین کو دل کی گہرائیوں سے پکارتا ہے تو وہ پکار ضائع نہیں جاتی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے خود قرآن مجید میں فرمایا۔

وَ اِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیۡ عَنِّیۡ فَاِنِّیۡ قَرِیۡبٌ ؕ اُجِیۡبُ دَعۡوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ۙ فَلۡیَسۡتَجِیۡبُوۡا لِیۡ وَ لۡیُؤۡمِنُوۡا بِیۡ لَعَلَّہُمۡ یَرۡشُدُوۡنَ

)البقرہ:۱۸۶(

"جب میرے بندے میرے بارے میں آپ سے سوال کریں تو آپ کہہ دیں کہ میں بہت ہی قریب ہوں ہر پکارنے والے کی پکار کو جب بھی وہ مجھے پکارے قبول کرتا ہوں اس لئے لوگوں کو بھی چاہیے وہ میری بات مان لیا کریں اور مجھ پر ایمان رکھیں یہی ان کی بھلائی کا باعث ہے"۔

اب میں اور دیر نہیں کر سکتی۔جب تڑپ سچی ہو تو توفیق کافروں کو بھی مل جاتی ہے ہدایت پانے کی۔

کالج میں لاسٹ سمسٹر ہے اسکے بعد میری پڑھائی مکمل ہو جائے گی۔

اور میرا تو رشتہ بھی تایا جان کے بیٹے سے طے ہے ماما پاپا تو میری شادی کر دیں گے۔
نہیں ایسا نہیں ہو سکتا۔میں ایسا نہیں ہونے دوں گی۔
پڑھائی مکمل اور پھر شادی کا خیال آتے ہیں جیسے روح بدن سے نکل کر حلق کو آ پہنچی ہو۔
آج مجھے ہمت کرنی ہو گی۔ وہ آنکھیں صاف کر کے کسی معصوم بچے کی طرح مٹی پر ہاتھ رکھتے ہوئے گھٹنوں کے بل اٹھی اور اچھے سے وضو کرنے کے بعد پرنسپل کے آفس کی طرف تیز تیز قدم اُٹھاتے چل پڑی۔
"یا خدا میرے قدم جما دے۔مجھے طاقت دے۔ کہ میں گنہگار زبان سے کلمہ شہادت پڑھ کر خود کو مکمل پاک کر سکوں۔"
"آج اسکی زندگی کا اک نیا دن تحلیل ہونے جا رہا تھا۔
اور وہ آنے والے وقت سے ناآشنا تھی"۔

♥♥♥♥♥

سب کھانا کھا کر فری ہو چکے تھے سٹیج پر پروفیسر شکیل صاحب کی گھڑی کب اتر کر نیچے گرگئ انہوں نے دیکھا نہیں۔بعد میں عنایا نے دیکھا تو گھڑی اٹھا لی۔ مگر آفس میں نہیں جا پائی کیونکہ سب کھانا کھا رہے تھے۔آفس سے باہر کھڑی عنایا کب سے انتظار کر رہی تھی۔
تبھی ایک سر جو کہ دیکھنے میں نوعمر ہی معلوم ہوتے تھے کان کو فون لگائے آفس سے نکل کر گارڈن کی طرف چلے گئے۔
دوسری طرف وہ سامنے سے بے خبر اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے دوڑنے والے انداز میں آفس کی طرف آ رہی کہ اچانک وہی پروفیسر جو ابھی آفس سے نکل کر فون کان کو لگائے اپنی باتوں میں مگن ایک درخت کے نیچے اوپر کو منہ اٹھا کر ایک ہاتھ سے درخت کے پتوں کو پکڑ کر دیکھ رہے تھے۔ کاجل

بے دھیان بھاگتے ہوئے اتنی زور سے ان سے ٹکرائی کہ نو عمر پروفیسر کے ہاتھ سے فون نیچے گرا اور اینٹ پر لگنے کی وجہ سے موبائل کی سکرین بری طرح ٹوٹ گئی۔
دماغ اس حد تک ماؤف تھا کہ سوائے معذرت کے کچھ نا کہہ پائی اور پھر اسی تیز رفتاری سے آفس کی طرف بھاگ گئی۔

عنایا نے آفس کا دروازہ کھلا دیکھا تو جلدی سے اجازت لیتے ہوئے آفس میں داخل ہوئی اور سلام کرنے کے بعد اپنے دونوں ہاتھوں پر گھڑی رکھ کر پروفیسر شکیل صاحب کی طرف بڑھا دی۔ پروفیسر شکیل صاحب نے مسکراہٹ کے ساتھ تھینکس کرتے ہوئے گھڑی پکڑ لی۔ عنایا آفس سے نکلنے ہی والی تھی کہ سامنے سے آتی ہوئی کاجل نے آفس کے دروازے پر ہی عنایا کا ہاتھ پکڑا اور آفس میں اسلام و علیکم کے الفاظ کہتے ہوئے بہتے آنسوؤں اور سوجھی ہوئی آنکھوں سے داخل ہوئی۔
سب اچانک پیچھے دروازے کی طرف دیکھ کر حیران ہو گئے۔
میم۔سر۔چاہئے۔ help میں کچھ کہنا چاہتی ہوں پلیز میری بات کو توجہ سے سنئیے گا۔ مجھے آپ سب کی عنایا سمیت سوائے میم صباء کے سب حیران اور سوالیہ نظروں سے اس لڑکی کو دیکھ رہے تھے۔
آج میں جو بھی سب کے سامنے کہوں گی۔
اس کے بعد میں خود نہیں جانتی کہ میرا آنے والا کل کیسا ہو گا۔
سب عجیب کشمکش میں مبتلا ہو گئے کہ آخر یہ لڑکی کیا کہنے والی ہے۔
" میں کچھ بھی کہنے سے پہلے خصوصی طور پر عنایا سے سچی اور خالص دوستی کا سوال کرتی ہوں اور آپ سب کی سپورٹ کا بھی۔

عنایا حیران کن آنکھوں سے دیکھ رہی تھی کہ آخر کیا بات ہے۔

"میری اصلیت اس لمحے کیا ہے وہ میں آپ سب کو بتاؤں گی۔

اور اسکے بعد جو میری حقیقی اصلیت ہو گی۔وہی پھر میری اب سے پہچان ہو گی۔"

میم صباء کی آنکھوں میں رشک بھرے آنسو رواں تھے۔

"میں ایک عیسائیت اور ہندو مت کے عقیدے سے تعلق رکھتی ہوں۔بلکہ رکھتی تھی۔ اس وقت سے دو گھنٹے پہلے تک "۔

رواں آنسوؤں سے کاجل نے عنایا کا ہاتھ اتنی مضبوطی سے پکڑا ہوا تھا کہ عنایا اپنے ہاتھ میں درد کی شدید لہر محسوس کر رہی تھی۔

مگر وہ عنایا کے ہاتھ کے درد سے انجان بس بولے جا رہی تھی۔

"میں اسلام قبول کرتی ہوں۔میں اسلام قبول کرتی ہوں۔میں اسلام قبول کرتی ہوں"۔

"اشھد ان لا الہ الااللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم"

میں مسلمان ہوگئی۔الحمد اللہ رب العالمین

میں نے خدا کو پہچان لیا۔باذن اللہ۔

بلکتے بچے کی طرح اب وہ رو رہی تھی۔

"وہ خدا۔جسے پہلے میں واحد نہیں مانتی تھی یا شاید میں حقیقی معبود کو سمجھنا چاہتی ہی نہیں تھی۔ مگر وقتاً فوقتاً میرے سامنے خدا کی راہنمائی کے رستے آتے رہے۔اور میں بد نصیبی سے ان سب کو جھٹلاتی رہی"۔

کیونکہ اسکی ایک خاص وجہ تھی اور وہ وجہ میں بیان کروں گی۔

میں نے اسلامی کتب سے ایک آیت کا ترجمہ پڑھا تھا کہ۔

اے لوگو جو ایمان لائے ہو اپنے آپ اور اپنے گھر والوں کو آگ سے بچا لو جسکا ایندھن انسان اور پتھر ہیں

"مگر میں سمجھ نہیں پائی تھی۔اور نہ ہی سمجھنا چاہتی تھی۔اس وجہ سے۔ کیونکہ میں نے مسلمانوں کے بہت سے گھرانوں کو ان گناہوں میں ملوث دیکھا تھا جو واقعی آگ میں لے جانے کا سبب بنتے ہیں۔

جس میں زنا، قتل و غارت، چوری،اور خدا کے سوا اوروں سے مانگنا۔ مسلمانوں کو خود آگ میں جانے والے کام کرتے دیکھ کر دینِ اسلام کبھی دل کو نہیں لگا تھا۔ میں سوچتی تھی کہ کمال ہے۔ ایک طرف انکی کتاب انکو سخت سزا سنا کر ڈرا رہی ہے اور دوسری طرف یہ محض نام کے مسلمان۔ اس شدید سزا کی دھمکی سے بھی زیادہ سخت گناہ کر رہے ہیں۔"

حالانکہ چودہ سو سال سے مسلمانوں کے پاس ایک محفوظ کتاب ہے۔ مگر یہ اس بات سے راہنمائی لینے کی بجائے من گھڑت چیزوں پر یقین رکھتے ہیں۔ ویسے یہ اپنے آخری پیغمبر کی امت ہونے پر فخر کرتے ہیں انکی ولادت کے دن پر جشن مناتے ہیں لیکن جو انکے نبی نے تعلیمات دیں۔ ہر کام اس تعلیمات کے برعکس کرتے ہیں۔

کیسا ہے انکا ایمان جو انہیں باطل پر چلاتا ہے ؟؟

"ذہن میں آئے ان سوالات کا جواب میں نے اپنی اسلامیات کی میم سے مانگا۔ تو انہوں نے مجھے سمجھایا کہ سبھی لوگ ایسے نہیں ہوتے۔غلطیاں انسانوں سے ہوتی ہیں اور توبہ بھی انسان ہی کرتے ہیں۔ جو رب کے کلام کو سن کر اطاعت نہیں کرتے تو پھر انکے عمل ایسے ہی ہوتے ہیں۔

اور جو رب کے ہر حکم پر لبیک کہہ دیں پھر وہ باطل پرستوں میں رہنے کے باوجود بھی اپنے ایمان کی روشنی سے منور ہی رہتے ہیں۔"

"اور کسی سے کسی کے عملوں کا سوال نہیں ہونا ہر کسی نے خود کا حساب دینا ہے۔"

مگر میں اس بات کو نہیں مانتی تھی۔

جی ایسا ہی ہے۔پرنسپل نے بھی ان باتوں کو ایکسیپٹ کیا۔ اور ندامت سے اپنا چہرہ جھکا لیا "واقعی یہ ایک عام مسلمان کے شعور کو جگا دینے والی باتیں تھیں"۔

جب میں نے مسلمان معاشرے میں اکثریت کا یہی حال دیکھا تو دوبارہ سے یہی آیت کھولی تو ہنسی آئی۔ کہ مسلمان جو اس کتاب کو اپنی راہنمائی قرار دیتے ہیں۔ وہ تو اس پر ایمان لا کر بھی ایمان والا کوئی کام نہیں کر رہے۔تو اس سے بہتر تو ہم ہی ہیں جو کم از کم اپنی بات کے پکے تو ہیں نا۔

یقین نہیں آتا تھا کہ یہ ان مسلمانوں کی بھی کتاب ہے یا صرف چودہ پندرہ سو سال پہلے کی انکے نبی کی ہی کتاب تھی۔

"شیطان کے وسوسوں میں۔میں بری طرح گھری ہوئی تھی"۔

سوچتی تھی کہ خدا انہیں ہلاک بھی نہیں کرتا۔ جبکہ ہمارے گناہوں کے کفارے میں تو مسیحا نے اپنی جان دے دی تھی۔

مگر یہ کیوں ہلاکت سے بچے ہوئے ہیں؟

یہی سوچیں منتشر رہتی تھیں۔

"میری ماں ہندو مت مذہب سے ہیں اور میرے پاپا عیسائی ہیں"۔

مگر اب انکی بیٹی کا ان سے الگ مذہب ہو گا اور وہ مذہب اسلام ہے۔جو سچا مذہب ہے۔ میں رب کے کلام کو پہنچان گئی ہوں یہ سچا کلام ہے جو دلوں کو موہ لینے والا ہے۔ بیشک اسکی تاثیر دلوں کی گہرائی میں سما جاتی ہے۔

میری روح کانپتی تھی کہ کہیں میری روح میرے بدن سے الگ نا ہو جائے اس پہلے کہ میں اسلام قبول کر لوں۔

سب کو جیسے سونپ سونگھ گیا ہو۔

سب خاموش کھڑے تھے کہ ایک تنہا لڑکی کس جوش سے ایمان کا اظہار کر رہی ہے۔

میں نے عنایا کی اپنے خدا سے محبت دیکھی اسکا بختہ یقین دیکھا۔

میں نے دیکھا جب یہ کلاس میں اپنی سوچوں میں مگن تھی۔ میم صباء نے اسے دوستی کے موضوع پر لیکچر دینے کا کہا تو اسکا رنگ پیلا پڑ گیا۔

اور یہ پریشان تھی۔ پھر میم صبا نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا بتائی۔ میم باہر چلی گئیں۔

اور آہستہ آہستہ سب کلاس فیلوز بھی کلاس سے باہر نکل گئی ں۔ کسی نے اسکی ہمت نہیں بڑھائی کسی نے کچھ گائیڈ بھی نہیں کیا۔

سب چلے گئے۔ عنایا اکیلی رہ گئی۔ یا شاید میری نظر میں ہی وہ اکیلی کلاس روم میں کھڑی تھی۔ مگر حقیقت میں اسکا پرودگار اسکے ساتھ تھا۔

میں بھی چلی جاتی۔ مگر شاید سالوں پہلے سے تڑپتی میری روح کو آج قرار ملنا تھا۔ اس لیے میرے قدم وہیں رکے رہے اور میرے کانوں میں عنایا کی آواز پڑی۔

"یہ اپنے خدا کو امید کے ساتھ پکار رہی تھی۔ اور کلاس روم کی چھت پر نظریں جمائے اس یقین کے ساتھ کہ اس چھت کے پار، اس سات آسمانوں کے پار اسکا رب جیسے اسکی طرف متوجہ ہو اور اسکی باتوں کا جواب دے رہا ہو۔

بہت دیر تک ہاتھ اٹھا کر اپنے خدا سے کچھ کہتی رہی، میں وہاں سے قدم بھی ہلا نہیں پائی۔

عنایا نے مجھے نہیں دیکھا،کیونکہ میں کھڑکی کی طرف اسکے پیٹھ پیچھے کھڑی تھی۔
یہ دیکھتی بھی کیسے۔جس محبت سے یہ خدا سے اپنی بات شئیر کر رہی تھیں۔ آس پاس سے بے خبر اس کے اندازِ دعا نے مجھے خبر دار کر دیا"۔
" ایک طرف ہمیشہ سے مجھے اسلام کی رغبت دلانے والی میری میم کی باتیں میرے کانوں میں گونج رہی تھی اور دوسری طرف عنایا کا اپنے رب کی طرف رجوع"۔
اس نے اپنی عزت و نفس کی پروا کئے بغیر خدا کا نام لیا اور آگے بڑھ گئی۔ یہ نہیں سوچا کہ اتنے لوگوں کے سامنے اگر کچھ بول نہ پائی تو کتنی انسلٹ کی بات ہو گی۔
پھر اختتام میں اسے جو بلندی ملی۔
جو رتبہ ملا۔
جو تاثیر اسکے الفاظ میں تھی۔
یہ سب صرف اسکے خدا پر کامل یقین کی وجہ سے ہوا۔
میں نادم ہوں اپنی گزری لائف پر۔
میں بہت گہنگار بھی ہوں۔
مگر میں خوش ہوں کہ میرے خدا نے مجھے اپنے دین کے لئے چن لیا اور مجھے ضائع ہونے سے بچا لیا۔
اور آج مجھے اپنے خدا پر یقین آ گیا کہ اس نے مجھے پسند کر کے صرف دین کی سمجھ ہی نہیں بلکہ دین کو اپنانے کی بھی توفیق دی۔مجھے دینِ اسلام سے نواز دیا۔
مجھے توفیق دی کہ میں اپنی زندگی میں ہوش و حواس کے ساتھ اسلام میں داخل ہو جاؤں اور اس حال میں مروں کہ میں مسلمان ہوں۔

حضرت یعقوب علیہ السلام کی بات یاد آگئی کہ انہوں نے اپنی وفات کے وقت یہی نصیحت کی تھی کہ تم لوگ اس حال میں مرنا کہ تم مسلمان ہو۔

" انہوں نے بائبل میں بھی یہی نصیحت کی تھی کہ اپنے خدا کی بندگی کرتے رہنا، وہ تمہیں اسی طرح تمام آفات سے بچائے گا جیسے تمھارے آباؤ اجداد کو بچاتا رہا۔ تم اپنے بچوں کو خدا سے محبت کرنے اور اسکی بندگی کی تعلیم دینا تاکہ انکی عمر دراز ہو۔ کیونکہ خدا انکی حفاظت کرتا ہے جو اسکی راہوں پر چلتے ہیں"۔

مگر افسوس کہ ہمیں اس سب سے بے خبر رکھا گیا۔

" بہت سے لوگ دین کی دولت سے مالامال ہوتے ہیں مگر عمل کی کوئی بات انکے پاس سے نہیں گزری ہوتی"۔

"عنایا نے خدا پر بھروسہ کرتے ہوئے اپنے ضمیر کی آواز کو سنا۔ اور میں آج سے پہلے تک اپنے نفس کی ہی سنتی رہی، مگر نفس تو بیشک برائی کا ہی حکم دیتا ہے"۔ آج فل ٹائم میں عنایا کے ظاہری منہ سے نکلنے والے الفاظ کو ہی نہیں بلکہ اسکے دل کے خلوص کو بھی محسوس کرتی رہی۔ اسکی آنکھوں میں ایک عجیب سی نمی تھی۔

اس نے پل پل اپنے خدا کی طرف رجوع کیا تھا۔ مجھے آج احساس ہوا کہ مسلمانوں کو ہماری طرح دعا کرنے کے لیے باقاعدہ چرچ نہیں جانا پڑا بلکہ جہاں جی چاہے جہاں ضرورت پڑے۔ وہیں پر کھڑے ہو کر مانگ لو اپنے رب سے۔

"آج میرے اپنے ہی اندر سے ایک سوال نے مجھے جگایا۔ کہ خدا چرچ میں ہی تو نہیں ہے نا۔؟

بلکہ خدا تو ہر جگہ موجود ہے۔ جب چاہو۔جیسے چاہو۔ خفیہ، ظاہری ہر طرح سے اپنے رب کو پکار لو اپنے راز بتاؤ"۔

مجھے اپنے اندر کا انسان اپنا خیر خواہ محسوس ہوا اور اب میں اپنے ساتھ انصاف کروں گی۔

خدا سے دوستی ہی میری اولین ترجیح ہو گی۔

"کاجل ہائی لیول پڑھی لکھی امیر فیملی سے تعلق رکھتی تھی۔ اور ہر سال پڑھائی میں بھی ٹاپ کرتی تھی۔ کرتی رہی ignore میم صباء کی بھرپور کوشش کے باوجود وہ ہر بار میم صباء کی باتوں کو۔ بظاہر تو وہ ہر کر دیتی رہی مگر حق اسکے اندر چسپاں ہوتا رہ ignore حق بات کوا"۔

" میں ہر بار حق سے دور بھاگتی تھی کبھی اپنے رئیس خاندان کی طرف سے اپنے دل کا ڈر بیان کرتی اور کبھی مسلمانوں کے عمل سے خالی ہونے کی مثال دے کر میم صباء کی بات پر لاپرواہی برتتی۔

مگر جو آیات میم نے۔باقاعدہ قرآن پاک سے مجھے دکھائیں۔میں حیران رہ جاتی تھی۔

ایسے لگتا کہ خدا وہ آسمانوں کے پار نہیں ہیں وہ تو جیسے بہت قریب ہے اور لگتا ہی نہیں کہ یہ مصحف چودہ سو سال پہلے کا ہے۔

کیونکہ اس میں تو ہر وہ بات کہی گئی ہے جو اس وقت انسان کی حالت ہوتی ہے۔

میم نے جو آیات سنائیں۔وہ ایسی تھیں جو خدا نے صرف میرے لیے پیغام بھجوایا ہو۔

پھر میں کیسے نا مانتی۔

" ایک سخت پتھر بھی بار بار ہتھوڑے کی چوٹ سے ٹوٹ جاتا ہے تو میرا دل تو پھر ایک گوشت کا ٹکڑا تھا پھر کیسے نا خدا کے کلام سے میرے کفر کا پہاڑ ٹوٹتا۔

"بیٹا پتھر جب ٹوٹتا ہے نا تو شفاف چشمہ بن جاتا ہے جس سے پھر ندیاں پھوٹ نکلتی ہیں۔

اور جب دل سے کفر کی چٹان میں ٹوٹتی ہے تو خیر نکلتی ہے"۔

سب کی آنکھوں نم تھیں۔وہاں پر کھڑا ہر انسان ساکت ہو چکا تھا۔

وہ کونسی آیات تھیں جسکے بعد آپ اسلام کی طرف راغب ہونا شروع ہوئیں ؟؟۔

سب نے پیچھے دروازے کی طرف مڑ کر دیکھا تو وہی نوعمر پروفیسر ہاتھ باندھ کر کھڑے مومنہ کی طرف متوجہ تھے۔

ہمارے مسیحا کے بارے میں۔جسکو آج تک ہر عیسائی یہی مانتا آ رہا ہے کہ نعوذباللہ وہ اللہ کے بیٹے ہیں۔ کیا آپ میں سے مجھے کوئی پراپر آیات ریفرنس کے ساتھ بتا سکتا ہے۔ نوعمر پروفیسر وہیں آفس کے دروازے میں ہی کھڑے سب کی طرف دیکھ کر گویا ہوئے۔

جی سر میں بتاتی ہوں۔ میم صباء نے الماری سے بامحاورہ اردو، انگلش ٹرانسلیشن والا قرآن مجید نکالا اور کچھ اوراق پلٹنے کے بعد قرآن مجید اپنے ہی ہاتھوں میں پکڑ کر انکے سامنے کر دیا۔ آیات کو ہائی لائٹ کیا گیا تھا۔

"(سورۃ المائدہ 116 سے 120)"

" اور وہ وقت بھی قابل ذکر ہے جب کہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے عیسیٰ بن مریم ! کیا تم نے ان لوگوں سے کہہ دیا تھا کہ مجھ کو اور میری ماں کو بھی اللہ کے علاوہ معبود قرار دے لو ! عیسیٰ علیہ السلام عرض کریں گے کہ میں تو تجھ کو منزہ سمجھتا ہوں، مجھ کو کسی طرح زیبا نہ تھا کہ میں ایسی بات کہتا جس کو کہنے کا مجھ کو کوئی حق نہیں، اگر میں نے کہا ہو گا تو تجھ کو اس کا علم ہو گا، تو تو میرے دل کے اندر کی بات بھی جانتا ہے اور میں تیرے نفس میں جو کچھ ہے اس کو نہیں جانتا۔ تمام غیبوں کا جاننے والا تو ہی ہے۔"

یہ قیامت کے دن ہونے والی بات چیت۔جس دن صرف سچ سنا جائے گا اور سچ ہی کہنے دیا جائے گا۔

" حضرت عیسیٰ کہیں گے میں نے تو ان سے اور کچھ نہیں کہا مگر صرف وہی جو تو نے مجھ سے کہنے کو فرمایا تھا کہ تم اللہ کی بندگی اختیار کرو جو میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے میں ان پر گواہ رہا جب تک ان میں رہا۔ پھر جب تو نے مجھ کو اُٹھا لیا (زندہ سلامت فرشتوں کے ذریعے آسمانوں پر) تو تو ہی ان پر مطلع رہا۔اور تو ہر چیز کی پوری خبر رکھتا ہے۔"

" اگر تو ان کو (میری قوم کو) سزا دے تو یہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو ان کو معاف فرما دے تو تو زبردست ہے حکمت والا ہے۔"

" اللہ ارشاد فرمائے گا کہ یہ وہ دن ہے کہ جو لوگ سچے تھے ان کا سچا ہونا ان کے کام آئے گا ان کو باغ ملیں گے جن کے نیچے نہریں جاری ہونگی جن میں وہ ہمیشہ ہمیشہ کو رہیں گے اللہ تعالیٰ ان سے راضی اور خوش ہیں اور یہ اللہ سے راضی اور خوش ہیں،یہ بڑی (بھاری) کامیابی ہے۔"

" اللہ ہی کی سلطنت ہے آسمانوں کی اور زمین کی اور ان چیزوں کی جو ان میں موجود ہیں اور وہ ہر شے پر پوری قدرت رکھتا ہے۔"۔

سر یہی وہ آیات ہیں جنکی وجہ سے کاجل کے اندر مزید حق کی طرف بڑھنے کا شعور پیدا ہوا۔

میم کاجل نہیں مومنہ۔دین بدلا تو نام بھی بدل جانا چاہیئے۔

جی بیٹا ضرور۔

نوعمر پروفیسر اتنی غور سے آیات کا ترجمہ پڑھ رہے تھے کہ حیرت کے آثار انکے چہرے سے واضح ظاہر ہو رہے تھے۔

او مائی گاڈ۔ دو قدم پیچھے ہٹے،زبان سے کچھ الفاظ پھسلے۔ ماتھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے پسینے سے شرابور چہرے کو چھت کی جانب اٹھا کر ایک لمبا سانس خارج کیا اور جلدی سے آفس کے دروازے سے واپس باہر نکل کر تیز تیز چلتے ہوئے کالج کا مین گیٹ عبور کر گئے۔

سب حیران تھے کہ یہ کیا ماجرہ ہے۔وہ خود حیران ہو گئی۔ اور دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر اپنی کیفیت کو یاد کرنے لگی کیونکہ جب اس نے ان آیات کو پڑھا تھا تو اسکی اپنی کیفیت بھی کچھ ایسی ہی تھی۔ کیا یہ سر بھی کہیں غیر مسلم تو نہیں؟؟؟۔

اچھا بہت شکریہ میں بھی چلتا ہوں۔

باقی مومنہ بیٹے آپکے لیے بہت دعائیں اللہ تعالیٰ آپکے لیے آسانیاں پیدا کریں۔

جاتے جاتے بیٹے ایک نصیحت کروں گا زندگی میں ایسی آزمائشیں آ سکتی ہیں کہ کوئی آپکو اسلام سے متنفر کرے۔

کیونکہ آپ نے اصحاب کہف والو کی طرح ماشاءاللہ نوجوان عمر میں اسلام قبول کیا ہے۔ اس لیے آپکو بہترین جائے پناہ کی بے حد ضرورت ہے۔

تو آپ اصحاب کہف والی دعا کثرت سے مانگنا شروع کر دیں اللہ تعالیٰ آپکو بہترین ٹھکانہ عطا فرمائیں گے ان شاءاللہ۔

رَبَّنَآ اٰتِنَا مِنۡ لَّدُنۡكَ رَحۡمَةً وَّهَيِّئۡ لَنَا مِنۡ اَمۡرِنَا رَشَدًا (سورۃ الکہف :10)

” اے ہمارے پروردگار! ہمیں اپنے پاس سے رحمت عطا فرما اور ہمارے کام میں ہمارے لئے راہ یابی کو آسان کر دے۔“

جی سر شکریہ۔میں ضرور یہ دعا مانگوں گی۔ آپ سب کی بہت دعائیں چاہیئیں۔

ہماری دعائیں آپکے ساتھ ہیں اللہ آپکو اپنے حفظ وامان میں رکھیں آمین۔

نوٹ۔

: جو بات مجھے محسوس ہوئی۔ وہ یہ کہ

(”کاجل صحیح ہی تو کہہ رہی تھی کہ ہم لوگ مسلمان ہو کر اپنی کتاب کو نہ تو گہرائی سے جانتے)ہیں۔ نا حق کے ساتھ پڑھتے ہیں۔اور نہ ہی اس کلام سے متاثر ہوتے ہیں۔ ہم تو اسے وہ ہ ہ چودہ سو سال پرانے حالات و واقعات والی کتاب ہی سمجھتے ہیں۔ ہمیں پتہ ہی نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں ہمارے لئے کیا کچھ نازل کیا۔

جگہ جگہ پر ”یا ایھا الناس۔یا ایھا الذین آمنوا“

کہہ کہہ کر پکارا گیا ہے۔

کیا واقعی ایسا نہیں ہے ؟

کہ وہ عالی شان ذات ہمیں پکار رہی ہے اور ہم خواہش پسند لوگوں کے پیچھے دوڑ رہے ہیں؟

” شاید کتنے ہی غیر مسلمز کاجل کی طرح کتنی ہی بار اسلام کی طرف مائل ہوئے ہوں گے مگر افسوس کہ ہم مسلمانوں کو اپنے ہی دین میں ایک دوسرے سے جھگڑے اور نفرتیں، گروہ بندیوں میں بٹے ہوئے دیکھ کر الٹے پاؤں مڑ جاتے ہوں گے“۔

” ہمارا اسلام تو خوبصورت ہے مگر ہم نے اپنے عملوں سے اور بدعتوں سے اسلام کی خوبصورتی کو مدھم کر دیا۔:“ اسلام کی چمک کو اپنی بد اعمالیوں سے ہی زائل کر رہے ہیں۔

” بالکل اسی طرح جیسے حجرہ اسود جنت کا پتھر خوبصورت تھا مگر ہم لوگوں کے گناہوں سے وہ بھی سیاہ پڑ گیا“۔

خدارا رحم کریں اپنے اوپر۔
کہیں خدا کا غضب ہم پر حاوی نہ ہو جائے۔
"جو پہچان خدا نے اہل ایمان کو دی ہے اسی کو اپنائیں"۔
ناکہ اپنے پسند کے ان عملوں کو اپنائیں۔جنکی قرآن و حدیث میں کوئی دلیل ہی نہیں ملتی۔
لوگ لوگوں کی باتوں کو دلیل کے طور پر پیش کرکے حجت قائم کر لیتے ہیں۔ حالانکہ لوگوں کی باتیں دلیل نہیں ہوا کرتیں بلکہ دلیل تو اللہ اور رسول صلیٰ اللہ علیہ وسلم کی بات ہوتی ہے جو ہمارے پاس قرآن اور حدیث میں محفوظ طریقے سے موجود بھی ہے"
عنایا سمیت سب ہی آنکھوں میں آنسو لیے کھڑے کاجل کو دیکھ رہے تھے۔
جو آنسوؤں سے لت پت ہوئے بس بولے جا رہی تھی۔ سامنے کھڑے بہت سے انسانوں کو خود کو مسلمان دیکھ کر اپنے عملوں پر ندامت ہو رہی تھی کہ ہم کیسے مسلمان ہیں جو عملوں سے خالی ہیں۔
وہ آنسوؤں سے نڈھال ہوئے جا رہی تھی جیسے گزری زندگی کا جو زنگ تھا روح پر۔ اسے اپنے آنسوؤں سے دھو رہی ہو۔گلے میں ڈالی صلیب اتار کر زمین پر پھینکی اور زور قطار رونے لگی۔
"میں اب اپنے ماضی کی طرف لوٹنا نہیں چاہتی
آج کا دن اس دنیا میں جینے کا میرا پہلا دن ہے۔
میری زندگی تو اب شروع ہوئی جو صرف خدا کے نام ہوئی۔ آج سے پہلے تک جو زندگی گزری اس میں دین و ایمان کی روح نہیں تھی۔اب کی یہ زندگی کیسی ہو گی۔آگے یہ میں نہیں جانتی۔ مگر یہ ضرور جانتی ہوں کہ "حق اور باطل کی جنگ میں جیت ہمیشہ حق کی ہی ہوتی ہے"
وہ خدا مجھے بھی ہارنے نہیں دے گا وہ رب میرا اختتام بھی انعام کے ساتھ کرے گا۔

سب پر نم آنکھوں سے کھڑے تھے عنایا تو پاگل ہو رہی تھی کہ ہوا کیا ہے۔

عنایا پتہ ہے آج تمھیں اپنے خدا سے بات کرتے ہوئے، تمھاری اپنے خدا سے محبت کو محسوس کیا میں نے۔تو میرا دل چاہا کہ میرا بھی کوئی ایسا ہو۔جو میری روح کو قرار بخش دے۔

اللہ اکبر کبیرا۔اللہ جی میں تو بہت گہنگار ہوں میں آپ سے محبت؟

اور میں نے کبھی نہیں سوچا تھا۔اتنا بڑا اعزاز۔

اللہ اکبر کبیرا۔

اللہ جی مجھے بھی ہدایت دیجیۓ۔مولا میں تو اتنی گہنگار تھی اور اب بھی ہوں۔ شدت سے آج ہی آپکو پکارا اور ضمیر کو آج ہی دبنے نہیں دیا۔اللہ جی نفس کی آج ہار ہوئی تو ضمیر کی جیت ہوگئ۔

عنایا کاجل کے الفاظ اور اپنے عملوں پر نظر ڈورا رہی تھی۔

بیٹا اللہ آپکو استقامت دیں گے۔

آپ کو اپنا قرب نصیب کریں اور آپکی طرف آنے والے ہر شر کو آپ سے ہمیشہ دور رکھیں۔

آمین میڈم۔پرنسپل کی دعاؤں پر کاجل ادب سے جھک گئ۔

اللہ تعالیٰ واقعی آپ سے محبت کرتے ہیں کاجل بیٹے۔اللہ آپکو ضرور استقامت دیں گے۔

آں ہاں۔اب کاجل نہیں اب مومنہ۔

اللہ کے دین پر عمل کرنے والے ہی حقیقی مومن ہوتے ہیں نا؟

مسلمان تو نسلی ہوتے ہیں جو مسلم گھرانوں میں پیدا ہوں۔ مجھے لگتا ہے کمال کی بات صرف مسلمان ہونا ہی نہیں بلکہ سچا مومن بننا ہے اور آج سے میں مومنہ ہر وہ کام کروں گی جو خدا کے مومن بندے کرتے ہیں۔

"میری لائف کا مقصد اب یہی ہو گا۔
ایمان لانے کے بعد مومن بندی بننا۔"

سب کے آنسوؤں سے تر چہروں پر ایک دم مسکراہٹ پھیل گئی۔

ماں آج ایک لڑکی مسلمان ہوگئی الحمد اللہ!

عنایا آج بہت خوش تھی۔گھر آتے ہی رقیہ بی بی کو بھی اپنی بے انتہا خوشی کی وجہ بتائی۔

وہ کیسے۔رقیہ بی بی کافی حیران ہوئی۔ایسا کیسے ہو سکتا ہے ؟

"ماں جسے اللہ ہدایت دینے کا فیصلہ کر لے ناں پھر اسے کوئی گمراہ نہیں کر سکتا۔"

اوراللہ تعالیٰ انسان کے اندر تڑپ دیکھتے ہیں جو ہدایت کی تلاش میں ہو پھر اللہ اسے چن ہی لیتے ہیں۔

ماں وہ بھی شاید اسی تلاش میں تھی۔

" جب اللہ کسی کو اپنی طرف لانا چاہتے ہیں تو پھر کسی کی معمولی سی بات بھی دل کو ایسے لگتی ہے کہ انسان اپنی خواہش، اپنا سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر اللہ کی طرف بھاگ پڑتا ہے اس بات کو اگنوار کرتے ہوئے کہ اب مشکالات کا سفر شروع ہو گا، اسے تو بس پھر اپنے رب کو پانے کی چاہ ایسی لگ جاتی ہے کہ کانٹوں پر چلنا بھی گوارہ کر لیا جاتا ہے۔"۔

"ماں محبت ہو اور آزمائش نا آئے تو پتہ کیسے چلے گا کہ محبت سچی ہے بھی کہ نہیں۔"

عنایا مجھے یقین نہیں آ رہا کہ وہ بچی مسلمان کیسے ہوئی ؟

ماں جیسے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اچانک مسلمان ہوئے تھے۔ بالکل اسی طرح اسلام اسکے دل میں بھی گھر کر گیا۔ تو وہ بھی مسلمان ہوگئی۔

" ماں ہمارے رول ماڈل حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بھی تو اچانک ہی اسلام قبول کیا تھا۔ وہ گھر سے کتنے برے مقصد کے ساتھ نکلے تھے (نعوذباللہ رسول اللہ کو قتل کرنے کا ارادے تھا انکا۔) مگر پھر کیا ہوا کہ اپنی ہی بہن کے منہ سے سورۃ طٰہ کی آیات سن کر اپنے کفر پر قائم نا رہ سکے، اس عظیم کلام کو سن کر وہ بھی دل ہار بیٹھے اور پھر اسلام قبول کر لیا۔

"انہوں نے بھی تو پہلے کتنی ہی بار قرآن کی آیات سنی ہوں گی، قرآن سمجھنا انکے لئے آسان تھا کیونکہ وہ عربی تھے اور قرآن مجید بھی عربی میں نازل ہوا تھا۔ مگر ہر بار وہ دل کی سختی کی وجہ سے جھٹکتے رہے۔ پھر ایک دن ایسا آیا کہ وہ جو کئی عرصہ سے قرآن مجید سن کر انکار ہی کرتے آ رہے تھے۔ پھر ایک دن وہ حق کے سامنے جھک ہی گئے۔

ماں حق ہمیشہ بلند ہی رہتا ہے،مٹنا باطل کو ہی پڑتا ہے۔"

اس مسلمان ہونے والی لڑکی کا قصہ بھی کچھ ایسا ہی ہے۔

وہ بہت عرصہ سے اسلام کو لے کر کشمش میں تھی۔ ضمیر اور نفس کی جنگ اللہ جانے کب سے اسکے باطن میں چھڑی ہوئی تھی۔ آخر پھر اس جنگ کا اختتام حق پر ہوا اور وہ مسلمان ہوگئی۔

ماں بس آپ اس کے لیے دعا کیجئے گا کہ اللہ تعالیٰ اسکے لئے آسانیاں پیدا کریں اور اسے ایسی آزمائشوں سے بچائیں جس میں اسکے ایمان کو خطرہ لاحق ہو۔

جی ضرور بیٹا۔اللہ اسکا حامی و ناصر ہو۔

آمین یا رب العالمین۔

عنایا بات سنو۔

عنایا میری بات تو سنو۔!!!

حبہ پیچھے پیچھے بھاگتی عنایا کو روک رہی تھی۔تم سن کیوں نہیں رہی۔ اس دن لیکچر کیا دے دیا خود کو بڑی فنکار سمجھنے لگ گئی ہو لیکچرز تو بڑے بڑے دیئے تھے اب کیوں بھول گئی۔

حبہ نے عنایا کا بازو زور سے پکڑا۔ اور طنزیہ انداز سے عنایا کو دیکھا۔

حبہ آپ نے میری ساری باتیں سنی تھیں ؟

عنایا بہت تحمل سے حبہ سے مخاطب ہوئی۔

جی میں نے آخر تک سنی تھی تمھاری تقریر۔ اور حیران تھی کہ وہ سارے الفاظ تمھاری ہی زبان سے پھسلے۔

مجھے نہیں لگتا۔

حبہ میں نے سب سے پہلے جو بات کہی تھی وہ یہ کہا تھا کہ دوستی میں کمپنی اچھی ہونی چاہئیے۔ اس میں فضول کچھ نہ ہو۔ ایسی کمپنی جہاں بیٹھنے والے خیر سمیٹیں، صرف حدود کے دائرے میں رہ کر باتیں کیں جائیں جس سے کسی کو فائدہ ہو۔یا کم از کم خود کو تو فائدہ ہو نا۔

" حبہ میری ایک بات ہمیشہ یاد رکھئے کہ بری صحبت میں بیٹھنے والے کی سوچ کبھی اچھی نہیں ہو سکتی کیونکہ صحبت کا اثر ہوتا ہے۔"

اس وقت مجھے حدیث پوری تو نہیں یاد،کیونکہ میں نے صرف سنی ہوئی ہے۔

مفہومِ حدیث بتا دیتی ہوں۔

"حضرت محمد ﷺ نے فرمایا کہ اچھے دوست کی مثال کستوری بیچنے والے کی طرح ہے، پاس بیٹھنے والا اگر خوشبو نا بھی خریدے مگر پھر بھی وہ خوشبو سونگھ ضرور لیتا ہے۔

اور برے دوست کی مثال بھٹی جلانے والے کی طرح ہے جو خود بھٹی نہ بھی جلائے مگر وہ اس دھواں کی زد میں ضرور آ جائے گا"۔

اوئے ہوئے۔بڑی حدیثیں سنانی آگئی ہیں۔

اچھا ٹھیک ہے اللہ آپکو بچائے برائی کے دھوائیں سے۔

اب ناراض نا ہو۔چھوٹی موٹی باتیں تو دوستوں میں ہوتی ہی رہتی ہیں نا۔

میں ناراض نہیں ہوں حبہ بس مجھ سے کوئی بھی ایسی ویسی بات نہیں کرنا۔ ورنہ پھر کبھی میری طرف پلٹنا یا سوچنا کہ میں آپکی بات سنو گی یہ بھول جانا۔

جی حضور جی ! آپکا حکم سر آنکھوں پر۔

حبہ نے مسکراتے ہوئے عنایا کے آگے جھک کر سلام پیش کیا تو عنایا بھی ہلکا سا مسکرا دی۔

اچھا چلو گارڈن میں بیٹھتے ہیں۔

میرا تھوڑا سا کام ہے یہ کر لوں پھر ہم باتیں کریں گے۔

نہیں حبہ باتیں پھر کبھی۔ابھی مجھے مومنہ سے ملنا ہے۔ وہ نظر نہیں آ رہیں۔ میں اس سے مل لوں پھر آپکے پاس آ جاؤں گی۔

مومنہ کا لیکچر ہو رہا ہے عنایا۔ وہ فری ہوئی تو خود ہی تیرے پاس آ جائے گی ویسے بھی تو نے اسے بھی اپنا فین کر لیا ہے،اب دیکھنا وہ بھی دیوانوں کی طرح تیرے ہی پیچھے رہے گی۔

حبہ ایسی بات نہیں اسکے لیے یہ وقت آسان نہیں ہے۔

"ایک لڑکی اپنے میکے سے شادی کر کے سسرال جائے تو وہاں اسے سیٹ ہوتے وقت لگتا ہے اور یہ بیچاری تو۔آپ سمجھ سکتی ہو کہ اسکا عقیدہ ہی نہیں مذہب بھی بدلا ہے۔ بیشک اس نے سچے دین کو اپنایا ہے لیکن رکاوٹیں بہت تلخ ہو سکتی ہیں۔اللہ اسکی مدد کریں گے ان شاءاللہ۔

اسکا گھرانہ رئیس خاندان کی حیثیت رکھتا ہے۔ وہ لوگ تو لڑکی کو پسند کی شادی کرنے پر بھی نہیں چھوڑتے تو کہاں مذہب بدل لینے پر چھوڑیں گے۔مجھے بہت فکر ہو رہی ہے۔

ہاں یہ بات تو ہے۔

مگر ابھی اسکا لیکچر ہے۔ لیکچر آف ہونے میں ابھی کچھ ٹائم باقی ہے۔

آ جاؤ اب میرے ساتھ ہم سامنے ہی بیٹھ جاتے ہیں۔

میرا بس تھوڑا سا کام ہے ابھی دو منٹ میں ختم ہو جانا۔حبہ کاپی کھولے کچھ لکھنے میں مصروف ہوگئی۔

اور عنایا فری بیٹھے بور ہو رہی تھی۔

حبہ میں تھک گئی ہوں۔یوں فارغ بیٹھ بیٹھ کر دکھاؤ مجھے کیا بنا رہی ہو؟

عنایا نے اٹھ کر حبہ کے ہاتھ سے کاپی کھینچی۔

ارے یہ کیا ؟

حبہ نے غصے سے عنایا کو ڈانٹتے ہوئے کاپی بند کر کے اوپر اپنا ہاتھ رکھ لیا۔

حبہ آپ نے مجھے پاگل سمجھا ہوا ہے میں یہاں بیٹھی بور ہو رہی ہوں اور آپ اپنے کام میں مگن ہیں۔

اگر اتنی ہی مصروفیات تھی تو مجھے وہاں سے لا کر اپنے پاس بیٹھانے کی کیا ضرورت تھی ؟

عنایا کو حبہ پر شدید غصہ آ رہا تھا۔

خود ہی کہا تھا میڈم کہ مجھ سے کوئی ایسی ویسی بات نہ کرنا۔ اس لیے میں چپ ہوں کہیں پھر تمہیں برا نہ لگ جائے۔

حبہ نے کندھے اچکا کر کہا۔ حبہ میں نے یہ نہیں کہا تھا کہ خاموش ہو کر بیٹھ جانا صرف خراب باتوں سے منع کیا تھا۔

اور ایسی بھی کیا چیز ہے جو آپکو اتنا مصروف کئے ہوئے ہے۔

دکھاؤ تو عنایا آگے بڑھ کر پھر سے دیکھنے لگی مگر حبہ نے فوراً سے چھپا لیا۔

دکھاؤ یہ تو کارڈ ہے کتنا پیارا ہے کس نے بنایا ؟

اور کس کے لیے؟

یہ تمھارے دیکھنے والا نہیں ہے عنایا۔ حبہ مسلسل کارڈ پیچھے کر رہی تھی۔ لیکن وہ بھی عنایا تھی سامنے آئی چیز کی جانچ پڑتال کئے بغیر کیسے جانے دیتی۔

عنایا تم نہیں ہٹو گی نا؟

لو دیکھو پھر اور اگر اب ناراض ہوئی نا تو پھر دیکھنا یہ اس کے لیے ہے اسکی برتھ ڈے ہے اس لیے بنا رہی۔

حبہ مسکراہٹ چہرے پر سجائے نظریں جھکا کر بتا رہی تھی۔

مگر دوسری طرف عنایا کے چہرے سے کافی رنگ ایک ساتھ عیاں ہوئے۔

حبہ آپ حرام سے باز نہیں آئیں گی ؟؟؟

آپ مُحۡصِنِيۡنَ (پاک باز بنو (غَيۡرَ مُسَافِحِيۡنَ (بدکاری کرنے والی) نہ بنیں۔

" مومنہ کو ہی دیکھ لو ایک غیر مسلم لڑکی نے اپنے رب کی محبت میں اپنا مذہب، اپنے سب رشتے چھوڑ دیئے، تو آپ رب کا خوف کھاتے ہوئے،کیا حرام کو نہیں چھوڑ سکتی؟

بس عنایا آج تم مجھے باتیں نہیں سناؤ گی۔

تم ہر بار مجھ سے ایسے مخاطب ہوتی ہو جیسے تم بہت پاک باز ہو؟

نہیں حبہ میں ایسا نہیں کہتی کہ میں پاک باز ہوں۔

سبحان اللہ تو صرف اللہ کی ذات ہے تمام تر عیبوں سے پاک صرف پرودگار ہیں۔

"اپنا ماضی یاد آنے پر عنایا کی آنکھیں نم ہوگئ ں۔"

حبہ میں اپنے بارے میں وہی کہوں گی جو یوسف علیہ السلام نے کہا تھا۔

وَمَآ اُبَرِّئُ نَفۡسِىۡ‌ۚ اِنَّ النَّفۡسَ لَاَمَّارَةٌ ۢ بِالسُّوۡٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّىۡ‌ ؕ اِنَّ رَبِّىۡ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ (۵۳)

" میں اپنے نفس کی پاکیزگی بیان نہیں کرتا بیشک نفس تو برائی پر ابھارنے والا ہی ہے مگر یہ کہ میرا پروردگار ہی اپنا رحم کرے یقیناً میرا پالنے والا بڑی بخشش کرنے والا اور بہت مہربانی فرمانے والا ہے۔"

اقف عنایا ایک تو تم قرآن کی پتہ نہیں کون کون سی آیت مجھے سناتی رہتی ہوں۔ تم میری سمجھ سے بالا ہو۔

" حبہ مجھے آپکی آنکھوں اور دل میں خیر کا پہلوں محسوس ہوتا ہے۔ کہیں نا کہیں، کبھی نا کبھی آپ ضرور پلٹ آئیں گی اپنے رب کے راستے پر، مجھے یقین ہے۔

مگر یہ کب ہو گا۔ میں نہیں جانتی۔ مگر میری دعا ہمیشہ رہے گی کہ اللہ آپکو اپنی مخلص بندی بنائیں۔ آمین۔

اوہ بی بی حاجن یہاں مصلہ نہیں ہے۔جہاں بیٹھ کر تم دعائیں مانگنا شروع ہوگئ۔

”حبہ دعا مانگنے کے لیے مصلے کی ہی ضرورت نہیں ہوتی۔ دعا کے لیے تو سچی تڑپ اور خالص نیت کی ضرورت ہوتی ہے۔“

اچھا جی اللہ ہدایت دیں گے مجھے جب وہ چاہیں گے۔

حبہ اللہ زبردستی ہدایت نہیں دیتے۔ ہدایت تو مانگنا پڑتی ہے۔ یہ تو ایک توفیق ہوتی ہے ہماری تڑپ کے مطابق۔جو مانگ لے پھر وہ محروم نہیں رہتا۔ جمعہ ہے دعاؤں کی قبولیت کا خاص دن ہے۔ مانگ لیں نا اپنے لئے دعائیں۔

اوکے اوکے۔مانگ لیتی ہوں

” اللہ مجھے ہدایت دے اور ایسی ہدایت دے کہ میں آپکو پسند آ جاؤں۔“

بس اب خوش۔مانگ لی میں نے ہدایت۔

آمین آمین یا رب العالمین۔

میں بہت خوش ہوں حبہ آپ نے بہت اچھی دعا مانگی ہے اللہ جی قبول کریئے پلیززززززز۔

عنایا آسمان کی جانب ہاتھ اٹھا کر اللہ تعالیٰ سے حبہ کی مانگی ہوئی دعا کی قبولیت کی تمنا کر رہی تھی۔

اور وہ جمعہ کے دن کا وقت شاید قبولیت کا وقت تھا

اور اللہ تعالیٰ کسی سائل کو خالی نہیں لوٹاتے۔ کبھی کبھی تو بے دلی سے مانگی ہوئی دعائیں بھی قبول ہو جاتی ہیں۔(اس لیے ہمیشہ اچھے الفاظ زبان سے نکالیں ہو سکتا ہے وہ وقت قبولیت کا ہو)۔

اچھا حبہ اگر میں آپ سے کچھ سوال کرنا چاہوں تو کیا آپ مجھے جواب دیں گی؟

عنایا تمہیں کیا لگتا ہے میں ماسٹر لیول تک پہنچنے والی سٹوڈنٹ کو مجھے تمھارے سوال سمجھ نہیں آئیں گے۔ میں کوئی ان پڑھ،گنوار تھوڑی ہوں۔

نہیں ایسی بات نہیں ہے حبہ۔

"کچھ سوال ایسے ہوتے ہیں جنکے جواب دینے کے لیے اعلیٰ تعلیم کا ہونا ضروری نہیں ہوتا۔ کاش آپ میری باتوں کو سمجھ پائیں مگر آپ نہیں سمجھیں گی"۔

اووو اللہ کی لاڈلی بندی۔ ایسے بھی کونسے سوال تیرے دماغ میں گھوم رہے جسکے لیے پڑھے لکھے ہونے کی بھی ضرورت نہیں۔

چلو پوچھو میں ابھی جواب دیتی ہوں پھر۔

نہیں حبہ ابھی میرے لیکچر کا ٹائم ہو گیا۔

مومنہ کو دیکھنے بھی میں نہیں جا پائی۔

خیر ابھی مجھے لیٹ ہو رہا ہے۔ اللہ حافظ

عنایا دل کی تنگی کے باوجود حبہ سے نرم مزاج سے مخاطب ہو رہی تھی کیونکہ وہ چاہتی تھی کہ کسی طرح وہ حبہ کے سوئے ضمیر کو جگا دے۔اور اسے بھٹکنے سے بچانے کا ذریعہ بن جائے۔

🖤🖤🖤🖤🖤

آج مومنہ نہیں آئی تھی نا ؟

گیٹ کے پاس کھڑی لڑکی سے عنایا نے پوچھا۔

وہ نیو مسلم مومنہ؟جی جی وہی

نہیں سسٹر مجھے نہیں پتہ،شاید وہ نہیں آئیں۔

مومنہ کی غیر حاضری اس بات کو ظاہر کرتی تھی کہ وہ کسی خطرے میں ہے۔

مگر عنایا کو نہ اسکی کسی دوست کا پتہ تھا اور نہ ہی اسکا کوئی کونٹیکٹ نمبر تھا۔

یا الٰہی مومنہ کے ایمان کی حفاظت کریئے۔اسکے لئے آسانیاں پیدا کیجئے گا۔

پریشانی کی حالت میں عنایا اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے مناجات کر رہی تھی۔ پتہ نہیں کہاں، کس حال میں ہو گی میری دوست۔

آج بہت عرصے بعد عنایا نے کسی کو دل سے دوست کہا تھا۔ رمشہ کے علاوہ وہ کسی کو دوستی کے لیے دل میں جگہ نہیں دیتی تھی۔ لیکن اب دین اور دنیا کے فرق کے لحاظ سے مومنہ کی اہمیت خودبخود اسکے دل میں بڑھ گئی تھی۔

♥ ♥ ♥ ♥ ♥

کالج میں لاسٹ سمسٹر چل رہا تھا۔

کالج سے واپسی پر وین میں بیٹھی ایک لڑکی کافی دیر سے عنایا کے چہرے پر مسلسل نظریں ٹکائے دیکھے جا رہی تھی۔

عنایا نے نظر انداز بھی کیا۔

مگر جب اسکی نظروں مسلسل اپنے چہرے پر جمی ہوئی پائیں تو عنایا نے بھی سوالیہ نظروں سے اسکی طرف دیکھا۔ جی سسٹر آپ نے مجھے کچھ کہنا ہے؟

نہیں بس یونہی۔ لڑکی نے مسکراتے ہوئے نفی میں سر ہلا دیا۔

دراصل وہ نا آپکے نقش بہت پیارے ہیں اور عجیب سی کشش بھی ہے اور آپ بہت عجیب سی لگتی ہیں۔

وہ لڑکی ایک نظر دیکھ کر ہی عنایا کو اتنی گہرائی سے سمجھ گئی۔

اللہ اکبر۔ نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے سسٹر۔

”سب کو اللہ نے ہی بنایا ہے اور ہر کسی میں اللہ تعالیٰ نے کشش پیدا کی ہے۔ الحمد اللہ

بس فرق یہ ہوتا ہے کہ کسی کی کشش اسکے ظاہر میں نظر آتی ہے اور کسی کے باطن میں چھپی ہوتی ہے لیکن باطن میں چھپی کشش اثر رکھتی ہے اور ہمیں وہی تلاش کرنی چاہیئے“۔

عنایانے عجیب محسوس کرتے ہوئے فوراً سے بات بدل دی اور بس سٹاپ پر بس رکتے ہی سلام کہہ کر جلدی سے بس سے نیچے اتر گئی۔

”وہ واقعی بڑی عجب چیز تھی۔

سمجھدار لڑکی تھی یا شرارتی بچی

غصے والی تھی یا خوش مزاج۔

سب کو عجیب لگتا تھا۔“

کیونکہ وہ ہر کسی کو اسکی جگہ پر رکھتی تھی۔اسے پتہ تھا کہ کس سے کیسے بات کرنی ہے۔

کس سے دوٹوک بات کرنی ہے اور کس کا دل رکھنے کے لیے اسکی تفصیل سننی ہے۔

وہ اپنے مزاج سے سب کو حیران کر دیا کرتی تھی۔

اور اپنے اخلاق سے سب کے دلوں میں سماجایا کرتی تھی۔

ہاں وہ ایسی ہی تھی وہ دل، اخلاق اور کردار کی بری نہیں تھی۔

وہ دوطرفہ چہرے والی بھی نہیں تھی۔

وہ منافق نہیں تھی۔

وہ الگ تھی سب سے۔

اسے دکھ چھپا کر مسکرانا آتا تھا۔

اسے دل میں منافقت رکھ کر خیر خواہ بننا نہیں آتا تھا۔

وہ مضبوط تھی، مگر تنہائی میں رب کے سامنے ٹوٹ جایا کرتی تھی۔

بس سٹاپ کے پاس ایک مدرسہ تھا عنایا کا وہاں جانے کا اتفاق نہیں ہوا تھا۔

آج بھی بچیاں قرآن پاک سینے سے لگائے مدرسے سے نکل کر سڑک عبور کر رہی تھیں۔

"ان سب کو دیکھ کر دل میں حسرت پیدا ہوئی کاش میں بھی قرآن مکمل سمجھ پاؤں میری بھی مکمل زندگی قرآن مجید سے جڑ جاؤ۔"

میٹرک کے بعد چھٹیاں میں گھر کے پاس ہی ایک باجی گھر میں قرآن پڑھایا کرتی تھی اور جو آیت تجوید کے ساتھ پڑھاتی ساتھ میں اس آیت کا مفہوم بھی سمجھادیا کرتی تھی۔وہ قرآن مجید کی تھوڑی بہت سمجھ سے واقف تھی۔

لیکن ابھی قرآن مجید کو مکمل سمجھا نہیں تھا بس سمجھنا سیکھا ہی تھا کہ کالج جوائن کر لیا اور قرآن کا علم وہیں پیچھے رہ گیا تھا۔

مدرسے کی لڑکیاں بلیک عبائے اور ہاتھوں پر دستانے پہنے ہوتیں تو عنایا کتنی کتنی دیر تک انکو رشک بھری نگاہوں سے تکتی رہتی۔چاہنے کے باوجود بھی وہ کبھی ان سے بات چیت نہیں کر پائی تھی۔

یہ کیا تم ہر وقت چادر میں لپٹی رہتی ہو۔

گھر میں تو کم از کم دوپٹہ لے لیا کرو۔کوئی آتا ہے تو فوراً نقاب کر لیتی ہو۔

ماں کزن کا آنا جانا معمول ہے اس لیے میں چادر لیتی ہوں۔

وہ پردہ کرنا چاہتی تھی لیکن ابھی مکمل نہیں کرپائی تھی بس اپنے آپکو چھپانا شروع کیا تھا۔اس کی مانگی گئی دعا کو قبولیت کا شرف حاصل ہو رہا تھا وہ رب سے جڑ رہی تھی وہ اسکے احکام کو اپنے عمل میں لا کر محبت کا ثبوت دینا چاہتی تھی۔

اسے مدرسے کی لڑکیاں اچھی لگنے لگی تھیں۔

"ضروری نہیں کہ آپکی شخصیت سے اگر کسی نے راہ پائی ہے تو آپ خود کو ولی اللہ ہی سمجھ لیں،بلکہ ولی اللہ تو وہ ہوتے ہیں جو ہر وہ کام کریں جو رب کا حکم ہے اور آس پاس کی بکھری مثالوں سے کچھ نہ کچھ سیکھیں،ربانی بننے کی ان تھک کوشش کریں۔"

”لوگوں کی سوچ نے ہر مسلمان کی سوچ کو بھی فیشن انڈسٹری بنا دیا ہے کہ جو لوگ کرتے ہیں وہی کرو اور اس میں کوئی ہرج ہی نہیں۔

اور اگر لوگوں کی خواہش کو سائیڈ پر رکھ کر رب کا حکم مانو گے۔تو پھر گناہ ہو گیا۔ لوگوں کی نظروں میں حقیر بن جانا یہ سوچ ہی ڈرا دیتی ہے۔“

بہت بڑی بڑی باتیں کرنے کے باوجود بھی وہ عمر کے لحاظ سے چھوٹی تھی اور دیکھنے میں تو اپنی عمر سے بھی کہیں کم عمر لگتی تھی۔

”مگر اس نے اپنے دل میں ہی ایک عہد کر لیا تھا کہ وہ خود کو بدلے گی اور رب کے حکم کے مطابق ڈھال لے گی ان شاءاللہ۔ اور وہ ایسی ہی تھی جس کسی بات کی حقیقت کو جان لیتی تو پھر وہ خصوصاً رب کی خاطر عمل کرنے میں کسی رکاوٹ پر پیچھے نہیں ہٹتی تھی۔ وہ سمعنا واطعنا مکمل طور پر خالص نیت سے کرنے والی لڑکی تھی۔“

رقیہ بی بی مزاج کی نرم بھی بہت تھی، مگر جب انکا پارہ ہائی ہوتا تو عنایا کی تو شامت آجاتی تھی۔

عنایا کے چادر لینے پر خفا ہوتیں اور اب تو روز ڈانٹ ڈپٹ کرنا معمول بن گیا تھا۔

رب کی رضا کا ہر کام کرنا اسکے لئے آزمائش بنتا جارہا تھا یہ آزمائش اسے رب کے اور بھی قریب کرتی جارہی تھی۔

رقیہ بی بی اور بانو (عنایا کی بڑی بہن) کی محبت میں بھی فرق آگیا تھا۔

”جب خالص محبت ملتی ہے تو عام محبتیں کم ہونے لگتی ہیں، رب کے حکم پر عمل کرنے لگو تو آس پاس کے وہی لوگ آزمائش بن جاتے ہیں جو اللہ پر ایمان لا کر خود کو پکا مسلمان ہونے کا اعزاز بخشتے ہیں“۔

عنایا تم باز نہیں آؤ گی تمھارے چال چلن میں دیکھ رہی ہوں۔ تم بدلتی جارہی ہو آج تم چادر لے رہی ہوں کل تم کچھ اور بھی کرو گی اس سے بہتر ہے کہ تمیں ابھی روک لیا جائے۔

رقیہ بی بی نے آج غصے میں آکر زور دار تھپڑ عنایا کے چہرے پر رسید کیا۔ تھپڑ لگتے ہی عنایا یکدم نیچے گری اور زمین بوس ہونے کی وجہ سے بازو زخمی ہو گیا۔

وہ لڑکی جو تھوڑی سی بھی انسلٹ پر خاموش نہیں رہتی تھی آج اتنی زور کا تھپڑ کھانے کے باوجود بھی اف تک نہیں کہہ پائی اور آنسو صاف کرتے ہوئے اٹھ کر کمرے کی طرف بھاگ گئی۔

کیوں نا وہ بھاگتی۔ اس ذات کو اپنا دکھ جو سنانا تھا جو دل کے زخموں پر سکون کی دوا لگاتا ہے۔

" اللہ جی جس سے زیادہ پیار ہوتا ہے، کیا اس پر غصہ بھی زیادہ ہی آتا ہے، میں تو لاڈلی تھی نا سب ہی؟ میں نے کچھ برا تھوڑی کیا ہے میں تو عمل اس لیے کر رہی کہ میں بھی آپکی نیک بندی بن جاؤں۔ لوگ مجھے میرے ظاہر سے بہت اچھی تصور کرتے ہیں میں اپنے باطن سے بھی واقعی میں اچھی بننا چاہتی ہوں"۔

اللہ جی کیا میں سب کی پسند کے مطابق چلوں؟

"وہ بچپن میں اپنے دل کی بھڑاس لوگوں کے سامنے نکالنے والی لڑکی۔ آج رب العالمین کے سامنے دل کا بوجھ ہلکا کر رہی تھی۔ دوسروں کو دلاسا دینے وہ لڑکی آج خود ایک دلاسا چاہ رہی تھی۔

اپنے ہر سوال کا جواب اپنے رب سے مانگ رہی تھی۔"

اللہ جی وہ کاجل نامی لڑکی آپکی اس عنایا سے بھی متاثر ہوئی تھی۔ تو کیا اب یہ عنایا اس مومنہ سے متاثر ہو کر صحیح معنوں میں تیری مومن بندی نہیں بن سکتی کیا ؟۔

" اللہ اگر غیر مسلم کسی مسلمان سے متاثر ہو کر مسلمان ہو سکتا ہے تو کل وہ کسی مسلمان کو بے عمل دیکھ کر اسلام سے متنفر بھی تو ہو سکتا ہے نا؟

اللہ جی میں ڈرتی ہوں، بہت زیادہ ڈر رہی ہوں مجھے عمل اور استقامت کی توفیق دیجیے پلیز اللہ جی میں بہت کمزور ہوں بہت ہی زیادہ کمزور۔

وہ موم بتی کی طرح پگھل رہی تھی لیکن اسکا اپنے رب سے تعلق اسے ایک چراغ بنا رہا تھا۔

رو رو کر نڈھال ہوتے ہوئے بے سدھ جائے نماز پر بیٹھی عنایا نے سو جھی آنکھوں سے بہنے آنسوؤں کو صاف کرتے ہوئے دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر آنکھیں موند لیں۔

" دوسروں کو تھام لینے والوں کو بھی کبھی ایسی ضرورت پیش آتی ہے کہ انکو بھی کوئی تھام لے۔"

اسلام و علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ

آیئے آپی اندر آ جایئے۔

عنایا جیسے ہی مدرسے میں داخل ہوئی۔ حال نما کمرے سے دو چھوٹی بچیاں بھاگتی ہوئی آئیں پورا اسلام کرتے ہوئے عنایا کو سٹاف روم کی طرف لے گئیں۔

عنایا گردن جھکائے آہستہ آہستہ چلتے ہوئے حال نما کمرے میں داخل ہوئی۔ ہر طرف سکون ہی سکون تھا قرآن مجید کی تلاوت چل رہی تھی۔

"کچھ آزمائشیں تو نعمت ہوتی ہیں جو انسان کے قدم راہِ ہدایت کی جانب موڑ دیتی ہیں"

اسکے رب کو پتہ تھا کہ اسکی یہ آزمائش کیسے اسکے لئے نعمت بنانی ہے تو لے گئے پھر اللہ تعالیٰ اسے خیر کی جگہ۔ الحمد اللہ کثیرا"۔

اسلام و علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ

وہ خاتون معلمہ معلوم ہوتی تھیں فل عبائے اور سکاف میں وہ بہت خوبصورت لگ رہی تھیں۔

"ایسے لگا جیسے یہ لوگ نیکیوں کو سمیٹنے کی جدوجہد میں ہوں۔ (حزب اللہ) اللہ کا گروہ۔ اہلِ ایمان کی مخلص اور باطل عقائد سے پاک جماعت رشک آ رہا تھا وہاں کے ماحول اور وہاں پر موجود ہر انسان کے چہرے کی چمک کو دیکھ کر۔"

آپ سٹاف روم میں آ جایئے بیٹا۔

ادب اور مسکراہٹ کے ساتھ کہتے ہوئے وہ خاتون عنایا کے ساتھ ہی چل پڑیں۔

عنایا کو یاد آیا کہ میں نے سلام کا جواب تو دیا ہی نہیں۔

و علیکم السلام ورحمتہ اللہ۔بس اتنا ہی کہہ پائی اور خاموش ہو گئی۔

خاتون عنایا کے معصوم چہرے کو دیکھ کر مسکرا دیں۔

بیٹا کچھ نیا کرنے کے لیے ٹائم لگتا ہے۔آپ کو یہ ماحول شاید اجنبی لگے مگر جب آپ اس میں ڈھل جائیں گی نا تو سب اپنا اپنا سا لگے گا ان شاء اللہ۔

آپ ایڈمیشن لینے آئیں ہیں؟

عنایا کو یونیفارم اور بیگ کے ساتھ دیکھ کر انہوں نے یہی سمجھا۔

نئیں نئیں میں تو کالج جانے لگی تھی تو میرا دل کیا میں یہاں اندر آ کر دیکھوں۔مجھے اچھا لگتا ہے جب میں یہاں کی سٹوڈنٹس کو دیکھتی ہوں فل عبائے میں۔قرآن مجید سینے سے لگائے اور نظریں جھکائے ہوئے۔تو اک سکون سا محسوس ہوتا ہے،دل خود بخود ہی مائل ہوتا ہے۔

میں روز یہاں سے گزرتی ہوں ناں تو میری خواہش تھی کہ میں یہاں ایک بار ضرور آؤں۔

اچھا اچھا ماشاء اللہ۔بارک اللہ فیک

"اللہ آپکو برکت دیں"۔

بیٹا آپکی آنکھیں اتنی کیوں سوجھی ہوئیں ہیں۔آپ پوری رات سوئی نہیں ہیں یا روئی ہی اتنا زیادہ ہیں؟

نہیں وہ میں۔نہیں کچھ نہیں۔ایسی بات نہیں ہے آنٹی جی۔

بیٹا آپ مجھے بتا سکتی ہیں۔

آپ اداس ہیں، آپ کا دل کسی بات پر تنگ ہو رہا ہے نا؟

آپکو کیا لگتا ہے کہ آپ یہاں آج خود ہی اپنی مرضی سے آئی ہیں؟

آپکے بقول کہ آپ اتنی مرتبہ یہاں سے گزری مگر تب اندر نہیں آئیں۔ اور آج ہی کیوں آپ کا دل کیا اور آپکے قدموں نے بھی اپنی خواہش کا ساتھ دیا۔ یہ بھی سوچ نہیں آئی کہ کالج سے لیٹ ہو جاؤں گی؟

بیٹا یہاں اللہ تعالیٰ آپکو لے کر آئیں ہیں۔

وہ جب کسی سے پیار کرتے ہیں نا تو وہ کسی نا کسی انسان کو آپکے دکھ میں آپکا راہنما بنا دیتے ہیں۔

کیونکہ ہم انسان ہیں نا۔ تو ہمیں اللہ کی بات کا مطلب اکثر اوقات سمجھ نہیں آ رہا ہوتا تو اس لیے اللہ تعالیٰ کسی ایسے انسان سے ہمیں ملوا دیتے ہیں جو ہمیں سمجھ کر ہمیں اچھے سے سمجھا سکے اور ہمارے دکھ، غموں کا مداوا رب کی آیات کے ساتھ کر سکے۔

عنایا ڈھیروں سوال لیے حیرانی سے اس عبائے میں لپٹی اللہ کی بندی کو دیکھے جا رہی تھی کہ کیا انکو غیب کا علم ہے؟

یا پھر اللہ کے نیک بندے ایسے ہی ہوتے ہیں؟

دل کی بات یونہی جان لیتے ہیں؟

کیا واقعی اللہ مجھ سے محبت کرتے ہیں؟

دل میں سوالوں کی کثرت جنم لے رہی تھی۔

اسلام و علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

استاذہ یہ پانی۔

باہر سے ایک طالبہ سفید یونیفارم اور سفید سکاف میں ملبوس روشن چہرہ لئے۔ سٹاف روم کے دروازے میں کھڑی ہو کر اندر آنے کی اجازت لینے کی بجائے وہیں پر کھڑی ہو کر سلام کیا اور پھر سلام کا جواب پانے کے بعد ٹرے میں رکھا پانی کا گلاس ادب سے ٹیبل پر رکھتے ہوئے واپس چلی گئی۔

پانی پیئیں بیٹا۔

استاذہ نے محبت بھرے انداز میں پانی کے گلاس کی طرف اشارہ کیا۔

جی شکریہ۔عنایا اتنی محبت بھرے انداز پر منع نہیں کر پائی اور بغیر پیاس کے ہی پانی کا گلاس اٹھا کر ہونٹوں کو لگا لیا۔

استاذہ آپکو کیسے پتہ چلا کہ میں روئی ہوں؟

اور اللہ کیسے ہماری زبان میں جواب دیتے ہیں۔

جبکہ اللہ نظر نہیں آتے۔

بیٹا آپکے چہرے سے لگا اور ویسے بھی جو دل رب کی محبت سے لبریز ہوں نا وہ دل انجان نہیں ہوتے آپ بظاہر انجان ہیں لیکن مجھے انجان نہیں لگیں۔

اور دوسری بات۔آپکو پتہ ہو گا کہ زبور، تورات، انجیل اور قرآن پاک مختلف زبانوں میں کیوں نازل ہوا؟

حالانکہ اللہ چاہتے تو ساری آسمانی کتابیں ایک ہی زبان میں نازل کر دیتے مگر ایسا نہیں ہوا۔

کیوں نہیں ہوا؟

کیونکہ اس دور میں جو لوگ تھے انکی زبان کچھ اور تھی وہ کوئی اور زبان بولتے تھے۔تو کلامِ الٰہی بھی انہی کی زبان میں نازل ہوا تا کہ لوگ اللہ کے پیغام کو اچھے طریقے سے سمجھ لیں انکو مشکل نہ ہو۔

بالکل ایسے ہی جیسے ہم سے اگر کوئی ہماری زبان میں بات کرے تو ہم فوراً بات اور انداز سمجھ جاتے ہیں لیکن اگر کوئی ہم سے کسی اور زبان مثلاً پشتو یا کوئی ایسی زبان جو ہمیں بولنا یا سمجھنا نہ آتی ہو اس زبان میں بات کرے تو ہم کوئی رسپانس نہیں دے پاتے۔

"یہ اللہ کی شان ہے اللہ رب العزت اسی زبان میں اپنے بندوں کی راہنمائی کرتے ہیں جس سے انسان آسانی سے اللہ کی بات سمجھ سکے"۔

اللہ تعالی کیا چاہتے تھے پہلی قوموں کو انہی کی زبان میں کتاب دے کر ؟

یہی نا کہ وہ سمجھ جائیں۔

مگر انہوں نے پھر بھی نہیں سمجھا کیونکہ وہ سمجھنا نہیں چاہتے تھے۔

”بیٹا ہدایت کی تڑپ خود میں پیدا کرنا بہت ضروری ہے آپ کلامِ الٰہی پڑھنے کی اور سمجھنے کی کوشش کریں اور یہی سمجھیں کہ یہ قرآن آپکے لیے ہی نازل ہوا ہے آپکے دل کو تھامنے کے لیے، آپ کی ہدایت کے لئے“۔

پھر دیکھیے گا اللہ تعالیٰ کیسے آپ سے باتیں کرتے ہیں آپکو آپکی ہر بات کا جواب دیتے ہیں۔

عنایا کو یاد آیا کہ مومنہ نے بتایا تھا کہ میم صباء میری ہر بات کا جواب قرآن کی آیت سے دیتی تھیں۔

مگر اس وقت وہ بری طرح ٹوٹی ہوئی تھی، دل میں زخموں کا پہاڑ محسوس کر رہی تھی۔ تو نادانی میں جیسے سب بھول گئی ہو۔

استاذہ قرآن مجید تو عربی میں ہے نا اور ہم تو اردو بولتے ہیں؟

پھر قرآن مجید ہماری زبان میں کیسے ہوا؟

عنایا نے معصومیت سے سوال کیا۔

بیٹا ہمارے پیارے نبی محمد عربی ﷺ کی زبان مبارک بھی عربی میں تھی۔

وہاں اس وقت جب قرآن مجید نازل ہو رہا تھا تو عرب کے سارے لوگ عربی بولتے تھے قریشِ مکہ بھی۔

اسی لیے قرآن پاک عربی میں نازل ہوا۔

تاکہ رب کی بات وہ لوگ سمجھیں۔ آپکو حضرت عمر کا واقعہ پتہ ہو گا کہ وہ سورۃ طٰہٰ کی آیت سے متاثر ہوئے تھے۔

انہوں نے قرآن مجید کو باقاعدہ سمجھا تو نہیں تھا لیکن وہ عربی زبان سمجھتے تھے اس لیے قرآنی آیات ان پر اثر انداز ہوئیں۔ اگر قرآن کسی اور زبان میں نازل ہوتا تو کیا وہ سمجھ پاتے؟

ایک بار پھر سے مومنہ کا خیال آیا۔ اور آنکھیں بھیگ گئیں۔

کیا ہوا بیٹا آپ کہاں کھو گئیں؟

نہیں وہ میں دراصل یہ پوچھنا چاہ رہی تھی کہ

ہماری زبان تو اب عربی نہیں ہے نا۔

ہمیں کیسے سمجھ آئے گی؟

عنایا کے سوال پر استاذہ مسکرا دیں۔

بیٹا ہمیں عربی سیکھنی ہو گی اور ہمیں عربی نہیں آتی اسی لیے تو بعد میں مفسرین نے قرآن مجید کی عربی کا ترجمہ مختلف زبانوں میں کر کے قرآن مجید کو ایک کتاب کی شکل دے دی۔ اور ہمارے لئے کوئی جواز ہی نہیں بچا کہ ہم کہہ سکیں کہ سمجھ نہیں آرہا۔

خیر۔ اگر لمبی باتیں کیں نا بیٹا تو آپکو سمجھ نہیں آئے گی، کہ اللہ تعالی آپکو کیسے آپکی زبان میں سمجھانا چاہتے ہیں۔

استاذہ نے بات درمیان میں ہی روک دی۔

جی میں سمجھی نہیں۔

بیٹا اسی لیے تو اتنا کچھ نہیں بتا رہی کہ آپ ایک ہی وقت میں ساری باتیں نہیں سمجھ پائیں گی۔

"قرآن مجید کا علم ایک ایسا علم ہے جو ایک ہی دن میں نہیں آجاتا زندگی چاہیئے ہوتی ہے اسے سیکھنے کے لئے"۔

"دنیا میں رہتے ہوئے ہم آخرت کو تب ہی بہتر بنا سکتے ہیں جب ہم دین کا علم سکھیں اور دین کے مطابق زندگی کو گزارنے میں جو مزہ اور سکون ہے وہ اور کسی انداز کو اپنانے میں نہیں ہے۔"۔

استاذہ میں گھر میں ترجمے والے قرآن سے پڑھتی ہوں اور میٹرک کے بعد میں جس باجی سے قرآن پڑھا کرتی تھی وہ بھی آیت کا مفہوم سمجھاتی تھیں مگر پھر میں دنیاوی پڑھائی میں مگن ہو گئی اور قرآن کو وہیں کا وہیں چھوڑ دیا۔

اداس نہیں ہوں بیٹا۔ یہ اللہ کی حکمت ہو گی۔ بیٹا دنیاوی تعلیم بری چیز نہیں ہے۔ قرآن مجید کو مزید فہم کے ساتھ سمجھنے کے لیے اعلیٰ تعلیم کا ہونا بھی ضروری ہے۔

جی ویسے میں کالج میں اسلامیات کی بکس میں لکھا ترجمہ تفسیر اور حدیث وغیرہ بھی پڑھا کرتی تھی۔ ابھی تو میری ایجوکیشن مکمل ہونے والی ہے۔

الحمد اللہ۔

لاسٹ سمسٹر چل رہا ہے

ماشاءاللہ ، بارك الله فيك۔

"اللہ تعالیٰ آپکو اپنے دین کی گہری سمجھ بوجھ عطا فرمائیں اور اسی کے مطابق مقبول عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائیں آمین یارب العالمین۔"

لیکن استاذہ ایسے کبھی سمجھ نہیں آیا جیسے آپ سمجھا رہی ہیں۔ آ جائے گا ان شاءاللہ۔ بس ہمیں لگن اور کوشش کی ضرورت ہے۔ باقی اللہ تعالیٰ سنبھال لیتے ہیں۔

اچھا ایک بات بیٹا آپ نے کہا کہ آپ نے قرآن مجید کی تفسیر وغیرہ اسلامیات کی کتابوں سے پڑھی ہے۔

تو پیاری لڑکی پڑھنے، یاد کرنے اور سمجھنے میں بہت زیادہ فرق ہوتا ہے۔

صرف دوہرانے سے بات دماغ میں نہیں بیٹھ جاتی۔

اور صرف یاد کر لینے سے عمل نہیں بدلا کرتے۔

پڑھنے اور یاد کرنے کے ساتھ ساتھ سمجھنا بے حد ضروری ہوتا ہے بیٹا۔

جب تک سمجھا نا جائے نا تو تب تک عمل نہیں بدلتے۔

اور سمجھ خود سے نہیں آتی۔

اس کے لیے معلم کی ضرورت ہوتی ہے۔

اور رسول اللہ ﷺ کے معلم حضرت جبرائیل علیہ السلام تھے۔

عنایا اپنے سبھی غموں سے عاری بس حیران ہو کر استاذہ کا منہ دیکھے جا رہی تھی۔

بیٹا میں آپکو سمجھاتی ہوں۔

"دیکھیں قرآن مجید عربی میں نازل ہوا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اور صحابہ اکرام عربی ہی بولتے تھے انکو سمجھ تھی کہ قرآن مجید میں کیا فرمایا جا رہا ہے۔

مگر انہوں نے پھر بھی قرآن میں کو سیکھا، سمجھا۔ کیونکہ خود سمجھنے اور ایک استاد سے باقاعدہ سمجھنے میں فرق ہوتا ہے۔

ہم اپنے ذہن سے بات کا کوئی بھی مطلب نکال لیتے ہیں مگر جو ایک استاد ہوتا ہے وہ اپنی مرضی سے نہیں بلکہ جو اصل مفہوم ہوتا ہے وہی سمجھاتا ہے"۔

"بیٹا ہمیں تو عربی بھی نہیں آتی تو ہمیں زیادہ ضرورت ہے سیکھنے اور سمجھنے کی۔

گھر بیٹھ کر خود سے ترجمہ پڑھ لینے سے وہ سمجھ نہیں آسکتی جو ایک ادارے میں بیٹھ کر ایک استاد سے پڑھنے پر آتی ہے"۔

اللہ آپکی زبان میں ہی آپکو دلاسا دیتے ہیں۔

بیٹا آپ نے ابھی قرآن مجید مکمل طرح سے نہیں سیکھا، بھلے آپ نے قرآن کا ترجمہ پڑھ لیا۔

"کیا انگلش کے ورڈ مینگ پڑھنے سے ٹرانسلیشن کی پراپر سمجھ آ جاتی ہے؟

نہیں نا۔

سمجھنا پڑھتا ہے نا؟

تو قرآن مجید کی تفسیر کو جب تک ہم سیکھنے کی کوشش نہیں کریں گے تو صرف ترجمے سے ہی رب کی مکمل بات ہمیں سمجھ نہیں آئے گی"۔

بہت سے واقعات ترجمے میں نہیں ہیں جو تفسیر میں ہیں آیات کے نزول کا پس منظر ہمیں حدیث سے پتہ چلتا ہے۔

آپ نے حدیثیں بھی پڑھی ہوں گی۔

مگر بیٹا تفسیر میں ہر حدیث کوٹ نہیں کی جاتی۔

جب آپ پڑھیں گی یہ بات تب سمجھ آئے گی۔

ان شاء اللہ۔"

جی ان شاء اللہ میں ضرور پڑھوں گی۔

چلیں پھر اب بتائیں آپکو کیا ہوا بیٹا آنکھیں ابھی بھی غمگین ہیں آپکی؟

میں زیادہ فورس نہیں کروں گی۔ مگر بیٹا ہو سکتا ہے آپکی اس کیفیت کا حل میرے پاس ہو۔

اسی لیے اللہ تعالیٰ نے آپکے دل سمیت آپکے قدموں کو بھی کو ادھر موڑا۔

رب کی عجیب سی بندی تھی اتنی اپنائیت سے درد کو محسوس کر رہی تھیں۔

میرا نام مریم ہے۔

آپ کا نام کیا ہے بیٹا؟

عنایا۔

عنایا اتنی محبت بھرے لہجے کے سامنے اپنے آنسو کنٹرول نہیں کر پائی۔ اور چہرے پر ہاتھ رکھتے ہوئے پھوٹ پھوٹ کر رونے لگ گئی۔

کیا ہوا۔ اتنا نہیں روتے بیٹا۔

”استاذہ میں نے پردہ شروع کیا تو مجھے ڈانٹ پڑی حالانکہ سب پہلے مجھ سے بہت پیار کرتے تھے۔“

اچھا تو یہ بس اتنی سی بات ہے؟

استاذہ مریم عنایا کی بات پر ہلکا سا مسکرا پڑیں۔

بیٹا مجھے خوشی ہوئی کہ اللہ نے آپکو پسند کر لیا ہے۔ آپکو چن لیا ہے اور آپکو اللہ تعالی خالص کرنا چاہتے ہیں۔

استاذہ یہ کیا؟

”میرا دل زخمی ہے۔ گھر سے نفرت مجھے مل رہی ہے اور آپ کہہ رہیں کہ اللہ نے مجھے پسند کر لیا؟

استاذہ اللہ جب کسی کو پسند کرتے ہیں تو رولاتے ہیں کیا؟

جبکہ اللہ تو ستر ماؤں سے زیادہ محبت کرتے ہیں نا؟

” نہیں بیٹا اللہ تعالیٰ آپکو رولاتے نہیں ہیں وہ تو آپکو مضبوط کرتے ہیں۔ واقعی ستر ماؤں سے زیادہ محبت کرتے ہیں اسی لیے ہی تو آزمائش میں ڈالتے ہیں اور یہ جو آنسو بہتے ہیں نا یہ ہمارے وجود کو نکھراتے ہیں، دھو دیتے ہیں ہمارے دل کی سیاہی کو۔ جمی ہوئی میل اتار دیتے ہیں۔“

آنسو بہنا دل کی نرمی کی علامت ہے بیٹا۔

عنایا کے آنسو تھے کہ تھم ہی نہیں رہے تھے۔

بیٹا اللہ جس سے محبت کرتے ہیں اسے روحانی لحاظ سے پاک صاف کرتے ہیں۔

ماں بچے پر مٹی دیکھ کر ایسے ہی اسے نئے کپڑے پہنا دیتی ہے کیا؟

نہیں نا؟

کیا کرتی ہے ؟۔ پہلے نہلاتی ہے نا اسے۔ پھر ہی اچھے کپڑے پہناتی ہے تو اللہ تعالیٰ کیسے ہمیں گناہوں سے بھرے ہوؤں پر اپنا خوبصورت رنگ چڑھا دیں؟

کیسے یونہی ہمیں ایمان کی دولت سے مالامال کر دیں؟

"ایمان بھی لباس ہوتا ہے اور اللہ کا رنگ بھی لباس کی مانند ہے یہ لباس روح کو ڈھانپتا ہے۔اور انسان کے عمل میں اخلاص کو پیدا کرتا ہے۔

ظاہر و باطن ایک ہو جاتا ہے نگاہِ بصیرت ملتی ہے خیالات وسیع ہو جاتے ہیں۔"

وہ استاذہ کے سامنے بیٹھی بالکل ناسمجھ چھوٹی بچی لگ رہی تھی جیسے وہ یہ سب باتیں پہلی بار سن رہی ہو۔

"بیٹا یہ صبغتہ اللہ ، اللہ کا رنگ ایسے ہی بغیر قیمت ادا کئے تھوڑی ملے گا۔"

"یہ اپنوں سے درد ملنا تو پیغمبروں کی سنت ہے۔جب بھی انہوں نے اللہ کے حکم پر لبیک کہا تو ایسی ہی مشکالات کا سامنا انکو بھی کرنا پڑا۔"

اور قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

"تم ایمان لے آئے تو کیا تم نے سمجھ لیا کہ تم آزمائے نہ جاؤ گے اور یونہی چھوڑ دیئے جاؤ گے"۔(القرآن)

" رشتوں سے دل دکھی ہونا یہ آزمائش ہے بیٹا، اس پر استقامت اختیار کریئے۔ اللہ آپکو آزمائش سے گزار کر گناہوں کی بھٹی سے نکالنا چاہتے ہیں جس میں آپ آج تک جلتی آئی ہیں۔ آپ اپنے لیے اور اپنے والدین کے لیے ہدایت کی دعا مانگیں"۔

استاذہ میں چاہتی ہوں کہ میرے گھر والے مجھ سے پہلے کی طرح محبت کریں۔

"بیٹا ایک وقت آئے گا عنقریب سب آپ کو بے انتہا محبت کریں گے۔ آپکا مقام سب کی نظر میں انمول بن جائے گا۔ دنیا و آسمان کی ہر مخلوق آپ سے محبت کرنے لگے گی ان شاءاللہ۔"

مگر پہلے آپکو اپنے رب سے محبت کا ثبوت دینا ہے ان آزمائشوں پر ثابت قدم رہ کر۔ کچھ آزمائشوں کے مراحل سے گزرنا ہو گا لیکن یاد رکھیۓ گا کہ اگر آپ کی نیت خالص ہوئی، آپکی تڑپ سچی ہوئی نا تو اللہ آپکو تلخ سے تلخ آزمائش پر بھی اکیلا نہیں چھوڑیں گے وہ آپکے ساتھ ہیں آپکی شہ رگ سے بھی قریب ہیں۔ وہ آپکو آزمائش میں مبتلا تو کریں گے لیکن اپنی نگرانی میں۔

اور جو چیز کسی کی نگرانی میں ہو اس چیز کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔

جب آپ آزمائش بھی مبتلا ہوں تو اپنے معاملات اس ربِ عظیم کے حوالے کر دیا کریں اور صبر و استقامت کی دعائیں مانگا کریں۔ اپنے دل کا احوال اپنے رب کو سنا دیا کریں جیسے حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے غم اللہ کو سنائے تھے۔ "انما اشکو بثی و حزنی الی اللہ"۔

استاذہ میں اپنے گھر والوں کو اپنے ساتھ منزل مقصود تک لے جانا چاہتی ہوں۔ آنسو آنکھوں کے کناروں سے ٹوٹ کر چہرے پر پھسل رہے تھے۔

ان شاء اللہ بیٹا اللہ آپکی اس چاہت کو ضرور پورا کریں گے ان شاء اللہ۔

"جی ان شاء اللہ! آنسوؤں سے تر چہرے کو صاف کرتے ہوئے وہ مسکرا دی۔ اب دل پر سکون ہو گیا تھا اور اندر ہی اندر ایک قوت بھی محسوس ہو رہی تھی یہ سوچ کر کہ مجھے پسند کرنے والی کوئی معمولی ذات نہیں، وہ آسمانوں سے پار رب العالمین مجھ سے محبت کرتے ہیں۔ یہ کسی کے لیے بھی کم اعزاز کی بات نہیں ہو سکتی۔ کہ اسکا رب اسے اپنی محبت کے لیے خالص کر لے۔"

بیٹا میں ایک دعا کا کارڈ دیتی ہوں اگر پوری دعا نا پڑھ پائیں تو یہ پہلی چار لائنیں تو آپ زبانی یاد کر لیجیے اور سجدے میں مانگیے گا، اخلاص کے ساتھ۔

"سجدے میں انسان اللہ تعالیٰ کے بہت قریب ہوتا ہے"۔

اللہ آپکے لیے بہت آسانیاں پیدا کریں۔ آمین۔

استاذہ ایک بات پوچھوں؟

عنایا کے چہرے پر کم سن عمر کی وجہ سے بہت معصومیت تھی۔

ہاں بیٹا ضرور پوچھیں۔

"استاذہ جب ہم لوگوں کی پسند کے کام کرتے ہیں تو لوگ کتنا خوش ہوتے ہیں نا؟

مگر جیسے ہی ہم اللہ کی کوئی بات ماننے لگیں تو وہی انسان دشمن جیسا سلوک کرتے ہیں کیوں؟

جبکہ وہ بھی مسلمان ہیں اللہ کا حکم ماننا ان پر بھی اتنا ہی فرض ہے جتنا ہم پر۔ اور اللہ کے حکم پر عمل نہ کرنے والے خود کو کیا سمجھتے ہیں؟

اور شعوری مسلمان کیسے ہوتے ہیں؟

عنایا کے معصوم سوالوں پر استاذہ مریم مسکراتے ہوئے سیدھی ہو کر بیٹھ گئیں۔

دیکھیں بیٹا" اللہ سبحانہ وتعالی اپنی کتاب قرآن حکیم میں فرماتے ہیں۔

سورت یونس

آیت نمبر 12

وَإِذَا مَسَّ الْإِنْسَانَ الضُّرُّ دَعَانَا لِجَنْبِهِ أَوْ قَاعِدًا أَوْ قَائِمًا فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُ ضُرَّهُ مَرَّ كَأَنْ لَمْ يَدْعُنَا إِلَىٰ ضُرٍّ مَسَّهُ ۚ كَذَٰلِكَ زُيِّنَ لِلْمُسْرِفِينَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ

ترجمہ:

"انسان کا حال یہ ہے کہ جب اس پر کوئی سخت وقت آتا ہے تو کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے ہم کو پکارتا ہے، مگر جب ہم اسکی مصیبت ٹال دیتے ہیں تو ایسے چل نکلتا ہے کہ گویا اس نے کبھی اپنے کسی برے وقت پر ہم کو پکارا ہی نہ تھا۔ اسی طرح حد سے نکلنے والوں کے لیے ان کے کرتوت خوشنما بنا دیے گئے ہیں"۔

جو صرف "کبھی کبھی" خود پر آئی مصیبت کو ٹالنے کے لیے اللہ کو پکارتے ہیں نا بیٹا وہ "مسلسل" اللہ کے حکم پر عمل کرنے والوں کو پسند نہیں کرتے۔"

عنایا خاموشی سے ان سب باتوں کو جذب کر لینا چاہتی تھی۔ کیونکہ اسے اندر ہی اندر ان باتوں سے روحانی قوت محسوس ہو رہی تھی۔

استاذہ اور باتیں بھی بتائیے۔

وہ چہرے پر حسرت بھرے آثار لیے استاذہ مریم کی طرف دیکھ کر مخاطب ہوئی۔ تو استاذہ مریم بھی مسکرا دیں۔

"بیٹا انسان کو اپنا محاسبہ کرتے رہنا چاہیے۔ کیونکہ ہم انسان ہیں نا تو پتہ نہیں کب، کیسے اور کہاں ہم سے غلطی ہو جاتی ہے۔ اور ہمیں شعور بھی نہیں ہوتا۔

اللہ کی نافرمانی کر کے بھی بغیر توبہ کئے ایسے ہوتے ہیں۔ جیسے ہم نے کچھ کیا ہی نہیں، یا یہ سمجھ لیتے کہ اللہ تو غفور الرحیم ہے۔ معاف کر دے گا۔ مگر یہ کبھی سوچا ہی نہیں کہ ہر چیز، ہر بار بن مانگے نہیں ملا کرتی۔

معافی بھی توبہ کے بغیر نہیں ملتی۔ ندامت کے بغیر نہیں ملتی۔ اور بعض گناہوں پر تو پر سِلی رو کر سچے دل سے توبہ کرنی پڑتی ہے۔

اور دوبارہ اس گناہ کے نا کرنے کا مضبوط عہد بھی کرنا پڑتا ہے۔"

"مگر ہم نے سمجھ لیا کہ ہم نے تو ایک بار "لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ" پڑھ لیا اب جو چاہو کرو کوئی پکڑ نہیں۔!!!,

کبھی یہ خیال ہی نہیں آیا کہ یہ کلمہ ہم نے شعوری طور پر نہیں پڑھا ہم تو نسلی مسلمان ہیں۔

ہم تو دنیا میں آئے ہی مسلمان ہیں۔ مسلمانوں کے گھر میں پیدا ہوئے الحمد اللہ۔ ہم فخر کرتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں۔ پھر چاہے مسلمان اور کافر کے درمیان فرق کرنے والی نماز ادا ہی نہ کی ہو کبھی۔

"حدیث میں آتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ کہ مومن اور کافر کے درمیان فرق کرنے والی چیز نماز ہے"۔

کیونکہ باقی اخلاق تو کافر بھی اپنا لیتے ہیں بلکہ وہ آج کے نسلی مسلمانوں سے زیادہ سخی نظر آتے ہیں مگر فرق یہی ہے کہ وہ اللہ کے حضور جھکتے نہیں ہیں، سجدہ انکو ناگوار ہے۔

اللہ کو وہ بھی مانتے ہیں مگر اللہ کی مکمل صفات پر ایمان نہیں لاتے۔

مسلمزاور غیر مسلمز کے کردار کو جان کر ایک دم شدت سے مومنہ کی باتیں یاد آ گئیں۔ اور آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں۔

"جی استاذہ اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ کہ واقعی ہم نسلی مسلمان اللہ کو ایک مانتے ہیں مگر اسکے باوجود ہم اللہ کا ایک حکم بھی مخلص ہو کر اپنے عمل میں نہیں لاتے۔ جب اللہ کے حکم پر عمل کرنے کی باری آتی ہے۔ تب ہم بہانے بازیاں کر کے اپنے نفس کے غلام بن جاتے ہیں۔ تب ہمیں لوگوں میں سٹیٹس کم ہونے کا خطرہ ہونے لگتا ہے۔"

"ہمارے پاس اتنا علم ہوتا ہے استاذہ۔ کہ ہم اپنے دین کو پہچان سکیں۔ اپنے رب کے احکام کو سمجھ سکیں۔ مگر ہمارے اندر اتنا حوصلہ نہیں ہوتا کہ ہم اس دین پر، اس رب کے احکام پر عمل بھی کر سکیں، کبھی شیطان کی ڈالی ہوئی رکاوٹوں اور کبھی آس پاس کے انسانوں کی طرف سے ملنے والی اذیتیں انسان کے عمل کو ہی اسکے لئے آزمائش بنا دیتی ہیں۔"

ایمان کے کچھ تقاضے ہیں بیٹا جو ایک دائرے میں رہ کر پورے کرنا ضروری ہیں اسکے بغیر زبانی کلامی تو کوئی بھی کسی بھی دین کا لبادہ اوڑھ سکتا ہے۔

ضرورت حقیقی رب اور حقیر دنیا کو پہچاننے کی ہے۔

"حقیقی رب کی پہچان یہ ہے کہ اسکا اختیار ہر چیز پر ہے وہ 'علی کل شیء قدیر' ہے۔ اسکی نعمتیں اسکی عنائیت کبھی ختم ہونے والی نہیں۔ وہ متکبر اور ناشکرے لوگوں کو ڈھیل پہ ڈھیل دیئے ہی چلا جاتا ہے۔

مگر اسکی سزا بھی کوئی مذاق نہیں ہے بلکہ لازمی اور حقیقی ہے۔ 'جہاں وہ الودود ہے وہاں وہ شدید العقاب بھی ہے'۔ وہ پکڑتا ہے تو دنیا بھلا دیتا ہے۔"

اور اصل پکڑ کے لیے تو اس نے ایک دن مقرر کیا ہے۔

اسکا انصاف سچائی پر مبنی ہو گا تھوڑا سا جھوٹ بھی اسکی عدالت میں نہیں چلے گا۔"

اور اس حقیر دنیا کی حقیقت کچھ بھی نہیں۔

"اس دنیا کی مثال تو مچھر کے پر برابر بھی نہیں ہے۔

اس دھوکے پر مبنی دنیا کو سمجھ پانا ہر کسی کے بس کی بات نہیں یہ تو بصیرت والوں کو سمجھ آتی ہے اور انکو جو سمجھنے کی کوشش کریں۔

جن کو سمجھ آجاتی ہے نا تو پھر وہ اپنے دنیاوی حقیر سے مال پر سانپ بن کر نہیں بیٹھ جایا کرتے وہ اپنی آرائشوں اور زیبائشوں ہی میں مال ضائع نہیں کر دیتے پھر وہ اللہ کی راہ میں دیتے ہیں۔

پھر وہ اپنی آخرت جو کہ ہمیشہ رہنے والی ہے اسکو سنوارنے کی کوشش کرتے ہیں۔

پھر وہ لوگوں کے فین بننے کے لیے نہیں بلکہ اللہ کی محبت حاصل کرنے کی نیت سے اللہ کے دین کی سربلندی کے لئے اپنی جان اور مال لگاتے ہیں تا کہ انکا رب ان سے راضی ہو جائے۔ جب ایسے انصار اللہ سے پوچھا جائے کہ گھر میں کیا چھوڑا ہے۔؟

سارا مال تو یہاں لے آئے ہو تو وہ بہت اطمینان سے کہتے ہیں کہ اللہ اور اسکے رسول (ﷺ) کو۔ مگر ہر کوئی ابو بکر صدیق جیسا نہیں ہو سکتا۔ جو اللہ پر اتنا توکل کرئے اور یہ سوچ رکھے کہ یہ حقیر سامان ہے۔ یہ دنیاوی متاع ہے۔ آنے جانے والی چیز ہے۔ آج اللہ کی راہ میں دوں گا تو کل کو دو گنا مل جائے گا۔"

"صدقہ مال کو بڑھاتا ہے۔ یہ سوچ، یہ حوصلہ اللہ والوں کا ہوتا ہے جو واقعی میں اللہ والے ہوتے ہیں جو شعوری مسلمان ہوتے ہیں اور مومن کہلانے کے لائق ہوتے ہیں۔ ربانی بننے کی جدوجہد میں ہوتے ہیں۔

ایسے ہی لوگ ہوتے ہیں جنکو پھر لقب بھی 'رضی اللہ عنھم ورضوعنہ' کا ملتا ہے۔

"جو اللہ کے آگے جھکتے ہیں پھر اللہ انکو اپنے علاوہ کسی اور کے آگے جھکنے نہیں دیتا۔"

مسلمان ہونا۔ بڑی بات نہیں۔ بلکہ مسلمان (فرماں بردار) بن کر رہنا بڑی بات ہے کیونکہ ہمیشگی کی جنت مفت میں کسی کو نہیں ملے گی۔

وہ تو انکو ملے گی جہنوں نے شعوری طور پر 'لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ' پڑھا اور اس پر ایسے عمل کیا جیسے اللہ کے رسول ﷺ نے کر کے دکھایا۔

تو وہ فلاح پا گئے، ہاں وہ کامیاب ہو گئے جہنوں نے یہ سب خالص اللہ کے لیے کیا۔

پھر ایسے لوگوں کے لیے ہی قرآن گواہی دیتا ہے کہ "رضی اللہ عنھم ورضوعنہ" 🖤

یعنی "اللہ ان سے راضی ہو گیا اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے"۔

بیٹا۔ عنایا بیٹا؟

استاد مریم سامنے دیوار پر دیکھتے ہوئے اللہ کی باتوں میں مگن بول رہی تھیں اور عنایا باتیں سنتے سنتے صوفے پر ٹیک لگائے کب نیند کی وادی میں چلی گئی استاذہ مریم کو بھی پتہ نہیں چلا۔

"سوئی ہوئی وہ ہمیشہ کی طرح آج بھی بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔ آج چہرے پر پہلے سے زیادہ نکھار تھا۔ قرآن کی باتوں کا اثر چہرے پر عیاں تھا۔ نیند میں پر سکون ایسے جیسے برسوں جاگتی رہی ہو۔ آنکھیں ابھی بھی سو جھی ہوئیں تھیں آنسوؤں کے دو ننھے ننھے قطرے گلابی گالوں پر ٹھیرے ہوئے تھے جو استاذہ مریم نے اپنے ہاتھوں کی انگلیوں سے صاف کئے۔

یونیفارم پر بلیک چادر لیے گوری رنگت۔ وہ پری لگ رہی تھی۔ ایسا جمال اور معصومیت دیکھ کر استاذہ مریم کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو جاری ہو گئے۔

"اللہ اس سکون کی متلاشی گڑیا کو اپنی محبت سے ایسا سکون دے کہ یہ کسی دنیاوی محبت کی خواہش ہی نہ کرے۔ اللہ اسے لوگوں کی محبت سے نا آشنا کر دے مولا۔ اور اسے صرف اپنی محبت میں شدید کر۔ اسکی روح بھوکی ہے یارب اور تیری محبت کی تلاش میں بھٹک رہی ہے جیسے ایک پیاسے کو پانی کی تلاش ہوتی ہے۔ اللہ اسکی روح کو سیراب کر دے۔

یارب آج اسکے قدم تیرے ذکر الٰہی والی جگہ پر خوبخود آ گئے مولا اس معصوم کو اپنا قرب عطا کر دے۔ اسکی مشکلات دور کرنا الٰہی۔ میں اسے نہیں جانتی کون ہے۔ کہاں سے آئی ہے۔ اسکا غم کیا ہے۔ مگر آپ تو جانتے ہے نا اللہ۔ اس پیاری کو اپنی محبت میں سکون دے۔"

استاذہ مریم نم آنکھوں سے اس اجنبی لڑکی کے لیے ایسے دعا مانگ رہی تھیں جیسے وہ کوئی اجنبی نہیں بلکہ انکی اپنی سگی بیٹی ہو۔

"جب انسان اللہ کے حکم پر عمل کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ ایسے ہی بندوں کو اسکے حق میں دعائیں مانگنے کے لیے مقرر کر دیتے ہیں۔"

س سو سووو سوری استاذہ جی وہ مجھے نہیں پتہ چلا کہ میری آنکھ کب لگ گئی۔ مجھے سکون آ رہا تھا جیسے مجھ پر سکینت اتر رہی ہو شاید اسی لیے میری آنکھ لگ گئی۔ ویسے میں نے آپکی باتیں سنی۔ آپ نے جب کہا کہ رضی اللہ عنھم ورضو عنہ۔ بس میری ایک دم آنکھ لگ گئی۔

استاذہ مریم کی آنکھوں سے بہنے والے آنسو جیسے ہی عنایا کے بازو پر گرے عنایا کی فوراً آنکھ کھل گئی۔

جی کوئی بات نہیں بیٹا۔ اللہ نے آپکو سکون سے نوازا۔ مجھے بھی سکون ملا۔ الحمد اللہ۔

اوہ اللہ ٹائم کیا ہو گیا۔

گیارہ بج گئے۔ میں نے تو کالج ٹائم پہ جانا تھا اور بہت ضروری کام بھی کرنا تھا۔

عنایا دیوار پر لگے کلاک کو دیکھ کر ہونٹوں پر ہاتھ رکھتے ہوئے گویا ہوئی۔

کوئی بات نہیں پیاری۔ جہاں اللہ کا ذکر ہوتا ہے وہاں ٹائم کا پتہ ہی نہیں چلتا۔

جی استاذہ میں کل سے ہی قرآن کلاس جوائن کروں گی چاہے ایک گھنٹے کے لیے ہی آؤں مگر میں قرآن کو سمجھوں گی۔

لیکن آج تو کالج جانا تھا مجھے بہت ضروری کام تھا کسی کو میری ضرورت تھی۔ وہ پریشان ہو کر دکھی لہجے میں بول رہی تھی۔

"اللہ اکبر کبیرا۔ کیسی انوکھی محبت ہے دوسروں کے لیے اسکے دل میں۔ خود آزمائشوں کی بھٹی میں جل رہی ہے اور پھر بھی دوسروں کو تھام لینے کی تڑپ اسکے دل میں جگمگا رہی ہے۔"

جی ان شاءاللہ میرا پیارا بچہ۔ اللہ تعالی آپکو دین کے راستے میں استقامت دیں اور آپکے قدم ان راہوں پر جما دیں۔

استاذہ مریم نے عنایا کے گال پر تھپکی دیتے ہوئے پیار کیا۔

بیٹا آپ تب تک چاشت کے نوافل پڑھ لیں۔ میں کلاس لے کر آتی ہوں۔ ویسے بھی آج کالج سے تو آپکی چھٹی ہو ہی گئی ہے نا۔ تو تھوڑا اور ٹائم یہاں گزار لیں۔

آپ وضو کر لیں۔

وضو؟۔ استاذہ میں آج وضو کر کے ہی آئی تھی۔ یہاں جو آنا تھا۔

بیٹا آپ سو گئی تھیں۔ جب آنکھ لگ جائے تو پھر وضو دوبارہ کرنا ضروری ہوتا ہے۔

چاہے ایک منٹ کے لیے ہی آنکھ لگی ہو، پھر وضو نہیں رہتا۔ دوبارہ کرتے ہیں وضو۔

جی استاذہ۔ میں کر لیتی ہوں وضو ابھی۔

ویسے بیٹا آپ کوشش کیا کریں کہ ہر وقت وضو میں رہا کریں۔ آپ محسوس کریں گی کہ آپکو اپنا ایمان بڑھتا ہوا محسوس ہو گا اور اپنا آپ بھی ہلکا پھلکا لگے گا۔ آپ فریش رہیں گی۔ ان شاءاللہ

رکو بیٹا! واش روم میں جاتے وقت پہلے بایاں پاؤں اندر رکھتے ہیں۔

جی وہ دراصل مجھے بھول گیا۔ پتہ نہیں کیوں اکثر بھول جاتا۔ جب واش روم میں داخل ہو جاتی ہوں تب یاد آتا ہے۔

عنایا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

آپ ایسا کیا کریں۔ جب یاد آئے تو باہر نکل کر دوبارہ ٹھیک طریقے سے اندر جایا کریں۔

خود پر تھوڑی سی سزا رکھ لیں۔ اس طرح ہمیں سنت یاد نہیں بھولتی جب ہم خود پر کوئی جرمانہ سزا کے طور پر رکھ لیتے ہیں۔

واہ۔ یہ تو بہت اچھی بات ہے۔ اس طرح تو ہماری عادت ضرور سنت کے مطابق پختہ ہو جائے گی۔ کیونکہ ہم انعام بھول جاتے ہیں مگر سزا ہمیشہ یاد رکھتے ہیں۔

وہ نمی سے چمکتی آنکھوں سے ایسے خوش ہو رہی تھی جیسے اسے کسی خزانے کی key مل گئی ہو۔

آج مومنہ کے بارے میں پتہ چلا ہے کہ انکے گھر میں کافی فساد وغیرہ ہوا اور انکے تایا نے انکو گھر سے بھی نکال دیا ہے۔

پرنسپل میم صباء کو دھیرے دھیرے بتا رہی تھیں۔

کہتے ہیں کہ قتل و غارت تک بات اس لیے نہیں گئی کیونکہ مومنہ کے تایا کے بڑے بیٹے نے کسی مسلمان لڑکی سے شادی کر لی اور لڑکی والوں نے جو حق مہر لکھوایا وہ اس لڑکے کا پہلے مسلمان ہونا شرط رکھا گیا تھا کلمہ پڑھانے کے بعد نکاح ہو گیا۔ تو مومنہ کے تایا نے جیسے ہی یہ خبر سنی انکو دل کا دورہ پڑ گیا اب وہ ہوسپٹل میں ہے۔

اب آگے کیا ہوا یہ خبر نہیں ہے۔

اوہ اللہ رحم کریں، اللہ حفاظت کریں انکے ایمان کی۔

میم صباء افسردہ ہوتے ہوئے گویا ہوئیں۔

اسلام و علیکم ورحمتہ وبرکاتہ

کیسی ہیں آپ؟

عنایا نے نرم لہجے میں حبہ کو سلام کیا۔ اور حال چال پوچھا۔

میں ٹھیک ہوں۔

اور یہ دن کی روشنی میں سورج کی تپش کی بجائے ٹھنڈا ٹھنڈا چاند کیسے نمودار ہو گیا؟

عنایا کو دیکھ کر حبہ نے قہقہہ لگایا۔

عنایا کافی دن کالج سے غیر حاضر رہی تھیں۔

گھر میں بھی وہ سارا دن کمرے میں ہی گزارتی تھی۔

رقیہ بی بی دوسرے شہر کسی فوتگی پر گئی تھی کوئی عزیز وفات پا گیا تھا۔اور پھر گھر میں بانو کے اکیلی ہونے کی وجہ سے عنایا کو کالج سے چھٹیاں کرنی پڑی۔

رقیہ بی بی کے تھپڑ مارنے کے بعد عنایا خاموش رہنے لگی تھی۔سالانہ بورڈ کے پیپروں کی وجہ سے بانو بھی عنایا کو کوئی کام نہیں کہتی تھی۔

آج جب وہ کالج آئی تو حبہ سے کیا وعدہ یاد آ گیا۔نا چاہتے ہوئے بھی وہ حبہ سے ایک آخری بار فائنل بات کرنا چاہتی تھی۔

کالج آتے ہی سب سے پہلے ٹیچرز اور کالج کی لڑکیوں سے مومنہ کے بارے میں دریافت کیا۔مگر کہیں سے کوئی خبر نہیں ملی۔میم صباء سے ملاقات نہیں ہو سکی۔پرنسپل سے عنایا نے خود نہیں پوچھا۔

اور نہ ہی پرنسپل نے کسی اور ٹیچر کو بتایا۔سب سے عجیب بات جو عنایا کو لگی وہ یہ کہ کسی کو مومنہ کے غیر حاضر ہونے کی پروا بھی نہیں تھی۔حالانکہ اس دن مومنہ نے گڑگڑاتے ہوئے سب سے مدد کی درخواست بھی کی تھی۔

عنایا نے خود سے عہد کیا تھا کہ وہ مومنہ کے بارے میں پتہ لگائے گی اور اگر اسکا ایمان خطرے میں ہوا تو اسے کسی بھی قیمت پر بچائے گی۔

مگر اس سے پہلے حبہ سے کیا وعدہ آج وہ پورا کر کے اپنی طرف سے حجت تمام کر دے گی اور پھر مومنہ کو تلاش کرے گی۔

”عجیب لڑکی تھی۔اپنی زندگی آزمائشوں سے گھیری ہوئی تھی۔اور پھر بھی دوسروں کی پروا اور خیر خواہی اپنے سے زیادہ تھی۔“

عنایا خود بہت اپ سیٹ تھی۔مگر استاذہ مریم کی بات یاد آئی کہ علم کی بات پتہ ہو تو بتا دینی چاہیئے۔

اور وہ حد درجے کی خیر خواہ لڑکی تھی۔وہ حبہ کو ایسے چنگل سے نکالنے کے لیے ہر ممکن کوشش کر رہی تھی۔

اچھا بتاؤ آج ایسے کیسے خود تم میرے پاس آگئی۔ حبہ عنایا کی بات بھول چکی تھی۔

"جب دل و دماغ پر کوئی اور ہی چھایا ہو تو کسی دوسرے کی باتیں بہت کم یاد رہا کرتی ہیں، اگر یاد بھی ہوں تو جان چھڑانے کے بہانے کر لیے جاتے ہیں"۔

اور حبہ بھی ایسے ہی کر رہی تھی۔

عنایا نے اس دن کا کیا ہوا وعدہ یاد کروایا تو حبہ بات کو گول کرتے ہوتے بظاہر بیزاری دکھانے لگی۔

عنایا تمیں تو الرجی ہوتی ہے نا شاید میرے ساتھ بیٹھنے۔ اوہ۔ سوری بیٹھنا تو دور کی بات صرف بات کرنے سے ہی تم بھاگتی ہو۔

اور آج کیا ہو گیا میڈم کو۔ طبعیت ٹھیک ہے تمھاری؟

حبہ ایسے الفاظ کہہ کر عنایا کو غصہ دلا کر وہاں سے رخصت کرنا چاہتی تھی۔

مگر وہ بھی عنایا تھی اپنی بات کی پکی، کھری اور برداشت رکھنے والی۔ بات کئے بغیر تو جانے والی نہیں تھی۔ اور اب تو استاذہ مریم سے ملاقات کے بعد پہلے سے بھی زیادہ علم اور حکمت کی باتیں پتہ چلی تھیں۔

"جب کوئی اللہ سے محبت کرنے لگے اور اللہ کے ہر حکم کو دل سے تسلیم کرتے ہوئے اسے عمل میں لانے کی کوشش کرے تو شخصیت باکمال ہو جاتی ہے۔"

عنایا کو حبہ کی ایسی غصہ دلانے والی باتوں کے پیچھے چھپی نیت سمجھ آگئی تھی۔

حبہ میں نے آپکو سلام کیا تھا۔

سلام کا جواب نہیں دیں گی آپ؟

عنایا کو دیکھ کر سوچا بھی نہیں جا سکتا تھا کہ وہ اندر سے کتنی اذیت میں مبتلا ہے۔

"راتوں کے اندھیروں میں ٹوٹ کر رونے والے۔

دن کی روشنی میں اکثر مسکرا کر ملا کرتے ہیں"۔

"وہ انوکھی سی لڑکی تھی رات کو اللہ رب العزت کے سامنے گڑگڑاتی اور دن کی روشنی میں ایسے ہوتی کہ جیسے خوشیاں ساری اسی کے حصّے میں ہوں۔ دنیا والے ایسے لوگوں کو رشک اور کچھ حسد کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ مگر سمجھتے نہیں کہ یہ دکھ چھپانے کا ہنر ہی کچھ ایسا ہوتا ہے۔ حضرت بلال حبشی کی طرح تپتی ریت اور جلتے کوئلوں پر بدن ہو اور زبان پر احد احد کی پکار ہو۔ایسا کردار ہر کسی کا نہیں ہوتا۔ یہ تو صرف رب العزت کو ہی پتہ ہوتا ہے کہ کون کس مراحل سے گزر رہا ہے۔"

عنایا مجھے تو تمھارے بدلتے روپ کی سمجھ نہیں آتی۔ تمھاری کبھی میٹھی میٹھی باتوں سے ڈر لگتا ہے اور کبھی ہر وقت کے غصے سے دل گھبرانے لگ جاتا ہے۔

تمہارا ایک روپ ہے کوئی۔ ہیلو انسان ہی ہوناں۔ حبہ نے جٹکی بجائے ہوئے کہا۔

تم کسی اور ہی دنیا کی لگتی ہو ایک دم عجیب لڑکی ہو بالکل میرے میتھ کے سوالوں جیسی، کتنا سمجھ لو سمجھ ہی نہیں آتی ہو تم۔

"حبہ میتھ کو سمجھنے کے لیے فارمولے یاد کرنے کی کوشش کرنی پڑتی ہے اور آپ نے مجھے اور میری باتوں کو سمجھنے کی ابھی تک کوئی کوشش ہی نہیں کی۔

جس دن آپ مجھے سمجھ لیں گی نا حبہ۔ تب میں آپکو سمجھ آ جاؤں گی۔ لیکن شاید اس وقت مجھے تلاش کرنے پر بھی میں آپکو نہ ملوں۔"۔

"کیونکہ جب کسی خیر خواہ انسان کو ٹھکرایا جاتا ہے نا تو وہ آپکی زندگی سے بہت دور چلا جاتا ہے اتنا دور کہ تلاش کے باوجود بھی نہیں ملتا۔"

اوہ ہو۔ کیا دکھی فلسفے لے کر بیٹھ گئی ہو، میرے سامنے بچھڑنے والی باتیں نہ کیا کرو مجھ میں کسی کو کھونے کا حوصلہ نہیں ہے۔

مگر میں نہیں مانتی یہ بات حبہ۔

عنایا نے حبہ کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

کیوں؟

کیونکہ آپ اپنے حقیقی رب کو کھو رہی ہیں۔

آپ صراطِ مستقیم کے راستے سے بھٹک رہی ہیں۔

آپ اللہ والوں سے بچھڑ رہی ہیں۔

آپ بہت حقیر انسان کے اور بہت حقیر خواہشات کے پیچھے سب کھو رہی ہو۔ آپ اللہ رب العالمین کو اور اپنے والدین کو کھو رہی ہیں۔

اور یہ اتنا کچھ کھونے کا حوصلہ ہے آپ میں ہے حبہ؟؟؟

تو باقی پیچھے کیا رہ جاتا ہے جس کو آپ کھونے کی ہمت نہیں رکھتیں۔؟؟؟

عنایا تم مجھے ہمیشہ صحیح غلط کی تبلیغ کیوں کرتی رہتی ہو؟؟؟؟

کیا تمہارے پاس میرے لیے یہی ایک موضوع ہے؟

لگتا ہے تیرا کسی مفتی لوگوں سے واسطہ پڑ چکا ہے۔ یا کسی نے تم پر جادو کر دیا ہے جو تمہاری اپنی عقل ماری گئی ہے۔ اور اب تم ڈنڈا اٹھا کر دوسروں کے پیچھے امر بالا معروف اور نہی المنکر کرنے کے لیے دوڑ دھوپ کر رہی ہو۔

"میں اتنی نیک انسان نہیں ہوں حبہ۔ کہ مجھ جیسی انسان کو عالموں کی صحبت مدثر آجائے۔ بس تھوڑی سی کوشش کر رہی ہوں کہ قرآن مجید کو سمجھ سکوں۔

"اگر میری ایسی باتوں پر آپکو یہ لگتا ہے کہ مجھ پر جادو کا اثر ہے یا میں بہک گئی ہوں۔ تو ایسا جادو، ایسا بہکنا مجھے قبول ہے جو مجھے میرے رب العزت سے جوڑ دے۔"

حبہ ادھر ادھر کی باتیں کر کے آپ سچائی سے منہ موڑ رہی ہیں آپ بھاگ رہی ہیں حقیقت سے۔

دیکھو حبہ مجھے سمجھانا نہیں آتا اور ایسے انسان کو ویسے بھی سمجھانا نہیں آتا جو سمجھنا ہی نہ چاہتا ہو۔

مجھے مومنہ کے بارے میں بھی پتہ کرنا ہے۔

وہ کس حال میں ہے اور کہاں ہے۔کچھ پتہ نہیں کر پائی میں۔

حبہ مجھے کہیں نا کہیں آپ میں خیر محسوس ہوتی ہے میں چاہتی ہوں کہ آپ کانٹوں کی طرف جانے والے راستے سے واپس پلٹ آئیں۔اس سے پہلے کہ وہ کانٹے آپکے وجود کو زخمی کر دیں۔

ارے کون سے کانٹے؟

حبہ کے چہرے پر حیرانگی اور غصے کے ملے جلے تاثرات تھے۔کیونکہ وہ اس نفسی خواہش کے رستے کو پھولوں کا رستہ سمجھ رہی تھی۔

اگر آپ سمجھنا چاہیں تو کانٹے ہی نہیں بلکہ کیل ہیں کیل۔

حبہ امر بالمعروف اور نہی المنکر ایک دوسرے کو کرنا ہماری ہی ذمہ داری ہے۔

اچھاا تو کیا تم نے عالمہ کا کورس کر لیا ہے؟

نہیں حبہ "عالمہ "لفظ بہت بڑا ہے۔میرا علم بہت ناقص ہے۔ابھی تو پہلی ہی سیڑھی پر ہوں۔

میں تو وہ انسان ہوں حبہ، جو رمضان المبارک میں ایک سے زیادہ قرآن ختم کر لیتی تو خوش ہو جاتی تھی کہ میں نے اتنا پڑھ لیا۔مگر یہ جانتی نہیں تھی کہ کیا حق بھی ادا ہوا یا نہیں۔کیا تجوید ٹھیک ہے یا نہیں۔تو اتنی جلدی عالمہ کیسے بن گئی؟

حبہ میرا دل بہت دکھی ہے۔ یہ سوچ کر کہ جو بھی عبادات میں کرتی رہی وہ بس ایک رسمی انداز سے کرتی تھی۔
نمازیں سب مسلمان پڑھتے ہیں اللہ کا حکم ہے یہی پتہ تھا نمازوں میں خشوع کیا ہوتا یہ نہیں پتہ تھا۔
اللہ تعالیٰ کی حقیقی محبت کے لطف سے میں نا آشنا ہی رہی۔
"اللہ تعالیٰ کی محبت کا احساس، اور اسکی محبت کو حقیقت میں کبھی محسوس نہیں کیا تھا۔ شاید کوئی تھا ہی نہیں مجھے رب سے جوڑنے والا۔ لیکن اب میں چاہتی ہوں کہ میں ایسی انسان بنوں جو اپنے ساتھ ساتھ دوسروں کو بھی رب سے جوڑنے کا باعث بنوں۔ جو خود کو ہی نہیں سدھارتے بلکہ دوسروں کی اصلاح کے لیے بھی کوشاں رہتے ہیں۔"
عنایا کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر حبہ بھی وقتی طور پر پریشان ہو گئی۔ وہ دکھی لہجے سے دل میں غموں کا پہاڑ لئے بول رہی تھی۔
کیسی لڑکی ہو عنایا تم۔ کبھی اتنی خوش مزاج لگتی ہو کہ جیسے تم غموں سے بالکل انجان ہو چھوٹے بچوں کی طرح اور کبھی ایسے لگتا ہے جیسے خوشی کبھی دیکھی ہی نا ہو تم نے۔ ہوا کیا ہے تمھیں۔ تم اچھی بھلی تو ہوتی تھی لیکن ابھی کچھ عرصے سے تم ٹوٹلی بدل سی گئی ہو۔ یہ کیسا بدلاؤ ہے؟
"چھوٹی سی زندگی میں جب بڑے حادثات ہو جائیں تو چھوٹا بچہ بھی سمجھدار بن جاتا ہے۔"
عنایا نے اپنا چہرہ صاف کرتے ہوئے حبہ کو دیکھا جو وہاں ساکت کھڑی عنایا کا چہرہ دیکھ رہی تھی۔
تمھاری فلسفی میں کھو گئی میں۔ ھھاھاھاھاھاھا
دیکھو عنایا تمھارے پاس بیٹھ کر اس وقت مجھے جو فیلنگز آ رہی ہے نا وہ یہ کہ میں کسی بزرگ کے پاس بیٹھی ہوں اتنی ی ی ی گہری باتیں کرتی ہو تم۔ سچی میں۔ اللہ کی قسم۔ سچی۔ بی بی اماں لگتی ہو تم۔
"اتنا اگہرا نہ بولا کرو عنایا میڈم۔ کیونکہ گہرائی میں جانے والے اکثر ڈوب جایا کرتے ہیں۔

ہاں مگر اکثر تیرنا بھی تو وہی سیکھ جاتے ہیں حبہ۔ تب جب ہر کوئی دھکے دینا والا ہو اور بچانے والی ذات صرف رب العالمین کی ہو۔"

"اور ڈوب وہ جاتے ہیں حبہ۔ جو کبھی سنجیدگی اختیار نہیں کرتے اور ایک وقت آتا ہے کہ پھر پچھتاوے کی علاوہ انکے پاس کچھ پاس نہیں بچتا"۔

میرے پاس اتنا ٹائم نہیں ہے حبہ اور ویسے بھی اب ہم سب نے کالج سے فری ہو جانا پھر پتہ نہیں کبھی ملنا نصیب ہو بھی یا نہیں۔

کیا تم بہت انمول ہو؟

حبہ نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

نہیں حبہ میں تو بہت عام سی ہوں۔ ہر کسی کو آسانی سے میسر آ جاتی ہوں۔ اور آپ ہر بار مجھے یہ سب کیوں کہتی ہو۔ میں جب بھی آپ سے بات کرتی ہوں کیا پہلے میں اپنی کوئی بڑائی بیان کرتی ہوں جو آپ ہر بار ایسے سوال کرتی ہو؟

افف۔ تیری باتیں تو اللہ ہی جانے کون سمجھے گا۔

"جو اللہ کو سمجھ لے گا"۔

حبہ نے جان چھڑاتے ہوئے کہا مگر اگلے ہی لمحے عنایا کی بات پر ایک دم مڑ کر دیکھا۔

ارے ارے تم سچی میں اس دنیا کی نہیں ہو۔

تمہارے پاس اتنی آسانی سے ہر بات کا جواب دوٹوک ہوتا ہے۔ اور جواب بھی ایسا کہ سامنے والے کے پاس نہ کوئی سوال بچتا ہے کرنے کو اور نہ کوئی جواب۔

آپ جو بھی سمجھیں حبہ۔ مگر میں اسی دنیا کی ہی ہوں۔ ہاں مگر میرا دل اب اس دنیا کی لذتوں، آرائشوں اور آسائشوں کی طرف مائل نہیں ہوتا۔ اب تو مجھے یہ دنیا قید خانہ لگتا ہے میرا دم گھٹتا ہے۔

” ہمارا وجود یہیں سے مٹی کا بنا ہے، یہیں سے غذا پا کر حرکت میں ہے اور یہیں زمین میں ہی دب جانا ہے۔تو کیا فائدہ یہاں دل لگانے کا؟

لیکن روح نا یہاں کی ہے اور نا اب یہاں سکون میں ہے اور نہ ہی یہاں بھٹکے گی۔

یہ روح تو ہ آسمانوں کے پار سے آئی ہے وہیں سے اسکی غذا کلامِ الٰہی کی صورت میں آئی۔اور وہیں پر اسکی واپسی ہے۔ “

”تو ہمیں یہاں رہنے کی نہیں بلکہ وہاں واپس جانے کی تیاری کرنی چاہیۓ جہاں ہمارا ہمیشگی کا ٹھکانہ ہے۔“۔

رب کی عجیب سی بندی تھی اتنی اپنائیت سے درد کو محسوس کر رہی تھیں۔

میرا نام مریم ہے۔

آپ کا نام کیا ہے بیٹا؟

عنایا۔

عنایا اتنی محبت بھرے لہجے کے سامنے اپنے آنسو کنٹرول نہیں کر پائی۔اور چہرے پر ہاتھ رکھتے ہوئے پھوٹ پھوٹ کر رونے لگ گئی۔

کیا ہوا۔اتنا نہیں روتے بیٹا۔

”استاذہ میں نے پردہ شروع کیا تو مجھے ڈانٹ پڑی حالانکہ سب پہلے مجھ سے بہت پیار کرتے تھے۔“

اچھا تو یہ بس اتنی سی بات ہے؟

استاذہ مریم عنایا کی بات پر ہلکا سا مسکرا پڑیں۔

بیٹا مجھے خوشی ہوئی کہ اللہ نے آپکو پسند کر لیا ہے۔آپکو چن لیا ہے اور آپکو اللہ تعالی خالص کرنا چاہتے ہیں۔

استاذہ یہ کیا؟

"میرا دل زخمی ہے۔گھر سے نفرت مجھے مل رہی ہے اور آپ کہہ رہیں کہ اللہ نے مجھے پسند کر لیا؟

استاذہ اللہ جب کسی کو پسند کرتے ہیں تو رولاتے ہیں کیا؟

جبکہ اللہ تو ستر ماؤں سے زیادہ محبت کرتے ہیں نا؟

" نہیں بیٹا اللہ تعالیٰ آپکو رولاتے نہیں ہیں وہ تو آپکو مضبوط کرتے ہیں۔ واقعی ستر ماؤں سے زیادہ محبت کرتے ہیں اسی لیے ہی تو آزمائش میں ڈالتے ہیں اور یہ جو آنسو بہتے ہیں نا یہ ہمارے وجود کو نکھراتے ہیں،دھو دیتے ہیں ہمارے دل کی سیاہی کو۔جمی ہوئی میل اتار دیتے ہیں۔"

آنسو بہنا دل کی نرمی کی علامت ہے بیٹا۔

عنایا کے آنسو تھے کہ تھم ہی نہیں رہے تھے۔

بیٹا اللہ جس سے محبت کرتے ہیں اسے روحانی لحاظ سے پاک صاف کرتے ہیں۔

ماں بچے پر مٹی دیکھ کر ایسے ہی اسے نئے کپڑے پہنا دیتی ہے کیا؟

نہیں نا؟

کیا کرتی ہے ؟۔پہلے نہلاتی ہے نا اسے۔ پھر ہی اچھے کپڑے پہناتی ہے تو اللہ تعالیٰ کیسے ہمیں گناہوں سے بھرے ہوؤں پر اپنا خوبصورت رنگ چڑھا دیں؟

کیسے یونہی ہمیں ایمان کی دولت سے مالا مال کر دیں؟

"ایمان بھی لباس ہوتا ہے اور اللہ کا رنگ بھی لباس کی مانند ہے یہ لباس روح کو ڈھانپتا ہے۔اور انسان کے عمل میں اخلاص کو پیدا کرتا ہے۔

ظاہر و باطن ایک ہو جاتا ہے نگاہِ بصیرت ملتی ہے خیالات وسیع ہو جاتے ہیں۔"

وہ استاذہ کے سامنے بیٹھی بالکل ناسمجھ چھوٹی بچی لگ رہی تھی جیسے وہ یہ سب باتیں پہلی بار سن رہی ہو۔

"بیٹا یہ صبغتہ اللہ، اللہ کا رنگ ایسے ہی بغیر قیمت ادا کئے تھوڑی ملے گا۔"

"یہ اپنوں سے درد ملنا تو پیغمبروں کی سنت ہے۔ جب بھی انہوں نے اللہ کے حکم پر لبیک کہا تو ایسی ہی مشکالات کا سامنا انکو بھی کرنا پڑا۔"

اور قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

"تم ایمان لے آئے تو کیا تم نے سمجھ لیا کہ تم آزمائے نہ جاؤ گے اور یونہی چھوڑ دیئے جاؤ گے"۔(القرآن)

" رشتوں سے دل دکھی ہونا یہ آزمائش ہے بیٹا، اس پر استقامت اختیار کریئے۔ اللہ آپکو آزمائش سے گزار کر گناہوں کی بھٹی سے نکالنا چاہتے ہیں جس میں آپ آج تک جلتی آئی ہیں۔ آپ اپنے لیے اور اپنے والدین کے لیے ہدایت کی دعا مانگیں"۔

استاذہ میں چاہتی ہوں کہ میرے گھر والے مجھ سے پہلے کی طرح محبت کریں۔

"بیٹا ایک وقت آئے گا عنقریب سب آپ کو بے انتہا محبت کریں گے۔ آپکا مقام سب کی نظر میں انمول بن جائے گا۔ دنیا و آسمان کی ہر مخلوق آپ سے محبت کرنے لگے گی ان شاء اللہ۔"

مگر پہلے آپکو اپنے رب سے محبت کا ثبوت دینا ہے ان آزمائشوں پر ثابت قدم رہ کر۔ کچھ آزمائشوں کے مراحل سے گزرنا ہو گا لیکن یاد رکھئے گا کہ اگر آپ کی نیت خالص ہوئی، آپکی تڑپ سچی ہوئی نا تو اللہ آپکو تلخ سے تلخ آزمائش پر بھی اکیلا نہیں چھوڑیں گے وہ آپکے ساتھ ہیں آپکی شہ رگ سے بھی قریب ہیں۔ وہ آپکو آزمائش میں مبتلا تو کریں گے لیکن اپنی نگرانی میں۔

اور جو چیز کسی کی نگرانی میں ہو اس چیز کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔

جب آپ آزمائش بھی مبتلا ہوں تو اپنے معاملات اس ربِ عظیم کے حوالے کر دیا کریں اور صبر و استقامت کی دعائیں مانگا کریں۔ اپنے دل کا احوال اپنے رب کو سنا دیا کریں جیسے حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے غم اللہ کو سنائے تھے۔"انما اشکو بثی و حزنی الی اللہ"۔

استاذہ میں اپنے گھر والوں کو اپنے ساتھ منزل مقصود تک لے جانا چاہتی ہوں۔ آنسو آنکھوں کے کناروں سے ٹوٹ کر چہرے پر پھسل رہے تھے۔

ان شاء اللہ بیٹا اللہ آپکی اس چاہت کو ضرور پورا کریں گے ان شاء اللہ۔

"جی ان شاء اللہ! آنسوؤں سے تر چہرے کو صاف کرتے ہوئے وہ مسکرا دی۔ اب دل پر سکون ہو گیا تھا اور اندر ہی اندر ایک قوت بھی محسوس ہو رہی تھی یہ سوچ کر کہ مجھے پسند کرنے والی کوئی معمولی ذات نہیں، وہ آسمانوں سے پار رب العالمین مجھ سے محبت کرتے ہیں۔ یہ کسی کے لیے بھی کم اعزاز کی بات نہیں ہو سکتی۔ کہ اسکا رب اسے اپنی محبت کے لیے خالص کر لے۔"

بیٹا میں ایک دعا کا کارڈ دیتی ہوں اگر پوری دعا نا پڑھ پائیں تو یہ پہلی چار لائنیں تو آپ زبانی یاد کر لیجیے اور سجدے میں مانگیے گا، اخلاص کے ساتھ۔

"سجدے میں انسان اللہ تعالیٰ کے بہت قریب ہوتا ہے"۔

اللہ آپکے لیے بہت آسانیاں پیدا کریں۔ آمین۔

استاذہ ایک بات پوچھوں؟

عنایا کے چہرے پر کم سن عمر کی وجہ سے بہت معصومیت تھی۔

ہاں بیٹا ضرور پوچھیں۔

"استاذہ جب ہم لوگوں کی پسند کے کام کرتے ہیں تو لوگ کتنا خوش ہوتے ہیں نا؟

مگر جیسے ہی ہم اللہ کی کوئی بات ماننے لگیں تو وہی انسان دشمن جیسا سلوک کرتے ہیں کیوں؟

جبکہ وہ بھی مسلمان ہیں اللہ کا حکم ماننا ان پر بھی اتنا ہی فرض ہے جتنا ہم پر۔ اور اللہ کے حکم پر عمل نہ کرنے والے خود کو کیا سمجھتے ہیں؟

اور شعوری مسلمان کیسے ہوتے ہیں؟

عنایا کے معصوم سوالوں پر استاذہ مریم مسکراتے ہوئے سیدھی ہو کر بیٹھ گئیں۔

دیکھیں بیٹا" اللہ سبحانہ وتعالی اپنی کتاب قرآن حکیم میں فرماتے ہیں۔

وَإِذَا مَسَّ الْإِنسَانَ الضُّرُّ دَعَانَا لِجَنبِهِ أَوْ قَاعِدًا أَوْ قَائِمًا فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُ ضُرَّهُ مَرَّ كَأَن لَّمْ يَدْعُنَا إِلَىٰ ضُرٍّ مَّسَّهُ ۚ كَذَٰلِكَ زُيِّنَ لِلْمُسْرِفِينَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ (سورة یونس آیت 12)

ترجمہ:

"انسان کا حال یہ ہے کہ جب اس پر کوئی سخت وقت آتا ہے تو کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے ہم کو پکارتا ہے، مگر جب ہم اسکی مصیبت ٹال دیتے ہیں تو ایسے چل نکلتا ہے کہ گویا اس نے کبھی اپنے کسی برے وقت پر ہم کو پکارا ہی نہ تھا۔ اسی طرح حد سے نکلنے والوں کے لیے ان کے کرتوت خوشنما بنا دیے گئے ہیں"۔

جو صرف "کبھی کبھی "خود پر آئی مصیبت کو ٹالنے کے لیے اللہ کو پکارتے ہیں نا بیٹا وہ "مسلسل" اللہ کے حکم پر عمل کرنے والوں کو پسند نہیں کرتے۔"

عنایا خاموشی سے ان سب باتوں کو جذب کر لینا چاہتی تھی۔ کیونکہ اسے اندر ہی اندر ان باتوں سے روحانی قوت محسوس ہو رہی تھی۔

استاذہ اور باتیں بھی بتائیے۔

وہ چہرے پر حسرت بھرے آثار لیے استاذہ مریم کی طرف دیکھ کر مخاطب ہوئی۔ تو استاذہ مریم بھی مسکرا دیں۔

”بیٹا انسان کو اپنا محاسبہ کرتے رہنا چاہیے۔ کیونکہ ہم انسان ہیں نا تو پتہ نہیں کب، کیسے اور کہاں ہم سے غلطی ہو جاتی ہے۔ اور ہمیں شعور بھی نہیں ہوتا۔

اللہ کی نافرمانی کر کے بھی بغیر توبہ کئے ایسے ہوتے ہیں۔ جیسے ہم نے کچھ کیا ہی نہیں، یا یہ سمجھ لیتے کہ اللہ تو غفور الرحیم ہے۔ معاف کر دے گا۔ مگر یہ کبھی سوچا ہی نہیں کہ ہر چیز، ہر بار بن مانگے نہیں ملا کرتی۔

معافی بھی توبہ کے بغیر نہیں ملتی۔ ندامت کے بغیر نہیں ملتی۔ اور بعض گناہوں پر تو پر سنلی رو کر سچے دل سے توبہ کرنی پڑتی ہے۔

اور دوبارہ اس گناہ کے نا کرنے کا مضبوط عہد بھی کرنا پڑتا ہے۔“

”مگر ہم نے سمجھ لیا کہ ہم نے تو ایک بار ”لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ“ پڑھ لیا اب جو چاہو کرو کوئی پکڑ نہیں۔!!!,

کبھی یہ خیال ہی نہیں آیا کہ یہ کلمہ ہم نے شعوری طور پر نہیں پڑھا ہم تو نسلی مسلمان ہیں۔

ہم تو دنیا میں آئے ہی مسلمان ہیں۔ مسلمانوں کے گھر میں پیدا ہوئے الحمد اللہ۔ ہم فخر کرتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں۔ پھر چاہے مسلمان اور کافر کے درمیان فرق کرنے والی نماز ادا ہی نہ کی ہو کبھی۔

”حدیث میں آتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ کہ مومن اور کافر کے درمیان فرق کرنے والی چیز نماز ہے“۔

کیونکہ باقی اخلاق تو کافر بھی اپنا لیتے ہیں بلکہ وہ آج کے نسلی مسلمانوں سے زیادہ سخی نظر آتے ہیں مگر فرق یہی ہے کہ وہ اللہ کے حضور جھکتے نہیں ہیں، سجدہ انکو ناگوار ہے۔

اللہ کو وہ بھی مانتے ہیں مگر اللہ کی مکمل صفات پر ایمان نہیں لاتے۔

مسلمز اور غیر مسلمز کے کردار کو جان کر ایک دم شدت سے مومنہ کی باتیں یاد آ گئیں۔ اور آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں۔

”جی استاذہ اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ کہ واقعی ہم نسلی مسلمان اللہ کو ایک مانتے ہیں مگر اسکے باوجود ہم اللہ کا ایک حکم بھی مخلص ہو کر اپنے عمل میں نہیں لاتے۔ جب اللہ کے حکم پر عمل کرنے کی باری آتی ہے۔ تب ہم بہانے بازیاں کر کے اپنے نفس کے غلام بن جاتے ہیں۔ تب ہمیں لوگوں میں سٹیٹس کم ہونے کا خطرہ ہونے لگتا ہے۔“

”ہمارے پاس اتنا علم ہوتا ہے استاذہ۔ کہ ہم اپنے دین کو پہچان سکیں۔ اپنے رب کے احکام کو سمجھ سکیں۔ مگر ہمارے اندر اتنا حوصلہ نہیں ہوتا کہ ہم اس دین پر، اس رب کے احکام پر عمل بھی کر سکیں، کبھی شیطان کی ڈالی ہوئی رکاوٹوں اور کبھی آس پاس کے انسانوں کی طرف سے ملنے والی اذیتیں انسان کے عمل کو ہی اسکے لئے آزمائش بنا دیتی ہیں۔“

ایمان کے کچھ تقاضے ہیں بیٹا جو ایک دائرے میں رہ کر پورے کرنا ضروری ہیں اسکے بغیر زبانی کلامی تو کوئی بھی کسی بھی دین کا لبادہ اوڑھ سکتا ہے۔

ضرورت حقیقی رب اور حقیر دنیا کو پہچاننے کی ہے۔

”حقیقی رب کی پہچان یہ ہے کہ اسکا اختیار ہر چیز پر ہے وہ ’علی کل شیءِ قدیر‘ ہے۔ اسکی نعمتیں اسکی عنائیتیں کبھی ختم ہونے والی نہیں۔ وہ متکبر اور ناشکرے لوگوں کو ڈھیل پہ ڈھیل دیئے ہی چلا جاتا ہے۔

مگر اسکی سزا بھی کوئی مذاق نہیں ہے بلکہ لازمی اور حقیقی ہے۔ ’جہاں وہ الودود ہے وہاں وہ شدید العقاب بھی ہے‘۔ وہ پکڑتا ہے تو دنیا بھلا دیتا ہے۔“

اور اصل پکڑ کے لیے تو اس نے ایک دن مقرر کیا ہے۔

اسکا انصاف سچائی پر مبنی ہو گا تھوڑا سا جھوٹ بھی اسکی عدالت میں نہیں چلے گا۔“

اور اس حقیر دنیا کی حقیقت کچھ بھی نہیں۔

”اس دنیا کی مثال تو مچھر کے پَر برابر بھی نہیں ہے۔

اس دھوکے پر مبنی دنیا کو سمجھ پانا ہر کسی کے بس کی بات نہیں یہ تو بصیرت والوں کو سمجھ آتی ہے اور انکو جو سمجھنے کی کوشش کریں۔

جن کو سمجھ آجاتی ہے نا تو پھر وہ اپنے دنیاوی حقیر سے مال پر سانپ بن کر نہیں بیٹھ جایا کرتے وہ اپنی آرائشوں اور زیبائشوں ہی میں مال ضائع نہیں کر دیتے پھر وہ اللہ کی راہ میں دیتے ہیں۔

پھر وہ اپنی آخرت جو کہ ہمیشہ رہنے والی ہے اسکو سنوارنے کی کوشش کرتے ہیں۔

پھر وہ لوگوں کے فین بننے کے لیے نہیں بلکہ اللہ کی محبت حاصل کرنے کی نیت سے اللہ کے دین کی سربلندی کے لئے اپنی جان اور مال لگاتے ہیں تا کہ انکا رب ان سے راضی ہو جائے۔ جب ایسے انصار اللہ سے پوچھا جائے کہ گھر میں کیا چھوڑا ہے۔؟

سارا مال تو یہاں لے آئے ہو تو وہ بہت اطمینان سے کہتے ہیں کہ اللہ اور اسکے رسول (ﷺ) کو۔ مگر ہر کوئی ابو بکر صدیق جیسا نہیں ہو سکتا۔ جو اللہ پر اتنا توکل کرے اور یہ سوچ رکھے کہ یہ حقیر سامان ہے۔ یہ دنیاوی متاع ہے۔ آنے جانے والی چیز ہے۔ آج اللہ کی راہ میں دوں گا توکل کو دوگنا مل جائے گا۔"

"صدقہ مال کو بڑھاتا ہے۔ یہ سوچ، یہ حوصلہ اللہ والوں کا ہوتا ہے جو واقعی میں اللہ والے ہوتے ہیں جو شعوری مسلمان ہوتے ہیں اور مومن کہلانے کے لائق ہوتے ہیں۔ ربانی بننے کی جدوجہد میں ہوتے ہیں۔

ایسے ہی لوگ ہوتے ہیں جنکو پھر لقب بھی رضی اللہ عنھم ورضوعنہ کا ملتا ہے۔

"جو اللہ کے آگے جھکتے ہیں پھر اللہ انکو اپنے علاوہ کسی اور کے آگے جھکنے نہیں دیتا۔"

مسلمان ہونا۔ بڑی بات نہیں۔ بلکہ مسلمان (فرماں بردار) بن کر رہنا بڑی بات ہے کیونکہ ہمیشگی کی جنت مفت میں کسی کو نہیں ملے گی۔

وہ تو انکو ملے گی جہنوں نے شعوری طور پر 'لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ' پڑھا اور اس پر ایسے عمل کیا جیسے اللہ کے رسول ﷺ نے کر کے دکھایا۔

تو وہ فلاح پا گئے، ہاں وہ کامیاب ہو گئے جہنوں نے یہ سب خالص اللہ کے لیے کیا۔

پھر ایسے لوگوں کے لیے ہی قرآن گواہی دیتا ہے کہ " رضی اللہ عنھم و رضو عنہ "

یعنی "اللہ ان سے راضی ہو گیا اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے"۔

بیٹا۔ عنایا بیٹا؟

استاد مریم سامنے دیوار پر دیکھتے ہوئے اللہ کی باتوں میں مگن بول رہی تھیں اور عنایا باتیں سنتے سنتے صوفے پر ٹیک لگائے کب نیند کی وادی میں چلی گئی استاذہ مریم کو بھی پتہ نہیں چلا۔

"سوئی ہوئی وہ ہمیشہ کی طرح آج بھی بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔ آج چہرے پر پہلے سے زیادہ نکھار تھا۔ قرآن کی باتوں کا اثر چہرے پر عیاں تھا۔ نیند میں پر سکون ایسے جیسے برسوں جاگتی رہی ہو۔ آنکھیں ابھی بھی سوجھی ہوئیں تھیں آنسوؤں کے دو ننھے ننھے قطرے گلابی گالوں پر ٹھیرے ہوئے تھے جو استاذہ مریم نے اپنے ہاتھوں کی انگلیوں سے صاف کئے۔

یونیفارم پر بلیک چادر لیے گوری رنگت۔ وہ پری لگ رہی تھی۔ ایسا جمال اور معصومیت دیکھ کر استاذہ مریم کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو جاری ہو گئے۔

"اللہ اس سکون کی متلاشی گڑیا کو اپنی محبت سے ایسا سکون دے کہ یہ کسی دنیاوی محبت کی خواہش ہی نہ کرے۔ اللہ اسے لوگوں کی محبت سے ناآشنا کر دے مولا۔ اور اسے صرف اپنی محبت میں شدید کر۔ اسکی روح بھوکی ہے یارب اور تیری محبت کی تلاش میں بھٹک رہی ہے جیسے ایک پیاسے کو پانی کی تلاش ہوتی ہے۔ اللہ اسکی روح کو سیر اب کر دے۔

یارب آج اسکے قدم تیرے ذکر الٰہی والی جگہ پر خو بخود آ گئے مولا اس معصوم کو اپنا قرب عطا کر دے۔ اسکی مشکلات دور کرنا الٰہی۔ میں اسے نہیں جانتی کون ہے۔ کہاں سے آئی ہے۔ اسکا غم کیا ہے۔ مگر آپ تو جانتے ہے نا اللہ۔ اس پیاری کو اپنی محبت میں سکون دے۔"

استاذہ مریم نم آنکھوں سے اس اجنبی لڑکی کے لیے ایسے دعا مانگ رہی تھیں جیسے وہ کوئی اجنبی نہیں بلکہ انکی اپنی سگی بیٹی ہو۔

"جب انسان اللہ کے حکم پر عمل کرتا ہے تو اللہ تعالی ایسے ہی بندوں کو اسکے حق میں دعائیں مانگنے کے لیے مقرر کر دیتے ہیں۔"

س سو سووو سوری استاذہ جی وہ مجھے نہیں پتہ چلا کہ میری آنکھ کب لگ گئی۔ مجھے سکون آرہا تھا جیسے مجھ پر سکینت اتر رہی ہو شاید اسی لیے میری آنکھ لگ گئی۔ ویسے میں نے آپکی باتیں سنی۔ آپ نے جب کہا کہ رضی اللہ عنھم ورضو عنہ۔ بس میری ایک دم آنکھ لگ گئی۔

استاذہ مریم کی آنکھوں سے بہنے والے آنسو جیسے ہی عنایا کے بازو پر گرے عنایا کی فوراً آنکھ کھل گئی۔

جی کوئی بات نہیں بیٹا۔ اللہ نے آپکو سکون سے نوازا۔ مجھے بھی سکون ملا۔ الحمد اللہ۔

اوہ اللہ ٹائم کیا ہو گیا۔

گیارہ بج گئے۔ میں نے تو کالج ٹائم پہ جانا تھا اور بہت ضروری کام بھی کرنا تھا۔

عنایا دیوار پر لگے کلاک کو دیکھ کر ہونٹوں پر ہاتھ رکھتے ہوئے گویا ہوئی۔

کوئی بات نہیں پیاری۔ جہاں اللہ کا ذکر ہوتا ہے وہاں ٹائم کا پتہ ہی نہیں چلتا۔

جی استاذہ میں کل سے ہی قرآن کلاس جوائن کروں گی چاہے ایک گھنٹے کے لیے ہی آؤں مگر میں قرآن کو سمجھوں گی۔

لیکن آج تو کالج جانا تھا مجھے بہت ضروری کام تھا کسی کو میری ضرورت تھی۔ وہ پریشان ہو کر دکھی لہجے میں بول رہی تھی۔

"اللہ اکبر کبیرا۔ کیسی انوکھی محبت ہے دوسروں کے لیے اسکے دل میں۔ خود آزمائشوں کی بھٹی میں جل رہی ہے اور پھر بھی دوسروں کو تھام لینے کی تڑپ اسکے دل میں جگمگا رہی ہے۔"

جی ان شاءاللہ میرا پیارا بچہ۔ اللہ تعالی آپکو دین کے راستے میں استقامت دیں اور آپکے قدم ان راہوں پر جما دیں۔

استاذہ مریم نے عنایا کے گال پر تھپکی دیتے ہوئے پیار کیا۔

بیٹا آپ تب تک چاشت کے نوافل پڑھ لیں۔ میں کلاس لے کر آتی ہوں۔ ویسے بھی آج کالج سے تو آپکی چھٹی ہو ہی گئی ہے نا۔ تو تھوڑا اور ٹائم یہاں گزار لیں۔

آپ وضو کر لیں۔

وضو؟۔ استاذہ میں آج وضو کر کے ہی آئی تھی۔ یہاں جو آنا تھا۔

بیٹا آپ سو گئی تھیں۔ جب آنکھ لگ جائے تو پھر وضو دوبارہ کرنا ضروری ہوتا ہے۔

چاہے ایک منٹ کے لیے ہی آنکھ لگی ہو، پھر وضو نہیں رہتا۔ دوبارہ کرتے ہیں وضو۔

جی استاذہ۔ میں کر لیتی ہوں وضو ابھی۔

ویسے بیٹا آپ کوشش کیا کریں کہ ہر وقت وضو میں رہا کریں۔ آپ محسوس کریں گی کہ آپکو اپنا ایمان بڑھتا ہوا محسوس ہو گا اور اپنا آپ بھی ہلکا پھلکا لگے گا۔ آپ فریش رہیں گی۔ ان شاءاللہ

رکو بیٹا! واش روم میں جاتے وقت پہلے بایاں پاؤں اندر رکھتے ہیں۔

جی وہ دراصل مجھے بھول گیا۔ پتہ نہیں کیوں اکثر بھول جاتا۔ جب واش روم میں داخل ہو جاتی ہوں تب یاد آتا ہے۔

عنایا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

آپ ایسا کیا کریں۔ جب یاد آئے تو باہر نکل کر دوبارہ ٹھیک طریقے سے اندر جایا کریں۔

خود پر تھوڑی سی سزا رکھ لیں۔ اس طرح ہمیں سنت یاد نہیں بھولتی جب ہم خود پر کوئی جرمانہ سزا کے طور پر رکھ لیتے ہیں۔

واہ۔ یہ تو بہت اچھی بات ہے۔ اس طرح تو ہماری عادت ضرور سنت کے مطابق پختہ ہو جائے گی۔ کیونکہ ہم انعام بھول جاتے ہیں مگر سزا ہمیشہ یاد رکھتے ہیں۔

وہ نمی سے چمکتی آنکھوں سے ایسے خوش ہو رہی تھی جیسے اسے کسی خزانے کی key مل گئی ہو۔

آج مومنہ کے بارے میں پتہ چلا ہے کہ انکے گھر میں کافی فساد وغیرہ ہوا اور انکے تایا نے انکو گھر سے بھی نکال دیا ہے۔

پرنسپل میم صباء کو دھیرے دھیرے بتا رہی تھیں۔

کہتے ہیں کہ قتل و غارت تک بات اس لیے نہیں گئی کیونکہ مومنہ کے تایا کے بڑے بیٹے نے کسی مسلمان لڑکی سے شادی کر لی اور لڑکی والوں نے جو حق مہر لکھوایا وہ اس لڑکے کا پہلے مسلمان ہونا شرط رکھا گیا تھا کلمہ پڑھانے کے بعد نکاح ہو گیا۔ تو مومنہ کے تایا نے جیسے ہی یہ خبر سنی انکو دل کا دورہ پڑ گیا اب وہ ہوسپٹل میں ہے۔

اب آگے کیا ہوا یہ خبر نہیں ہے۔

اوہ اللہ رحم کریں، اللہ حفاظت کریں انکے ایمان کی۔

میم صباء افسردہ ہوتے ہوئے گویا ہوئیں۔

اسلام و علیکم ورحمتہ وبرکاتہ

کیسی ہیں آپ؟

عنایا نے نرم لہجے میں حبہ کو سلام کیا۔ اور حال چال پوچھا۔

میں ٹھیک ہوں۔

اور یہ دن کی روشنی میں سورج کی تپش کی بجائے ٹھنڈا ٹھنڈا چاند کیسے نمودار ہو گیا؟

عنایا کو دیکھ کر حبہ نے قہقہہ لگایا۔

عنایا کافی دن کالج سے غیر حاضر رہی تھیں۔

گھر میں بھی وہ سارا دن کمرے میں ہی گزارتی تھی۔

رقیہ بی بی دوسرے شہر کسی فوتگی پر گئی تھی کوئی عزیز وفات پا گیا تھا۔ اور پھر گھر میں بانو کے اکیلی ہونے کی وجہ سے عنایا کو کالج سے چھٹیاں کرنی پڑی۔

رقیہ بی بی کے تھپڑ مارنے کے بعد عنایا خاموش رہنے لگی تھی۔ سالانہ بورڈ کے پیپروں کی وجہ سے بانو بھی عنایا کو کوئی کام نہیں کہتی تھی۔

آج جب وہ کالج آئی تو حبہ سے کیا وعدہ یاد آ گیا۔ نا چاہتے ہوئے بھی وہ حبہ سے ایک آخری بار فائنل بات کرنا چاہتی تھی۔

کالج آتے ہی سب سے پہلے ٹیچرز اور کالج کی لڑکیوں سے مومنہ کے بارے میں دریافت کیا۔ مگر کہیں سے کوئی خبر نہیں ملی۔ میم صباء سے ملاقات نہیں ہو سکی۔ پرنسپل سے عنایا نے خود نہیں پوچھا۔

اور نہ ہی پرنسپل نے کسی اور ٹیچر کو بتایا۔ سب سے عجیب بات جو عنایا کو لگی وہ یہ کہ کسی کو مومنہ کے غیر حاضر ہونے کی پرواہ بھی نہیں تھی۔ حالانکہ اس دن مومنہ نے گڑگڑاتے ہوئے سب سے مدد کی درخواست بھی کی تھی۔

عنایا نے خود سے عہد کیا تھا کہ وہ مومنہ کے بارے میں پتہ لگائے گی اور اگر اسکا ایمان خطرے میں ہوا تو اسے کسی بھی قیمت پر بچائے گی۔

مگر اس سے پہلے حبہ سے کیا وعدہ آج وہ پورا کر کے اپنی طرف سے حجت تمام کر دے گی اور پھر مومنہ کو تلاش کرے گی۔

"عجیب لڑکی تھی۔ اپنی زندگی آزمائشوں سے گھیری ہوئی تھی۔ اور پھر بھی دوسروں کی پرواہ اور خیر خواہی اپنے سے زیادہ تھی۔"

عنایا خود بہت اپ سیٹ تھی۔ مگر استاذہ مریم کی بات یاد آئی کہ علم کی بات پتہ ہو تو بتا دینی چاہیئے۔

اور وہ حد درجے کی خیر خواہ لڑکی تھی۔ وہ حبہ کو ایسے چنگل سے نکالنے کے لیے ہر ممکن کوشش کر رہی تھی۔

اچھا بتاؤ آج ایسے کیسے خود تم میرے پاس آگئی۔ حبہ عنایا کی بات بھول چکی تھی۔

"جب دل و دماغ پر کوئی اور ہی چھایا ہو تو کسی دوسرے کی باتیں بہت کم یاد رہا کرتی ہیں، اگر یاد بھی ہوں تو جان چھڑانے کے بہانے کر لیے جاتے ہیں"۔

اور حبہ بھی ایسے ہی کر رہی تھی۔

عنایا نے اس دن کا کیا ہوا وعدہ یاد کروایا تو حبہ بات کو گول کرتے ہوتے بظاہر بیزاری دکھانے لگی۔

عنایا تمیں تو الرجی ہوتی ہے نا شاید میرے ساتھ بیٹھنے۔ اوہ۔ سوری بیٹھنا تو دور کی بات صرف بات کرنے سے ہی تم بھاگتی ہو۔

اور آج کیا ہو گیا میڈم کو۔ طبعیت ٹھیک ہے تمھاری؟

حبہ ایسے الفاظ کہہ کر عنایا کو غصہ دلا کر وہاں سے رخصت کرنا چاہتی تھی۔

مگر وہ بھی عنایا تھی اپنی بات کی پکی، کھری اور برداشت رکھنے والی۔ بات کئے بغیر تو جانے والی نہیں تھی۔ اور اب تو استاذہ مریم سے ملاقات کے بعد پہلے سے بھی زیادہ علم اور حکمت کی باتیں پتہ چلی تھیں۔

”جب کوئی اللہ سے محبت کرنے لگے اور اللہ کے ہر حکم کو دل سے تسلیم کرتے ہوئے اسے عمل میں لانے کی کوشش کرے تو شخصیت باکمال ہو جاتی ہے۔“

عنایا کو حبہ کی ایسی غصہ دلانے والی باتوں کے پیچھے چھپی نیت سمجھ آ گئی تھی۔

حبہ میں نے آپکو سلام کیا تھا۔

سلام کا جواب نہیں دیں گی آپ؟

عنایا کو دیکھ کر سوچا بھی نہیں جا سکتا تھا کہ وہ اندر سے کتنی اذیت میں مبتلا ہے۔

”راتوں کے اندھیروں میں ٹوٹ کر رونے والے۔

دن کی روشنی میں اکثر مسکرا کر ملا کرتے ہیں“۔

”وہ انوکھی سی لڑکی تھی رات کو اللہ رب العزت کے سامنے گڑگڑاتی اور دن کی روشنی میں ایسے ہوتی کہ جیسے خوشیاں ساری اسی کے حصّے میں ہوں۔ دنیا والے ایسے لوگوں کو رشک اور کچھ حسد کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ مگر سمجھتے نہیں کہ یہ دکھ چھپانے کا ہنر ہی کچھ ایسا ہوتا ہے۔ حضرت بلال حبشی کی طرح تپتی ریت اور جلتے کوئلوں پر بدن ہو اور زبان پر احد احد کی پکار ہو۔ ایسا کردار ہر کسی کا نہیں ہوتا۔ یہ تو صرف رب العزت کو ہی پتہ ہوتا ہے کہ کون کس مراحل سے گزر رہا ہے۔“

عنایا مجھے تو تمھارے بدلتے روپ کی سمجھ نہیں آتی۔ تمھاری کبھی میٹھی میٹھی باتوں سے ڈر لگتا ہے اور کبھی ہر وقت کے غصے سے دل گھبرانے لگ جاتا ہے۔

تمہارا ایک روپ ہے کوئی۔ ہیلو انسان ہی ہوناں۔ حبہ نے چٹکی بجائے ہوئے کہا۔

تم کسی اور ہی دنیا کی لگتی ہو ایک دم عجیب لڑکی ہو بالکل میرے میتھ کے سوالوں جیسی، کتنا سمجھ لو سمجھ ہی نہیں آتی ہو تم۔

”حبہ میتھ کو سمجھنے کے لیے فارمولے یاد کرنے کی کوشش کرنی پڑتی ہے اور آپ نے مجھے اور میری باتوں کو سمجھنے کی ابھی تک کوئی کوشش ہی نہیں کی۔

جس دن آپ مجھے سمجھ لیں گی نا حبہ۔ تب میں آپکو سمجھ آ جاؤں گی۔ لیکن شاید اس وقت مجھے تلاش کرنے پر بھی میں آپکو نہ ملوں۔“۔

”کیونکہ جب کسی خیر خواہ انسان کو ٹھکرایا جاتا ہے نا تو وہ آپکی زندگی سے بہت دور چلا جاتا ہے اتنا دور کے تلاش کے باوجود بھی نہیں ملتا۔“

اوہ ہو۔ کیا دکھی فلسفے لے کر بیٹھ گئی ہو، میرے سامنے بچھڑنے والی باتیں نہ کیا کرو مجھ میں کسی کو کھونے کا حوصلہ نہیں ہے۔

مگر میں نہیں مانتی یہ بات حبہ۔

عنایا نے حبہ کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

کیوں؟

کیونکہ آپ اپنے حقیقی رب کو کھو رہی ہیں۔

آپ صراطِ مستقیم کے راستے سے بھٹک رہی ہیں۔

آپ اللہ والوں سے بچھڑ رہی ہیں۔

آپ بہت حقیر انسان کے اور بہت حقیر خواہشات کے پیچھے سب کھو رہی ہو۔ آپ اللہ رب العالمین کو اور اپنے والدین کو کھو رہی ہیں۔

اور یہ اتنا کچھ کھونے کا حوصلہ ہے آپ میں ہے حبہ ؟؟؟

تو باقی پیچھے کیا رہ جاتا ہے جس کو آپ کھونے کی ہمت نہیں رکھتیں۔؟؟؟

عنایا تم مجھے ہمیشہ صحیح غلط کی تبلیغ کیوں کرتی رہتی ہو؟؟؟؟

کیا تمہارے پاس میرے لیے یہی ایک موضوع ہے؟

لگتا ہے تیرا کسی مفتی لوگوں سے واسطہ پڑ چکا ہے۔یا کسی نے تم پر جادو کر دیا ہے جو تمہاری اپنی عقل ماری گئی ہے۔اور اب تم ڈنڈا اٹھا کر دوسروں کے پیچھے امر بالا معروف اور نہی المنکر کرنے کے لیے دوڑ دھوپ کر رہی ہو۔

"میں اتنی نیک انسان نہیں ہوں حبہ۔ کہ مجھ جیسی انسان کو عالموں کی صحبت مدثر آجائے۔بس تھوڑی سی کوشش کر رہی ہوں کہ قرآن مجید کو سمجھ سکوں۔

"اگر میری ایسی باتوں پر آپکو یہ لگتا ہے کہ مجھ پر جادو کا اثر ہے یا میں بہک گئی ہوں۔ تو ایسا جادو، ایسا بہکنا مجھے قبول ہے جو مجھے میرے رب العزت سے جوڑ دے۔"

حبہ ادھر ادھر کی باتیں کر کے آپ سچائی سے منہ موڑ رہی ہیں آپ بھاگ رہی ہیں حقیقت سے۔

دیکھو حبہ مجھے سمجھانا نہیں آتا اور ایسے انسان کو ویسے بھی سمجھانا نہیں آتا جو سمجھنا ہی نہ چاہتا ہو۔

مجھے مومنہ کے بارے میں بھی پتہ کرنا ہے۔

وہ کس حال میں ہے اور کہاں ہے۔کچھ پتہ نہیں کر پائی میں۔

حبہ مجھے کہیں نا کہیں آپ میں خیر محسوس ہوتی ہے میں چاہتی ہوں کہ آپ کانٹوں کی طرف جانے والے راستے سے واپس پلٹ آئیں۔اس سے پہلے کہ وہ کانٹے آپکے وجود کو زخمی کر دیں۔

ارے کون سے کانٹے؟

حبہ کے چہرے پر حیرانگی اور غصے کے ملے جلے تاثرات تھے۔کیونکہ وہ اس نفسی خواہش کے رستے کو پھولوں کا رستہ سمجھ رہی تھی۔

اگر آپ سمجھنا چاہیں تو کانٹے ہی نہیں بلکہ کیل ہیں کیل۔

حبہ امر بالمعروف اور نہی المنکر ایک دوسرے کو کرنا ہماری ہی ذمہ داری ہے۔

اچھاا تو کیا تم نے عالمہ کا کورس کر لیا ہے؟

نہیں حبہ "عالمہ" لفظ بہت بڑا ہے۔میرا علم بہت ناقص ہے۔ابھی تو پہلی ہی سیڑھی پر ہوں۔

میں تو وہ انسان ہوں حبہ،جو رمضان المبارک میں ایک سے زیادہ قرآن ختم کر لیتی تو خوش ہو جاتی تھی کہ میں نے اتنا پڑھ لیا۔مگر یہ جانتی نہیں تھی کہ کیا حق بھی ادا ہوا یا نہیں۔کیا تجوید ٹھیک ہے یا نہیں۔تو اتنی جلدی عالمہ کیسے بن گئی؟

حبہ میرا دل بہت دکھی ہے۔یہ سوچ کر کہ جو بھی عبادات میں کرتی رہی وہ بس ایک رسمی انداز سے کرتی تھی۔

نمازیں سب مسلمان پڑھتے ہیں اللہ کا حکم ہے یہی پتہ تھا نمازوں میں خشوع کیا ہوتا یہ نہیں پتہ تھا۔

اللہ تعالیٰ کی حقیقی محبت کے لطف سے میں ناآشنا ہی رہی۔

"اللہ تعالیٰ کی محبت کا احساس،اور اسکی محبت کو حقیقت میں کبھی محسوس نہیں کیا تھا۔شاید کوئی تھا ہی نہیں مجھے رب سے جوڑنے والا۔لیکن اب میں چاہتی ہوں کہ میں ایسی انسان بنوں جو اپنے ساتھ ساتھ دوسروں کو بھی رب سے جوڑنے کا باعث بنوں۔جو خود کو ہی نہیں سدھارتے بلکہ دوسروں کی اصلاح کے لیے بھی کوشاں رہتے ہیں۔"

عنایا کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر حبہ بھی وقتی طور پر پریشان ہو گئی۔وہ دکھی لہجے سے دل میں غموں کا پہاڑ لئے بول رہی تھی۔

کیسی لڑکی ہو عنایا تم۔ کبھی اتنی خوش مزاج لگتی ہو کہ جیسے تم غموں سے بالکل انجان ہو چھوٹے بچوں کی طرح اور کبھی ایسے لگتا ہے جیسے خوشی کبھی دیکھی ہی نا ہو تم نے۔ ہوا کیا ہے تمھیں۔ تم اچھی بھلی تو ہوتی تھی لیکن ابھی کچھ عرصے سے تم ٹوٹلی بدل سی گئی ہو۔ یہ کیسا بدلاؤ ہے؟

”چھوٹی سی زندگی میں جب بڑے حادثات ہو جائیں تو چھوٹا بچہ بھی سمجھدار بن جاتا ہے۔“

عنایا نے اپنا چہرہ صاف کرتے ہوئے حبہ کو دیکھا جو وہاں ساکت کھڑی عنایا کا چہرہ دیکھ رہی تھی۔

تمھاری فلسفی میں کھو گئی میں۔ ھھاھاھااھاھاھا

دیکھو عنایا تمھارے پاس بیٹھ کر اس وقت مجھے جو فیلنگز آرہی ہے ناوہ یہ کہ میں کسی بزرگ کے پاس بیٹھی ہوں اتنی ی ی ی گہری باتیں کرتی ہو تم۔ سچی میں۔ اللہ کی قسم۔ سچی۔ بی بی اماں لگتی ہو تم۔

”اتن اا گہرا نہ بولا کرو عنایا میڈم۔ کیونکہ گہرائی میں جانے والے اکثر ڈوب جایا کرتے ہیں۔

ہاں مگر اکثر تیرنا بھی تو وہی سیکھ جاتے ہیں حبہ۔ تب جب ہر کوئی دھکے دینا والا ہو اور بچانے والی ذات صرف رب العالمین کی ہو۔“

”اور ڈوب وہ جاتے ہیں حبہ۔ جو کبھی سنجیدگی اختیار نہیں کرتے اور ایک وقت آتا ہے کہ پھر پچھتاوے کی علاوہ انکے پاس کچھ پاس نہیں بچتا“۔

میرے پاس اتنا ٹائم نہیں ہے حبہ اور ویسے بھی اب ہم سب نے کالج سے فری ہو جانا پھر پتہ نہیں کبھی ملنا نصیب ہو بھی یا نہیں۔

کیا تم بہت انمول ہو؟

حبہ نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

نہیں حبہ میں تو بہت عام سی ہوں۔ ہر کسی کو آسانی سے میسر آجاتی ہوں۔ اور آپ ہر بار مجھے یہ سب کیوں کہتی ہو۔

میں جب بھی آپ سے بات کرتی ہوں کیا پہلے میں اپنی کوئی بڑائی بیان کرتی ہوں جو آپ ہر بار ایسے سوال کرتی ہو؟

افف۔ تیری باتیں تو اللہ ہی جانے کون سمجھے گا۔

"جو اللہ کو سمجھ لے گا"۔

حبہ نے جان چھڑاتے ہوئے کہا مگر اگلے ہی لمحے عنایا کی بات پر ایک دم مڑ کر دیکھا۔

ارے ارے تم سچی میں اس دنیا کی نہیں ہو۔

تمہارے پاس اتنی آسانی سے ہر بات کا جواب دوٹوک ہوتا ہے۔ اور جواب بھی ایسا کہ سامنے والے کے پاس نہ کوئی سوال بچتا ہے کرنے کو اور نہ کوئی جواب۔

آپ جو بھی سمجھیں حبہ۔ مگر میں اسی دنیا کی ہی ہوں۔ ہاں مگر میرا دل اب اس دنیا کی لذتوں، آرائشوں اور آسائشوں کی طرف مائل نہیں ہوتا۔ اب تو مجھے یہ دنیا قید خانہ لگتا ہے میرا دم گھٹتا ہے۔

" ہمارا وجود یہیں سے مٹی کا بنا ہے، یہیں سے غذا پا کر حرکت میں ہے اور یہیں زمین میں ہی دب جانا ہے۔ تو کیا فائدہ یہاں دل لگانے کا؟

لیکن روح نا یہاں کی ہے اور نا اب یہاں سکون میں ہے اور نہ ہی یہاں بھٹکے گی۔

یہ روح تو ہ آسمانوں کے پار سے آئی ہے وہیں سے اسکی غذا کلامِ الٰہی کی صورت میں آئی۔ اور وہیں پر اسکی واپسی ہے۔
"

تو ہمیں یہاں رہنے کی نہیں بلکہ وہاں واپس جانے کی تیاری کرنی چاہئے جہاں ہمارا ہمیشگی کا ٹھکانہ ہے۔"۔

حبہ تین سوال ہیں مگر سب کا جواب ایک ہی بنتا ہے۔

بتائیں آپ سب سے زیادہ کس سے محبت کرتی ہیں؟

"جو آپکو دنیا میں لانے کا باعث بنے تکلیف کے باوجود ان سے۔یعنی آپکے والدین"
یا اُس رب سے۔جسکے قبضہِ قدرت میں پوری کائنات ہے"۔
"یا پھر اس انسان سے جو آپ کی ناجائز محبت ہے۔جو آپ کو اپنے رب سے اور آپکے والدین سے دور کر رہا ہے۔
یہ سوچ کر جواب دینا کہ وہ اجنبی انسان نا تو آپکو دنیا میں لانے کا باعث بنا اور نہ ہی اپنی زندگی ہمیشہ آپکے ساتھ گزارنے پر قادر ہے"؟
حبہ اجنبی نظروں سے عنایا کو تکنے لگی۔
حبہ میں نے زندگی کی شروعات اور زندگی کے اختتام کی بات اس لیے کی۔کیونکہ یہ بات ہمارے ذہن میں بہت کم آتی ہے۔اگر آئے بھی تو چونکہ ہم ایسی باتوں کا سامنا نہیں کرنا چاہتے تو ہم دھیان ہی نہیں دیتے۔
اب بتائیں کون زیادہ عزیز ہے تینوں میں سے؟
"کامل قدرت رکھنے والی وہ ذات جو چاہے تو آپکو ملوا دے اس حقیر سے انسان سے بطورِ سبق۔ یا پھر ساری زندگی آپکو ایک دوسرے کی شکل نا دکھائے۔ یعنی آپکی قسمت میں نہ کرئے۔
حبہ یہ سوال اور یہ باتیں آپکو بہت تلخ لگ رہی ہوں گی۔ مگر حقیقت یہی ہے وہ جہانوں کے بادشاہ کی ذات یہ سب کرنے کی قدرت رکھتی ہے یہ ذہن میں رکھ کر جواب دیجیے۔
آپکے والدین نے آپکو کتنی مشقت سے پال پوس کر بڑا کیا۔ حبہ انہوں نے آپکے لیے کچھ خواب دیکھے ہوں گے۔
کبھی آپکو کھلایا اور خود بھوکے رہے ہوں گے۔کتنی قربانیاں دیں ہوں گی؟
آپ ان سے محبت کرتی ہیں یا پھر اسی انسان سے ہی؟

جس کی نظروں نے آپکو کہیں کسی راہ میں پسند کر لیا۔اس انسان نے آپکو پانے کے لیے کوئی مشقت نہیں اٹھائی حبہ۔ بلکہ ایک ٹھنڈے سے اے سی والے کمرے میں لیٹ کر چند دلکش الفاظ والے کھوکھلے میسج کر کے آپکا دل جیت لیا ہو گا یقیناً۔

بتاؤ کیا دو بڑی ہستیوں کے مقابلے میں وہ انسان ہی آپکو عزیز ہے؟

حبہ کو یوں خاموش دیکھ کر عنایا پھر سے گویا ہوئی۔

"ناجائز محبت پر مبنی یہ دھوکہ دینے والا کھوکھلا رشتہ ہوتا ہے"۔

"حبہ یہ حرام راستے کا جواز آپکے لیے نہیں رکھا گیا، اور نا ہی کسی اور کے لیے۔ کہ حرام سے خوش ہوا جا سکے۔ نا یہ رشتہ آپکے والدین نے بنانے کی اجازت دی کہ آپ چوری چھپے ایسے ہی کسی کو دل میں بسا لیں۔

یہ رشتہ صرف آپ نے خود اپنے لئے بنایا ہے، خود پسند کیا ہے آپ نے، یہ آپکی اپنی چوائس ہے حبہ۔ کیا آپکو لگتا ہے کہ ایسے ہی کامیاب ہو جائے گا یہ ناجائز رشتہ؟؟؟

"نہیں حبہ۔ ایسے خود سے بنائے ہوئے حرام رشتے۔ تپش کی مانند ہوتے ہیں جو جلا کر راکھ کر دیتے ہیں"۔

عنایا تم اسے میرے والدین اور اللہ کے مقابلے میں کیوں لا رہی ہو؟

عنایا کی بات کاٹتے ہوئے حبہ نے دکھی لہجے میں عنایا کو جواب دینے کی بجائے الٹا اسی سے سوال کر ڈالا۔

سوال کا جواب سوال نہیں ہوتا ہے حبہ۔!!

آج میں آپکو سمجھانے کی بجائے آپ کی بات کو سمجھنا چاہتی ہوں۔

"حبہ گناہ سے نفرت کرنی چاہئے مگر گناہ کرنے والے سے نہیں۔ اسے تو سمجھانا چاہئے۔ میں آپ سے نفرت نہیں کرتی باقی سمجھانا میرا فرض ہے۔ کیونکہ آپکے اس ریلیشن شپ کے بارے میں، میں جانتی ہوں۔"

"آپکو سمجھانا میرا کام ہے لیکن آپکو ہدایت دینا صرف اللہ کا کام ہے"

جتنی آپ کوشش کریں گی نافتنے سے باہر نکلنے کی اتنی ہی اللہ تعالیٰ آپکی مدد کریں گے ان شاءاللہ۔

عنایاان باتوں کے بارے میں پوچھ کر تمہیں کیا ملے گا؟

اور ویسے بھی کس کو اللہ سے محبت نہیں ہوتی اور کس کو اپنے والدین سے پیار نہیں ہوتا؟؟

کیاتم نے مجھ سے یہی پوچھنا تھابس ہو گیا تمھارا۔

حبہ غصہ کرتے ہوئے اٹھ پڑی۔

آپ حقیقت کو سمجھنا نہیں چاہتیں حبہ۔!!!

آپکایوں چلے جانا یہ صاف ظاہر کر رہاہے کہ آپ اللہ سے زیادہ۔اس۔

چپ ہو جاؤ چپ۔بالکل چپ۔

آگے ایک لفظ بھی نہیں۔! سمجھی تم۔

میں اللہ سے محبت کرتی ہوں اور اسے بھی اللہ سے ہی مانگتی ہوں۔

آپ اللہ سے اس انسان کو مانگتی ہیں جس سے آپ نے رابطے قائم رکھے ہوئے ہیں؟؟؟

"آپ اس سے بالکل کٹ آف ہو جائیں پھر اللہ سے مانگیں۔حرام سے نکلنے کی کوشش نا کرنا اور حلال کو آسانی سے چاہنا۔یہ صحیح طریقہ نہیں ہے۔جو چیزیں اللہ کی ناراضگی سے ہو کر گزرتی ہے وہ کبھی ہمارے حق میں خیر نہیں بنتیں۔"

تم کبھی نہیں سمجھوگی عنایا۔کہ میں خود اس بات کا کمپریزن نہیں کرپارہی۔میں کتنی تکلیف میں ہوں۔تم نے جتنی بار بھی مجھے اس بارے میں کچھ کہنے کی کوشش کی۔میں اُسے بھی کہتی رہی۔مگر وہ ہر بار آگے سے یہی کہتا ہے کہ صرف ایک تم ہی نہیں ہو۔ساری دنیایہی کرتی ہے۔دوست بنانابری بات نہیں۔اور ویسے بھی کوئی دودھ سے دھلا ہوانہیں ہوتا۔

عنایا اب تم بتاؤ کہ میں کیا کروں؟

وہ سمجھنے کے لیے تیار ہی نہیں ہے اور ہمت مجھ میں بھی نہیں ہے۔

"ایک طرف نفس تھا اور دوسری طرف ضمیر۔ وہ اندھیروں میں جکڑی ہوئی تھی اجالے کی طرف آنے کے لیے اسے ہی پہلا قدم خود اٹھانا تھا۔ لیکن وہ اسکے لیے شر پسند انسان سے مشورہ لے رہی تھی حالانکہ اسے خود علیحدگی اختیار کرنی تھی۔"

حبہ آپ اسے کیوں سمجھاتی ہیں۔ سب سے پہلے اپنے آپ کو سمجھائیں۔ خود کی اصلاح کریں گی تو کوئی فتنہ آپ پر حملہ نہیں کرے گا۔ آپ اسے سمجھا نہیں رہیں بلکہ آپ تو اسے بیڑیاں پکڑا رہی ہیں جس سے وہ آپکو جکڑ لے۔

"حبہ شعور ہمارے خود کے اندر اللہ تعالیٰ نے رکھ دیا ہے۔ ہم حقیقی رشتوں اور حقیقی رب کی محبت کو پس پشت ڈال نہیں ڈال سکتے۔ ہم کوئی نہیں ہوتے حرام کو اپنے لیے حلال سمجھنے والے۔ وہ بھی بغیر نکاح کے پارٹیز کرنے، راتوں کو فون پہ باتیں کرنا، حرام ہے یہ سب۔ ہمارا جینا مرنا صرف ایک انسان کی محبت کے لیے نہیں ہونا چاہئے حبہ۔"

"یہ حقیر کھوکھلی محبتیں ہمیں کبھی سکون نہیں دیتیں۔ یہ تو ہر وقت تڑپائے رکھتی ہیں۔ کبھی اس انسان کے روٹھنے کے ڈر سے ہم اللہ کی نافرمانی کر رہے ہوتے ہیں اور کبھی بچھڑنے کے ڈر سے غلط قدم اٹھانے کا سوچ رہے ہوتے ہیں۔ کہیں ہمیں جدائی کا ڈر ہوتا ہے اور کہیں ہمیں جان کا خطرہ لاحق ہوتا ہے۔"

عنایا تڑپ رہی تھی، یہ باتیں اسکی آنکھوں میں خون کی مانند آنسو لا رہیں تھیں ایک تڑپ تھی۔

"اور یہ حقیر محبت جسکا اختتام ہمیں پتہ بھی نہیں ہوتا نا حبہ۔ ہم اسکو نبھانے کے کتنے جتن کرتے ہیں۔ ہیں نا"؟

کیا ہم نے کبھی اللہ کو ایسے راضی کرنے کی کوشش کی ہے؟

کیا ہم کبھی اپنے والدین کی ناراضگی سے ڈرے ہیں؟

نہیں بلکہ ہمیں پتہ ہوتا ہے کہ والدین خود ہی مان جاتے ہیں۔ اور اسی طرح اللہ بھی معاف کر دیتا۔اللہ غفور الرحیم ہے۔یہی کہتے ہیں نا ہم ؟

حبہ بیشک اللہ غفور الرحیم ہے۔

”مگر جو سچے دل سے توبہ کرتا ہے اپنی اصلاح کرتا اور پھر گناہ پر اصرار جان بوجھ کر نہیں کرتا ناں اللہ تو اس کے لیے غفور الرحیم ہیں۔“

کیوں ہم توبہ نہیں کرتے ؟

اور پھر بھی امید رکھتے کہ اللہ معاف کر دیں گے۔

اگر ایسا ہی ہے تو پھر ہم یہ کیوں نہیں سوچتے کہ یہ جسے ہم نے اپنی طرف سے سچی محبت کا نام دیا ہے جینا مرنا ایک کیا ہوا ہے۔ جس کی خاطر جان نثار کرنے کے لیے تیار ہیں۔ یہ انسان بھی خود ہی مان جائے گا اسکی ناراضگی سے اتنا ڈر کیوں لگتا ہے؟

اسکے لئے ناک زمین پر گھسیٹنے کی کیا ضرورت ہوتی ہے۔؟

اس حقیر سے انسان کے لیے آخر کیوں ہم قربانیاں دینے کے لیے تیار ہو جاتے ہیں۔ آخر کیوں۔اپنی آخرت برباد کرنے پہ تل جاتے ہیں؟

ہم اپنے والدین کو بھی دھوکہ دیتے ہیں۔ جب ہم چھپ کر کسی غیر محرم سے باتیں کرتے ہیں۔ والدین کی عزت کا تماشا بنا رہے ہوتے ہیں انکی عزت خاک میں ملا رہے ہوتے ہیں۔

اور سب سے بڑی بات کہ ہم خود کو دھوکہ دیتے ہیں۔

ہم سوچتے ہیں ہمیں کوئی نہیں دیکھ رہا۔

لیکن ہم بھول جاتے ہیں کہ اللہ ہمیں دیکھ رہا ہے۔ ہم ساری دنیا سے چھپ سکتے ہیں مگر اس ذات سے نہیں چھپ سکتے۔ جس کا علم ایسا ہے کہ کوئی پتا درخت سے نہیں گرتا اور کوئی دانہ زمین پر پڑا اگرا ہوتا۔ لیکن اس ذات کو پہلے ہی علم ہو جاتا ہے کہ اس کی کائنات میں ذرہ ذرہ کس جگہ موجود ہے۔

"ہم غلط کام کرتے ہوئے لوگوں سے چھپتے ہیں کہ سب کے سامنے رسوائی ہو گی۔ اور ہم یہ بھول جاتے ہیں کہ اگر اللہ ہمیں حشر کے میدان میں۔ استغفر اللہ۔

عنایا نے کانپتی آواز کے ساتھ بات اُدھوری ہی چھوڑ دی۔ کیونکہ آگے ہمت نہیں تھی کہ اس جملے کو پورا کر سکے۔

"ہم تو بہت جگہ پر اللہ کو بھول جاتے ہیں۔ حبہ۔

کیا ہم کبھی اس انسان کو ایک لمحہ بھی بھول پاتے ہیں۔ جس سے ہم اللہ سے زیادہ پیار کرتے ہیں؟

حقیر سی دنیا کے حقیر سے انسان کو ہم نہیں بھول پاتے ہیں حبہ۔

وہ تو ہمارے ذہن پر سوار رہتا ہے حتیٰ کہ نماز میں بھی اسی کا چہرہ آنکھوں کے سامنے منڈلا رہا ہوتا ہے۔

تو پھر ہم کیسے یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہم اللہ سے پیار کرتے ہیں۔ اللہ سے محبت کا دعوا بھی کرتے ہیں جبکہ ہر وقت تو کوئی اور ہی ہماری سوچوں میں سمایا ہوتا ہے۔

ہمارے جینے اور مرنے کا انحصار تو کسی اور پر ہوتا ہے۔ تو اللہ کو کس ٹائم ہم یاد کرتے ہیں؟

اللہ سے محبت کا کونسا ٹائم ہم رکھتے ہیں؟؟؟؟؟"

ہمارا جینا مرنا تو صرف رب العالمین کے لیے ہونا چاہیئے۔

﴿قُلۡ اِنَّ صَلَاتِیۡ وَ نُسُکِیۡ وَ مَحۡیَایَ وَ مَمَاتِیۡ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ (الانعام :162

" آپ فرما دیجئے کہ بالیقین میری نماز اور میری ساری عبادت اور میرا جینا اور میرا مرنا یہ سب خالص اللہ ہی کا ہے جو سارے جہان کا مالک ہے"۔

کیونکہ ہماری زندگی اور موت کا اختیار صرف اسی ذات کے ہاتھ میں ہے۔
اب وہ بولتے بولتے یونہی خاموش ہو کر چہرے پر ہاتھ رکھ کے سسکیوں کے ساتھ رونے لگ گئی۔
عنایا مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہا، تم کیا کہے جارہی ہو۔ تم ایسے کہہ رہی ہو جیسے یہ ایک کانٹا ہو اور بس منٹ کا کام ہو کھینچنے کا۔
یہ آسان نہیں ہے عنایا۔ میں نہیں رہ سکتی اس کے بغیر، میں مر جاؤں گی، عنایا کی سسکیاں سن کر حبہ بھی رونے لگ گئی۔
"حبہ پتہ ہے۔ جب ہم ایسی محبت کے گلاب خوشی خوشی چن رہے ہوتے ہیں نا۔ تو دراصل ہم گلاب نہیں انجانے میں اپنے ہی ہاتھوں سے گلاب کی ٹہنی سے لگے کانٹے اپنے رستے میں بکھیر رہے ہوتے ہیں۔"
حبہ واپسی کا رستہ بہت مشکل ہوتا ہے وہی اپنے ہی ہاتھوں سے بکھیرے کانٹوں سے ہمارے پاؤں چھلنی چھلنی ہو جاتے ہیں۔ یہ بظاہر خواب خوبصورت لگتے ہیں مگر انکی حقیقت بہت بھیانک ہوتی ہے"۔
حبہ ایک بات ہمیشہ یاد رکھنا۔ اب وہ دونوں ہاتھوں سے آنسو صاف کر کے ناک سے گیلی سانس اندر کی طرف کھینچتے ہوئے گویا ہوئی۔
"رب سے محبت اور انسان سے محبت میں بہت فرق ہے انسان سے محبت انسان کی سب سے بڑی کمزروی اور رب سے محبت سب سے بڑی طاقت بن جاتی ہے
انسانی محبوب کے محبت میں کئے جانے والے مطالبے دوسرے انسان کو رسوا کر دیتے ہیں۔ لیکن رب کی محبت کے مطالبے انسان کو بہت عظیم مقام دیتے ہیں۔
انسانوں کی محبت توڑ دیتی ہے اور رب کی محبت
ٹوٹے ہوئے انسان کو بھی جوڑ دیتی ہے۔"

"جب کوئی آپکو گرا دے تو وہی ذات آپکو تھامتی ہے۔"

تم یہ ساری باتیں مجھ سے کیوں کہہ رہی ہو عنایا ؟

کیونکہ میں آپکی خیر خواہ ہوں حبہ۔مجھے ڈر لگتا ہے کسی بھی انسان کے ٹوٹ کر بکھر جانے سے۔

عنایا تمیں پتہ ہے محبت بہت خوبصورت لفظ ہے ؟

ہاں حبہ مگر یہ خوبصورت لفظ خوبصورت جائز رشتوں میں ہی استعمال کیا جائے تو ہی اچھا لگتا ہے۔

حبہ آپ کہتی ہیں نا کہ گہرائی میں جانے والا ڈوب جایا کرتا ہے تو ایک بات یاد رکھیئے گا کہ جب کوئی خود کو بچانے کے لیے ہاتھ پاؤں نہیں مارتا۔تو پھر تیرنے کی استطاعت بھی نہیں رہتی اور پھر انسان ڈوب جاتا ہے اور پھر ڈوبنے والے کو تو لہریں بھی قبول نہیں کرتیں وہ بھی اندر سے لا کر باہر پھینک دیتی ہیں۔"

اچھا !! کیا واقعی ایسا ہوتا ہے جیسا تم کہہ رہی ہو ؟

حبہ غور سے عنایا کا چہرہ دیکھتے ہوئے گویا ہوئی۔

ہاں سچی میں واقعی ایسا ہوتا ہے۔

کیا تمھارا تجربہ ہے ؟؟

حبہ اگر کوئی آپکو سمجھائے تو کیا اسکے پاس اس سمجھ کا کوئی سرٹیفکیٹ ہونا لازمی ہے ؟

معاشرے میں آس پاس ایسی ہزاروں کہانیاں بکھری پڑیں ہیں۔جن سے بآسانی سبق لیے جاسکتے ہیں۔

اس بار عنایا کو حبہ پر شدید غصہ آیا۔

ایک بات کہوں عنایا میں تمھیں ؟

جب کوئی بھی محبت کے دائرے میں آتا ہے نا تو پھر اس میں کھو جاتا ہے اس لذت کی مٹھاس ہی کچھ ایسی ہے۔

یہ محبت ہے عنایا محبت۔

حبہ نے بہتے آنسو صاف کرتے ہوئے عنایا کو کندھوں سے پکڑ کر زور سے جھنجھوڑا۔

”یہ محبت جسکی آپ بات کر رہی ہیں نا حبہ۔ یہ بظاہر بادام جیسی ہے۔ بہت قیمتی،بہت طاقتور۔ لیکن کبھی مشاہدہ کریۓ گا کہ جیسے باہر سے دیکھنے میں بادام بھی بادام ہی کہلاتا ہے مگر اسکے اندر ہم اندازے سے بھی حقیقت پتہ نہیں لگا سکتے۔کہ فریش گری ہے یا سڑی ہوئی۔ میٹھی ہے یا کڑوی۔

کیونکہ اکثر گریاں اندر سے کڑوی ہوتیں ہیں اور پتہ تب چلتاہے جب ہم اسے منہ میں ڈال کر چباتے ہیں پھر وہ بادام نامی گری کیسے سارے منہ کو کڑوا کر دیتی ہے۔

اسی طرح حرام تعلقات پوری زندگی میں کڑواہٹ گھول کر رکھ دیتے ہیں۔جب کسی کی کھوکھلی باتوں سے ہم ایمپریس ہو جاتے ہیں نا تو تب ہم اسے بادام کی قیمت جیسا سمجھنے لگتے ہیں۔ لیکن جب ہم اسکے بہت قریب ہوجاتے ہیں تو پھر بعد میں ہمیں حقیقت پتہ چلتی ہے کہ یہ تو کڑوے بادام کی مانند تھا مگر تب دیر ہو چکی ہوتی ہے۔ اسکی کڑواہٹ ہماری زندگی میں مل چکی ہوتی ہے پھر اگر ہم اس کڑواہٹ کو اپنی زندگی سے نکال کر پھینک بھی دیں نا تو کڑواہٹ پھیل چکی ہوتی ہے زندگی برباد ہو چکی ہوتی ہے۔“

عنایا کہا جاتا ہے کہ محبت اندھی ہوتی ہے۔!!!

لیکن میں کہتی ہوں کہ اسکی بینائی واپس بھی لائی جا سکتی ہے حبہ۔ اپنی بصیرت سے اور اپنے سوئے ہوئے ضمیر کو جگا کر۔!!

لیکن ایم ویری سوری حبہ۔مجھے لگا تھا کہ آپ سمجھیں گی مگر نہیں۔

عنایا کو شدید دکھ ہو رہا تھا کہ اتنی تڑپ کے باوجود بھی وہ حبہ کو فتنے سے نہیں نکال پائی۔ قریب تھا کہ وہ پھر سے رو پڑے اتنی حساس تھی وہ لڑکی۔

عنایا دیکھو تم سمجھتی نہیں ہو ہر کوئی دھوکے باز نہیں ہوتا وہ اچھا ہے۔

حبہ بس۔ غیر محرم کی تعریفیں میرے سامنے کرنا بند کریں۔

"ہر کوئی برا نہیں ہوتا لیکن ہر کسی کو ہم اچھا بھی نہیں کہہ سکتے۔ خاص طور پر جو صرف ہماری اپنی چوائس ہو۔ حرام پر مبنی۔"

خیر اب میں اس ٹاپک پر مزید کوئی بحث نہیں کرنا چاہتی۔ یہی نصیحتیں کافی ہیں اگر آپ یاد رکھ پائیں۔

عنایا مجھے تو یاد رکھنے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ مگر تم ضرور یاد رکھنا مجھے۔ جب تم بھی اس سب سے گزرو گی تمہیں بھی پیار ہو گا، کسی کے لیے تم بھی تڑپو گی۔ پھر یاد کرنا کہ حبہ ٹھیک کہتی تھی۔ کسی کو دل میں لا کر باہر نکالنا کتنا اذیت ناک ہوتا ہے۔

عنایا کو ایک پل کے لیے لگا کہ جیسے اسکے کچے زخم پر کسی نے نمک ڈال دیا ہو۔ دل کیا کہ ایک بار کہہ دے کہ میں ان مراحل سے گزرتے گزرتے بچ چکی ہوں۔

اللہ نے مجھے سنبھال لیا الحمد اللہ۔

اسی لیے تو آپکو بچا رہی ہوں۔

لیکن عنایا سب بھول جانا چاہتی تھی۔

درد کی لہر اٹھی تو تھی مگر اس نے چہرے پر عیاں کچھ نہیں ہونے دیا۔

"مجھے صرف رب کی ذات سے محبت ہے حبہ۔ سینے میں ایک ہی دل ہوتا ہے اور ایک دل میں۔ ایک وقت میں۔ ایک ہی محبت سما سکتی ہے۔"

اور آئندہ ایم سوری میں آپکو آپکے کسی بھی معاملے میں کچھ نہیں کہوں گی۔

عنایا بیگ کندھے پر لٹکائے وہاں سے اٹھ گئی۔

لیکن حبہ کے دل و دماغ پر وہ اپنی باتوں کے اثرات باقی چھوڑ گئی تھی۔

"اب نفس اور ضمیر کی جنگ حبہ کے اندر چل پڑی تھی۔ اور اس کی وجہ عنایا کی تڑپ تھی کہ حبہ کسی طرح اس شکنجے سے نکل آئے۔"۔

بیشک وہ اسے قرآن کے احکام کے ذریعے اندھیروں سے روشنی کی طرف لانا چاہتی تھی۔ عنایا طاغوت کی بندگی سے خود کو بھی بچا رہی تھی اور حبہ کو بھی بچانا چاہتی تھی۔

اللہ نے اسے بھی آزمائش سے گزارا تھا۔ تاکہ آگ پر تپا کر اس کھرے سونے کو چمکانے کے لیے اس پر جمی میل کی طے اتار دے۔

"اللہ جب کسی انسان کو عام سے خاص کرتے ہیں تو سب سے پہلی شرط یہ ہوتی ہے کہ میرے اور اس بندے کے درمیان کوئی تیسرے حائل نہ ہو۔"

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ۚ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَیْءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِیْمٌ (آل عمران: ۹۲)

"جب تک تم اپنی پسندیدہ چیز سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہ کرو گے ہرگز بھلائی نہ پاؤ گے، اور تم جو خرچ کرو اسے اللہ بخوبی جانتا ہے"۔

"کسی نے کیا خوب کہا کہ جب آیا درمیان ہماری محبت کے کوئی تیسرا۔ تو احساس تب ہوا کہ رب شرک کیوں معاف نہیں کرتا"۔

"اللہ جسے اپنے قریب کرنا چاہتے ہیں اس میں پہلے ہی تبدیلی لانا شروع کر دیتے ہیں۔ پھر بدلاؤ آنے لگتا ہے۔

بالکل ایسے ہی جیسے رسول اللہ ﷺ کو نبوت سے پہلے ہی تنہائی پسند ہونے لگی تھی، آپ کے اخلاق کردار سب سے الگ تھے آپ سب میں رہ کر بھی سب جیسے نہیں تھے۔"

”آپ انسان تھے لیکن انسانوں جیسے ہونے کے باوجود بھی بہت مختلف تھے۔ آپ کا ماحول ایسا نہیں تھا جیسے آپ خود تھے۔“

تو رسول اللہ ﷺ کی امت میں بھی جو لوگ نیک ہوں۔ جنکو اللہ چننا چاہیں وہ الگ ہونے لگتے ھیں۔ اور پھر ایک دن ان پر بھی اللہ کی رحمت کا نزول کسی نا کسی صورت ہو ہی جاتا ہے۔

جیسے محمد ﷺ پر غار حرا میں تنہائی کے وقت ہوا تھا انہیں چن لیا گیا تھا تمام انسانیت کے لیے۔ الحمد اللہ کثیر ا۔

ایسے ہی کاجل کے دل کا بجھا چراغ روشن ہوا تھا اور وہ بھی چن لی گئی تھی۔ ابھی اور بھی بہت سے لوگ چنے جانے تھے لیکن ایک وقت مقرر پر۔

ان شاء اللہ العزیز

عنایا تم پریشان کیوں رہنے لگی ہو دیکھو بیٹا کوئی مسئلہ ہو مجھے بتانا۔

رقیہ بی بی عنایا کی دن بہ دن بگڑتی ہوئی حالت سے پریشان ہوئیں تو آخر پوچھ ہی لیا۔

”آخر ماں تھی ایک ٹائم غصہ کر بھی لے۔ تو دوسرے ٹائم اولاد کو پریشان دیکھ کر سکون سے خود بھی نہیں رہ پاتی“

نہیں ماں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔

اب تو سکون ہے کیونکہ وہ دماغی مریض کے گھر والے بھی کہیں اور شفٹ ہو گئے ہیں۔ الحمد اللہ۔

ہاں مالک مکان نے اپنا مکان خالی کروالیا کیونکہ لڑکا ہر کسی کو تنگ کرتا تھا۔

اچھا خیر۔ ماں میں کالج جا رہی ہوں اپنا خیال رکھئے گا۔

کالج کے بعد ٹیوشن سینٹر جانے کی بجائے اب دو گھنٹے کے لیے وہ مدرسے چلی جاتی تھی۔ اس میں بدلاؤ آ رہا تھا۔ جو کہ واضح محسوس کیا جا سکتا تھا۔

ہاں گم ہو جناب اسلام و علیکم

عنایا اداس چہرے سے بیگ کندھے پر لٹکائے مرے مرے قدموں سے چل رہی تھی۔

مومنہ کی کوئی خبر نہیں تھی۔

کالج میں صرف ایک وہی تھی جسے مومنہ ہر وقت یاد آتی تھی۔

انہی خیالوں میں گم تھی کہ رمشہ کی زور دار آواز پر چونک گئی۔

اوہ رمشہ آپ۔وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ۔

آپ کب سے آرہی کالج۔طبعیت ٹھیک ہوگئی؟

ہاں بابا میری طبعیت تو ہوگئی ٹھیک۔لیکن تمھاری کچھ بگڑی بگڑی سی لگ رہی ہے۔اور میں اسی دن سے آرہی جس دن سے عنایا میڈم نہیں آرہی۔سب ٹھیک ہے نا؟

میں ٹھیک ہوں الحمد اللہ۔بس ویسے ہی دل نہیں لگتا شاید کالج کے آخری دن جو چل رہے ہیں اس لیے۔

اوئے ہوئے۔ایسی بھی کیا اداسی کہ چہرے کی رنگت کے ساتھ ساتھ مزاج بھی بدل جائے۔

نہیں رمشہ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔

شکر الحمد اللہ میں ٹھیک ہوں۔

”لوگ کب کسی کی اندر کی پاکیزگی دیکھتے ہیں۔ لوگ تو ظاہر پرست ہیں جو دیکھا اسکے ساتھ چار اور باتیں لگا کر پوری کہانی بنا لیتے ہیں۔“

عنایا کو لگتا تھا کہ وہ پاگل ہو جائے گی۔وہ اپنی زندگی کی آزمائشوں پر صبر کرتے ہوئے ہر مشکل کو برداشت کرنے کی ان تھک کوشش کر رہی تھی۔

حبہ کے اس دن کے کہے الفاظ عنایا کے لیے سالوں پہلے گزرے ماضی کے کچھ تلخ لمحات تازہ کر گئے تھے۔

اور پھر مومنہ کی کوئی خبر نہ ملنا۔

پردہ شروع کرنے پر گھر والوں کا آزمائش بن جانا۔ چھوٹی سی زندگی میں بہت بڑی بڑی آزمائشوں سے وہ ہمکنار تھی۔

وہ جو ہر وقت گلابی گالوں والی چہچہانے والی گڑیا لگتی تھی۔ وہ مسکراہٹ سے کِھلا چہرہ اب مرجھایا ہوا تھا۔

مگر وہ پھر بھی پر سکون تھی کیونکہ اسے قرآن کو سمجھنے کی توفیق مل رہی تھی۔ وہ اپنے حالاتِ زندگی کو قرآنی آیات سے سلجھانے کی کوشش کر رہی تھی، خود کو دلاسا دیتی اور پھر رب کی طرف رجوع کر لیتی۔

"اسے رفتہ رفتہ تنہائی بھانے لگی تھی۔ وہ ہر مسئلے کو حل کرنا چاہتی تھی۔ جو کہ سب کے درمیان بیٹھ کر ناممکن ہو رہا تھا۔ کسی کو نہیں پتہ تھا کہ اسکے ایک مٹھی برابر دل میں کیا کچھ چھپا ہوا ہے، دل کی دھڑکتی تیز دھڑکن سانسیں بند کر رہی تھی۔

مگر بظاہر اسکے چہرے پر سکینت چھائی رہتی تھی"۔

" جب دل میں رب تعالیٰ کی محبت کے جذبات امڈتے ہیں تو چہرہ غموں کے باوجود ہر غم سے آزاد لگنے لگتا ہے"

اور ایسی ہی کیفیت عنایا کی تھی۔

وہ مومنہ کا ہر روز کچھ نہ کچھ پتہ لگانے کی کوشش کرتی مگر ہر بار ناکام رہتی۔

کالج سے بھی سب کو فری کر دیا گیا تھا۔

کالج کے آخری دن کسی لڑکی سے پتہ چلا کہ مومنہ کے گھر والوں نے اس واقعے کے کچھ دنوں بعد ہی گھر فروخت کر دیا تھا اور اب وہ لوگ کہاں گئے یہ کسی کو بھی معلوم نہیں تھا۔

عنایا کے پاس اب دعا کرنے کے علاوہ کچھ نہیں بچا تھا۔ صرف دعا ہی مومنہ کے لیے کافی ہو سکتی تھی۔

'اور میم صبا نے کہا تھا کہ دعا سے بڑا کوئی ہتھیار نہیں'۔

گھر میں بھی وہ اب پہلے سے زیادہ مصروف رہنے لگی۔ کالج نہ جانے کی وجہ سے اب مدرسے جانا بھی مشکل تھا۔

بے سکونی ایسی تھی کہ ہر بات پر چڑنے لگی تھی۔ خود کو کمرے کی حدود تک رکھ لیا تھا۔

کبھی جائے نماز پر یونہی خاموش بیٹھی رہتی۔

اور کبھی سجدے کی حالت میں ہی روتے روتے گھنٹوں سوئی رہتی۔

وہ لڑکی جسکے پاس دوسروں کو دلاسہ دینے اور سمجھانے کے لیے ڈھیروں الفاظ ہوا کرتے تھے۔

مگر اب اپنے لئے دعا کرنے کو بھی الفاظ نہیں ملتے تھے۔

سمجھ نہیں آتا تھا کہ اتنی آزمائشوں میں سے پہلے کس آزمائش سے رہائی کی دعا مانگے ؟

گھر والوں کی محبت واپس پانے کی دعا مانگے یا پھر مومنہ کی کوئی خبر مل جانے کی دعا مانگے۔

یا ماضی کی وحشتوں بھری یادوں سے جان چھڑائے جس سے زندگی الجھ کر رہ گئی تھی۔

"اکثر اوقات کسی کے الفاظ بد دعا کی صورت میں سکون تک چھین لیتے ہیں۔"

روح کی بے چینی تلاوتِ قرآن اور ذکر الہیٰ سے سکون میں آتی ہے۔

لیکن عنایا کو ایک چپ لگ گئی تھی۔

اسے خود نہیں پتہ تھا کہ اسے کیا ہو گیا ہے۔

دعا کے لیے ہاتھ اٹھاتی تو یونہی روتے ہوئے خالی ہاتھ چہرے پر پھیر لیتی۔ اسے معلوم تھا کہ اسکا رب بغیر کہے بھی اسکے درد کو سمجھ سکتا ہے۔

لیکن وہ مدرسے جانا چاہتی تھی۔ مگر حالات اور آزمائشیں وہاں جانے کی اجازت نہیں دے رہی تھی۔

چاہ کر بھی وہ مدرسے نہیں جا سکتی تھی۔

عنایا ایک بات پوچھوں؟

جی پوچھیں۔بانو کے سوالیہ انداز پر عنایا نے ایک سائیڈ پہ ہوتے ہوئے بانو کو اپنے ساتھ بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

میں دیکھ رہی ہوں عنایا کہ تم اذان کا انتظار کرتی ہو۔پھر اذان کے فوراً بعد نماز بھی پڑھتی ہو۔بہت بدل گئی ہو۔

یہ کیسا بدلاؤ ہے کہ جو اس دنیا سے بے رغبت کر رہا ہے؟

وَمَنۡ يَّعۡتَصِمۡ بِاللّٰهِ فَقَدۡ هُدِىَ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسۡتَقِيۡمٍ (آل عمران : 101)

"اور (اللہ کی سنت یہ ہے کہ) جو شخص اللہ کا سہارا مضبوطی سے تھام لے، وہ سیدھے راستے تک پہنچا دیا جاتا ہے"۔

بانو یہ اللہ نے ہی فرمایا ہے ہمیں بس اللہ کے حکم پر عمل کرنے کی خالص نیت اور کوشش کرنی ہے باقی پھر اللہ راستے آسان کر دیتے ہیں۔

اوئے یہ کونسی آیت ہے۔قرآن مجید کی ہی آیت ہے؟

ہاں یہ سورۃ آل عمران کی آیت کا کچھ حصہ ہے۔

اچھا مجھے یہ بتاؤ کہ تم نماز کی پابند کیسے ہوئی تمہیں شیطان روکتا نہیں ہے؟

"بانو جس سے محبت ہو جائے۔اس سے ہم دور کیسے رہ سکتے ہیں۔ اسکی ایک پکار کو بھی ہم اگنور نہیں کر پاتے۔ تو ہمارا رب تو ہمیں دن میں پانچ مرتبہ پکارتا ہے۔ قرآن مجید میں سب سے زیادہ جس چیز کے کرنے کا ذکر آیا ہے وہ نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ ادا کرنے کا ذکر ہے۔

اور پتہ ہے بانو۔لوگوں کو جب دوزخ میں ڈالا جائے گا تو دوزخ کے فرشتے ان سے پوچھیں گے کہ تمہیں کس چیز نے آگ میں ڈالا تو وہ کہیں گے کہ ہم نماز نہیں پڑھتے تھے۔

مَا سَلَكَكُمۡ فِىۡ سَقَرَ (المدثر:42)

"تمہیں دوزخ میں کس چیز نے ڈالا ؟"

قَالُوۡا لَمۡ نَكُ مِنَ الۡمُصَلِّيۡنَ (43)

”وہ جواب دیں گے کہ ہم نماز نہیں پڑھتے تھے“۔

یہ انجام ہو گا نماز کو ضائع کرنے کا۔

”بانو ہمارا تھوڑا سا ہاتھ جل جائے تو کتنی جلن ہوتی ہے ناں اور وہاں دوزخ کی آگ جو دنیاوی آگ سے کئ حصے زیادہ گرم ہو گی۔ پکڑ ہوگئ تو کیا بنے گا؟

استغفرُللہ۔ اللہ معاف فرمائے۔ واقعی ہمیں نماز کی پابندی کرنی چاہیئے۔

اتنی ڈرا دینے والی آیات سن کر بانو افسردہ ہو رہی تھی۔ بانو جو ایک بار پختہ ارادہ کر لیتے ہیں نا کہ ہم نماز نہیں چھوڑیں گے تو پھر وہ بہانے نہیں کیا کرتے کہ اچھا صبح سے ساری نمازیں پڑھیں گے۔ کیونکہ جن کے دل راہنمائی پا لیں پھر انکے دل ڈرتے ہیں ہر فرائض کو، ہر نیکی کو چھوڑتے ہوئے اس لیے کہ انکے دلوں میں پھر فوراً خیال آتا ہے کہ کیا پتہ ہماری صبح کس حال میں ہو۔

آنے والی صبح میں ہم کہاں ہوں۔ زمین کے اوپر یا زمین کے نیچے۔

اللہ مجھے بھی نمازی بنائیں آمین۔

آپ پڑھا کریں گی نا میرے ساتھ نماز؟

عنایا حسرت بھرے لہجے کے ساتھ بانو سے مخاطب ہوئی۔

جی ان شاءاللہ ضرور۔ اللہ کا حکم ہے تو پھر سستی نہیں کر سکتے۔

چلو آپ دعا مانگو۔ میرے لیے بھی۔ مجھے ابھی تھوڑا کام ہے۔

بانو نارمل انداز میں عنایا سے دعا کا کہہ کر باہر چلی گئی اور عنایا کافی دیر تک کھلے دروازے کو ہی تکتی رہ گئی۔ اس حسرت کے ساتھ کہ۔ ایک دن ایسا ضرور آئے گا کہ اللہ تعالیٰ ان میرے اپنے پیاروں کو دین پر عمل میں میرا مددگار بنائے گا اور اللہ کا وعدہ سچا ہے وہ اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا۔

وَعۡدَ اللّٰہِ ؕ لَا یُخۡلِفُ اللّٰہُ وَعۡدَہٗ وَ لٰکِنَّ اَکۡثَرَ النَّاسِ لَا یَعۡلَمُوۡنَ (الروم :06)

”یہ اللہ کا کیا ہوا وعدہ ہے، اللہ اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا، لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے“

ہر طرف سکون ہی سکون تھا۔

بڑے سے حال نما کمرے میں بہت سی لڑکیاں گروپس کی شکل میں بیٹھی قرآن مجید کو ہاتھوں میں لئے پڑھ رہی تھیں۔

وہاں پر موجود ہر لڑکی واقعی اشرف المخلوقات لگ رہی تھی۔

آپ میرے ساتھ اوپر میرے کمرے میں آجایئے ڈئیر۔

آپ تھوڑا فریش ہو جائیں۔ پھر میں آپکو یہاں سب سے ملواؤں گی۔

حبہ کو اوپر اوڑھنے کے لیے اس لڑکی نے ایک سیاہ چادر دی تھیں جس سے حبہ کے پھٹے کپڑے نظر نہیں آرہے تھے۔

یہ کمرہ چھوٹا سا ہے مگر یہاں رہنے والوں کے دل بہت بڑے ہیں۔ ہم تین سٹوڈنٹس ہوسٹل کے اس کمرے میں رہتی ہیں۔ عائشہ نے حبہ کی جانب دیکھتے ہوئے وضاحت دی۔

کمرے میں ایک بیڈ اور ایک الماری تھی ایک کھڑکی تھی جو باہر کی طرف کھلتی تھی۔ جہاں سے خوشگوار ٹھنڈی ہوا کے جھانکے آرہے تھے۔

یہ لیں ٹھنڈا جوس پیئں۔

حبہ نم آنکھوں سے اس اجنبی لڑکی کو اتنا خیر خواہ دیکھ کر حیران تھی۔

آپ پریشان نہ ہوں آج سے ہم انجان نہیں بلکہ بہنیں ہی ہیں۔

کیا میں آپ کا نام جان سکتی ہوں؟

اس اللہ کی نیک بندی نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

جی ضرور۔

میرا نام حبہ ہے۔

اوہ ماشاءاللہ۔

یہ تو بہت ہی خوبصورت نام ہے۔

میرا نام عائشہ ہے۔

آپ کا نام بھی بہت اچھا ہے۔

حبہ نے چہرے پر مسکراہٹ سجاتے ہوئے کہا۔

"آپکو پتہ ہے جب اللہ کسی سے محبت کرتے ہیں تو اسے برکت والی جگہ لے آتے ہیں۔

مطلب شر والی جگہ سے نکال کر ایک محفوظ خیر والی جگہ پر لے آتے ہیں۔"

تو ایسے میں یہ نہیں سوچنا چاہیئے کہ کسی انسان نے آپکو دھتکارا ہے۔ ٹھکرایا ہے۔ دل دکھایا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

بلکہ شکر کیا کریں کہ اللہ تعالیٰ نے آپکو اس انسان کے بہت بڑے شر سے بچالیا۔ الحمد اللہ

"ہمیشہ یاد رکھیئے گا حبہ۔ جب کوئی انسان آپکے اخلاص کے باوجود آپکو ٹھکراتا ہے ناں تو وجہ یہ نہیں ہوتی کہ آپ اسکے قابل نہیں تھیں شاید۔

بلکہ اصل بات تو یہ ہوتی ہے کہ وہ انسان ہی آپکے قابل نہیں تھا جو آپکی قیمت کا اندازہ نہیں کر سکا۔"

" یوسف علیہ السلام کی اہمیت کا بھی وہ قافلہ اندازہ ہی تو نہیں کر سکا تھا اسی لیے مفت میں ملا بچہ سمجھ کر چند داموں میں مصر کے بادشاہ کو بیچ دیا۔ لیکن اگر انکو ذرہ بھی اندازہ ہوتا کہ یہ بچہ صرف ایک

معمولی بچہ ہی نہیں بلکہ ایک نبی کا بیٹا ہے اور ایک نبی ہی ہے اور بڑا ہو کر بادشاہ بنے گا۔ تو کبھی بھی وہ کسی بھی بڑی قیمت کے بدلے یوسف علیہ السلام کو فروخت نہ کرتے"۔

اور اگر یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کو یوسف علیہ السلام کی خاصیت معلوم ہوتی۔ تو وہ بھی کبھی انہیں کنویں میں نہ پھینکتے۔

یوسف علیہ السلام کا مختصراً واقعہ آپکو بتانے کا مقصد یہ تھا کہ کسی بھی دین سے دور انسان کو کسی خاص انسان کا مقام نہیں معلوم ہوتا اس لیے ہمیشہ سپشل انسانوں کو ٹھکرا دیا جاتا ہے اور بعد میں پچھتاوا ہوتا ہے کہ ہیرا گنوا دیا۔

ہاں واقعی بعد میں پچھتاوا ہوتا ہے۔ میں نے اپنی کالج کی دوست کو ٹھکرایا تھا۔ وہ میری خیر خواہ تھی، وہ مجھے سمجھاتی تھی، جانے کیا درد تھا اسکے اندر۔ مگر میں نے ہمیشہ نان سیریس لیا اسے۔

"حبہ ہر انسان کی زندگی میں ایک زمانہ جاہلیت ہوتا ہے۔ لیکن پھر ایک وقت آتا ہے کہ اس انسان کو جاہلیت کے اندھیرے میں سے کہیں دور سے اُجالے کی ایک کرن نظر آتی ہے تو وہ چل پڑتا ہے اس اجالے کے سفر پر رواں دواں"۔

لیکن حبہ پتہ ہے اُجالے کی کرن کب ہمارے دلوں پر نمودار ہوتی ہے ؟

"جب ہم گمراہی کے اندھیروں سے ٹکراتے ہیں تب پھر ہمارے دل ہی نہیں بلکہ ہماری رگ رگ زخمی ہو جاتی ہے۔تب پھر ہمیں اس گمراہی سے وحشت ہونے لگتی ہے۔ پھر ہمارے دل میں ہدایت کی تڑپ پیدا ہوتی ہے تب ہم حقیقت میں قلبی سکون کے متلاشی بنتے ہیں۔ تب ہی ہم اپنے گناہوں پر ندامت کے آنسو بہاتے ہیں۔"

پھر وہ جو رب ہے نا۔ پھر وہ ہماری انگلی پکڑ کر ہمیں سیدھی راہ پر لے آتا ہے، وہ طعنے نہیں دیتا کہ آگیا نا پھر میری ہی طرف۔ وہ مذاق بھی نہیں بناتا۔"

وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلٰى دَارِ السَّلٰمِ ۗ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ (یونس : 25)

"اور اللہ لوگوں کو سلامتی کے گھر کی طرف دعوت دیتا ہے، اور جس کو چاہتا ہے سیدھے راستے تک پہنچا دیتا ہے"۔

عائشہ ایک سوال پوچھوں؟

ہدایت کیسے ملتی ہے اور کس کو ملتی ہے؟

وہ جوس کا گلاس ہاتھ میں لئے غمزدہ لہجے سے گویا ہوئی۔

"حبہ ہدایت یونہی نہیں مل جاتی ہدایت کے لئے توسب سے پہلے اپنے گناہوں کو ندامت اور توبہ کے آنسوؤں سے دھونا پڑتا ہے۔ پھر رب کی محبت اور ہدایت پانے کے لیے دن رات دعائیں کرنی پڑتی ہیں۔ اور ساتھ ہی ساتھ اپنے عملوں کو درست بھی کرنا پڑتا ہے اپنی نگرانی خود کرنا پڑتی ہے کہ کہیں میں بہک تو نہیں رہی۔"

حبہ کوئی کسی کا محاسبہ نہیں کر سکتا جب تک انسان خود، خود کو سنوارنے کی کوشش نہ کرے۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اتنی بار فرمایا کہ

"اگر اللہ چاہتا تو سب کو ہدایت دے دیتا"۔ (القرآن)

لیکن اللہ تعالیٰ نے ایسا نہیں کیا کیونکہ انسان کو اللہ نے فطرت سلیمہ پر پیدا کر کے عقل و شعور کا مادہ انسان کے اندر رکھ دیا۔ کہ خود یہ انسان مجھے پہچاننے کی کوشش کرے۔ اس انسان کو جسے میں نے اشرف المخلوقات کا نام دیا، ستر ماؤں سے زیادہ محبت کا مقام دیا ہے۔

ذرہ میں بھی تو دیکھوں کہ یہ انسان کیا ثبوت دیتا ہے مجھ سے محبت کا۔ اتنی نعمتیں پانے کے بعد۔

اور ہم ہیں کہ حق ہی ادا نہیں کر پاتے۔

پتہ ہے حبہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں شکوہ کرتے ہیں ہم سے

"وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدۡرِهٖۤ"

"اور ان لوگوں نے اللہ کی جیسی قدر کرنا واجب تھی ویسی قدر نہ کی") الانعام: 91)

انسان بہت ناشکرہ اور متکبر بن جاتا ہے۔وہ نم آنکھوں سے اداس لہجے میں حبہ کو رب کی ذات سے متعارف کروارہی تھی۔

"عائشہ انسان کتنا محتاج ہے نا کہ رب سے رجوع کئے بغیر خود کو اپنی مرضی سے ہدایت نہیں دے پاتا۔

جب کچھ بھی کرنے پر یہ کمزور انسان قادر ہی نہیں ہے تو پھر تکبر کیوں کیا جاتا ہے؟

کیوں کسی کو اتنا حقیر سمجھ کر دور پھینک دیا جاتا ہے؟

"اگر کوئی دنیاوی سٹیٹس میں بڑا ہے تو اسے اوپر بیٹھا کر خود نیچے بیٹھنا بھی پسند کر لیا جاتا ہے اور اگر کوئی دنیاوی لحاظ سے کمزور انسان ہے تو اسے اپنے قدموں میں بھی جگہ دینا مناسب نہیں سمجھتے لوگ"

یہی تو انسان کی نفسیات ہے،یہی تو انسان کی حقیقت ہے۔حبہ!

"یہ مٹی سے بنے انسان۔مٹی پر ہی پاؤں مار کر چل سکتے ہیں انکو یہ نہیں پتہ کہ ہماری تخلیق جس چیز سے ہوئی وہ مٹی ہے۔ہم نے مرنے کے بعد جہاں جانا ہے وہ مٹی ہے اور جہاں سے روزِ محشر کے دن اٹھنا ہے وہ بھی مٹی ہی ہے۔"

مگر ہم کم ظرف انسان پھر بھی خود کو بڑا عقلمند کہتے پھرتے ہیں۔

عائشہ کے چہرے پر دکھ کے آثار اور آنکھوں میں نمی دیکھ کر حبہ حیران تھی ایسے لگ رہا تھا کہ حبہ کے ان زخموں کا درد عائشہ محسوس کر رہی ہے۔

کیا یہ اللہ کی نیک بندی اسی دنیا کی ہے یا قرآن پڑھے لوگ ایسے ہی ہوتے ہیں یونہی دل کا درد محسوس کر لیتے ہیں؟

کیا انکے اندر احساسِ محبت اتنا کوٹ کوٹ کر بھرا ہوتا ہے؟

حبہ کے ذہن میں سوالوں کی ایک لمبی فہرست بن گئی تھی۔کاش عنایا سے میں اس وقت مل سکتی۔

کہاں کھو گئیں آپ بہنا۔

حبہ کو حیران و پریشان دیکھ کر عائشہ نے اپنی آنکھوں کے کناروں سے نمی صاف کرتے ہوئے چھٹکی بجائی۔

نئیں کچھ نہیں۔

کتنا عجیب ہے نا جن سے ہم محبت کرتے ہیں ان سے ہمیں محبت ملتی ہی نہیں اور جن کو ہم جانتے بھی نہیں ہوتے وہ کتنا احساس کرتے ہیں۔!!!

حبہ کھوئے کھوئے لہجے میں بول رہی تھی۔

"ہاں ہر وہ محبت دکھ اور رسوائی کا باعث بنتی ہے جو اللہ کی بجائے بندے سے کی جائے کیونکہ ہم انسانوں سے ویسی محبت کرنے لگتے ہیں جیسی محبت ہمیں اللہ سے کرنی چاہیئے اور جب ہم اللہ کا حق کسی اور کو دیتے ہیں تو پھر ہم نقصان اٹھاتے ہیں"۔

قرآن پاک میں دو طرح کے لوگوں کا ذکر ہے ایک وہ جو اوروں سے محبت میں شدید ہوتے ہیں اور دوسرے وہ اہل ایمان جو اللہ کی محبت میں شدید ہوتے ہیں۔

"وَمِنَ النَّاسِ مَنۡ يَّتَّخِذُ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ اَنۡدَادًا يُّحِبُّوۡنَهُمۡ كَحُبِّ اللّٰهِ ‌ؕ وَالَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ‌ؕ وَلَوۡ يَرَى الَّذِيۡنَ ظَلَمُوۡٓا اِذۡ يَرَوۡنَ الۡعَذَابَ اَنَّ الۡقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِيۡعًا ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ شَدِيۡدُ الۡعَذَابِ" سورۃ البقرۃ : ۱۶۵()

"بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو اللہ کے شریک اوروں کو ٹھہرا کر ان سے ایسی محبت رکھتے ہیں، جیسی محبت اللہ سے ہونی چاہیے۔ اور ایمان والے اللہ کی محبت میں بہت سخت ہوتے ہیں کاش کہ مشرک لوگ جانتے جب کہ اللہ کے عذاب کو دیکھ کر (جان لیں گے) کہ تمام طاقت اللہ ہی کی ہے اور اللہ تعالیٰ سخت عذاب دینے والا ہے) (تو ہرگز شرک نہ کرتے"۔

کیا واقعی اللہ تعالیٰ کے ہی یہ الفاظ ہیں عائشہ؟

حبہ حیران تھی کہ قرآن مجید میں ہی یہ سب لکھا ہوا ہے۔

جی ہاں میری بہنا دوسرے پارے کے شروع میں ہی تو ہے یہ آیت۔

ندامت کے آنسو آنکھوں سے پھر رواں ہو گئے۔

واقعی میں نے قدر نہیں کی اللہ کی۔ محبت کے لائق تو رب کی ذات تھی اور میں انسانوں کی متلاشی رہی۔

جس کتاب پر ایمان لانا مسلمان ہونے کی شرط ہے اسی کو نہیں جانتی میں۔

اور جس کے بارے میں علم ہی نہیں اس پر ہمارا ایمان کیسے پختہ ہو گا۔ میں کیسی مسلم ہوں؟

آپ پریشان نہیں ہوں اب اللہ نے آپکو چننے کا فیصلہ کر لیا ہے اب آپ چنے ہوئے خاص لوگوں میں شامل ہو چکی ہیں اللہ آپکو اپنی شدید محبت سے نوازیں گے اور ہر اُس انسان کی محبت بھی دیں گے جو اللہ سے محبت کرتا ہو گا اور جس سے اللہ محبت کرتے ہوں گے۔ اور جو واقعی میں آپکے قابل ہو گا۔ ان شاء اللہ۔

"یہ ٹوٹنا ضروری ہوتا ہے۔ میری چندہ۔

زندگی میں لگنے والی ٹھوکر اکثر ہمیں ربِ کائنات کے در پر پہنچا دیتی ہے۔ یہ ٹھوکر ہی تو ہوتی ہے جو ہمیں دنیاوی محبت کی حقیقت سے روشناس کرواتی ہے ورنہ ہم تو اس دنیاوی اندھی محبت میں گرفتار ہی رہیں۔

حبہ کو پھوٹ پھوٹ کر روتے دیکھ کر عائشہ اسے گلے سے لگائے دلاسا دے رہی تھی۔

"اللہ اتنی مخلص اور اتنی محبت سے سمجھانے والی تیری اس بندی کو دیکھ کر مجھے رشک آ رہا ہے اور خود پر افسوس کہ میں نے اپنی زندگی اپنے ہی ہاتھوں سے برباد کر لی۔ یہ کیسی محبت ہے یارب تیری۔ کہ تو نے ہمیشہ میرے لیے راہنمائی کا بندوبست کیا۔ جب میں شیطان کے راستے پر تھی تو تب تو نے عنایا کو میرے لیے راہنما بنایا ہوا تھا اور میں نے پھر بھی تیری نافرمانی کی۔ اور اب جب میں پوری طرح بھٹک گئی تب بھی تو نے اپنی اس بندی کو میرے لیے مسخر کر دیا جو میرے زخموں پر مرہم پٹی کر رہی ہے۔"

"تو، تو ہر وقت میرے ساتھ ہی رہا اے میرے رب۔ مگر افسوس خود پر کہ۔ طے مجھ ہی سے نہیں ہوا یہ سفر۔ جو مجھے تجھ سے ملے دے"۔

اللہ جی بیشک آپ واقعی ربِ کائنات ہیں جس کو ہدایت کے لئے چن لیں پھر ایک خواب ہی اسکی ہدایت کا ذریعہ بن جاتا ہے۔

اللہ جی آپ نے مجھے زیادہ دیر اس اذیت میں نہیں رہنے دیا۔ اللہ جی میں معافی مانگتی ہوں۔ میری توبہ قبول کریئے اللہ میں آپکو بھول گئی۔ دل دکھ سے چھلنی ہو رہا تھا رگیں تکلیف سے پھول رہی تھیں۔

اللہ جی مجھے پتہ چل گیا کہ جس دل میں آپ کی یاد نہیں ہوتی اس دل کا مچلنا کیسا ہے۔

وہ اذیت کیسی ہوتی ہے۔

میں نے آپ سے دور ہو کر اپنی روح پر ہونے والی تلخ اذیت کو محسوس کیا ہے۔

میں نے ہر دنیا کی چیز میں سکون ڈھونڈا مگر میں ناکام رہی۔ بیشک اللہ آپ نے میری راہنمائی کی، میرے دل کا سکون مجھے ایسے لوٹایا کہ کانوں کان کسی کو خبر بھی نہیں ہوئی۔

الحمد اللہ کثیرا۔

"واقعی روح کا سکون جسکو مل گیا اسکو سب سے بڑی دولت مل گئی۔

روح کا سکون ایسا سکون ہے جو دنیا کے ہر خزانے سے بڑا خزانہ ہے۔

جو پیسوں سے خریدا نہیں جاتا۔

جو انجانی راہوں پر چلتے ہوئے دنیا میں کھو کر نہیں ملتا۔

جو گناہ پر گناہ کر کے بہت اطمینان سے اور بے فکر رہنے سے نہیں ملتا۔"

بلکہ یہ سکون تو ملتا ہے۔

"رب العزت کی طرف قدم بڑھانے سے۔"

"اپنے نفس کو کچل کر ضمیر کی آواز پر لبیک کہنے سے۔"

"کلام اللہ پر تدبر کرتے ہوئے پڑھنے اور سمجھنے سے۔"

"اور سب سے زیادہ رب العالمین کی ذات پر توکل کرنے سے۔

اتنا توکل جتنا ابراہیم علیہ السلام نے کیا تھا جب انکو دہکتی آگ میں ڈالا جارہا تھا۔

اتنا توکل جتنا حضرت ہاجرہ نے کیا تھا جب انہیں بیابان صحرا میں چھوٹے بچے کے ساتھ چھوڑ دیا گیا تھا۔

اتنا توکل جتنا یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹے یوسف کی جدائی پر کیا تھا جب یوسف علیہ السلام کو انکے بھائیوں نے کنویں میں ڈالا دیا تھا۔

اتنا توکل جتنا موسیٰ علیہ السلام نے کیا تھا جب پیچھے فرعونی تھے اور آگے سمندر۔

اتنا توکل جتنا رسول اللہ نے کیا تھا جب طائف سے پتھر کھا کر پلٹے تو یقین کے ساتھ کہا اگر یہ لوگ ایمان نہیں لائے تو انکی نسلیں ضرور ایمان لائیں گی۔"

ہر ہر آزمائش پر سب نے یہی کہا کہ اللہ ہمارے ساتھ ہے وہ ہمیں ضائع نہیں کرے گا۔

(حسبنا اللہ و نعمِ الوکیل)"

"یہ سوچ انسان میں توکل کو مزید پختہ کر دیتی ہے۔

کیونکہ انسان کی زندگی میں جو کچھ بھی ہوتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی حکمت سے ہی ہوتا ہے۔

ہم گھر والوں کے فیصلے پر یہ سوچ کر صبر کر لیتے ہیں کہ اپنے ہیں۔ بڑے ہیں۔ ہمارا برا نہیں چاہیں گے۔ ضرور کوئی حکمت ہوگی۔

مگر ہم اللہ کی حکمت کیوں نہیں سمجھ پاتے یا پھر سمجھنا ہی نہیں چاہتے؟؟؟

جو گھر، محلے، شہر، ملک کا ہی بڑا نہیں بلکہ سارے جہان والوں سے بڑا ہے۔

جو ہم سے سب سے زیادہ محبت کرنے والا ہے۔

جو رب العالمین ہے اس کے فیصلے پر کیوں ہم اسے چھوڑ دیتے ہیں؟

بانو اور رقیہ بی بی کے سخت الفاظ عنایا کو دن بدن کمزور کر رہے تھے۔

اچانک کچھ یاد آتے ہی عنایا نے اپنا کالج بیگ کھولا اور استاذہ مریم کا دیا ہوا وہ دعا والا کارڈ بیگ سے نکالا، جس پر ایک خوبصورت انداز میں ایک دعا لکھی تھی ترجمے کے ساتھ۔

"آپس میں محبت پیدا کرنے اور جاہلیت سے نکلنے کی دعا"۔

دعا کو دیکھ کر عنایا کو ایسے لگا جیسے ساری آزمائشوں کا حل اسکے سامنے ہو۔

ایک یقین کی کیفیت طاری ہو گئی ان شاء اللہ ایک دن میری بہن اور میری ماں کی محبت مجھے مل جائے گی اور وہ بھی دین کے احکام پر عمل کریں گی۔

وہ میرے پردہ کرنے پر خفا نہیں ہوں گی۔

یہ سوچتے ہی عنایا نے دعا پڑھنا شروع کی۔

اَللّٰهُمَّ اَلِّفْ بَيْنَ قُلُوْبِنَا وَاَصْلِحْ ذَاتَ بَيْنِنَا وَاهْدِنَا سُبُلَ السَّلَامِ وَنَجِّنَامِنَ الظُّلُمَاتِ اِلَى النُّوْرِ وَجَنِّبْنَا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَابَطَنَ وَبَارِكْ لَنَافِيْ اَسْمَاعِنَا وَاَبْصَارِنَا وَقُلُوْبِنَا وَ ذُرِّيَّاتِنَا وَتُبْ عَلَيْنَااِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ وَاجْعَلْنَا شَاكِرِيْنَ لِنِعْمِكَ مُثْنِيْنَ بِهَا عَلَيْكَ قَابِلِيْنَ لَهَا وَاَتِمَّهَا عَلَيْنَا۔

"اے اللہ! ہمارے دلوں میں الفت ڈال دے اور ہماری باہم اصلاح فرما، ہمیں سلامتی کے راستے دکھا اور ہمیں اندھیروں سے روشنی کی طرف نجات عطا کر، ہمیں ظاہری اور چھپے ہوئے گناہوں سے بچا، ہمارے لئے ہماری سماعتوں، بصارتوں، دلوں، بیویوں اور اولاد میں برکت دے، تو ہم پر مہربان ہو جا، بے شک تو ہی توبہ قبول کرنے

والا، رحم کرنے والا ہے۔ ہمیں اپنی نعمتوں کا شکر ادا کرنے والا بنا دے تا کہ ان کے ذریعے ایک دوسرے کے مقابلے میں تیری تعریف کرنے والے بن جائیں اور انہیں (نعمتوں کو) ہم پورا کر دے"۔

کتنی پیاری دعا ہے۔

رسول اللہ نے کتنی پیاری دعائیں سکھا دی۔

اللہ جی مجھے رسول اللہ کی بہت یاد آ رہی ہے۔

انکے سگے چچا ابو لہب کے ظلم و ستم یاد آ رہے ہیں جو اس نے اپنے بھتیجے پر کئے۔ یہ جانتے ہوئے بھی کہ یہ اللہ کا محبوب ہے، یہ حق دین کی دعوت دے رہا ہے، آگ سے نجات دلوانے والا دین ہم تک پہنچا رہا۔ کچھ نہیں سوچا، بس ظلم ہی اس نے ڈھائے۔

" اپنے، اپنے نہیں بنتے۔ جب ہم اللہ کے احکام کو عمل میں ڈھال کر اللہ کے بننے کی کوشش کرنے لگتے ہیں۔" استاذہ مریم کے بقول کہ یہ آزمائشوں کا آنا تو پیغمبروں کی سنت ہے۔

اللہ جی! اس دعا کو میرے حق میں قبول فرمائیے۔

مجھے انتظار ہے اس دعا کے قبول ہونے کا۔

اللہ مجھے دعا مانگنی نہیں آتی ہے مگر اللہ جی مجھے آپ کی قبولیت پر یقین ہے۔

آپ مجھے ضائع نہیں کریں گے۔

آج تنگی ہے تو کل آسانی ہو گی مجھے یقین ہے آپ پر۔ اور آپ کی محبت پر۔ وہ چھوٹے بچوں کی طرح مٹھیاں بند کر کے اپنے آنسو صاف کر رہی تھی اور ساتھ ہی ساتھ رب کے سامنے گڑگڑا رہی تھی۔

رسول اللہ اور صحابہ کرام انکی تنگی بھی آسانی میں بدلی تھی۔ انکی زندگی میں بھی ایک دن فتح مکہ کا آیا تھا نا اللہ جی۔ تو میری زندگی میں بھی ضرور ایک دن فتح کا آئے گا نا۔ ان شاء اللہ۔

وہ اب اپنے رب سے سوال کر رہی تھی بالکل ایسے ہی جیسے بچہ اپنی ماں سے مخاطب ہوتا ہے۔

اللہ جی واحد ذات آپکی ہی ہے جو بھٹکنے والوں کو صرف راہ ہی نہیں دکھاتی بلکہ سینے سے بھی لگاتی ہے۔

"انسان سمجھدار تب بنتا ہے جب اسے اپنی بیوقوفیاں اور لوگوں کی نفسیات سمجھ آنے لگتی ہے"۔

اب ساری آزمائشیں رب کی طرف راغب کرنے کا سبب بن رہی تھیں۔

اب وہ آزمائشیں توڑ نہیں رہی تھی اب تو دل رب کی محبت، رب کے قرب اور رب کی معرفت سے سکون محسوس کر رہا تھا

اور شکر کے کلمات زبان پر جاری ہو گئے۔

♥ ♥ ♥ ♥ ♥

زندگی کا اک نیا دن شروع ہو رہا تھا ایسا دن جس میں رب کو صحیح معنوں میں جاننا تھا اور اپنے آپکا محاسبہ کرنا تھا۔ زندگی تو آج شروع ہونے جا رہی تھی کیونکہ آج رب کی معرفت پانے کے لیے قدم اٹھ رہے تھے۔

باقی زندگی تو بیکار گزر گئی۔

کیسا خوبصورت احساس تھا گمراہی سے اُجالے کا سفر۔

حبہ فریش ہو کر عائشہ کا دیا ہوا نئے سوٹ پہن کر بہت پر سکون اور خوبصورت لگ رہی تھی۔

ہمیشہ شوٹ لباس اور باریک چھوٹا سا دوپٹہ گلے میں ڈالنا پسند تھا۔

مگر آج سب سے الگ لباس تھا جس لباس کو حبہ طنزیہ انداز میں پینڈو قسم کا لباس کہا کرتی تھی۔

آج ویسے ہی ڈھیلے ڈھالے لباس میں سکون مل رہا تھا۔

آپ کیا دیکھ رہی ہیں حبہ؟

میں ایسے ہی کپڑے پہنتی ہوں جس میں سانس آسانی سے آ جائے۔ ھاھاھاھ

حبہ کو بار بار کپڑوں پر ہاتھ پھیرتے دیکھ کر عائشہ ہنستے ہوئے حبہ سے مخاطب ہوئی۔

ارے نہیں۔

بلکہ مجھے تو ان کپڑوں میں بہت سکون مل رہا ہے۔

اچھا ماشاءاللہ چلیں پھر جلدی چلیں نیچے کلاس شروع ہو گئی۔ تکبیرات کی آواز سن کر عائشہ تفسیر والا قرآن پاک اٹھاتے ہوئے تیز تیز قدموں سے سیڑھیاں اترنے لگی ساتھ ہی حبہ بھی ایک کاپی اور پین ہاتھ میں لئے عائشہ کے پیچھے پیچھے سیڑھیاں اترتے ہوئے حال نما کمرے میں داخل ہوئی۔

(کلاس کے شروع ہوتے ہوئے اور بریک کے ہونے اور بند ہونے پر تکبیرات ہی لگائی جاتی تھیں)

سورۃ فاتحہ کی تلاوت چل رہی تھی اور سب سٹوڈنٹس اپنے اپنے تفسیر کے قرآن پاک سامنے رکھ کر خاموشی سے نظریں جھکائے بیٹھی تھیں۔

اسلام وعلیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

بیٹے کیا حال ہے سب کا؟

سامنے کرسی پر بیٹھی استاذہ سٹوڈنٹس کو مسکرا کر دیکھ رہی تھیں۔

سب نے سلام کا جواب دیا اور مسکراتے ہوئے الحمد اللہ کہا۔

استاذہ نے دعا پڑھنے کے بعد تفسیر شروع کی۔

"آج اپنے رب سے جڑنے کا پہلا دن مبارک ہو حبہ"۔

پاس بیٹھی عائشہ قرآن پاک کھولتے ہوئے حبہ کی طرف دیکھ کر سرگوشی کرتے ہوئے مسکرائی۔

بچوں آج کی آیت بہت زیادہ خوبصورت اور قابلِ غور ہے۔

ایک طرف اللہ تعالیٰ فرمارہے کہ "قرآن مجید میں تمھارا اپنا ذکر ہے"

اور دوسری طرف اسی ایک ہی آیت میں اللہ تعالیٰ سوالیہ انداز میں ہم انسانوں سے مخاطب ہیں کہ ”کیا پھر بھی تم عقل سے کام نہیں لوگے“؟

اب ہم اسی ایک آیت کو اپنی آنکھوں سے دیکھ کر، دماغ سے سمجھ کر، دل میں اتار کر اور زبان سے بول کر پڑھیں گے ان شاءاللہ۔

سٹوڈنٹس کی دلچسپی دیکھ کر استاذہ نے مسکراتے ہوئے رب کے کلام کو جذب کرنے کا چھوٹا سا طریقہ بھی بتا دیا۔

”لَقَدْ اَنْزَلْنَاۤ اِلَیْكُمْ كِتٰبًا فِیْهِ ذِكْرُكُمْ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ“ سورۃ الأنبیا: ۱۰)

” یقیناً ہم نے تمہاری جانب کتاب نازل فرمائی ہے جس میں تمہار ذکر ہے کیا پھر بھی تم عقل نہیں رکھتے؟ “

” یہ جو کتاب صدیوں سے ہمارے پاس ہے آج اس کتاب کو دل کی آنکھوں سے اور مضبوط ہاتھوں سے تھام کر دیکھیں کیا واقعی اس میں ہمارا ہی ذکر ہے ؟

ہم نے تو ہمیشہ یہی سمجھ کر قرآن کو پڑھا ہے نا۔ کہ یہ اللہ کا کلام ہے، اللہ کی بات ہے۔ بس!!!۔

مگر اللہ تعالیٰ تو یہاں فرما رہے کہ اس میں تمہاری باتیں ہیں، اس میں تمھارا اپنا ذکر ہے۔ تو پھر ہمیں اب اپنا ذکر تلاش کرنا ہے۔

دیکھیں اللہ تعالیٰ شوق دلا رہے ہیں۔

کیونکہ انسانی نفسیات ہے انسان جہاں اپنا ذکر سنتا ہے وہاں تجسس ضرور کرتا ہے۔

تحقیق کرتا ہے کہ آخر کونسی میری بات ہے۔

تو یہاں اس قرآن مجید میں بھی ہمارا ہی ذکر ہے۔ کیا ہم یہاں تحقیق نہیں کریں گے؟

یہاں لگن سے کام نہیں لیں گے، محنت نہیں کریں گے؟

جاننے کی تڑپ اپنے اندر پیدا نہیں کریں گے کہ آخر اس میں میری کونسی بات ہے؟؟؟

لوگ کہتے ہیں لو بھئی اس چودہ پندرہ سو سال پہلے نازل ہونے والے کلام میں ہمارا آج کا ذکر کیسے ہو سکتا ہے۔؟

ایک طرف اللہ کو مانتے ہیں مگر ساتھ ہی اللہ کی بات کا یقین بھی نہیں کرتے۔

اسی لیے تو اللہ تعالیٰ نے ساتھ ہی فرمادیا کہ کیا تم پھر بھی عقل سے کام نہیں لوگے۔

یعنی پھر بھی تم اپنا ذکر اس میں سے تلاش کرنے کی کوشش نہیں کروگے؟

”واقعی ہم لاعلم ہیں اس کتاب سے جس میں ہمارا اپنا ہی ذکر ہے۔ آج آپ سب نے اپنے بارے میں کچھ تلاش کرنا کہ کہاں پر رب کا کلام آپ سے مخاطب ہو رہا ہے۔

سب سٹوڈنٹس بغور استاذہ کی طرف متوجہ تھیں۔

حبہ پورے حال نما کمرے کا جائزہ لے رہی تھی اتنی نفاست تھی اور بے حد سکون کا ماحول تھا۔وہ غم سے بھرے دل اور ماضی کے لمحات میں کھوئے ہوئے استاذہ کی باتوں کو سمجھنے کی ناکام سی کوشش کر رہی تھی۔

”لوگوں کے دھتکارے ہوؤں کو جب ٹھکانہِ عظیم ملتا ہے تو
دلِ ربِ کریم کی محبت پر تشکر کے آنسو بہانے لگتا ہے“۔

♥ ♥ ♥ ♥ ♥

نیند سے بیدار ہونے کے بعد سارا دن کی مصروفیات
میں بھی عنایا کو وہ خواب مسلسل یاد آتا رہا۔

وہ بچی کیا نام تھا اس کا؟

کس مدرسے کی بات کر رہی تھی وہ؟

شاید استاذہ مریم والے مدرسے کی تھی؟

عنایا خود سے ہی سوال کر کے خود ہی خود کو جواب بھی دے رہی تھی۔

آج نمازوں میں بھی پہلے سے زیادہ خشوع تھا۔

رات کو بستر پر لیٹنے کی بجائے عنایا نچے پیچھے کارپیٹ پر بکس کھول کر بیٹھ گئی۔

بانو نے سر اٹھا کر بیڈ سے نیچے بیٹھی عنایا کو ایک نظر دیکھا اور منہ میں کچھ بڑبڑاتے ہوئے کمبل منہ پر لے کر سو گئی۔

کافی دیر عنایا کتاب پر نظریں جمائے صبح والے خواب کو اپنی آنکھوں کے سامنے دہراتی رہی۔ ایک ایک بات یاد آنے پر آنسوؤں سے چہرہ تر ہوتا جا رہا تھا۔

کاش وہ بچی حقیقت میں مجھے ملتی۔

مجھے پتہ ہوتا وہ کہاں رہتی ہے تو میں بھاگ کر اس کے پاس چلی جاتی۔

اس کے الفاظ سحر آلود کیوں تھے؟

وہ حافظہ تھی یا معلمہِ قرآن؟

وہ تو ایک بچی تھی نا۔ اسے شاید میرے پاس اللہ نے بھیجا تھا۔ حیرانگی کے تاثرات چہرے پر لئے وہ رات کی تاریکی میں تنہا دیوار کے ساتھ ٹیک لگائے بیٹھی تھی۔

"وہ رب کے قرب کی متلاشی لڑکی

محبت الٰہی کو پانے کی حریص تھی"

عنایا یہ کیا تم ہر وقت منہ بنائے رکھتی ہو۔

کوئی چیز کھانے کا کہہ دو تو تمھارا دل نہیں کرتا۔ کچھ انجوائے کرنے کا کہہ دو تو تمھارا دل نہیں کرتا۔

تمھارے ساتھ بیٹھ جاؤ تو خود کو ہی بور کرنے والا کام ہے۔

پلیز ایسے میں تمھارے ساتھ بالکل بور نہیں رہ سکتی۔

رمشہ نے کندھے اچکاتے ہوئے اتنے سخت لہجے میں کہا کہ ان لفظوں سے عنایا کا دل پھٹ جانے کے برابر تھا۔

تمھارا دل آخر کرتا کس چیز کو ہے؟

تمھاری لائف بلیکن وائٹ ہو گئی ہے کیا؟

ابھی بوڑھی مایوں کی طرح چہرہ جھکائے رکھتی ہو۔

رمشہ کی ہر ہر بات ہر ہر لفظ طنزیہ تھا۔ عنایا آنکھیں بند کئے اپنے آنسوؤں پر کنٹرول کئے لمبا سانس لئے بس سن رہی تھی۔

"دنیا کو چھوڑا تو نہیں تھا۔ بس اپنی زندگی میں دین کو لانے کی ہی ذرہ سی کوشش کی تھی۔"

عنایا سمجھ نہیں پا رہی تھی۔

رمشہ نے چند لمحوں میں ہی اسے اتنا کچھ کہہ دیا۔

عنایا جیسی لڑکی جو اپنے خلاف ایک لفظ بھی غلط نہیں سنتی تھی آج اسے لفظوں سے ہی روندا جا رہا تھا۔

اور وہ خاموش کھڑی تھی۔

رمشہ، عنایا کے بولنے کا انتظار کئے بغیر وہاں سے اب جا چکی تھی

یہ بات بھی عنایا پر بہت گراں گزری۔ اس وقت عنایا کے پاس صرف آنسو ہی تھے۔

" وہیں جائے نماز پر بیٹھے بیٹھے اچانک خیال رمشہ کی تلخ باتوں کی طرف چلا گیا۔"

رہ رہ کر ایک ہی بات رولا رہی تھی کہ رمشہ ایسے تلخ الفاظ کیسے بول سکتی ہے۔

رمشہ کے الفاظ تیر کی مانند دل کو زخمی کر گئے تھے۔

"جب انسان ایک ہی وقت میں مختلف آزمائشوں کے باعث ٹوٹ جاتا ہے۔ تو بعض اوقات انسان رب کو بتانے کی بجائے اس انسان کا عکس نگاہوں کے سامنے لا کر اس سے ہمکلام ہوتا ہے۔ جس کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ بلکہ دل کے درد میں اور اضافہ ہوتا ہے۔"

"دل کا سکون تو رب کی طرف رجوع کرنے میں ہے

کلام اللہ پڑھنے میں ملتا ہے۔

صبر کرنے میں ملتا ہے۔

توکل علی اللہ سے میں ملتا ہے۔

اس بات کا یقین ہونا کہ میرا رب مجھے نہیں چھوڑے گا۔ وہ مجھے تھامے گا وہ مجھے کبھی ضائع نہیں کرے گا۔ کیونکہ میں نے رب کی محبت میں اپنی خواہشات قربان کر دیں تو میرا رب بڑا اقدر دان ہے وہ میری قربانی کو رائیگاں نہیں جانے دے گا ان شاء اللہ۔

اور اللہ تعالیٰ اپنے ایسے دکھی بندوں کے لیے قرآن مجید میں فرماتے ہیں۔

وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِىۡ عَنِّىۡ فَاِنِّىۡ قَرِيۡبٌ‌ؕ اُجِيۡبُ دَعۡوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ‌ فَلۡيَسۡتَجِيۡبُوۡا لِىۡ وَلۡيُؤۡمِنُوۡا بِىۡ لَعَلَّهُمۡ يَرۡشُدُوۡنَ (البقرہ: 186)

" اور (اے پیغمبر) جب میرے بندے آپ سے میرے بارے میں پوچھیں تو (آپ ان سے کہہ دیجیے کہ) میں اتنا قریب ہوں کہ جب کوئی مجھے پکارتا ہے تو میں پکارنے والے کی پکار سنتا ہوں لہذا وہ بھی میری بات دل سے قبول کریں، اور مجھ پر ایمان لائیں، تاکہ وہ راہ راست پر آجائیں۔"

مگر شیطان عنایا جیسی مضبوط بندی کو غموں کے اندھیروں میں ڈال کر کمزور کر رہا تھا۔ لیکن شیطان زیادہ دیر تک اللہ کے مخلص بندوں پر حاوی نہیں رہ سکتا۔

"شیطان کا وار اللہ کے مخلص بندوں پر نہیں چلتا" القرآن()

دل چاہا کہ چیخ چیخ روئے مگر اس نے ایسا نہیں کیا۔ اسے اچانک یاد آیا کہ رب کی ذات اسکی منتظر ہے اسکے ٹوٹے دل کو جوڑنے پر قادر ہے۔ استاذہ مریم نے بتایا تھا کہ اللہ تعالیٰ انسانوں سے اپنے کلام کے ذریعے باتیں کرتے ہیں انسان کی کیفیت سے متعلق جواب بھی دیتے ہیں۔

شیشے کی الماری میں رکھا ہوا قرآن مجید اٹھایا اور بیڈ پر آبیٹھی۔

"کچھ دیر یونہی مصحف کو سینے سے لگائے وہ گم سم سی بیٹھی رہی جیسے رب کے کلام کی ٹھنڈک کو اپنے اندر جذب کر رہی ہو پھر دھیرے دھیرے قرآن مجید کو کھولا تو اس بار بھی وہ کلام الٰہی کی آیات دیکھ کر چونک گئی۔ ایسے لگا جیسے کوئی قوت روبرو اس سے مخاطب ہو کر اسے دلاسا دے رہی ہو۔

فَسَبِّحۡ بِحَمۡدِ رَبِّكَ وَ كُنۡ مِّنَ السّٰجِدِيۡنَ وَ اعۡبُدۡ رَبَّكَ حَتّٰى يَاۡتِيَكَ الۡيَقِيۡنُ (الحجر: 98 99)

"آپ اپنے پروردگار کی تسبیح اور حمد بیان کرتے رہیں اور سجدہ کرنے والوں میں شامل ہو جائیں۔

آپ اپنے پروردگار کی تسبیح اور حمد بیان کرتے رہیں اور سجدہ کرنے والوں میں شامل ہو جائیں۔

اور اپنے رب کی عبادت کرتے رہیں یہاں تک کہ آپ کو موت آجائے"۔

ان شاء اللہ، ان شاء اللہ العزیز، ان شاء اللہ میں ضرور آپکی حمد و ثناء کروں گی میرے پیارے اللہ۔ میں آپکی تسبیح کروں گی۔ اللہ جی میں آپ کی طرف بس ذرہ سا راغب ہی تو ہوئی تھی مگر مجھے تو سب نے چھوڑ ہی دیا۔ مجھے سب نے ہرٹ کیا۔ اللہ جی سب نے مجھے رولا دیا۔ میں نے صرف آپکا حکم مان کر پردہ شروع کیا صرف آپ کا۔ ورنہ آپ جانتے ہیں میری زندگی میں ہونے والے اس واقعے کو۔ جسکا ذکر میں نے آج تک کسی سے نہیں کیا سوائے آپ کے۔ تب بھی میں نے کسی کو پردے میں دیکھا تھا لیکن تب میں راغب نہیں ہوئی پردے کی طرف۔ بس آپ سے رشتہ جوڑنے کی کوشش کی تھی۔ اب جب مجھے سمجھ آئی کہ آپ نے سبھی عورتوں کو پردے کا حکم دیا ہے اور میں نے اگر

اس حکم پر لبیک کہہ دیا تو۔ تو سب ایسے مجھ سے بیزار ہو گئے جیسے میں نے ان سے آپکو چھین لیا ہو حالانکہ آپ تو سب کے ہیں نا اللہ جی۔ بیڈ پر لیٹے آنسوؤں کو صاف کرتے ہوئے وہ اپنے رب سے مخاطب تھی۔

اللہ جی میں نے آپ سے زیادہ کسی کو خود سے اتنی محبت کرتے نہیں پایا۔ کسی کو اپنے اتنے قریب نہیں پایا۔

قرآن سینے سے لگائے ہوئے ہی وہ تکیے پر سر رکھے نیند کی وادیوں میں کھو گئی۔

چھ ماہ بعد۔

کاش میں عنایا کی بات مان لیتی۔

کاش میں اپنے نفس کی پیروی نا کرتی۔

وہ پھٹے ہوئے کپڑوں میں ملبوس چھوٹا سا دوپٹہ لئے سڑک کے کنارے چل رہی تھی۔

کوئی محفوظ جگہ نظر نہیں آ رہی تھی۔

”جب انسان خواہشات کا غلام بن کر نفس کے ہاتھوں مجبور ہو کر غلط کام کر لیتا ہے تو اکثر وہی ماضی کے گناہ انسان کی خوشحال زندگی کو تباہ کرنے کا باعث بنتے ہیں۔ پھر وہ ہر در سے محروم ہو جاتا ہے۔ سوائے اللہ کے در کے۔ لیکن وہاں جب کوئی اللہ کو پکارتا ہے تو پھر وہ محروم نہیں رہتا پھر اسے سہارا مل جاتا ہے اور یہی تو اللہ سبحانہ و تعالی کی محبت کا ثبوت ہے کہ وہ ستر ماؤں سے زیادہ محبت کرتا ہے وہ اپنے بندے کو یونہی بے یارو مددگار نہیں چھوڑ دیتا“۔

اسلام وعلیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

سسٹر آپ اس طرح اکیلی سڑک کنارے چل رہی ہیں اگر آپ چاہیں تو ہم اکھٹی ساتھ ساتھ چل سکتی ہیں؟

وہ پورا اسلام سن کر ایک دم پیچھے مڑی مگر پھر اداس چہرہ لئے خاموش ہو گئی۔

اسے لگا شاید عنایا نے اسے سلام کیا ہے۔

سسٹر آپ رو رہی ہیں؟

حبہ کا چہرہ دیکھ کر وہ معصوم سی لڑکی جو فل عبایا پہنے کندھے پر بیگ لٹکائے ہاتھوں پر دستانے پہنیں حبہ کو خستہ حال دیکھ کر پریشان ہوگئی۔

آپ کون ہو؟

اور اس طرح میری ہمدرد کیوں بن رہی ہو؟

حبہ کے چہرے پر زخموں کے نشان جلن پیدا کر رہے تھے۔

میں اللہ کی بندی اور انسانیت کے ناطے آپکی بہن ہوں۔پیاری۔ آپ مجھے پرسنل نہیں جانتی اور نہ میں آپکو۔ گھبرائیں نہیں ڈئیر۔

ضروری تو نہیں کہ پہچاننے کے لیے کوئی خاص رشتہ ہی ہو۔

"رشتہ تو ایمان کا بھی ہوتا ہے مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نا سسٹر؟

حبہ کی آنکھوں سے آنسو موتیوں کی طرح گرنے لگے۔کچھ دیر پہلے کی گئی دعا۔اتنی جلدی قبول ہوگئی تھی اور حبہ سمجھ نہیں پائی۔

"لگتا ہے تمہارا واسطہ کسی مفتی لوگوں سے پڑ گیا ہے"۔

کچھ مہینے پہلے کے اپنے ہی کہے الفاظ حبہ کے کانوں سے ٹکرائے۔

عنایا کو کیا کچھ نہیں کہا تھا طنزیہ الفاظ کے ساتھ ہر بار عنایا کی باتوں کا مذاق بنایا تھا۔

آپ عالمہ ہو؟

حبہ نے اس لڑکی کے بات کرنے کے انداز سے اندازہ لگایا تھا۔

نہیں سسٹر میں عالمہ نہیں ہوں بس کوشش ہے کہ اللہ کے دین کو زیادہ سے زیادہ سیکھ کر عمل میں ڈھال لوں۔ سیم ٹو سیم عنایا کے لفظوں سے ملتی باتیں سن کر وہ حیران ہورہی تھی۔

عنایا بھی تو اتنی عظیم باتیں کرنے کے باوجود خود کو عالمہ نہیں کہتی تھی اور یہ بھی۔

"حبہ کو سمجھ نہیں آرہا تھا کہ اسکے سامنے عنایا ہے یا کوئی اور۔ وہ عنایا کا تصور اس لیے کر رہی تھی کیونکہ اس وقت عنایا کا ہی خیال اسکے دل و دماغ میں چھایا ہوا تھا۔"

مجھے آپکی طرف دیکھ کر اپنی ایک فرینڈ یاد آگئی وہ بھی ایسی باتیں کرتی تھی مگر مجھے ہمیشہ اس پر غصہ آتا تھا اور میں کبھی بھی اسکی باتیں سیریس نہیں لیتی تھی۔

کوئی بات نہیں ڈیئر۔ جو انسان اپنی اچھائی کی وجہ سے ہمارے دل میں سمایا ہوتا ہے نا اسکی جھلک ہمیں ہر جگہ نظر آتی ہے۔

آپ سے ایک بات پوچھ سکتی ہوں میں؟

جی بالکل۔

کیا کسی انسان سے محبت کرنا غلط ہے؟

"غیر محرم سے کرنا تو بالکل ناجائز ہے پیاری۔ غلط ہی نہیں بلکہ سخت گناہ بھی ہے۔"

ہاں اگر وہ انسان محرم ہے یا ایمانی رشتہ ہے کسی سے تو پھر بھی ہم حدود کے اندر رہ کر اس سے محبت کر سکتے ہیں۔

ایسی محبت کہ جو اللہ کی محبت سے زیادہ نہ ہو جہاں اللہ اور رسول کی بات آئے وہاں اپنے محرم کی محبت قربان اور اللہ کی بات آگے رکھنی چاہیے۔

حبہ کو اچانک پھوٹ پھوٹ کر روتے دیکھا تو وہ عبائے میں ملبوس لڑکی نے بات کو مزید ایکسپلین کیا۔

"ہاں اگر نادانی میں ایسا ہو چکا ہو تو سچے دل سے توبہ استغفار کرنا چاہیے اور دوبارہ ایسے فتنے سے میلوں دور رہنا چاہیے کیونکہ ایسی فتنوں بھری محبت ہمیشہ نا صرف دنیا میں بلکہ آخرت میں بھی برباد کر دیتی ہے اور رسوائی کا باعث بنتی ہے۔"۔

"برباد ہی تو کر دیا رسوائی ہی تو ملی ہے مجھے۔"

"اور ہاں واقعی عنایا صحیح کہتی تھی کہ اللہ کی حدود پامال کر کے جو گلاب کے پھول ہم چنتے ہیں۔ ایک دن وہی ہمارے ہاتھوں میں کانٹوں کی صورت میں آتے ہیں اور پھر ہمارے ہی چُنے ہوئے کانٹے ہمارے راستے میں رکاوٹ بنتے ہیں اور ہمارے ہی وجود کو چھلنی چھلنی کر دیتے ہیں۔"

تو آج میرا وجود میرے ہی ہاتھوں سے اکھٹے کئے ہوئے کانٹوں سے چھلنی ہو گیا۔

"اسکی ساری باتیں سچی تھیں کہ ہر چمکتی چیز کی قیمت اسی وقت زیادہ ہوتی ہے جب وہ استعمال نہ ہوئی ہو مگر جب اسے خرید لیا جائے تو اسکی وہ ویلیو نہیں رہتی۔"

وہ صحیح کہتی تھی کہ بادام کی کڑواہٹ منہ کا ذائقہ کڑوا کر دیتی ہے اور ناجائز محبت پوری زندگی میں ہی کڑواہٹ گھول دیتی ہے۔

حبہ پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی۔

سسٹر اللہ آپکے غموں کا مداوا ضرور کریں گے۔

ان شاءاللہ

آپکے زخموں پر مرہم پٹی کریں گے۔

آپکے دکھی دل کو سکون بھی دیں گے ان شاءاللہ

وہ ذات آپکو تھام لے گی۔ آپ کی پوری زندگی برباد نہیں ہوئی اللہ نے آپکو بچا لیا۔ سچی توبہ کے لیے۔ الحمد اللہ۔

"شکر کریں اللہ کا۔ آپ کو اپنی زندگی میں ہی توبہ کی توفیق مل رہی ہے"

اللہ آپ سے ناراض نہیں ہیں۔ اگر ناراض ہوتے تو کبھی آپکو توبہ کا موقع نہیں ملتا۔

جی الحمد اللہ۔ حبہ بہتے آنسوؤں سے بمشکل الحمدللہ کہہ پائی۔

میرا کوئی نہیں ہے میں کہاں جاؤں؟

میں اللہ کی نافرمان بندی ہوں۔ اپنے والدین کے آنسوؤں کی پرواتک نہیں کی تھی۔ میرا گھر اجڑ گیا میرے اپنے نفس کی بدولت۔ مجھ پر جانوروں کی طرح ظلم و ستم کر کے گھر سے باہر پھینک دیا گیا۔

"والدین کی قدر نہ کرنے والا کبھی کہیں سے بھی قدر نہیں پاتا۔ اسکا اندازہ مجھے اب ہوا۔

اور میں عملی نمونہ ہوں اپنے لئے خود۔

اب وہ اپنے چہرے کو دونوں ہاتھوں میں چھپا کر رو رہی تھی۔

نہ سسٹر آپ ایسا نہ کہیں اللہ آپ سے ناراض نہیں ہیں کیونکہ آپکو اپنے کئے کا احساس ہو گیا الحمد اللہ۔

یہ احساس کا ہو جانا چھوٹی بات نہیں ہے۔

"ہاں پانی بھلے ہی سر سے اوپر ہو گیا مگر اب آپکو صبر و برداشت اور اللہ سے رجوع کرنے میں استقامت سے کام لینا ہے۔

اگر وہ رب آپ سے ناراض ہوتا تو وہ آپکی ملاقات مجھ انجان سے کبھی نہ کرواتا اس نے آپکو تھامنے کے لیے مجھے آپکے پاس بھیجا ہے۔

اور آپ یہ کیوں کہہ رہیں کہ آپکا کوئی نہیں ہے۔

جس کا کوئی نہیں ہوتا نا اسکا اللہ ہوتا ہے۔ اور جس کا اللہ ہو وہ کبھی اکیلا نہیں ہوتا۔ دنیاوی سہارے تو ختم ہونے کے لیے ہوتے ہیں مگر ہمیشگی کا سہارا تو رب العالمین کا ہے۔

"اور اللہ تعالیٰ تو ہر وقت اپنے بندے کے ساتھ ہوتے ہیں بندے رب کو چھوڑ دیتے ہیں مگر رب اپنے بندوں کو نہیں چھوڑتا اس لیے کہ اس نے بہت محبت سے انسان کو اپنے ہاتھوں سے بنایا ہے پھر اشرف المخلوقات کا نام دے کر اپنے نوری فرشتوں سے سجدہ بھی کروایا ہے۔"

”اتنی عزت اتنا اعزاز اس نے یونہی اپنے بندوں کو تنہا چھوڑنے کے لیے تو نہیں دیا نا“۔

”ایک ماں نو مہینے اپنے پیٹ میں بچے کو رکھتی ہے تو ہر بار جب بچہ ماں سے روٹھ جاتا ہے تو ماں کیوں اسے مناتی ہے اسی لئے کہ اس نے نو ماہ پیٹ میں اسے اٹھا کر رکھا اور پھر زندگی موت سے لڑ کر اسے دنیا میں لائی۔ماں کی محبت کبھی کم نہیں ہوتی۔

تو رب تو وہ ہے جس نے انسان کو اپنے ہاتھوں سے تخلیق کیا۔

آپ مایوس نہ ہوں۔

اور آپ میرے ساتھ چلیں بہت اچھی جگہ آپ اپنے رب کو اپنے بوووووووہت قریب پائیں گی۔ آپکا رب آپ کا منتظر ہے جلدی چلیئے۔

”آپکی روح کا سکون گم ہوا ہے پیاری۔

اسی لیے بس آپ پریشان ہیں اور وہاں آپکو آپکی روح کا سکون مل جائے گا اور پھر دیکھئے گا آپ کتنا اچھا محسوس کرتی ہیں“۔

اس لڑکی کے الفاظ حبہ کو مرہم پٹی کی مانند لگ رہے تھے دل کا بوجھ ہلکا ہو چکا تھا۔

آنسو تھم چکے تھے۔

زخموں کی جلن بھی مدھم ہو چکی تھی اور حبہ کے چہرے پر ایک سکینت چھا گئی تھی۔

آپ چلیں گی نا میرے ساتھ؟

عائشہ نے نظریں حبہ کے چہرے پر جما کر پوچھا۔

ہاں ضرور! حبہ نے زخمی چہرے سے مسکراتے ہوئے اس انجان لڑکی کی طرف دیکھا اور گردن جھکائے اس کے ساتھ چل پڑی۔

اور جا بھی کہاں سکتی ہوں میں۔ دل نے درد بھرے الفاظ کہے جو زبان تک آنے سے پہلے سینے میں ہی جذب ہو گئے۔

"جس کے اندر رب کی محبت کی تڑپ ہو۔

وہ یونہی بکھرا نہیں رہ سکتا رب العالمین اسے تھام لیتے ہیں۔ جب ایسے حالات میں تھامنے والا کوئی قریب نہ ہو تو رب العالمین خود راہنمائی کا بندوست کر دیتے ہیں۔

پھر وہاں سے رب کی مدد آتی ہے جہاں سے گمان بھی نہ ہو۔ جیسے جنگ بدر میں فرشتوں کے ذریعے مومنین کی مدد کی گئی تھی۔

عنایا کے ساتھ بھی یہی ہوا۔

اسلام وعلیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپی آپ عنایا جی ہیں نا؟

دس بارہ سال کی بچی نے عنایا کو دیکھتے ہی سلام کیا اور ساتھ ہی عنایا کے نام سے مخاطب کیا۔

عنایا کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی جو نا جانے کتنے دنوں سے کہیں کھو سی گئی تھی۔

جی جی بہنا میں ہی عنایا جی ہوں۔

عنایا نے بچی کے گالوں کو پیار سے چھوا۔

آپی آپ اب قرآن کلاس لینے کیوں نہیں آتیں؟

بچی کے سوال پر عنایا کے چہرے سے فوراً مسکراہٹ غائب ہو گئی۔ اور آنسو آنکھوں سے جاری ہو گئے۔

میں نے آپکو اداس کر دیا نا عنایا آپی۔

نئیں نیئں ڈئیر آپ کے آنے سے میرا دل خوشی محسوس کر رہا ہے۔ میں ان دنوں سب بھول رہی ہوں مجھے یاد نہیں رہا کہ مجھے کسی طرح مدرسے جانا چاہئے تھا۔

عنایا آپی ایک بات کہوں آپ سے ؟

بچی کی ہر بات سوالیہ انداز میں کرنا عنایا کے چہرے پر مسکراہٹ بکھیر رہا تھا۔

جی میری شہزادی کہیں۔

آپی آپ اللہ کو بھول گئیں ؟

بچی اداس چہرہ جھکا کر نیچے بیٹھ گئی۔

کچھ کہنے کی بجائے بچی کے یوں ایک اور سوال کرنے پر عنایا کا جسم ایک دم کانپ گیا اور اچانک ماتھے پر پسینہ چمکنے لگا۔

آپ کو کس نے کہا؟

عنایا نے کانپتے ہوئے لہجے میں پوچھا تو وہ بچی مسکرا دی۔

آپی آپ نے ہی کہا کہ آپ مدرسے کو بھول گئی۔

تو اس لیے میں نے کہا کہ آپ اللہ کو بھی بھول گئیں۔

کیونکہ جو اس جگہ کو بھول جائے جہاں سے اس نے اپنے رب کو پہنچانا ہوتا ہے تو اصل میں وہ اللہ کو ہی بھول جاتا ہے۔"

پتہ ہے کیسے ؟

بچی کے ایک اور سوال پر عنایا سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگی۔

میں آپکو بتاتی ہوں۔

"مدرسے میں اللہ تعالیٰ کا ذکر ہوتا ہے نا۔

اللہ تعالیٰ کا کلام پڑھا جاتا ہے، وہ ایسی جگہ ہے جہاں انسان اللہ تعالیٰ سے جڑ جاتا ہے۔

وہاں ہر بات اللہ اور پیارے نبی کی ہوتی ہے۔

حق اور سچ پر مبنی بات دل پر اثر کرتی ہے۔

تو جس کو اللہ یاد رہتا ہے اسے مدرسہ بھی نہیں بھولتا۔ بلکہ جس کو مدرسہ یاد رہتا اسکو پھر مدرسے میں ہونے والی سبھی اللہ والی باتیں یاد رہتی ہیں۔"

مگر آپ تو سب بھول گئیں۔ بچی افسردہ نگاہوں سے عنایا کو دیکھنے لگی۔

پتہ ہے عنایا آپی ہم اللہ کو کب بھولتے ہیں؟؟

جب ہم بندوں کو یاد کرنے لگ جاتے ہیں۔

انسانوں کی یاد کو اپنے اوپر حاوی کر لیتے ہیں۔

عنایا کا خیال میں فوراًرمشہ اور انسانوں سے جڑی کچھ آزمائشیں آئیں۔

اور جب ہم اللہ کو بھول جاتے ہیں نا عنایا آپی۔ تو پھر تو ہم اللہ کی ہر بات بھول جاتے۔

اور جب ہم اللہ کی باتوں کو بھول جاتے ہیں۔ تو پھر اللہ سے کیسے باتیں کرنی ہیں۔ ہم وہ سارے طریقے بھی بھول جاتے ہیں۔

ہمیں پھر اللہ سے باتیں کرنی ہی نہیں آتی ہیں۔

اور جب ہمیں اللہ سے باتیں نہیں کرنی آتیں۔ تو پھر ہمیں سکون بھی نہیں ملتا۔

کیونکہ سکون تو تبھی ملتا ہے جو ہم اپنے دل کی ساری باتیں کسی سے شیئر کریں؟

جب ہم اللہ سے بات ہی نہیں کریں گے تو ہمارا دل کیسے سکون پائے گا؟

بولیں؟؟؟

عنایا کے آنسو بہہ رہے تھے۔ اسے اب سمجھ آرہا تھا کہ اسے کیوں سکون نہیں مل رہا تھا۔

اسے کیوں اللہ سے باتیں نہیں کرنی آرہی تھیں اسے کیوں سب بھول گیا تھا۔

آپ اتنی اچھی باتیں کیسے کر لیتی ہیں میری جان؟

عنایا کے اس سوال پر بچی کا حجاب میں لپٹا چہرہ کھل اٹھا۔

آپی مجھے میرے اللہ نے سکھائیں یہ باتیں

میری استاذہ کے ذریعے۔

عنایا کی پھر سے سوالیہ نظریں دیکھ کر بچی نے بات جاری رکھی۔

آپی میری استاذہ کہتی ہیں کہ ہم لوگوں کو بات بتا تو سکتے ہیں۔ مگر انکو ہدایت نہیں دے سکتے، مبطل۔ ہم انکو عمل نہیں کروا سکتے اور نہ ہی کسی کے دل کو حق کی طرف مائل کر سکتے۔

بچی کے مطلب لفظ کو مبطل کہنے پر عنایا بھیگی پلکوں کے ساتھ مسکرا پڑی۔

یہ ہوئی نا بات۔ آپ ایسے ہی لال ناک اور گلابی ہونٹوں کے ساتھ مسکراتے ہوئے اچھی لگتی ہیں۔

مجھے آپ روتی ہوئی اچھی نہیں لگی تھیں اس لیے میں نے جان بوجھ کر مطلب کو مبطل کہا اور آپ ہنس پڑیں میرا آئیڈیا کامیاب ہو گیا اور آپ مسکرا پڑیں۔

الحمد للہ الحمد للہ۔ ماشاءاللہ۔

عنایا اور بھی کھل کر مسکرائی اور جھک کر اس بچی کے ماتھے کو چوما۔

مجھے آپکی باتیں اچھی لگ رہی ہیں آپ اور بھی باتیں کریں مجھ سے۔

میں آپ سے ڈھیر ساری باتیں سننا چاہتی ہوں۔ عنایا نے دلچسپی ظاہر کرتے ہوئے اپنے بازو پھیلا دیئے۔

اوکے پہلے پرومس کریں کہ آپ اب روئیں گی نہیں!

اوکے میری جان اب نہیں روتی پکا۔

اچھا ایک بات بتائیں چندہ۔ آپ کی استاذہ اور کیا کہتی ہیں اس بارے میں کہ "اللہ تعالیٰ کس سے محبت کرتے ہیں"؟

عنایا اس بچی کے سامنے اپنے دل میں اٹھنے والے سوال روک نہیں پائی۔

"جس کو سب سے زیادہ آزمائش میں ڈالتے اسی سے پھر سب سے زیادہ محبت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ۔"

اس بچی نے آنکھیں بند کر کے بازو پھیلا کر جواب دیا۔

جس پر عنایا اپنی ہر آزمائش کو یاد کر کے آسمان کے پار رب العالمین کو محسوس کر کے ایک بار پھر سے رو دی۔

آپ پھر سے رو رہیں۔ جائیں میں نہیں بات کرتی آپ سے۔ نہیں میری چندہ۔ وہ تو میری آنکھوں میں آنسو تھے بس وہی صاف کر رہی تھی۔

اچھا ٹھیک ہے۔

آپی آپ اللہ تعالیٰ کے بارے میں کبھی بھی برا گمان نہیں رکھئے گا۔ کیونکہ بعض گمان گناہ ہوتے ہیں۔

عنایا آپی اگر آپ کو مجھ سے پیار ہو تو آپ بھی چاہیں گی نا کہ میں بھی آپ سے پیار کروں؟

اسی طرح اللہ تعالیٰ آپ سے پیار کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ آپ بھی اس سے پیار کریں۔

"آپکے اور اللہ کے پیار کے درمیان کوئی حائل ہو گا شاید۔ اسی لیے آپکو یہ آزمائش سخت لگ رہیں اور آپ زیادہ ہرٹ ہو رہی ہیں۔"

"استاذہ کہتی ہیں کہ جن پر آزمائشیں نہیں آتی وہ رب سے رجوع بھی نہیں کرتے۔ اور جو اللہ سے رجوع نہ کرے اسے اللہ تعالیٰ پسند بھی نہیں کرتے۔ جسے پسند نہ کیا جائے اسکی طرف دیکھنا بھی اچھا نہیں لگتا۔ کتنی دکھ والی بات ہے اگر اللہ تعالیٰ کسی بندے کی طرف دیکھنا بھی پسند نہ کریں۔"

"اور ہاں یہ آزمائش اتنی دیر رہے گی جتنی دیر آپ آزمائش کو دل کا غم بنائے رکھیں گی۔"

جب آپ آزمائش کے موقع پر یہ سوچ لیا کریں گی نا کہ میرا اللہ مجھے ضائع نہیں کرے گا تو پھر ان شاء اللہ آپ کا غم غم نہیں رہے گا۔

میری زندگی میں بہت آزمائشیں ہیں میری چندہ۔

عنایا اب بچوں کی طرح رو رہی تھی۔

عنایا آپی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

"تنگی کے ساتھ آسانی ہے"۔

"آج جو آزمائش آپکے لیے دکھ کا باعث بن رہی ہیں دیکھئے گا وہی آزمائشیں کل سکھ کا باعث بھی بنیں گی۔ ان شاءاللہ

مگر شرط صبر کے ساتھ استقامت اختیار کرنے کی ہے

اللہ سے کبھی بھی مایوس نہیں ہونا چاہیئے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

"آپ اپنا دل رب کی طرف مائل کریں"۔

"والی ربك فارغب"

اورہاں جب آپ بہت دکھی ہوں آپ کو کسی کی ہیلپ چاہیئے ہوناں تو آپ دو کام کیا کریئے۔

"نمبر ون آپ فوراً نوافل ادا کر کے اللہ تعالیٰ کو اپنی ساری بات بتا دیا کریں۔"

"اور نمبر ٹو۔ اللہ تعالیٰ کو بات بتا کر کلام اللہ ضرور کھولا کریں پھر آپکی ہیلپ کیسے ہوتی ہے آپ بھی حیران رہ جائیں گی۔"

مطلب اللہ تعالیٰ آپکو آپکی ہر بات کا جواب قرآن مجید سے دیں گے۔

اور ایک بات۔ استاذہ یہ بھی کہتی ہیں کہ قرآن مجید نعوذباللہ کوئی فال گری والی کتاب نہیں ہے۔ بس یہ تو اپنے رب سے تعلق مضبوط کرنے والی کتاب ہے۔

"اسکا ایک سرا اللہ کے ہاتھ میں ہے اور دوسرا سرا تمھارے ہاتھ میں ہے اگر اسے مضبوطی سے پکڑو گے تو کامیاب ہو جاؤ گے۔ یہ کتاب مرجھاتی ہوئی روح کو زندگی بخشتی ہے"(القرآن)

وہ کیسے میری پیاری گڑیا؟

عنایا نے مسکراتے ہوئے متاثر کن لہجے میں پوچھا۔

اس سے پہلے کہ بچی کچھ بولتی۔

بانو نے آکر عنایا کو بازو سے پکڑ کر کھینچا۔

عنایا اٹھو امی کب سے آوازیں دے رہی ہیں۔

عنایا اٹھ بھی جاؤ۔سنائی نہیں دیتا؟؟؟؟۔

بانو نے زور سے بازو کھینچ کے عنایا کو اٹھا کر بیٹھا دیا۔عنایا کی بند آنکھوں سے بہتے آنسو اور مسکراہٹ سے سجا چہرہ دیکھ کر بانو ایک دم غصے سے چلائی۔عنایا یک دم ڈر گئی اور اپنے آس پاس اس بچی کو تلاش کرنے لگی۔

عنایا امی بلا رہی ہیں اور تم پاگلوں کی طرح ادھر اُدھر کیا تلاش کر رہی ہو۔

وہ وہ بچ۔ی۔بچی؟

کون بچی؟

کہاں کی بچی؟

کس کی بچی؟

بانو عنایا کی حالت دیکھ کر مزید غصے سے بولی۔

عنایا نے آنکھیں زور سے ملیں تو جب سوائے بانو کے اور کسی کو اپنے پاس موجود نہیں پایا تو روہانسی سی ہو گئی۔

اس بچی سے ابھی اور باتیں کرنی تھیں۔بانو آپ نے مجھے کیوں اٹھا دیا؟

عنایا کی آنکھوں میں آنسو آ گئے جیسے کوئی قیمتی چیز کھو گئی ہو۔

ارے کیا ہوا؟

میں نے ایسا کیا کیا جو رونا شروع کر دیا ہے۔

امی اس عنایا کی بچی نے خود تو پاگل ہونا ہی ہے بلکہ آدھی پاگل ہو ہی گئی ہے ساتھ ہمیں بھی کر دینا۔

شاید کوئی خواب دیکھ رہی تھی اب اٹھا دیا تو میڈم رونے بیٹھ گئی۔

بانو غصے سے بولتی ہوئی باہر رقیہ بی بی کے پاس چلی گئی۔

”خواب میں ایک بچی کا آنا اور سب سمجھا کر جانا کوئی اتفاق یا کوئی فضول خواب نہیں ہو سکتا تھا۔

یہ اللہ کی راہنمائی تھی۔ اور سچے خواب تو ویسے بھی نبوت کا چالیسواں حصہ ہوتے ہیں۔ شاید حقیقت میں کوئی پاس آ کر دل کو تسلی دینے والا اور رب کی محبت پھر سے اجاگر کرنے والا نہیں تھا اسی لیے ایک خواب پھر سے رب سے جڑنے کا ذریعہ بن گیا۔“

سونے سے پہلے قرآن کی آیات اور سوتے دوران یہ خواب کتنی محبت ہے نا اللہ تعالیٰ کو اپنے بندوں سے۔

اللہ میں کیسے بھول گئی آپکو؟

بانو کمرے سے جا چکی تھی اور عنایا پسینے سے شرابور ہوتی ہوئی ندامت کے آنسو بہا رہی تھی۔

جی ڈاکٹر صاحب آپ نے مجھے بلایا تھا؟

جی عمر صاحب ایک ایسی چیز ملی ہے جس سے آپ اس کا جل لڑکی کا پتہ لگا سکتے ہیں۔ کیا چیز ملی۔؟

استاد عمر نے حیرانگی سے پوچھا۔

موبائل ملا ہے اسی بیڈ سے جہاں وہ لڑکی تھی۔ اب یہ نہیں پتہ کہ موبائل اسی لڑکی کا ہے یا اسکے ساتھ جو مرد حضرات تھے انکا ہے۔

مگر ہے ان دونوں میں سے ہی کسی کا۔ شکریہ ڈاکٹر صاحب کیا آپ وہ فون مجھے دے سکتے ہیں؟

میرے پاس امانت رہے گا وہ فون۔

دیکھئے ہم آپکو وہ فون دے دیتے ہیں لیکن ہو سکتا ہے کہ وہ لوگ فون لینے آئیں یہاں پر۔جی ڈاکٹر صاحب ہم یہیں ہیں جب تک ایمان علی مکمل صحت یاب نہیں ہو جاتا۔

چلیں ٹھیک ہے میں نے فون آف کیا ہے۔ آپ آن کر کے اپنے پاس رکھیں۔ اگر کال آئے تو بتا دیجئے گا کہ فون ہسپتال میں ہے۔

پھر اگر کوئی ابھی آئے تو آپ مجھے بتایئے گا ہم نشانی پوچھ کر فون واپس کریں گے۔بہت شکریہ ڈاکٹر صاحب ہم پر بھروسہ کرنے کے لیے۔

یہ بھروسہ آپکی عاجزی اور آپکے اخلاق کی وجہ سے کیا گیا ہے عمر صاحب۔ جو اندر سے دیانتدار ہوتا ہے وہ باہر سے بھی اگلے بندے کو متاثر کر ہی دیتا ہے۔

جی شکریہ۔ اللہ آپکو جزا دیں۔

حذیفہ یہ فون آپ اپنی جیب میں رکھ لیں کوئی بھی کال آئے تو کاٹنا نہیں بلکہ بات کر لینا۔ جی استاد جی ان شاءاللہ ہمیں وہ بہن مل جائیں گی۔

بہن؟

مجھے بہت خوشی ہوئی حذیفہ آپ ایک انجان لڑکی کو عزت کے ساتھ بہن کہہ کر مخاطب کر رہے ہیں۔ استاد جی یہ آپکی صحبت کا اثر ہے۔ ورنہ ہم جوان لڑکے آج کے دور میں اپنی بہنوں کی عزت کر لیں یہی بڑی بات ہوتی ہے۔

"ویسے میں نے سنا ہے کہ جو دوسروں کی عورتوں کی عزت کرتا ہے بدلے میں اس کی عورت کو بھی عزت ملتی ہے۔ بچپن میں پڑھی کہانی یاد آ گئی۔ "جیسا کروگے ویسا بھروگے"

بیٹا حدیث میں بھی آتا ہے کہ

آپ ﷺ نے فرمایا "جو اپنے لئے پسند کرو وہی اپنے بھائی (یعنی دوسروں) کے لئے پسند کرو"۔

پسند میں عزت و احترام بھی شامل ہے اچھا اخلاق بھی۔ جی استاد جی حذیفہ مسکراتے ہوئے نظریں جھکا کر عاجزی کے ساتھ کھڑا تھا۔ استاد جی دعا کیجئے گا کہ میری ہمسفر اچھی ہو۔ پاپا کی چاہت پوری ہو جائے۔

بیٹا ان شاء اللہ۔ وہ بھی آپکی طرح باحیا ہوں گی ان شاء اللہ۔

کیونکہ قرآن پاک میں اللہ نے فرما دیا ہے کہ مومن عورتیں مومن مردوں کے لئے

حذیفہ کی مسکراہٹ گہری ہو گئی اور آنکھیں آسمان کی جانب اٹھ گئیں۔ جانے کیا کیا دل میں دعائیں لے کر۔

بانو چچی گھر پر ہیں؟

باہر سے آتا بانو کا کزن جاہلوں کی طرح کمرے میں بغیر اجازت کے ہی داخل ہوا۔ مگر یک دم ہی چونک گیا سامنے عنایا کو جلدی سے نقاب کرتے دیکھ کر۔ اہ عنایا میڈم نے پردہ ابھی تک نہیں چھوڑا؟

لگتا ہے کہ چچی کے تھپڑ نے اثر ہی نہیں کیا۔

تمیز کے ساتھ بات کریں۔

رفیقہ نقاب کئے عنایا کے پاس آ کر کھڑی ہو گئی۔

اوہ خالہ جان آ۔ا۔پ۔آپ؟

آپ کب آئیں؟

اور یہ کیا خالہ جان؟

آپکو بھی اس عنایا نے اپنے رنگ میں رنگ لیا۔

آپ بھی ناک چھپانے لگ گئیں۔

چپ کر لڑکے! کیا آپکو اتنی تمیز نہیں کہ جب کسی کے بھی کمرے میں داخل ہوتے ہیں تو دروزہ نوک کرتے ہیں۔

خالہ ایم سوری! آئندہ میں باہر سے ہی نوک کر دیا کروں گا

ویسے مجھے لگا تھا کہ یہ پردہ فضول ہے۔

عنایا صرف اپنی خوبصورتی کو چھپانے کے لیے اپنا آپ چھپا رہی ہے۔اسی لیے تو چچی نے مارا بھی تھا عنایا کو۔

مگر اب آپکو اس عمر میں اس طرح پردے کی حالت میں دیکھ کر لگ رہا کہ واقعی پردہ ضروری ہو گا شاید۔

ویسے اسکی دلیل ملتی ہے کہیں پر؟

عدنان جو ہمیشہ ہر کسی کے ساتھ بدتمیزی سے بات کرتا تھا۔آج اتنی جلدی اتنی سنجیدگی اور تمیز سے بول رہا ہے پہلے تو کبھی ایسا نہیں ہوا۔بانو عنایا کے کان میں کہہ رہی تھی۔

مجھے پتہ ہے پردہ شریعت میں فرض کے درجے پر آتا ہے اسکی دلیل رفیقہ نے مجھے سب بتا دی ہے۔

قرآن مجید میں ہی اسکا ذکر ہے۔

قرآن مجید میں؟

جی ہاں قرآن مجید میں ہی۔رقیہ بی بی عدنان کو پردے کے احکام کے بارے میں بتانے لگی۔

چچی ایم سوری اور عنایا سوری اس دن جو ڈانٹ تمہیں پڑی تھی ناوہ میں نے ہی کھلوائی تھی۔

اس لیے کہ پہلے عنایا کی خوبصورتی کی ہر کوئی تعریف کرتا تو میں فخر سے کہا کرتا تھا۔ یار میری کزن ہے۔ اور سب واہ واہ کرتے۔

مگر جب اس نے پردہ شروع کر دیا تو میرے دوست مجھے کوسنے لگے اور انکو لگا کہ شاید میں نے عنایا کو کہا ہے۔

اللہ اکبر! عنایا نے نقاب کی حالت میں ہی منہ پر ہاتھ رکھتے ہوئے دکھ سے کہا۔

سوری عنایا مگر یہ بات تجھے نہیں پتہ اور نہ ہی تو کسی کے لیے اپنی خوبصورتی ظاہر کرتی تھی۔ یہ حسن تو رب کی طرف سے دیا گیا ہوتا ہے اور اب رب کی خاطر ہی تو تُم نے پردہ شروع کیا ہے۔

اگر یہ پردہ کسی اور وجہ سے کرتی ہوتی تو کبھی اتنی اذیت اور تکلیف برداشت نہیں کرتی بلکہ درمیان میں ہی دنیاوی مصائب سے تنگ آ کر چھوڑ دیتی۔

اور بانو تم بھی پردہ شروع کر دو۔ اپنی بہن کی صحبت اختیار کر لو۔

یہ پردہ اب مجھے نہیں لگتا کہ حسین و جمیل عورتوں پر ہی فرض ہے۔

ہاں پردہ تو سب کے لیے۔

عدنان عنایا کی طرف دیکھ کر بانو کو پردہ کرنے پر اکسا رہا تھا۔ کیونکہ بانو بھی خوبصورتی میں کم نہیں تھی۔

چل چل اتنی عقل والا۔ بانو عدنان صحیح کہہ رہا ہے۔ تمہیں بھی پردہ کرنا چاہئے؟

خالہ مگر مجھے الجھن ہوتی ہے۔ سانس گھٹنے لگتا ہے۔

بانو بیٹا یہ پردہ آپکی پردے میں چھپی آخرت کو سنوار دے گا۔

ان شاءاللہ۔

اوکے خالہ میں کوشش کروں گی۔ اور میں بھی کوشش کروں گا کہ میں بھی اچھے کام کروں۔ اچھا میں چلتا ہوں شکریہ رفیقہ خالہ اور شکریہ عنایا تمھاری استقامت نے میرے دل میں ہلکی کرن اجاگر کر دی کہ میں دین کا علم خود بھی سیکھوں تاکہ بغیر علم کے کسی کو برا بھلا نہ کہتا رہوں۔

میں ضرور تحقیق کروں گا شریعت کے احکام پر۔

اوکے میں چلتا ہوں۔

خالہ آپ نے عدنان کو اتنے غصے سے ڈانٹنا شروع کیا تھا اور پھر اچانک اتنی نرمی؟

مجھے سمجھ نہیں آرہا۔

عنایا حیران ہو کر رفیقہ خالہ سے اچانک غصے کے باوجود تحمل سے بات کرنے کی وجہ میں دریافت کرنے لگی۔

بیٹا بعض اوقات ہمارا غصہ کرنا سامنے والے کو اپنی توہین لگتا ہے۔ اور ویسے بھی حق بات کی تلقین نرم لہجے میں ہی کرنی چاہئے۔ پھر چاہے سامنے والا کتنا ہی برا لہجہ استعمال کرے۔

ہمارے نبی کا اخلاق کیسا تھا کفار کے ظلم و ستم کے باوجود؟

بس ہمیں ایسا ہی اخلاق اپنانا ہے۔ اپنی انا کو پیچھے چھوڑ کر ہی ہم اللہ کی بات دوسروں تک پہنچا سکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ اپنے دشمنوں کو بھی نصیحت کرتے رہو۔ کیونکہ نصیحت مومنین کے دل پر اثر کرتی ہے۔

بیٹا ہم مسلمان ہیں مگر کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ہماری ایک نیکی ہماری ایک نصیحت اگلے بندے کو مومن بنا دے۔

اور یہاں آپ دونوں بھی موجود تھیں تو عدنان کو اپنی انسلٹ زیادہ محسوس ہونی تھی۔

رفیقہ تو نے بھی پردہ کرنا شروع کر دیا؟

جی آپا! رفیقہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔ بھئی زندگی تو اللہ کی اطاعت کرنے کے لیے ملی ہے م

اللہ تعالیٰ نے ہمیں اتنی نعمتیں دی ہیں تو ہم اسکی نعمتوں کا شکر اسکے حکم پر عمل کر کے ہی ادا کر سکتے ہیں

واہ رفیقہ پھر تو مجھے بھی پردہ کرنا چاہیئے۔امی آپ لوگوں کی باتیں، طنز اور نفرت برداشت کرلیں گی؟

بانو نے حیران ہوتے ہوئے کہا ہاں کیوں نہیں میری بچی نے اتنی چھوٹی عمر میں یہ سب برداشت کر لیا تو اسکی ماں کیوں نہیں برداشت کر سکتی۔

سب کو اس طرح دیکھ کر عنایا نے فوراً دل میں وہی مسنون دعا پڑھی جو استاذہ مریم نے بتائی تھی۔

اور دل سے رب العالمین کا شکر ادا کیا۔

ایک وقت تھا اپنی ماں اور بہن کو دیکھ کر دل تنگ ہوتا تھا اذیت ملتی تھی اور آج ایک وقت آیا کہ خوشی ہوتی ہے، دل سکون پاتا ہے۔اللہ بہت مہربان ہے۔

♥♥♥♥♥

آپ رشک کے قابل ہیں مومنہ بیٹا۔بس میری اپنی بیٹیوں کے لیے بھی دل میں یہی حسرت ہے۔

جیسے آپ نے اسلام کی خاطر اپنا مذہب چھوڑ دیا۔ ویسے ہی وہ اسلام کی خاطر اپنا دنیاوی فیشن چھوڑ دیں۔

میری بہت خواہش ہے اللہ انکو شریعت کی چادر میں لپیٹ دے۔

آمین یاخدا۔ایسا ضرور ہو گا۔

بابا آپ اتنے باحیا ہیں تو اللہ آپ سے جڑے ہر رشتے کو بھی ایسا ہی بنائیں گے۔ آپکو پتہ ہے جب آپ میرے پاس کھانا رکھ کر خود چلے گئے تو مجھے سمجھ آگیا تھا کہ آپ میرے نقاب کی وجہ سے گئے ہیں کہ مجھے کھانے میں مشقت نہ ہو اور میں آسانی سے کھانا کھا سکوں۔

آپ میری اتنی مدد کر رہے ہیں۔بغیر کسی مفاد کے۔

بیٹا بس ہمیشہ خوش رہیں۔

بلال آنکھوں کی نمی کو صاف کرتے ہوئے دعا دینے لگے۔

آج میں خود کو مضبوط سمجھ رہی ہوں۔مجھے یقین ہے کہ اللہ نے مجھے محفوظ ہاتھوں میں سونپا ہے۔

بابا آپ اپنی بیٹی سے بات کریں میں بھی اسکی آواز سننا چاہتی ہوں۔

بیٹا میں جب کراچی پہنچا تھا تو میں نے گھر فون کر کے بتا دیا تھا کہ میں کچھ کام کی وجہ سے گھر کچھ دنوں کے بعد آؤں گا۔

مجھے آپ جو مل گئی تھیں۔ اور ابھی ٹھیک بھی نہیں تھیں۔ تو مجھے اندازہ نہیں تھا کہ کتنا ٹائم یہاں لگے گا۔

بابا آپ سچ مچ میں مجھے اپنے بابا لگ رہے ہیں۔ وہ بھی میری اتنی ہی کیئر کیا کرتے تھے۔

”جب کرسمس ڈے تھا تو سب گھر والے مجھے بیمار چھوڑ کر گھومنے پھرنے چلے گئے تھے مگر میرے بابا میرے پاس ہی رہے“۔

بیٹا میں آپکے بابا کے جیسا تو ہو سکتا ہوں مگر سچ مچ میں آپ کا بابا نہیں بن سکتا۔

شریعت میں منہ بولے رشتے حقیقی رشتے نہیں بن سکتے۔

بابا میں سمجھتی ہوں۔ آپ کو اللہ نے میری حفاظت کے لیے میرے پاس بھیجا ہے۔ یہ بہت بڑی بات ہے۔

ہاں بیٹا اللہ کسی کو ضائع نہیں کرتا۔

پتہ ہے مومنہ بیٹا میری بڑی بیٹی کی شادی ہے۔ میری دو بیٹیاں ہیں۔ مگر اسکی شادی کے بعد میرے پاس ایک نہیں بلکہ پھر سے دو بیٹیاں ہوں گی۔ میری چھوٹی بیٹی کی بہن اور دوست بن کر رہو گی نا آپ؟

جی جی بالکل۔

بلکہ میں تو بے تاب ہوں کہ کب میں ان سے ملوں۔

جلدی ملیں گے ہم ان سے۔

ان شاءاللہ۔

'والدین کی جگہ کوئی نہیں لے سکتا مگر بعض اوقات انکے جانے کے بعد ایسے لوگ زندگی میں آتے ہیں کہ جس سے زندگی کی تلخی اور تنہائی سمیٹنے لگتی ہے۔ پھر انسان دل میں غموں کا بوجھ لئے گھٹ گھٹ کر مرتا نہیں ہے بلکہ اچھے لوگوں کی صحبت کی وجہ سے انہی غموں کے ساتھ جینا سیکھ جاتا ہے۔“۔

اور مومنہ کے ساتھ بھی ایسا ہی ہو رہا تھا۔

کوئی راستہ نظر نہیں آرہا تھا۔

ایک طرف والدین سے محرومی اور دوسری طرف کوئی رشتے دار بھی ساتھ نہیں۔

تنہائی اور خوف و وحشت نے ڈیرے ڈالے ہوئے تھے ایک طرف عزت اور دوسری طرف ایمان کو بچانے کی فکر دل کو کھائے جارہی تھی۔

مگر اسی لمحے اللہ نے بلال کو مومنہ کے لیے راہنما بنا کر بھیج دیا۔

اسلام و علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

جی! وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ وبرکاتہ!

آپ کون؟

دوسری طرف سے بھی یہی سوال نمودار ہوا

آپ کون؟

دیکھیں یہ میرے بابا جان کا نمبر ہے وہ کہاں ہیں؟

اور آپکے پاس میرے بابا کا فون کیوں ہے؟

آپ کون ہیں؟

اللہ اکبر اتنے ے ے ے زیادہ سوال ایک ساتھ۔

وہ دراصل آپکے بابا کا فون۔

پھر حذیفہ کچھ کہتے کہتے اچانک چپ ہو گیا۔ یہ سوچ کر کہ لگتا ہے یہ اپنے بابا کی لاڈلی سی بیٹی ہیں۔ ہوسپٹل کا نام سن کر کہیں زیادہ پریشان نہ ہو جائے اور پھر گھر والے بھی سب پریشان ہو جائیں گے۔

ہیلو۔

دیکھئے مجھے آپ بتا دیں میرے بابا کہاں ہیں؟

وہ باہر کسی کام سے نکلے ہیں وہ جب آئیں گے تو میں انکو فون دے دوں گا۔

آپ کا نام؟

حذیفہ سے رہا نہیں گیا اور اتنی پیاری آواز سن کر نام پوچھے بغیر نہیں رہ سکا۔

آپ بس میرے بابا کو اتنا کہہ دیجئے گا کہ انکے گھر سے کال آئی تھی۔

حذیفہ نے نرمی اور احتراماً انداز میں نام پوچھا مگر دوسری طرف سے جواب سختی میں ملا۔ اور کال کاٹ دی گئی۔

حذیفہ کچھ دیر فون کی سکرین میں چمکتا نمبر دیکھتا رہا اور پھر اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے فون جیب میں ڈالا اور سامنے کھڑے استاد عمر کی طرف چل دیا۔

حذیفہ بیٹا کسی کا فون تھا؟

جی استاد جی ایک لڑکی تھیں۔ شاید اس انکل کی بیٹی ہوں۔

اچھا تو پھر اسے بتایا کہ فون ہوسپٹل سے ملا ہے۔

نہیں میں نے یہ تو نہیں بتایا۔

کیوں؟

استاد جی لڑکی کی آواز سے لگ رہا تھا کہ وہ ہوسپٹل کا نام سن کر رونے نہ لگ جائے۔ اس لیے میری ہمت نہیں ہوئی۔

حذیفہ آپکو لڑکیوں کے یونہی رونے کا اندازہ اور فکر کب سے ہونے لگی۔ استاد جی جب سے اس لڑکی کی آواز سنی۔

ھاھاھاھا

آج کافی دنوں بعد حذیفہ نے مذاق میں بات کی تھی۔

آج کل آپ زیادہ نہیں لڑکیوں کی باتیں کرنے لگے؟

استاد عمر نے کان کھینچ کر کہا اور حذیفہ نے سرخ ہوتے چہرے پر ہاتھ رکھا اور ساتھ ہی کان چھڑایا۔

کیا کروں پاپا کی بات ذہن سے جاتی ہی نہیں ہے۔

حذیفہ فضول سوچیں اپنے ذہن میں نہیں رکھتے۔

"کسی عورت کے حسن دلکش اداؤں خوبصورت آواز میں الجھ کر اپنا دین و ایمان دنیا اور آخرت داؤ پر لگا دینا کمزور ترین مرد ہونے کی علامات ہیں"۔

"مضبوط مرد سہارا لیتے نہیں سہارا بنتے ہیں۔

نہ خود آنسو بہاتے ہیں نہ کسی عورت کی آنکھ میں آنسو آنے دیتے ہیں۔

وہ آنسو پونچھنے والے ہوتے ہیں رونے پر مجبور کر دینے والے نہیں ہوتے۔

وہ رشتے بچانے والے ہوتے ہیں۔ رشتے گنوانے والے نہیں۔ کردار ساز ہوتے ہیں۔ وہ حرام سے لطف اندوز نہیں ہوتے بلکہ حلال کے ذریعے رب کا قرب پاتے ہیں۔"

اور ایسے مرد ہی مردانگی کے دعوے کے قابل ہوتے ہیں۔

مرد کہلانا بہت آسان ہے بیٹا مگر مرد بننا بہت ہی مشکل ہے۔

واقعی مرد کہلانا کچھ الگ ہی بات ہے استاد جی۔

ان شاءاللہ آپ مجھ میں ایک بہترین مرد والی ساری خوبیاں دیکھیں گے۔

یہ ہوئی نا بات میرے شیر جوان۔

آپکے باپ نے آپکو میرے پاس روحانی تربیت کرنے کے لیے چھوڑا ہے اور اب آپ نے ثابت کرنا ہے کہ واقعی آپکے سینے کے اندر جو دل ہے نا وہ روحانی ہے۔

قلبِ سلیم ہے۔

السلام وعلیکم! عنایا میری بات سنو پیچھے سے آتی آواز کو پہچان کر عنایا وہیں رک گئی عنایا کیسی ہو؟

میں ٹھیک الحمدللہ۔

رمشہ آپ کیسی ہیں؟

میں بھی ٹھیک ہوں۔

عنایا شکر ہے آج تم مجھے مل گئی ورنہ میں روز تجھے دیکھتی تھیں پیپر دے کر تم پتہ نہیں کہاں غائب ہو جاتی ہو۔ اور ہاں سوری یار میں نے تمہیں بہت ہرٹ کیا۔

کوئی بات نہیں رمشہ مجھے اب برا نہیں لگ رہا۔

عنایا تم نے سب بھلا دیا کہ میں نے تمہیں اپنی دوسری دوستوں کے ساتھ مل کر چھوڑ دیا تھا۔

آپ کے چھوڑنے سے میں تنہا تھوڑی ہوئی تھی رمشہ۔ اللہ تعالیٰ کی اتنی بڑی ذات میرے قریب تھی میری شہ رگ سے بھی قریب تر۔ الحمد اللہ کثیرا

"کسی کا چھوڑ جانا تو اک بہانہ ہوتا ہے۔ اصل بات تو یہ ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے قریب کرنا چاہتے ہوتے ہیں۔"

ہاں عنایا اور اکثر ہمیں کسی کی مخلصی کا احساس تب ہوتا ہے جب ہم اسے ٹھکرا چکے ہوتے ہیں۔

پتہ ہے جن دوستوں کی وجہ سے میں نے تمہیں حقیر سمجھا تھا۔ انہوں نے بھی مجھے اگنوار کرنا شروع کر دیا۔؟

گروپ کی کوئی لڑکی مجھ سے صحیح طرح سے بات ہی نہیں کرتی تھی۔اور پتہ ہے ایک گڈ نیوز بھی ہے وہ یہ کہ میں نے بھی حجاب کرنا شروع کر دیا ہے۔

الحمد اللہ۔

اور پتہ ہے میرے اس حجاب کے پیچھے وجہ کون ہے؟

عنایا نے حیران ہوتے ہوئے کندھے اچکائے نہیں تو۔

تم ہو عنایا صرف تم۔

تمہیں پتہ ہے تم رول نمبر سلپ پہلے ہی کالج سے لے گئی تھی نا اور شاید عبایا میں آئی تھی فل نقاب کے ساتھ۔

میں جب ہماری انگلش والی میم سے ملی تو انہوں نے تمھارے بارے میں بتایا۔ اور کہا کہ دوست کی صحبت کا اثر ہوتا ہے۔اور مجھے ایک حدیث سنائی کہ "رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ انسان اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے"۔

عنایا میں نے باریک سا دوپٹہ گلے میں ڈالا ہوا تھا۔تو میم نے کہا کہ تم عنایا سے بہت مختلف ہو۔ اسکی دوست ہونے کے باوجود اس جیسی نہیں ہو۔

اور کہا کہ ایسا پٹہ مسلمان عورتوں کے گلے میں نہیں ہوتا یہ تو جانور کے گلے میں ڈالا جاتا ہے۔پٹے کی صورت میں۔

اس لمحے مجھے انسلٹ فیل نہیں ہوئی تھی۔ بلکہ ایسے لگا کہ کوئی مجھے بہت قریب سے آئینہ دکھا رہا ہے میرے سامنے ایک شیشہ تھا جس میں اپنا عکس دیکھ کر میں چونک گئی میری آنکھوں میں حیا نہیں بلکہ بڑے پن کا غرور تھا۔

میرے چہرے پر کھوکھلا حسن تو تھا مگر میرے اس حسن میں کشش باقی نہیں تھی۔ مجھے ایک دم محسوس ہوا کہ میرے چہرے پر اللہ کی نہیں بلکہ دنیا والوں کی نظریں ہیں۔

اور اس دھول کو شیطان چمکا کر دکھاتا ہے۔

ایسے کیوں ہوا عنایا؟

مجھے ایسے کیوں لگا؟

"رمشہ اللہ تعالیٰ حجاب یعنی پردے میں ہیں نا تو اللہ تعالیٰ اسی عورت کو پسند کرتے ہیں جو حجاب یعنی پردے میں ہو۔ اللہ تعالیٰ باحیا ہیں نا تو اللہ تعالیٰ باحیا بندوں کو ہی پسند کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی چادر کبریائی ہے یعنی بڑا پن تو کبریائی صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہی جائز ہے انسان کے لیے نہیں۔"

اللہ تعالیٰ نے انسان کو بندوں کا نام کیوں دیا پتہ ہے؟ رمشہ خاموش گم سم کھڑی رہی۔

اس لیے کہ 'عبد' کا معنی بندہ ہے اور بندہ ہمیشہ عاجز ہوتا ہے عاجزی اختیار کرتا ہے۔

وہ اللہ کی ذات کے سامنے خود کو دبا ہوا محسوس کرتا ہے اور پھر انسانوں کے سامنے بھی رب کی زمین پر اکڑ کے نہیں چلتا۔

کیا اللہ تعالیٰ اسی کو دیکھتے ہیں جو حجاب میں ہو؟

نہیں میری چندا اللہ تعالیٰ ہر کسی کو دیکھتے ہیں ہر چیز اللہ سبحانہ وتعالی کی نگاہ میں ہے۔

مگر خاص اور پیار بھری نظر صرف باحیا بندوں پر ہوتی ہے۔ جو اللہ کی خاطر اپنے عمل بدل لیتے ہیں۔

عنایا جس سے پیار ہوتا ہے۔

انسان اس جیسا بننے کی کوشش کرتا ہے نا۔

تو مجھے بھی تنہا ہو جانے کے بعد تمھاری یاد آتی تھی۔ پھر میں نے اپنی بہت سی عادات بدلی۔

میں نے اپنا لہجہ درست کیا جیسے تم نرمی سے بولتی تھی۔ اور پھر جب پتہ چلا کہ تم پردہ کرنے لگی ہو تو میں نے بھی نقاب کرنا شروع کیا۔ مگر دیکھو نا میرا نقاب مجھ سے اچھی طرح نہیں ہوتا۔ جیسے تم کرتی ہو۔

میرے تو بال بھی نظر آرہے ہیں اور میں نے سٹالر چھوٹا کر کے صرف چہرے کے گرد لپیٹ کر نقاب کیا ہے اور میرے کندے بھی پیچھے سے واضح ہیں۔

کوئی بات نہیں رمشہ سائیڈ پہ آئیں، میں صحیح کر دیتی ہوں

رمشہ برا نہ ماننا میں ایک بات کہوں؟

یہ ایسا حجاب فیشن ہے اور ہم نے فیشن نہیں کرنا بلکہ اللہ کا حکم ماننا ہے۔

فیشن منع نہیں ہے منع یہ ہے کہ اپنی نمائش غیروں کے سامنے نہ کی جائے۔

اور یہ بالوں کا جُوڑا اتنا اوپر کر کے نہیں کرتے۔ اس سے رسول اللہ نے منع کیا ہے اور اسے "اونٹ کی کوہان" سے تشبیہ دی ہے۔ اسے تھوڑا نیچے کرتے ہیں تا کہ پیچھے سے بالوں کا جوڑا اوپر کی جانب اٹھا ہوا نا ہو۔

واہ کتنا اچھا کیا ہے میرا حجاب۔ عنایا نے باتوں باتوں میں کب رمشہ کا حجاب بالکل سیٹ کر دیا۔ شیشے کے سامنے خود کو دیکھ کر رمشہ خوشی سے اچھل کر عنایا کے گلے لگ گئی۔

واہ رے عنایا میری تو آنکھیں بھی کوئی آسانی سے نہیں دیکھ پائے گا میری تو آنکھیں بھی چھپ گئی۔

رمشہ یہ واہ واہ نہیں کہتے۔ پھر کیا کہوں بھئی مجھے اچھا لگ رہا ہے۔ آپ ماشااللہ کہیں

تا کہ اپنی ہی نظر لگ جانے سے بچ سکو۔

اوہ اچھا مجھے یاد نہیں تھا۔ مائی کیوٹ فرینڈ آئی لو یو ویری مچ۔ اللہ ہمیں اس پیار کی وجہ سے اپنے عرش کا سایہ نصیب کریں۔ آمین

اب یہ پیار میں عرش کا سایہ کہاں سے آ گیا؟

رمشہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "قیامت کے دن سات طرح کے لوگوں کو اللہ اپنے عرش کے سائے میں جگہ دیں گے اور ان لوگوں میں سے ایک وہ بھی ہوں گے جو دنیا میں اللہ کی خاطر محبت رکھتے تھے"۔

"اللہ کی خاطر مطلب؟

مطلب یہ کہ مثلاً ہم دونوں جب بھی ملیں اللہ کی باتیں کریں، کچھ قرآن و سنت پر عمل کے طریقے ایک دوسرے کو بتائیں اور ایک دوسرے سے محبت صرف یہ سوچ کر کریں کہ میری دوست کو اللہ سے محبت ہے۔

دوستی، اچھے اخلاق کو دیکھ کر کریں کہ یہ اللہ کی رضا کے کام کتنے اور کیسے کرتی ہے۔"۔

اوہ تو پھر تو مجھے بھی تم سے اللہ کی خاطر ہی محبت ہوئی نا؟

ہاں بالکل۔ میں بہت خوش ہوں عنایا۔ اتنی خوش کہ بیان نہیں کر سکتی۔

میں بھی بہت خوش ہوں کہ میری پیاری سی دوست نے اللہ کا حکم ماننے میں دیر نہیں کی۔

اللہ آپکے لیے ہمیشہ آسانیاں پیدا کریں اور آپکو استقامت دیئے رکھیں۔ آمین یارب۔

وہ گراؤنڈ میں کھڑی چہرہ آسمان کی جانب اٹھائے سورج کی تپش کی وجہ سے آنکھیں چھوٹی کئے رب کا شکر ادا کر رہی تھی۔

انتہائی خوشی میں بھی آنکھیں آنسوؤں سے بھیگ رہی تھیں ایک لمبا سانس اندر کو کھینچ کر باہر ہوا میں خارج کیا اور پھر اپنا چہرہ دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیوں میں چھپا لیا۔

ایمان علی اب آپ کیسا محسوس کر رہے ہیں؟

ڈاکٹر صاحب میں ٹھیک ہوں۔ الحمد اللہ

جی الحمد اللہ اسی لیے آپکو ڈسچارج کیا جارہا ہے مگر آپکے بابا نہیں مان رہے۔

کہتے ہیں کہ ابھی آپکو مزید ڈاکٹر کی نگرانی کی ضرورت ہے۔

استاد عمر آنکھوں میں نمی لئے کھڑے تھے۔

نہیں استاد۔ سوری بابا جان میں اب ٹھیک ہوں۔ ایمان علی نے استاد عمر کی آنکھوں میں محبت دیکھی تو استاد کی بجائے بابا کہنا اچھا سمجھا۔

چلیں پھر ٹھیک ہے۔

آپ لوگ اب جاسکتے ہیں اگر کوئی مسئلہ ہوا تو آپ پھر سے یہاں آسکتے ہیں۔اور عمر صاحب جو بات میں نے آپکو کہی تھی اس کا خیال رکھئے گا اور وہ فون امانت ہی ہے آپکے پاس۔

جی ٹھیک ہے بہت شکریہ ڈاکٹر صاحب۔

عمر بابا کونسا فون؟

کچھ نہیں بیٹے۔حذیفہ یار کیا بات ہے؟

میں دیکھ رہا ہوں کہ تم ہی زیادہ چپکے ہوئے ہو عمر بابا کے ساتھ۔

کچھ تو پتہ ہو گا نا؟

اچھا تو پھر کان کرو،کان میں بتاؤں۔

یار لڑکی کا قصہ چل رہا ہے۔

کس لڑکی کا؟

وہ جو تیرے خوابوں کی رانی ہے اور جس نے تمہیں یہاں ہوسپٹل کے بیڈ تک پہنچا دیا۔ھاھاھاھ۔

حذیفہ مار نہ کھالینا مجھ سے۔

کون ہے میرے خوابوں کی رانی؟

اتنے دنوں سے مجھے اپنی ہوش نہیں ہے میرے خوابوں کی رانی تم نے کہاں دیکھ لی۔

ایمان علی غصے سے غرایا تو حذیفہ کی ہنسی نکل گئی۔

عمر بابا مجھے مسجد جانا ہے اتنے دونوں سے طبعیت خراب رہنے کے باعث اور پھر بے ہوشی کی وجہ سے اتنی نمازیں میری قضا ہو گئیں اور جو پڑھیں وہ بھی بیڈ پر خشوع کے بغیر۔

مجھے میرے قلبی سکون والے گھر جانا ہے۔

گاڑی استاد عمر کے گھر کی طرف مڑتے دیکھ کر ایمان علی نے مسجد جانے کی خواہش کی۔

تو استاد عمر نے مسکراتے ہوئے حذیفہ کو مسجد کی جانب جانے کا اشارہ کیا۔ ایک بات بتائیں استاد جی؟

جی بیٹا بولو۔ استاد جی یہ ایمان علی سے آپکی محبت دن بہ دن بڑھتی نظر آ رہی ہے۔

یہ نہ ہو کہ جب اسکی شادی ہو تو یہ آپکو چھوڑ جائے۔ ایسا نہیں ہو گا ان شاء اللہ۔

میری اس دنیا میں کوئی سگی اولاد نہیں اور ایمان کا اس مذہب میں کوئی سگا والدین نہیں۔

ہم دونوں کو ایک دوسرے کی ضرورت ہے۔

اس مذہب میں والدین نہیں؟

تو کیا ایمان علی پیدائشی اسلامی مذہب سے تعلق نہیں رکھتا؟

حذیفہ کے چہرے پر حیرت کے رنگ بکھر رہے تھے۔ ایمان علی نے سیٹ سے سر ٹکا کر آنکھیں مدند لیں۔

میں آج اپنی کہانی بتا دیتا ہوں۔ حذیفہ نے میرا اتنا ساتھ دیا یہ احسان ہے مجھ پر۔

بند آنکھوں سے ایمان نے حذیفہ کو کہا اور اپنے ماضی کے پچھلے گزرے کچھ سالوں میں کھو گیا۔

(ایمان علی کا قبولِ اسلام)

اسلام و علیکم بابا جانی۔

کیا بکواس کی ہے؟

بابا میں آپ کو سلامتی کی دعا دے رہا ہوں اور آپ اس دعا کو بکواس کہہ رہے ہیں۔ تمہیں پتہ ہے کہ تم کس مذہب سے تعلق رکھتے ہو اور جو تم کہہ رہے ہو اسکا بھی تمہیں اچھے سے پتہ ہے کہ کس مذہب کی بولی بول رہے ہو۔

بابا آپ خدا کو مانتے ہیں تو پھر خدا کی طرف سے آنے والی چیزوں کو کیوں نہیں مانتے؟

اپنے باباسے سوال کرتے ہو۔بد تمیز لڑکے۔میں نے تمیں اس لیے اتنی تعلیم دلوائی تھیں۔

اب تم اپنے پاؤں پر کھڑے ہو گئے تو اب تم مجھ پر میرے دین کے متعلق سوال اٹھاؤ گے اور مجھے چھوڑ دو گے کیا؟

بابامیں آپکو چھوڑ نہیں رہامیں تو آپکو یہ بتانے آیاہوں کہ میں اسلام کی طرف راغب ہو گیاہوں۔اور آپکو بھی رغبت دلانے آیاہوں۔

تمھاری ماں اس دنیامیں نہیں ہے اگر وہ ہوتی تو پھر بھی تم یہی سب کرتے۔

بابااگر تب حق نظر آجاتاتو ممکن تھا کہ یہی کرتا۔

یوتھ تم اس پیغمبر کو چھوڑ رہے ہو۔جس نے ہمارے گناہوں کی وجہ سے اپنی خاطر جان دے دی۔

ہمیں بچانے کے لیے؟

باباوہ پیغبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تھے اور وہ اس دنیامیں واپس آئیں گے۔

وہ بھی رسولِ محمد ﷺ پر ایمان لائیں گے۔

انہوں نے جان نہیں دی وہ تو خدا کے حکم سے فرشتوں کے ذریعہ اوپر آسمانوں کی طرف اٹھائے گئے ہیں۔

یوتھ تمہیں کیاہو گیاہے۔مائی ڈیئر سن ایسی باتیں نہیں کرو۔

تمہاری جسٹ ون سسٹر وہ تمھارے بغیر نہیں رہ پائے گی۔

باباآپ بھی آخری نبی پر ایمان لے آئیں نا۔ہم سب ساتھ رہیں گے اور خدا کے ہاں دوہرااجر پائیں گے

یوتھ تیرا یہی فیصلہ ہے؟

ہاں بابایہی فیصلہ ہے۔

معاشرے میں ایک کمزور سمجھی جانے والی لڑکی اگر اتنی ہمت سے سب کے سامنے اسلام قبول کر سکتی ہے تو پھر میں معاشرے کانوجوان ہوں ہو کر کیوں نہیں حق پر ڈٹ سکتا؟

بہت عرصہ میں نے یونہی کشمکش میں رہ کر گزار لئے۔ لیکن اب مجھ سے نہیں درمیان میں لٹکا جاتا۔

عنایا بیٹا آپکے کتنے پیپر رہ گئے ہیں؟

خالہ جی بس لاسٹ ہے کل کو اسی کی تیاری کر رہی ہوں۔

لو بھئی خالہ اسے دیکھیں، کبھی کسی نے جائے نماز پر بیٹھ کر بھی پیپر کی تیاری کی ہے؟

بانو ہاتھ سر پر رکھ کر حیران کن لہجے میں گویا ہوئی۔

بیٹا کوشش کے ساتھ دعا بھی ضروری ہے۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ کو پسند ہے کہ اسکا بندہ اس کے سامنے عاجز ہو کر ہاتھ پھیلا کر مانگیں۔

"بانو خالہ صحیح کہہ رہی ہیں یہ دعائیں ہی تو ہیں جو آسانیاں پیدا کرتی ہیں۔

ناممکن کو بھی ممکن بنا دیتی ہیں

تقدیر کو بدل دیتی ہیں۔

امیدوں کا دامن ٹوٹنے نہیں دیتی۔"

وہ کیسے؟

بانو اللہ پر مکمل بھروسہ ہے نا کہ وہ "علیٰ کل شیء قدیر ہے"؟

ہاں کیوں نہیں وہ تو سارے جہانوں کا مالک ہے۔ اسی نے ہی تو ہمارے دلوں میں تمھاری محبت ڈالی ورنہ شیطان تو کامیاب ہو رہا تھا ہمارے پیار میں پھوٹ ڈالنے کے لیے۔

"جو رب دلوں کو ملا سکتا ہے نا

تو وہ رب مقدر بھی ملا سکتا ہے"۔

خالہ بات دعا کی ہو رہی ہے اور درمیان میں مقدر کہاں سے آ گئے؟

بانو آپ بات کے اندر کی بات کو نہیں سمجھ پا رہی۔

صحیح کہا خالہ میں تو ذات کے اندر کی ذات کو بھی سمجھنے سے قاصر ہوں۔

بانو اداس لہجے میں بولی۔

بیٹا مقدر اس طرح کہ ہم سوچتے کچھ ہیں اور ہو کچھ جاتا ہے۔ رب کے کاموں میں بہت حکمت ہے۔

اور بعض اوقات اللہ دل سے نکلی ہلکی سی خواہش کو بھی پورا کر دیتا ہے۔

اور انسان کا جہاں تک کبھی خیال ہی نہ گیا ہو وہاں سے وسیلے بنا دیتا ہے۔

اوہ میں تو پوچھنے آئی تھی کہ چائے آپ پیئں گی۔

مگر ذہن سے ہی نکل گیا۔

بانو نے افسوس کرتے ہو سر پر ہاتھ رکھ کر لمبا سانس ہوا میں خارج کیا۔

ہاں لے آؤ سب اکٹھے پیتے ہیں۔

رقیہ آپا کو بھی بلا لینا۔

بانو نے کچھ دیر عنایا کو دیکھا اور پھر مسکراتے ہوئے کمرے سے باہر نکل گئی۔

عنایا کی آنکھیں نمی سے بھر گئیں۔ سجدے میں آنسو بہانے والی لڑکی کے سجدے اب پہلے سے بھی طویل ہوتے جا رہے تھے۔

بانو کے جانے کے بعد عنایا نے اٹھ کر قرآن مجید اٹھایا اور کچھ دیر یونہی سینے سے لگا کر سکون حاصل کرتی رہی اور پھر قرآن پاک کو درمیان سے کھولا تو پچھلے ہی دنوں جو آیت ہائی لائٹ کی ہوئی تھی وہ سامنے آ گئی۔

وَ جَعَلْنَا مِنْهُمْ اَىِٕمَّةً یَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا ؕ وَ كَانُوْا بِاٰیٰتِنَا یُوْقِنُوْنَ (سورۃ السجدہ: ۲۴)

"اور جب ان لوگوں نے صبر کیا تو ہم نے ان میں سے ایسے پیشوا بنائے جو ہمارے حکم سے لوگوں کو ہدایت کرتے تھے، اور وہ ہماری آیتوں پر یقین رکھتے تھے"۔

اللہ کی محبت محسوس کر کے ایک آنسو نکلا اور دوپٹے میں جذب ہو گیا۔

صبر کا نتیجہ ہی تھا کہ سب عنایا کی طرف مائل ہو رہے تھے۔ دیکھنے میں عنایا پر سکون لگتی تھی مگر محسوس کرنے سے آنکھوں میں سمندر نظر آتا تھا۔

رفیقہ کی موجودگی کا فائدہ اٹھا کر عنایا نے پیپرز کے دنوں میں ہی قرآن مجید کو تجوید کے ساتھ سیکھنا شروع کر دیا تھا۔

اور ساتھ روز کی روز کچھ نا کچھ تفسیر بھی سمجھنا شروع کر دی تھی۔

تجوید میں بہتری آرہی تھی رفیقہ خالہ کو روز سبق سنانا اور آیات میں غور و فکر کرنا سیکھنا، روز کا معمول بن گیا تھا۔

رب سے محبت میں شدت آرہی تھی۔

"وہ معزز لڑکی جس کے ذریعے اللہ کے اذن سے ہر کوئی ہدایت کی راہ پر گامزن ہو رہا تھا مگر وہ خود کو بہت حقیر سمجھ کر دل میں رب کی محبت شدید ہونے کے لیے مواقع ڈھونڈتی۔

جیسے کوا پیاس کی وجہ سے پانی ہر جگہ تلاش کرتا ہے اور جہاں پانی تھوڑا سا بھی نظر آجائے وہیں سے پیاس بجھانے لگتا ہے۔

یہی حال عنایا کا تھا۔ ہر طرف سے خیر کے کاموں میں آگے قدم بڑھانے میں کوشاں رہتی۔

مومنہ بیٹا آپ کو اگر کسی نے میرے ساتھ دیکھ لیا تو۔ نہیں بابا ایسا نہیں ہو گا کوئی بھی مجھے میرے ایسے حلیے میں نہیں پہچان سکے گا۔

ویسے آپ کہاں رہتے ہیں؟

بیٹا ہم پنجاب کے رہنے والے ہیں۔ اوہ خدایا میں بھی وہیں کی رہنے والی تھی۔ مگر میں تو وہ شہر اپنے والدین کے ساتھ ہمیشہ کے لئے چھوڑ آئی تھی۔

لیکن اب پھر وہی شہر؟

کیا مطلب۔ آپ لوگ وہاں سے کراچی شفٹ ہو گئے تھے؟

شفٹ ہوئے نہیں تھے بلکہ ہونے والے تھے کہ ٹرین حادثے کی وجہ سے مجھ سے میرے والدین چھوٹ گئے وہ خود اللہ کو پیارے ہو گئے اور مجھے یونہی چھوڑ گئے۔ نہیں بیٹا انہوں نے آپ کو یونہی نہیں چھوڑا بلکہ آپکو اللہ کے حوالے کر گئے۔

آپکو خطرہ ہو گا پنجاب میں؟

نہیں بالکل بھی نہیں، وہاں میرا کوئی نہیں ہے۔

مومنہ کی روہانسی سی آواز کو محسوس کر کے بلال نے مزید کوئی بات کرنا مناسب نہیں سمجھا۔

اچھا بیٹا میں گھر کال کر کے بات کر لوں۔

بلال نے ہاتھ جیب میں ڈالا تو موبائل گم پا کر پریشان ہو گیا۔ میرا فون نہیں مل رہا مومنہ بیٹا۔

پتہ نہیں پارک میں گر گیا یا کہیں اور۔ مجھے یاد نہیں آ رہا کہ موبائل کہاں رکھا تھا۔

ٹرین اسٹیشن پر رکی لیکن لوگوں کا کافی ہجوم تھا بلال نے ایک آدمی سے موبائل لے کر اپنا نمبر ڈائل کیا لیکن دوسری طرف سے کوئی جواب موصول نہیں ہوا۔

بیٹا مجھے لگتا ہے فون کہیں گر گیا ہے۔ خیر کوئی بات نہیں ہم اب ویسے بھی گھر ہی جا رہے ہیں۔ بابا میری وجہ سے آپ نے اپنی قیمتی چیز کھو دی۔ نہیں بیٹا" جو چیز دوبارہ مل سکتی ہو وہ قیمتی نہیں ہوتی۔ قیمتی تو وہ چیز ہوتی ہے جو ایک بار کھو

جائے اور دوبارہ اسکا ملنا ناممکن ہو۔ اور سب سے قیمتی چیز ہماری زندگی ہے جو دوبارہ نہیں ملے گی اس زندگی کو رب کی خاطر گزارنا ہے پھر ہمارا ایمان۔ اللہ اسے سلامت رکھے آمین۔ باقی دنیاوی چیزیں تو ادھر ادھر ہوتی ہی رہتی ہیں“۔

تمہیں میں اپنے نام سے الگ کرتا ہوں۔

مجھے افسوس ہے یوتھ کہ میں نے تمہیں ایک قابل انسان بنایا۔ تم سے امیدیں وابستہ کیں۔

میری صرف ایک بیٹی ہے صرف ایک بیٹی۔

تم مر گئے ہو میرے لیے یوتھ۔

کبھی ذہن میں خیال بھی آئے نا تو پلٹنے کی کوشش مت کرنا۔

بابا میں کبھی نہیں پلٹوں گا۔

مجھے رسولِ محمد ﷺ کے صحابہ ابو بکر کی بات یاد آگئی۔ جب بدر میں جنگ ہوئی تھی تو بعد میں انکے بیٹے عبدالرحمن جب مسلمان ہو گئے تب انہوں نے بتایا کہ ابا جان بدر کی لڑائی میں آپ میری تلوار کی زد میں کئی مرتبہ آئے مگر میں نے آپکو چھوڑ دیا تو پتہ ہے صحابی ابو بکر صدیق نے کیا کہا تھا؟

کہ بیٹا اگر تم میری تلوار کی زد میں ایک بار بھی آتے نا تو میں کبھی تمہیں نہیں چھوڑتا۔“

تو بابا جان آپکو میری یاد آسکتی ہے آپ پلٹ کر بھی آسکتے ہیں اور میری دعا ہے کہ آپ اسلام کی طرف ضرور پلٹیں۔ مگر میں کبھی نہیں پلٹوں گا، نہ اس مذہب کی طرف اور نہ آپکی طرف۔ کیونکہ میں جس دین کو اپنا رہا ہوں وہ ایک سچا دین ہے۔

......

بس یہ تھی میری آخری ملاقات اپنے بابا سے۔

اتنے الفاظ میں نے کہے اور آگے کچھ کہنے کی ہمت مجھ میں نہیں تھی۔

میرے بابا کے مجھ پر کئی احسانات تھے۔انہوں نے مجھے ماں کا بھی پیار دیا تھا۔

میں اسلام کی خاطر سب بھول رہا تھا ساتھ ہی اپنے بابا کی آنکھوں میں نمی دیکھ کر اپنا حوصلہ بھی ٹوٹتا محسوس کر رہا تھا۔

اسی وجہ سے وہاں سے جلدی نکل آیا۔

اور کراچی کی چھوٹی سی کالونی میں جہاں میرے بابا قدم بھی رکھنا اپنی توہین سمجھتے تھے اس بستی کی طرف نکل آیا۔اور کچھ دن بعد ہی مجھے عمر بابا ملے اور یہ مجھے مسجد میں لے آئے۔

شروع شروع میں مجھے نماز بھاری لگتی تھی۔

مگر پھر انہوں نے مجھے رب سے جوڑ دیا۔اور جب میں مدہوشی سے ہوش میں آیا تو انہوں نے میری ساری داستان سن کر میرا نام ایمان علی رکھ دیا۔

کیونکہ میں اپنے ایمان کو بچا کر نکلا تھا۔

تو جب بھی بابا کی یاد آتی تو اپنے نام کو محسوس کر کے خود کو یاد دہانی کرواتا کہ ایمان علی تو اپنے ایمان کی خاطر وہاں سے آیا ہے نا۔تو ثابت قدمی اختیار کر۔

تو آپ کے بابا نے کبھی آپ کو تلاش کرنے کی کوشش نہیں کی اور آپ نے بھی انکی خیریت معلوم نہیں کی؟

حذیفہ نے دکھی لہجے میں سوال کیا۔

وہ کسی چھوٹی کالونی میں نہیں آیا کرتے تھے۔

پتہ نہیں اب وہ کہاں ہیں۔میں واپس نہ پلٹنے کا وعدہ کر کے آیا تھا۔اور اگر میں وہاں ہوتا تو شاید میں بے بس ہو جاتا۔

حذیفہ اور استاد عمر کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے اور ایمان علی اپنے آنسوؤں کو اپنے اندر اتار رہا تھا۔

”مرد مضبوط ہوا کرتے ہیں جانے کیسے اپنے آنسو اپنے سینے میں ہی ٹھہرا لیتے ہیں۔

انکا ضبط بھی نہیں ٹوٹتا اور نا ہی آنسو گلے کا پھندا بنتے ہیں۔“

اور ایمان علی کے اندر یہ صفات تھی لیکن اکثر ایسا ہوتا ہے کہ کوئی کتنا بھی مضبوط کیوں نہ ہو۔ مگر سامنے والے کے زخموں کی داستان سن کر اپنے آنسو کنٹرول کرنا مشکل ہو جاتا ہے اور آج استاد عمر اور حذیفہ بھی خود کے آنسو جذب نہیں کر پا رہے تھے۔

میں عمر بابا کا بہت احسان مند ہوں جنہوں نے میرے عقیدے کو درست رکھنے میں میری مدد کی۔ میری اچھی تربیت کی۔

مجھے آج بھی یاد ہے۔

جب میں انکے ساتھ مسجد میں رہنے لگا تھا تو ایک بار میری ایک بزرگ سے ملاقات ہوئی تو میں ان سے بہت متاثر ہوا اور واپس مسجد میں آکر عمر بابا کو کہا کہ میری ملاقات آج ایک فرشتہ صفت انسان سے ہوئی۔ میں ان سے بہت متاثر ہوا ہوں۔

تب عمر بابا نے پیار سے سمجھایا کہ اب اس دور میں مسلمانوں نے بھی بہت سے فرقے ایجاد کر لئے ہیں اور اور ہر کوئی خود کو صحیح دین پر کہتا ہے حالانکہ اللہ نے کوئی فرقہ نہیں بنایا سب کو مسلمان ہی بنایا ہے۔

اس لیے کسی کی بھی پیروی اندھا دھن شروع نہ کر دینا۔ جب بھی کوئی دین کی بات آپکو بتائے یا آپ دین سیکھنا شروع کریں تو ایک دعا ہمیشہ یاد سے مانگ لینا۔

اَللّٰھُمَّ اَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَّارْزُقْنَا اتِّبَاعَہُ وَاَرِنَا الْبَاطِلَ بَطِلًا وَارْزُقْنَا اجْتِنَابَہ (تفسیر ابن کثیر ، ص: 452)

"اے اللہ! ہمیں حق کو حق دکھا اور اسکے اتباع کی توفیق عطا فرما اور ہمیں باطل کو باطل دکھا اور اس سے بچنے کی توفیق عطا فرما۔"

"یہ دعا انسان کو حق پر قائم رکھنے میں مدد دیتی ہے۔ اور دوسری بات جو عمر بابا نے مجھے سمجھائی اس سے میں واقعی لا علم تھا۔

”فرشتہ صفت انسان۔!“۔

کوئی بھی انسان فرشتہ صفت نہیں ہو سکتا۔

کیونکہ انسان اور فرشتوں میں فرق ہے انسان مٹی کا بنا ہے اور فرشتہ نور کا۔

انسان کھاتا پیتا ہے اور بہت سی حاجات اور ضروریات کی خواہش رکھتا ہے۔ مگر فرشتے نہ کھاتے ہیں نا ہی پیتے ہیں اور انکی کوئی ضروریات بھی نہیں ہوتیں۔ انکا صرف ایک کام ہوتا ہے صرف اللہ کی عبادت اور اللہ کے ہر حکم پر سر تسلیم خم کر دینا۔

جب فرشتے انسانوں جیسے نہیں ہوتے تو انسان فرشتوں جیسا کیسے ہو سکتا ہے؟

”ہمارا عقیدہ یہیں سے خراب ہوتا ہے اور ہمارا ایمان بھی یہاں سے ہی کمزور ہوتا ہے۔ ہم انسانوں کو ذرہ سا نیک دیکھ کر اسے فرشتہ سمجھنے لگتے ہیں اور ہم بھول جاتے ہیں کہ یہ انسان ہے اور انسان گناہ کا پتلا ہے۔ ہم انسان کو پہلے فرشتہ صفت خیال کرتے ہیں اور پھر اسے آہستہ آہستہ رب بنا لیتے ہیں۔ بظاہر تو ہم رب کو ہی رب سمجھتے ہیں مگر ہم ہر بات اس انسان کی مانتے ہیں اسکو اتنا اعلیٰ رتبہ دے دیتے ہیں اور کہتے ہیں اسکی کوئی بات غلط ہو ہی نہیں سکتی۔

پھر اس سے محبت بھی شدید ہونے لگتی ہے دل اسکی باتوں پر جھک جاتا ہے۔

پھر رب کی ذات کو ہم کب پیچھے چھوڑ دیتے ہیں ہمیں خود کو بھی اندازہ نہیں رہتا۔

اس لیے دوسروں کا احترام کریں مگر رب کے حکم کو پیچھے چھوڑ کر کسی انسان کو آگے نہ رکھیں۔

قرآن اور سنت کو مضبوطی سے تھام لیں۔

خود دین کا علم حاصل کریں۔ اور تحقیق کریں۔ دلائل جاننے کے بعد عمل کریں۔“۔

یہ بات میں اس لیے بتا رہا ہوں کیونکہ ہمارا بہت سے لوگوں سے واسطہ پڑتا ہے جب ہر کسی کی بات الگ الگ ہم سنتے ہیں تو ہمیں اپنا صحیح عمل بھی غلط لگنے لگتا ہے ہم شک میں مبتلا ہو جاتے ہیں لیکن قرآن و حدیث کا علم حاصل کر لینے

کے بعد انسان کسی کی باتوں میں نہیں آتا اسے پتہ ہوتا ہے کہ انسانوں کی باتوں سے زیادہ سچی بات میرے رب اور میرے آخری نبی کی ہے۔“۔

اس دن کے بعد میں نے کسی کو اتنا رتبہ نہیں دیا اسی سے محبت کی جس نے مجھے رب کی طرف جانے والا صحیح راستہ بتایا جو راستہ کسی اور کے در سے گزرتا ہو وہ رب کی طرف نہیں جاتا۔ مجھے حقیقت نظر آئی کہ رب کی طرف جانے والا تو ایک ہی راستہ ہے صراطِ مستقیم کا راستہ۔ اور یہی وہ راستہ ہے جس پر چلنے والوں کو 'انعمت' کہا گیا ہے۔

عنایا فون تو نیا لیا ہے اب بابا کو کال ہی کر لو۔

بانو نے عنایا کے ہاتھ میں موبائل دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

میری بہنا سب سے پہلے بابا کو ہی کال کی تھی مگر شاید بابا کسی کام سے باہر تھے تو فون کسی اور کے پاس تھا۔

پھر کال کی تو نمبر آف تھا۔

پتہ نہیں کیوں۔

اچھا تھوڑا پیپر یاد کر لوں پھر رات کا کھانا اکٹھے مل کر بناتے ہیں۔ عنایا نے کتاب سے نظریں ہٹا کر بانو کو اپنی طرف متوجہ پا کر مسکراتے ہوئے کہا تو بانو کی آنکھوں میں نمی اتر آئی۔

عنایا میرا دل کرتا ہے کہ میں بھی تجھ جیسی بن جاؤں۔

تم جب مسکراتی ہو نا تو دیکھنے والے کو پیار امڈ آتا ہے۔

عنایا ایک بات بولوں؟

ہاں نا بول میری بہنا۔

عنایا میں نے بھی پردہ کرنے کا سوچ تو لیا ہے مگر ہمت نہیں ہو رہی۔

اس لیے کہ میری شادی ہونے والی ہے اور وہ لوگ تو بہت فیشن کرتے ہیں۔

جب انکو پتہ چلا تھا کہ تم پردہ کرنے لگی ہو تو میری ساس نے کتنی باتیں امی کو سنائی تھیں کہ اسکا رشتہ نہیں ہو گا۔

اور جب پتہ چلا کہ میں بھی پردہ کرنے لگی ہوں تو پھر کیا ہو گا؟

فکر نہ کر بانو۔

اللہ آپکو ضائع نہیں کریں گے۔ آپ نے دیکھا نا کہ اللہ نے مجھے استقامت دی اور آپکی نفرت کو محبت میں بدل دیا تو اللہ آپ کے ساتھ بھی برا نہیں ہونے دیں گے۔

یقین رکھیں اللہ بہتر کریں گے ان شاء اللہ۔

شکریہ میری ہمت بڑھانے کے لیے میری بہن۔

اللہ تیرا نصیب بھی بہت اچھا کریں۔

آمین یارب العالمین۔

اب باہر جائیں بانو تا کہ میں آخری پیپر کی تیاری کر سکوں۔

اچھا جی جا رہی ہوں۔

اوہ امی آپ؟

بانو جیسے ہی کمرے سے باہر نکلی تو رقیہ بی بی کو دیکھا جو دروازے سے لگ کر دونوں کی باتیں سن کر آنسو بہا رہی تھیں۔

بانو کی آواز پر آنکھوں کو جلدی سے صاف کیا مگر بانو دیکھ چکی تھی۔

بانو دیکھا عنایا کو؟

اس نے سب برداشت کیا اور ایک بار بھی پلٹ کر نہیں کہا کہ اب پتہ چلے گا جب تمیں باتیں سننے کو ملیں گی۔

راہ پیا جانے یا واہ پیا جانے۔

تو اب تیری واہ پڑے گی تو پھر تو بھی جان لے گی جو اذیت تم لوگوں کی وجہ سے مجھے ملتی رہی اسکا درد کتنا تھا۔

ایسا کچھ نہیں کہا میری بچی نے۔ بلکہ تیرا حوصلہ بڑھا رہی ہے۔ تیرا ساتھ دینے کے لیے تیار ہے۔

رفیقہ کہتی ہے کہ عنایا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نقش قدم پر چلی۔

خدا ابراہیم نے بھی اللہ کا حکم جب مانا تو کوئی ایک بھی انکے ساتھ نہیں تھا ہر طرف سے رکاوٹیں ہی رکاوٹیں تھیں اور سب سے بڑی بات یہ کہ انہوں نے کوئی علم حاصل نہیں کیا تھا خود ہی اپنے رب کو تنہائیوں میں بیٹھ کر پہچاننے کی کوشش کی تھی اور پھر جب پہچان لیا تو پھر مخالفتوں کے باوجود ثابت قدم رہے۔

اسی لیے اللہ نے انکو اپنا خلیل بنایا اور انہی کے بیٹوں سے آگے نبوت کو منتقل کی۔

اور عنایا نے بھی تو کوئی باقاعدہ دین کا علم حاصل نہیں کیا تھا خود سے ہی پتہ نہیں کیسے رب کے رنگ میں رنگ گئی۔

"میری بچی تو سیپی میں بند چمکتا ہیرا نکلی اور ہم نے اسکی قیمت نہیں پہچانی۔"

ہاں آپا سہی کہہ رہی ہیں آپ۔

حضرت یوسف علیہ السلام کی قیمت بھی قافلے والوں نے نہیں پہچانی تھی اُس ہیرے کی چمک سے بھی انکی آنکھیں غافل رہیں۔

ہاں امی عنایا ایسی ہی تھی مگر ہم ہی نہیں سمجھیں۔

لوگوں کی باتوں میں آکر ہر بار عنایا کو ہی ڈانٹا۔ اور اس نے آگے سے اف تک نہیں کہا۔

اللہ تم دونوں کے لیے آسانیاں پیدا کریں اور تمہیں خوش رکھیں۔

آمین! امی اللہ آپکی دعا کو قبول کریں۔

دونوں ماں بیٹی ایک دوسرے کے گلے سے لگ گئیں اور رفیقہ پاس کھڑی۔ رب کا شکر ادا کرنے لگی۔

استاد جی ایمان علی کتنے مشکل حالات سے گزر کر یہاں آیا تھا نا۔

اور اللہ نے اسے تھام لیا۔

ہاں حذیفہ بیٹا ایمان علی بالکل ٹوٹ چکا تھا۔

مگر اللہ نے اسے اپنے لیے خالص کر لیا۔

یہ چھوٹی سی مسجد اسکے دل کو تھامنے کا ذریعہ بن گئی۔

ایمان علی کو نفل نماز میں مشغول دیکھ کر استاد عمر نے حذیفہ سے موبائل کے بارے میں پوچھا اور جب حذیفہ نے موبائل دیکھا تو چارج ختم ہونے کی وجہ سے فون بند ہو چکا تھا۔

اس لڑکی نے یقیناً پھر دوبارہ کال کی ہو گی، لیکن فون تو بند تھا۔

حذیفہ نے دل ہی دل میں سوچا اور پھر اداس ہو گیا۔

استاد جی میں موبائل چارج پہ لگا دیتا ہوں۔

ہاں ٹھیک ہے۔

یارب تو جانتا ہے میرے دل کی حالت کو۔

ایمان علی جائے نماز پر بیٹھا اپنے رب سے سرگوشی کرنے میں مگن تھا۔

میں بے بس ہو گیا ہوں یا خدا وہ مجھے نظر بھی آئی مگر میں اس تک پہنچ نہیں پایا۔

وہ زخمی تھیں پتہ نہیں اس وقت وہ کہاں، کس حالت میں ہو گی۔ یا خدا عجیب لڑکی ہے زخمی حالت میں بھی آواز نہ نکلنے کے باوجود بھی تجھے پکار رہی تھی۔

وہ پنجاب سے کراچی کیوں آئی تھی؟

یا اللہ بہر حال جو بھی ہے مگر تو سب بہتر کرنا۔

بیشک تو ہی سب بہتر کرنے پر قادر ہے یا خدا۔

وہ بھی شاید بہت سارے زخموں سے گزری ہو گی۔

میں تو ایک لڑکا تھا گھر چھوڑ دیا مگر وہ ایک کمزور لڑکی کیا کیا ہوا ہو گا اسکے ساتھ۔

میں ایسی باہمت ایمانی ہمسفر کا ساتھ چاہتا ہوں۔

اللہ میں صرف تجھ سے محبت کرتا ہوں۔

مگر انسان ہوں نا تو مجھے اپنے بابا کی یاد ہر روز آتی ہے۔ میرے بوڑھے باپ کو بھی ہدایت دے۔ اللہ میری بہن کو بھی ایمان کی دولت سے مالا مال کر دے۔

یا خدا حق دکھا دے ان دونوں کو۔

بہت دنوں بعد مسجد کے صحن میں بیٹھ کر ایمان علی سب کے لیے تڑپ تڑپ کر دعا مانگ رہا تھا۔

اور سجدے میں گرتے ہی مردانہ مضبوط دل کی جگہ عاجزی نے لے لی تھی۔

"سجدے میں تو صرف آنسو اور دعائیں ہوا کرتی ہیں۔ "رب سے باتیں" اور "رب کی باتیں"۔

اور ایمان والوں کی خوبی بھی یہی ہے۔

"اِنَّمَا یُؤْمِنُ بِاٰیٰتِنَا الَّذِیْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِهَا خَرُّوْا سُجَّدًا وَّ سَبَّحُوْا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَ هُمْ لَا یَسْتَكْبِرُوْنَ" ۩ (السجدہ :۱۵)

"ہماری آیتوں پر وہی ایمان لاتے ہیں جنہیں جب کبھی ان سے نصیحت کی جاتی ہے تو وہ سجدے میں گر پڑتے ہیں اور اپنے رب کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح پڑھتے ہیں اور تکبر نہیں کرتے۔"

"دنیا کے سامنے مضبوط رہنے والے لوگ رب کے سامنے ٹوٹ جایا کرتے ہیں۔

دن بھر کی سرخی مائل آنکھوں سے رات کے تہائی حصے میں اپنے رب کے سامنے آنسو بہا لیا کرتے ہیں"۔

حذیفہ بھی آج کافی دنوں بعد گھر چلا گیا تھا اور ایمان علی کے کہنے پر استاد عمر بھی اپنے گھر چلے گئے۔

آج کی رات تنہائی میں ایمان علی مسجد کے صحن میں بیٹھ کر رب سے باتیں کرنا چاہتا تھا۔

پوری رات یونہی قیام اور سجدے کی حالت میں گزار دی۔

فرمانِ الٰہی میں ایسے انسانوں کی یہی صفات بیان ہوئی ہیں۔

"تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّ طَمَعًا وَّ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ"

(سورۃ السجدۃ:۱۶)

"ان کی کروٹیں اپنے بستروں سے الگ رہتی ہیں اپنے رب کو خوف اور امید کے ساتھ پکارتے ہیں اور جو کچھ ہم نے انہیں دے رکھا ہے وہ خرچ کرتے ہیں"۔

ایمان علی کے اکاؤنٹ میں رقم بہت زیادہ تھی۔

روز مسجد کے غلے میں پیسے ڈالنا معمول تھا۔ مسجد کی نئی تعمیرات میں ایمان علی نے ہی اپنا پیسہ لگایا تھا۔

اللہ تعالیٰ سے باتیں کر لینے کے بعد اب وہ اٹھ کر رب کے کلام کے ذریعے اپنے دل کو سکون دینا چاہتا تھا۔

'بیشک دلوں کا سکون تو اللہ کے ذکر میں ہی ہے'

"اللہ کی ذات تو ہر جگہ موجود ہے اور وہ ہر بات کو ہر جگہ سن سکتا ہے۔ لیکن انسان کو اللہ تعالیٰ کی بات سننے اور سمجھنے کے لئے قرآن مجید سے راہنمائی لینے کی ضرورت ہوتی ہے"۔

اور ایمان علی بھی رات کے آخری پہر رب تعالیٰ کی باتوں کو سمجھنے کے لیے کلام اللہ سینے سے لگائے واپس جائے نماز پر آبیٹھا۔

آج قرآن مجید وزنی لگ رہا تھا، اپنا ماضی یاد آرہا تھا۔

اور استاد عمر کی سنائی ہوئی قرآن پاک کی وہ آیت ذہن میں آئی۔

جب اس نے قرآن کو پہلی بار اپنے ہاتھوں میں پکڑا تھا تو استاد عمر نے ایک بات کہی تھی۔

"بیٹا! اللہ کے اس کلام کو کبھی بھی معمولی کتاب نہ سمجھنا۔ کیونکہ یہ معمولی کتاب نہیں ہے اسکا ثبوت خود قرآن مجید سے ہی ملتا ہے"۔

"لَوۡ اَنۡزَلۡنَا ہٰذَا الۡقُرۡاٰنَ عَلٰی جَبَلٍ لَّرَاَیۡتَہٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنۡ خَشۡیَۃِ اللّٰہِ ؕ وَ تِلۡکَ الۡاَمۡثَالُ نَضۡرِبُہَا لِلنَّاسِ لَعَلَّہُمۡ یَتَفَکَّرُوۡنَ")سورۃ الحشر: ۲۱)

"اگر ہم اس قرآن کو کسی پہاڑ پر اتارتے تو، آپ دیکھتا کہ خوف الٰہی سے وہ پست ہو کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا ہم ان مثالوں کو لوگوں کے سامنے بیان کرتے ہیں تا کہ وہ غور و فکر کریں۔"۔

آنسو ڈارھی کو گیلا کر رہے تھے۔

اللہ میں تو بہت کمزور ہوں۔ مگر تو نے اس کلام کے ذریعہ میرے بکھرے وجود کو جوڑا ہے۔ اس قرآن کو میرے سینے کی ٹھنڈک بنایا ہے۔ مجھ جیسے بھٹکے ہوئے حقیر انسان کو صحیح راستے کی ہدایت دے کر اپنے اس کلام کی سمجھ عطا فرمائی ہے۔

میں حق ادا ہی نہیں کر سکتا۔

مجھے بخش دے یا خدا میری خطاؤں سے در گزر فرما اور میرے دل کو سکون عطا کر۔"

آج آنسو تھے کہ تھم ہی نہیں رہے تھے۔ رات کی تاریکی میں نڈھال وجود کے ساتھ وہ رب کے سامنے چپکے چپکے اور ہلکی بلند آواز سے گڑ گڑا رہا تھا۔

♥ ♥ ♥ ♥ ♥

عائشہ میں رب کا شکر ادا ہی نہیں کر سکتی اس ذات نے واقعی مجھے اپنے فضلِ عظیم سے نوازا ہے۔

پتہ ہے جب میں اس دن سڑک پر لاوارث زندہ لاش کی طرح بے پردہ مدہوشی کی حالت میں چل رہی تھی تب میں نے پہلی بار زخموں سے چور ہوتے ہوئے رب کی ذات کو پکارا تھا اور کہا کہ اے اللہ سنا ہے تو اپنے بندوں کو ٹوٹنے نہیں دیتا۔ تو تھام لیتا ہے۔

اللہ تُو کیسے تھام لیتا ہے میں واقف ہی نہیں ہوں۔

اگر واقعی تیرا سہارہ مضبوط ہے اور تو ایسا تھامنے والا ہے کہ تیرے امان میں آجانے کے بعد کوئی کسی کو ذرہ برابر بھی نقصان نہیں پہنچا سکتا تو پھر تو مجھے بھی ایسا مضبوط سہارا دے۔ مجھے بھی ایسے ہی تھام لے۔

یارب تیری مخلوق میں سے کونسی چیز تیرے اذن سے مجھے تھام لینے کا باعث بنے گی؟

بس یہی سوال اور مناجات تھیں جو میں دل ہی دل میں رب سے سرگوشیاں کرتے ہوئے سڑک کنارے چل رہی تھی پھر اچانک پیچھے سے آپکی آواز سنی۔

میں اس وقت سمجھ نہیں پا رہی تھی کہ آپ ایک لڑکی کیسے مجھے تھام لوگی؟

ایک لڑکی تو خود کمزور ہوتی ہے وہ دوسری لڑکی کا سہارا کیسے بنے گی؟

میں اسی کشمکش میں تھی کہ آپ نے مجھے اپنے ساتھ مدرسے آنے پر فورس کیا۔

مجھے لگا شاید آپکے ذریعے ہی آگے میرے لیے کوئی مضبوط سہارا ہو۔

بس یہ سوچ کر میں آپکے ساتھ چلنے کے لیے تیار ہو گئی۔

اور جب میں یہاں آئی قرآن مجید کی ٹھنڈک دل میں محسوس کی اور خود کو پُر سکون پایا تو مجھے یقین ہو گیا کہ یہی وہ مضبوط سہارا ہے جہاں میرے سارے غموں کا مداوا ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالی نے میری دعا قبول کر لی اور مجھے ایسے ساتھ سے نوازا جو تا قیامت ساتھ نبھانے والا ہے۔ مجھے قرآن مجید سے محبت ہو گئی اور آپ سے بھی کیونکہ آپ ذریعے بنی مجھے یہاں تک لانے کا۔ پتہ ہے جس روشنی کی بدولت میں اندھیرے سے نکل پائی۔ آپ میرے لیے وہ روشن چراغ ہیں۔

اور اب تو اللہ کے نے مجھے بہترین زوج عطا کر کے مجھ پر بہت بڑا احسان کر دیا، عائشہ میں اتنی خوش ہوں کہ شاید مجھے اب کسی اور چیز کی طلب ہی نہیں رہی۔ مجھے کوئی اور دعا مانگنے کی چاہت ہی نہیں رہی۔ ہر چیز سے تو مجھے میرے رب نے بہت جلد نواز دیا ہے۔

"نکاح ساتھ ہی رخصتی بھی ہو چکی تھی۔ حبہ بہت خوش تھی اور اپنے جذبات عائشہ سے شئیر کر رہی تھی۔

ہاں میری پیاری ایمان کی ساتھی اور میری دلکش بھابی جان بیشک آپ کی طلب اس وقت مدھم ہو گئی ہے مگر آپ کو ہمیشہ اس رستے میں استقامت کی دعا مانگنی ہے، محسنین کا ساتھ جنت تک کے لیے بھی مانگنا ہے۔ اور دعائیں ہمیشہ مانگتے رہنا ہے۔

"یہ کوشش اور دعائیں ہی تو ہوتی ہیں جو ہمارے رب سے ہمارا تعلق مضبوط کیئے رکھتی ہیں۔"

آپ کو ہمیشہ رب کی رضا مانگتے رہنا ہے۔

اب تو آپ کو اور بھی کیئر فل رہنا ہے۔

کیونکہ شیطان آپکے پاس اب خود اکیلا ہی نہیں بلکہ اپنے تمام لشکروں کے ساتھ آئے گا آپ کی زندگی کو رب کی رضا کے مطابق خوشنما دیکھ کر جلے گا، کڑے گا اور اب آپکی آخرت برباد کرنے کا پورا زور لگائے گا وہ ابلیس اب اپنی پوری طاقت صرف کرے گا۔

کیونکہ دنیا تو بہت تھوڑے وقت کے لیے ہے مگر آخرت ہمیشگی کے لیے ہے اس لیے وہ ہر حربہ آزمائے گا۔ ہر ہر طرف سے آپکو بہکائے گا۔

کیونکہ وہ یہ بات اللہ تعالیٰ سے کہہ چکا ہے۔

قَالَ رَبِّ بِمَآ اَغۡوَيۡتَنِىۡ لَاُزَيِّنَنَّ لَهُمۡ فِى الۡاَرۡضِ وَ لَاُغۡوِيَنَّهُمۡ اَجۡمَعِيۡنَ (الحجر: ۳۹)

"(شیطان نے) کہا اے میرے رب! چونکہ تو نے مجھے گمراہ کیا ہے مجھے بھی قسم ہے کہ میں بھی زمین میں ان کے لئے گناہوں کو مزین کروں گا اور ان سب کو بہکاؤں گا بھی"

لیکن یہ یاد رہے کہ اس (ابلیس) نے ساتھ ہی کچھ اور بھی کہا تھا۔

اِلَّا عِبَادَكَ مِنۡهُمُ الۡمُخۡلَصِيۡنَ (الحجر:۴۰)

"سوائے تیرے ان بندوں کے جو مخلص کر لئے گئے ہیں"۔

یعنی وہ مخلص بندے جنکے دلوں میں تقویٰ ہو، جن سے اگر گناہ سرزد ہو بھی جائے تو وہ فوراً سے خالص توبہ کر کے اپنے رب کی طرف رجوع کر لیتے ہیں اور اپنی اصلاح کرتے ہیں۔

اور پتہ ہے حبہ اللہ تعالیٰ نے خود بھی فرمایا کہ شیطان میرے مخلص بندوں پر وار نہیں کر سکتا۔ لیکن جو شیطان کے بہکاوے میں آجائیں اور برائی میں ہی ملوث رہیں تو انکو اللہ نے شیطان کے ساتھی ہی کہا ہے۔

اِنَّ عِبَادِىۡ لَـيۡسَ لَكَ عَلَيۡهِمۡ سُلۡطٰنٌ اِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الۡغٰوِيۡنَ (الحجر:۴۲)

"یقین رکھو کہ جو میرے بندے ہیں، ان پر تیرا کوئی زور نہیں چلے گا، سوائے ان گمراہ لوگوں کے جو تیرے پیچھے چلیں گے"۔

لیکن ہمیں مخلصین کی لسٹ میں ہی شامل رہنا ہے،

ان شاءاللہ۔ کیونکہ اختیار اب ہمارے ہاتھ میں ہے کہ ہم نے خود کو اللہ کے لیے خالص رکھنا ہے یا اپنے عمل میں ریاکاری اور فریب لا کر گمراہ لوگوں میں سے ہونا ہے۔

عائشہ خود کو خالص کیسے رکھا جا سکتا ہے؟

جبکہ ہم نے پڑھا ہے کہ شیطان انسان کے جسم میں خون کی طرح دوڑتا ہے۔

میری پیاری۔ بس تھوڑا سا مشکل ہے، لیکن ناممکن نہیں ہے۔ کیونکہ اس کا طریقہ بھی خود اللہ تعالیٰ نے ہی بتا دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں شیطان (ہمارے دشمن) کی ساری چالوں سے واقف اسی لیے کروایا تاکہ ہم شیطان کو اپنا دشمن سمجھیں۔ اور پھر اللہ تعالیٰ نے اس سے بچنے کا طریقہ یہ بتایا۔

''وَاِمَّا یَنۡزَغَنَّکَ مِنَ الشَّیۡطٰنِ نَزۡغٌ فَاسۡتَعِذۡ بِاللّٰہِ ؕ اِنَّہٗ ہُوَ السَّمِیۡعُ الۡعَلِیۡمُ'') سورة حم السجدہ:۳٦)

"اور اگر شیطان کی طرف سے کوئی وسوسہ آئے تو اللہ کی پناہ طلب کرو یقیناً وہ بہت ہی سننے والا جاننے والا ہے۔"۔

"اور جب ہم اعوذباللہ من الشیطان الرجیم پڑھتے ہیں تو ہم شیطان مردود سے پناہ مانگ رہے ہوتے ہیں اس لیے اعوذباللہ کو تیزی سے لفظوں کی صورت ادا نہیں کر دینا چاہیے بلکہ پورے جذبے کے ساتھ پختہ طریقے سے اعوذباللہ پڑھنی چاہیے تاکہ شیطان مردود ہو جائے، ہم سے دور ہو جائے۔"

میں قربان اس رب کی ذات پہ۔ عائشہ اللہ کی محبت تو ہر محبت سے بڑھ کر ہے اللہ تعالیٰ کیسے دشمن سے بچنے کا طریقہ بھی بتاتے ہیں نا۔

ہاں ہمارا رب الودود ہے پیاری۔ اگر کوئی رب کی محبت کی مٹھاس کو چکھنا چاہے تو وہ قرآن مجید کی ہر ہر آیت کو اسکی گہرائی کے ساتھ اپنے سینے میں جذب کر کے دیکھے، کہ اسکے رب نے اسکے لئے کیا کیا کچھ نازل کیا کیا کیا انعامات رکھے ہیں۔

جب ہمارا کوئی خیال کرتا ہے تو ہمیں اس سے خود بخود ہی محبت ہونے لگتی ہے۔

تو اس ذات سے کیسے بے پناہ محبت نہیں ہو گی پیاری جس نے ہمارے لئے ہ ہ ہ آسمانوں کے پارررر سے اتنےےےے بڑے فرشتے کے ذریعے ہمارے پیارے آخری نبی پر معزز کتاب نازل کی۔

اور فرما دیا کہ (اے قرآن پڑھنے والے انسان) اس میں تمھارا اپنا ذکر ہے۔

سبحان اللہ العظیم اس ذات کے لیے تو جان بھی قربان جس نے ہمارے لئے اپنے پاس جنت بنائی۔

”اسکی محبت کو بیان نہیں کیا جا سکتا۔پیاری اسکی محبت کے کیا کہنے۔جو دنیا میں خود ہمارے ساتھ رہتا ہے اور آخرت میں ہمارے خالص عملوں کی بنیاد پر ہمیں اپنے ساتھ رکھے گا۔“۔

لیکن آخرت میں تو وہی رب کے ساتھ رہے گا نا عائشہ۔جو دنیا میں اس رب کو ناراض نہیں کرتا اور اسکے ہر احکام پر خالص نیت کے ساتھ عمل کرنے کی کوشش میں لگا رہتا ہے؟

جی ہاں میری پیاری بھابی جان۔اللہ تعالیٰ تو سب انسانوں کے ہی رب ہیں مگر رب کا قرب اسے ہی نصیب ہوتا ہے جو اپنے آپ کو رب کا بندہ بنائے۔

اور اسی لیے یہ قرآن مجید بھی سب کے لیے ہے مگر اس سے ہدایت صرف متقین ہی پاتے ہیں۔

هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ

واقعی عائشہ میرے رب نے بھی مجھے یہی نصیحت کی۔آپکو پتہ ہے نکاح کے بعد جو پہلی نصیحت میرے رب نے مجھے کی وہ بہت اسپیشل تھی۔

میرے رب نے مجھے فرمایا:

”فَاسْتَمْسِكْ بِالَّذِيٓ أُوحِيَ إِلَيْكَ ۖ إِنَّكَ عَلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ“)سورۃ الزخرف:۴۳(

”پس جو وحی آپ کی طرف کی گئی ہے اسے مضبوط تھامے رہیں بیشک آپ راہ راست پر ہیں۔“

حبہ نے قرآن کے آخری پارے ہی تفسیر کے ساتھ ابھی پڑھے تھے لیکن قرآن مجید سے لگاؤ اور تدبر کی وجہ سے اسے آیات کی وضاحت کرنا اچھے سے آچکی تھی۔یہ سب دیکھ کر عائشہ بہت خوش تھی اور اسے اپنے کے لیے حبہ کو چن کر خوشی محسوس ہو رہی تھی۔

"کسی انسان کو بھی اسکے کسی عیب کی وجہ سے ٹھکرانا نہیں چاہئے کیونکہ ضروری نہیں ہے کہ اگر کوئی عیب دار ہے تو اس میں کوئی خیر ہے ہی نہیں۔

بلکہ سچ تو یہ ہے کہ جن میں کوئی عیب ہوتا ہے وہی خیر کے زیادہ قریب بھی ہوتے ہیں۔ کوئی بیج تب تک تنا نہیں بن سکتا جب تک وہ اپنا چھلکا نہیں اتارتا۔ تو جو لوگ کسی محرومی کا شکار ہو چکے ہوتے ہیں وہ اتنے ہی مخلص بھی ہوتے ہیں انکے اندر انا/بڑائی نہیں ہوتی"۔

عائشہ۔ کیا ہو گیا ہے یونہی خاموش لبوں پہ مسکراہٹ سجائے میرے چہرے پہ نظریں کیوں جمائی ہوئی ہیں؟

بیشک ہمارا رب بہت حکمت والا ہے۔

مجھے اس بات کی خوشی ہو رہی ہے حبہ کہ میرے بھائی کے لیے میرے رب نے بہترین زوجہ محترمہ کا انتخاب کیا۔ جو صرف طالبِ قرآن ہی نہیں بلکہ معلمہ قرآن بھی لگ رہی ہیں۔ الحمد اللہ کثیرا۔

لیکن عائشہ۔ ابھی تو پتہ نہیں کہ میں یہ تعلیم دین کورس مکمل کر بھی پاؤں گی کہ نہیں؟

حبہ پریشان نہیں ہونا۔ بھائی کچھ دنوں بعد بہت جلد خود ہی آپکو مدرسہ جوائن کرنے کی اجازت دے دیں گے ان شاءاللہ۔ انکو پتہ ہے کہ آپکا قرآن کورس ابھی ادھورا ہے۔ اور مکمل کروانا انکی ذمہ داری ہے۔ یہ بات میرے اور بھائی کے درمیان پہلے سے ہی طے شدہ ہے۔

"جو ابتداء میں ہی رب کی طرف رجوع کر لیتے ہیں پھر رب انکی طرف اپنا رخ اختتام تک کئے رکھتا ہے۔"

عنایا باہر دروازے پر دستک ہو رہی ہے۔

اس ٹائم آدھی رات کون ہو سکتا ہے؟

عنایا تہجد کی نماز میں مشغول اپنے رب سے سرگوشیاں کرنے میں مصروف تھی۔

تبھی بانو آنکھیں ملتے ہوئے اٹھی جب عنایا کو سجدے کی حالت میں دیکھا تو دل سے ایک دعا نکلی۔

اللہ مجھے بھی اپنے اتنے قریب کر لے، کہ تیری عبادت میں لطف اندوز ہو سکوں۔

میرا چین، میرا اقرار بھی یارب تو اپنی قربت میں رکھ لے۔

یااللہ کاش مجھ سے جڑنے والا انسان بھی اسی راہ ہدایت پر فائز ہو۔

دعا ابھی جاری ہی تھی آنکھیں حسرت سے عنایا کو سجدہ ریز دیکھ کر نم ہو گئیں۔ طویل سجدے، طویل قیام اس رب کی پیاری کو ہر عمل میں ثابت قدم رکھتے تھے۔

"رب کی ذات کے سامنے گھٹنوں ہاتھ باندھ کر عاجزی سے کھڑے رہنا یہ ظاہر کرتا ہے کہ یارب میں تیری غلام اور عاجز بندی ہوں، پھر اپنا ماتھا سجدے کی حالت میں زمین پر ٹکا کر یہ ثابت کرنا کہ یارب میں تیرے سامنے کچھ نہیں بالکل ایک ادنیٰ سی خاک ہوں۔ اللہ کو ایسے بندے بہت پسند ہوتے ہیں۔ جو اسکی محبت اور اسکی یاد میں ہر وقت مشغول رہتے ہیں"۔

تَتَجَافٰى جُنُوۡبُهُمۡ عَنِ الۡمَضَاجِعِ يَدۡعُوۡنَ رَبَّهُمۡ خَوۡفًا وَّطَمَعًا وَّمِمَّا رَزَقۡنٰهُمۡ يُنۡفِقُوۡنَ (السجدہ :32)

"ان کے پہلو (رات کے وقت) اپنے بستروں سے جدا ہوتے ہیں وہ اپنے پروردگار کو ڈر اور امید (کے ملے جذبات) کے ساتھ پکار رہے ہوتے ہیں اور ہم نے ان کو جو رزق دیا ہے، وہ اس میں سے (نیکی کے کاموں میں) خرچ کرتے ہیں"۔

دروازے پر پھر سے دستک ہوئی تو بانو ڈر کے مارے عنایا کے ساتھ چپک گئی عنایا نے سلام پھیرا اور بانو کو اپنے سے الگ کیا۔

ڈرو نہیں ہم باہر جا کر دیکھتے ہیں۔

بس کر بہن اتنی بہادر ہونے کے لیے رہنے دے۔

باہر اندھیرا ہے۔

میں موبائل کی لائٹ آن کرتی ہوں نا۔

نئیں مجھے دے میں موبائل پکڑوں گی۔

بانو ڈر کے مارے کانپ رہی تھی۔

چلیں آپ موبائل پکڑ لیں۔عنایا نے مسکراتے ہوئے موبائل بانو کے ہاتھ میں تھما دیا۔

ارے یہ کیا ہے۔

عنایا اس موبائل میں حدیثیں بھی ہیں؟

ہاں یہ (اسلام360) ایپ ہے اس میں قرآن کا لفظی، بامحاورہ ترجمہ اور تفسیر بھی ہے اسکے علاوہ ساری احادیث اور مسنون دعائیں وغیرہ۔سب کچھ ہے۔الحمد اللہ

بہت اچھی ایپ ہے ماشاءاللہ۔ایک ہاتھ جتنے لمبے فون میں خزانہ ہی خزانہ ہے۔

احادیث سے رسول اللہ ﷺ کی زندگی کا پتہ چلتا ہے اور قرآن سے اللہ تعالیٰ کی باتوں اور احکام کا پتہ چلتا ہے نا؟

بانو دلچسپی سے فون کو الٹ پلٹ کر کے دیکھ رہی تھی۔

ہاں ایسا ہی ہے ویسے یہ ایپ رفیقہ خالہ نے ڈوان لوڈ کر کے دی ہے۔میں روز صبح کو یہ ایپ اوپن کرتی ہوں تا کہ میں دیکھوں کہ اک نیا روشن دن ملنے پر میرے لیے میرے رب کا کیا حکم ہے۔

اچھا۔تو پھر اب بھی دیکھ کہ اللہ تعالیٰ کا کیا حکم ہے۔اتنے اندھیرے میں باہر جا کر دروزہ کھولنے کے بارے میں؟

بانو۔کوئی حال نہیں۔

تم دیکھو تو صحیح عنایا۔

اوکے بابا دیکھ لیتے ہیں۔

”قُلْنَا اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِيْعًا ۚ فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّىْ هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَاىَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ “

)سورۃ البقرۃ:۳۸(

"ہم نے کہا تم سب یہاں سے چلے جاؤ، جب کبھی تمہارے پاس میری ہدایت پہنچے تو اس کی تابعداری کرنے والوں پر کوئی خوف و غم نہیں"۔

لیجئے میری بہنا۔ فرمایا جارہا ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ذریعے جو بھی پیغام ملے اسکو قبول کرنا ہے۔

اور ابھی فل حال جو اس وقت مجھے سمجھ آرہی ہے ناوہ یہ ہے کہ کہا جارہا ہے جاؤ دروازہ کھول دو کوئی خوف و غم نہیں ہو گا۔

اچھا اسی لیے تیرے اندر خوف نہیں ہے نا تم اللہ کے حکم پر لبیک جو کہتی ہو؟

بانو عنایا کا بارونق چہرہ دیکھتے ہوئے گویا ہوئی۔

ایک بار دروازے پر پھر سے بیل ہوئی تو رقیہ بی بی بھی آنکھیں ملتے ہوئے باہر نکل آئی۔

عنایا نے جلدی سے نقاب کیا اور آگے بڑھ کر اونچی آواز سے دروازے کی دوسری سائیڈ پہ کھڑے انسان سے نام پوچھا۔ اور پھر اپنے والد کی آواز پہچان کر ایک ٹھنڈا سانس خارج کیا اور نقاب اتار کر دروازہ کھول دیا۔

ماں، بانو۔ دیکھیں بابا آئے ہیں۔

مومنہ بلال کے پیچھے کھڑی تھی۔

صحن میں مکمل اندھیرا ہونے کی وجہ سے سیاہ عبائے میں ملبوس مومنہ پر کسی کی نظر ہی نہیں پڑی۔

بابا آئی لو یو آپ آگئے۔

رقیہ بی بی نے بھی سلام کہا۔

بھئی میری عینی کہاں ہے۔ ہر بار تو وہی اچھل کود کرتی ہے اس بار کیا ہو گیا؟

بابا اب آپکی یہ لاڈلی بہت سمجھدار ہو گئی ہے۔

ھاھاھ بانو نے قہقہہ لگایا۔

عنایا آنکھوں میں آنسو لئے خاموشی سے کھڑی اپنے بابا کی طرف دیکھ رہی تھی۔

بابا میں نے آپکو بہت یاد کیا۔

آئی مس یو اینڈ آئی لو یو بابا جان۔

آئی لو ٹو میری بچی۔ میں نے بھی آپ سب کو بہت یاد کیا۔

چلو اندر بھی آنے دو گی لڑکیوں اپنے بابا کو۔ یا یونہی کھڑے رکھنا ہے۔ رقیہ بی بی کی آواز پر بانو اور عنایا سائیڈ پہ ہو گئیں۔

بابا میں آپکے لیے کچھ بنا کر لاتی ہوں۔

عنایا تیز قدم چلتے ہوئے کچن کی طرف چلی گئی۔

مومنہ بیٹا ایسے کیوں کھڑی ہیں آگے آئیں آپ بھی اس گھر کی بیٹی ہیں۔ ہم سب آپکے اپنے ہی ہیں۔

مومنہ ؟

یہ کون ہے ؟

بانو اور رقیہ بی بی دونوں نے حیران ہو کر مومنہ کو دیکھا۔ عنایا کچن میں جا چکی تھی۔

یہ میری بیٹی ہے اور اب سے یہ یہیں رہے گی۔ اور ہاں کوئی سوال نہیں انکے بارے میں۔

چلیں مومنہ بیٹا اندر چلیں۔

ہاں ہاں چلو بیٹا کمرے میں آؤ۔

رقیہ بی بی بھی مسکراتے ہوئے کمرے کی طرف بڑھی اور بانو دروازہ بند کر کے کچن کی طرف عنایا کو نئی مہمان کی خبر دینے چلی گئی۔

ایمان علی نے قرآن مجید کو ٹھیک تلفظ کے ساتھ پڑھنا سیکھ لیا تھا۔

نورانی قاعدے سے بچوں کے ساتھ بیٹھ کر قرآن پاک کے کچھ پارے جوڑوں کے ساتھ پڑھے تھے اور باقی جوڑوں کے بغیر۔

ترجمے والا قرآن مجید گود میں لے کر کچھ لمحے عربی ٹیکس پر ہاتھ پھیرتے رہنے کے بعد جب نظر ہائی لائٹ کی گئی آیات پر پڑی تو اللہ کی طرف سے ملنے والا دلاسا اور محبت بھری نصیحت کو پڑھ کر دل مچل اٹھا اور زبان سے دو الفاظ ادا ہوئے۔

بہتر صبر۔

''فَصَبۡرٌ جَمِيۡلٌ ؕ عَسَى اللّٰهُ اَنۡ يَّاۡتِيَنِىۡ بِهِمۡ جَمِيۡعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الۡعَلِيۡمُ الۡحَكِيۡمُ '')سورة یوسف: ۸۳)

''پس اب صبر ہی بہتر ہے قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سب کو میرے پاس ہی پہنچادے وہی علم و حکمت والا ہے''۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک بہترین اشارہ تھا جسے ایمان سمجھ بھی گیا تھا۔

مطلب میرے بابا اور میری بہن مجھے مل جائے گی؟؟

بہتے آنسوؤں اور کانپتے ہاتھوں سے رات کے اندھیرے میں پھر سے نظریں اگلی ہائی لائٹ کی گئی آیات پر ڈالی۔ اور نظریں وہیں جم گئیں۔

''قَالَ اِنَّمَاۤ اَشۡكُوۡا بَثِّىۡ وَحُزۡنِىۡۤ اِلَى اللّٰهِ وَاَعۡلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعۡلَمُوۡنَ '') سورة یوسف: ۸۶)

''انہوں نے کہا کہ میں تو اپنی پریشانیوں اور رنج کی فریاد اللہ ہی سے کر رہا ہوں مجھے اللہ کی طرف سے وہ باتیں معلوم ہیں جو تم نہیں جانتے''۔

سورۃ یوسف کی یہ آیت زبان پر جاری ہو گئی اور سر قرآن مجید پر ہی جھک گیا۔

موٹے موٹے آنسوؤں کے قطرے استاد عمر کے مصحف کو گیلا کر رہے تھے۔

آج دل کر رہا تھا کہ اللہ کی مزید باتیں سنوں۔

استاد عمر نے پورے قرآن پاک میں بہت سی آیات ہائی لائٹ کی ہوئی تھیں۔ اور ایمان علی کو بتایا تھا کہ جب کہیں سے جواب نہ ملے کچھ سمجھ نہ آئے تو قرآن مجید، فرقان حمید کھولنا۔ پھر دیکھنا اللہ کی نصیحت، اللہ کی محبت، اللہ کا حکم سب کچھ سمجھ آجائے گا۔ رب کا کلام دلوں کا مرہم ہوتا ہے۔ اور اب رب کی نصحیت کو، اسکے کلام کو پڑھ کر دل مطمئن ہو رہا تھا۔

''لَا تَايۡـَٔسُوۡا مِنۡ رَّوۡحِ اللّٰهِ‌ ؕ اِنَّهٗ لَا يَايۡـَٔسُ مِنۡ رَّوۡحِ اللّٰهِ اِلَّا الۡقَوۡمُ الۡكٰفِرُوۡنَ'') سورۃ یوسف:۸۷)

''اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔ یقیناًرب کی رحمت سے ناامید وہی ہوتے ہیں جو کافر ہوتے ہیں''۔

دل سے دکھ بھری آواز لبوں پہ پھسلی یا خدا میں مایوس نہیں ہوں میں تو بس دکھی ہوں مجھے یاد آرہی ہے اپنے باپ کی، اپنی بہن کی اور ایک وہ تیری مقرب بندی جو اپنے ایمان کی سلامتی کے لیے گڑگڑا رہی تھی۔

یارب میرے دل کو تھام لے۔

''کچھ لوگ زندگی میں ایسے ہوتے ہیں جنکے معاملے میں دل پر اختیار نہیں رہتا۔ دلی اور جذباتی احساسات کو تو فراموش کیا جاسکتا ہے۔ مگر حقیقی اور روحانی تعلقات کو دل سے نہیں مٹایا جاسکتا۔''

آنسو ٹپ ٹپ قرآن مجید پر گر رہے تھے۔ پھر ایک آخری جواب سارے درد کا مداوا کر گیا۔ آنسو وہیں تھم گئے۔

''مَنۡ يَّتَّقِ وَيَصۡبِرۡ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيۡعُ اَجۡرَ الۡمُحۡسِنِيۡنَ'')سورت یوسف : ۹۰)

''جو کوئی بھی پرہیزگاری اور صبر کرے تو اللہ تعالیٰ کسی نیکوکار کا اجر ضائع نہیں کرتا''۔

بار بار صبر کی تلقین اور ساتھ اللہ کا ڈر اور اجر ضائع نہ ہونے کی خبر۔

یہ سب ایمان علی کو ایک دم پرسکون کر گیا۔ شاید یہ سب مجھ سے ہی کہا جارہا ہے۔

یااللہ تو واقعی بہت مہربان ہے۔

اتنے گناہوں کے باوجود بھی اپنے بندوں کو تھام لیتا ہے۔

لال بابا ایک بات کہوں؟

ہاں مومنہ بیٹا کہو کیا بات ہے۔

بابا یہ جو آپکی بیٹی عینی ہے نا اسکی آواز سن کر مجھے اپنی وہ دوست یاد آگئی جس کے بارے میں نے آپکو میں نے بتایا تھا۔

اچھا ماشاءاللہ!

مگر بیٹا میری عینی اتنی معصوم نہیں ہے۔ یہ تو بس ابھی شاید نیند سے جاگی یا اداسی کی وجہ سے ایسی گم سم سی لگ رہی تھی۔ نہیں تو یہ ہمیشہ چہچہاتی ہی رہتی ہے۔

بابا یہ بریانی میں نے اور آپکی لاڈلی نے مل کر بنائی تھی۔

اچھا ماشاءاللہ خوشبو تو بہت مزے کی آرہی ہے۔ بلال نے ہنس کر کہا۔

بابا مومنہ پردہ کرتی ہیں؟

مطلب ابھی تک انہوں نے نقاب نہیں اتارا ناں تو اس لیے پوچھا۔

ہاں بیٹا یہ پردہ کرتی ہیں اس لیے انہیں آپ اپنے کمرے میں ہی لے جائیں اور ساتھ کھانا بھی وہیں اسکے لیے لگا دیں۔

اوکے بابا جان۔

چلیں مومنہ سسٹر۔

ویسے بابا اس میں اپنی عینی کی جھلک نظر آرہی ہے وہ بھی اب ایسی ہی ہو گئی ہے۔

بانو پہلے اپنے بابا کو کھانا کھا لینے دے۔ بعد میں ساری کہانی سکون سے سنا لینا۔

مجھے پتہ ہے تمھارے پیٹ میں درد ہوتا رہنا ہے جب تک ساری سٹوری اپنے بابا کو سنا نہ دو۔

اوکے امی جان۔

میری عینی بٹیا کہاں چلی گئی؟

وہ کچن میں چائے بنارہی ہے شاید۔

بلال کے چہرے پر مسکراہٹ بکھر گئی۔

یہ ہمارا کمرہ ہے مومنہ۔

آپ کافی اچھے مزاج کی لگتی ہیں۔

بانو نے مسکراتے ہوئے کہا تو مومنہ کے چہرے پر بھی مسکراہٹ پھیل گئی۔

بانو یہ پکڑنا چاولوں والی ڈش کو۔ایک ہاتھ سے پکڑ کر دوسرے ہاتھ سے دوپٹہ سیٹ کرتے ہوئے وہ کمرے میں داخل ہوئی۔ابھی چہرہ بانو کی ہی طرف تھا۔

اوہ عنایا آپ؟؟؟؟؟؟

م مم مومنہ؟

آپ یہاں؟؟؟؟

اللہ اکبر کبیرا، کیا میں یہ خواب دیکھ رہی ہوں یا واقعی حقیقت میں؟؟؟

آپ کو میرے اللہ نے یہاں میرے گھر تک کیسے پہنچادیا؟

کیا خوبصورت پلاننگ کی میرے اللہ نے۔

مومنہ آؤ میرے سینے سے لگ جاؤ تاکہ مجھے یقین آجائے کہ یہ واقعی حقیقت ہے۔

یہ کوئی خواب نہیں ہے جو ابھی ٹوٹ جائے گا اور میں آپکو پھر سے کھودوں گی۔

مجھے یقین دلاؤ مومنہ کہ آپ حقیقت میں میرے سامنے ہیں۔

ہاں عنایا خدا نے ہمیں ملوادیا۔یہ حقیقت ہے۔ہم واقعی ایک دوسرے کے بالکل قریب آمنے سامنے کھڑی ہیں۔

دونوں سسکیاں لے لے کر رو رہی تھیں اور ایک دوسرے کے گلے سے لگ کر ایک دوسرے کا حال احوال پوچھنے لگیں۔

مومنہ آپ ٹھیک ہیں نا؟

آپکو پتہ ہے میں نے کتنا یاد

کیا؟

کتنی دعائیں کی آپکے ایمان کی سلامتی کے لیے؟

کتنا تڑپی ہوں آپ سے ملنے کے لیے؟

ہاں عنایا میں ٹھیک ہوں۔

اور دیکھ تیرے سامنے بھی ہوں، خدا نے مجھے ایمان کی سلامتی کے ساتھ، تیری دعاؤں کے ذریعے واپس تیرے پاس لا کھڑا کیا۔

اور دیکھو خدا نے ہماری تڑپ کو رائیگاں نہیں جانے دیا۔

ہمیں ملوا دیا۔

اوہ ہیلووووووو۔

بچھڑی دوستو مجھے بھی اپنی سٹوری بتاؤ۔ میں بھی خوشی کے دو آنسو بہالوں۔

مومنہ اور عنایا ایک دوسرے کے گلے سے لپٹی ہوئی تھیں۔ بانو کی بات سن کر الگ ہوئیں اور آنکھیں صاف کیں۔

بانو نے عنایا کے کچھ نا بتانے پر منہ بسورا اور باہر چلی گئی۔

مومنہ یہ چہرے پر کیا ہوا ہے؟

اور آپ بابا کو کیسے ملی؟

عنایا چہرے پر سرجری ہوئی ہے اب گھبرانا نہیں۔

میں ٹھیک ہوں۔

اور میرے بابا کو آپ کیسے ملی؟

شاید آپکی دعاؤں اور ہماری ایک دوسرے سے ملنے کی تڑپ کی وجہ سے۔یہی سمجھو۔خدا کے اذن سے۔

"جب تڑپ سچی ہو اور اللہ کی خاطر ملنے کی جستجو ہو تو اللہ تعالیٰ کوئی نا کوئی راہ ایسی نکال ہی دیتا ہے جس پر چل کر انسان وہاں پہنچ جاتا ہے جہاں کوئی اک عرصے سے ہمارا منتظر ہو"۔

ایمان علی۔ایمان بیٹا اٹھو فجر کی اذان کا وقت ہو گیا ہے۔

ایمان علی کو جائے نماز پر ہی سجدے کی حالت میں سوئے دیکھ کر استاد عمر نے کندھے سے پکڑ کر ہلایا۔ایمان علی نے جب سجدے سے سر اُٹھایا تو چہرہ آنسوؤں سے بھیگا ہوا تھا۔اتنی دیر یونہی سجدے میں سر رکھے رہنے سے ماتھے پر ایک گہرا سا نشان پڑ گیا تھا۔

لگتا ہے آج میرے بیٹے نے اللہ سے خوب مناجات کی ہیں۔

اللہ سے دعا ہے کہ وہ سب دعاؤں کو جلد بہترین طریقے سے قبول و منظور کریں۔

آمین یارب العالمین۔

چلو اب اٹھو اور وضو کرو تب تک میں اذان دیتا ہوں۔

جی عمر بابا۔

ایمان علی آنکھوں کو ملتے ہوئے اٹھا اور وضو ایریا کی جانب چل دیا۔

فجر کی نماز کے بعد حذیفہ، ایمان علی کے پاس آکر بیٹھ گیا۔

یار ایمان اب کیسی طبیعت ہے؟

حذیفہ اب میں بہتر محسوس کر رہا ہوں۔

ایمان مجھے رات نیند ہی نہیں آ رہی تھی۔

تیرا ماضی میرے خواب میں بھی آ رہا تھا۔

یار تیرے منہ سے کبھی خدا لفظ نہیں سنا ورنہ جس مذہب سے تیرا تعلق تھا وہ اکثر اللہ تعالی کو خدا ہی کہہ کر پکارتے ہیں۔

جی میں بھی خدا ہی کہتا تھا اب بھی کہہ لیتا ہوں کبھی کبھی عمر بابا نے مجھے کہا تھا کہ میں خدا نہیں بلکہ اللہ کو اللہ یا رب کہہ کر پکارا کروں۔

اسی وجہ سے میں نے خدا لفظ کہنا چھوڑ دیا کیونکہ یہ لفظ غیر قومیں کہتی ہے۔

حذیفہ بیٹے وہ موبائل کہاں ہے؟

کوئی کال آئی؟

میں رات آپ سے لینا بھول گیا۔

اوہ استاد جی معذرت۔وہ میں نے تو رات یہاں مسجد میں ہی چارج پر لگایا تھا اور پھر مجھے بھی یاد بھول گیا۔

یہیں پر ہو گا۔

حذیفہ آپکو پتہ ہے نا کہ وہ ایک امانت ہے اور وہ آپکے سپرد کی تھی میں نے۔

کیا ہوا؟

کونسا فون۔؟

ایمان علی نے استاد عمر کے چہرے کو غصے سے لال ہوتے دیکھا تو حیران ہو کر موبائل کے بارے میں پوچھا۔

لیکن کسی نے ایمان علی کی بات کا جواب نہیں دیا۔

استاد جی موبائل یہیں تھا۔

ایمان علی رات تم مسجد میں تھے کوئی آیا تھا کیا مسجد میں؟

نہیں کوئی بھی نہیں آیا۔

میں اکیلا ہی تھا یہاں ساری رات۔

حذیفہ جیسے بھی کر وہ فون مجھے لا کر دے۔

استاد جی میں ابھی ڈھونڈ تا ہوں۔

عمر بابا ابھی تو بچے بھی قرآن پڑھنے آ گئے ہیں۔ تو ابھی رہنے دیں۔

میں یہیں بیٹھا ہوں۔

آپ فکر نہیں کریں ان شاء اللہ مل جائے گا۔

ٹھیک ہے پھر آپ یہیں رہنا حذیفہ کو اگر موبائل مل جائے تو مجھے بتانا۔

جی ٹھیک ہے بابا۔

استاد عمر کے جانے کے بعد ایمان علی پھر سے نوافل پڑھنے میں مشغول ہو گیا۔

انو نے عنایا اور مومنہ کے بارے میں سب کو دوسرے کمرے میں جا کر بتا دیا کہ عنایا اور مومنہ ایک دوسرے کو پہلے سے جانتی ہیں۔

رفیقہ کے چہرے پر حیرانگی رقیہ بی بی سے بھی زیادہ تھی۔

رقیہ بی بی کو تو عنایا نے کالج کے دنوں میں ہی مومنہ کے قبولِ اسلام کے بارے میں بتا دیا تھا۔

سب کے پوچھنے پر بلال نے مومنہ کا مختصر تعارف کروایا۔

بلال کو جب یہ پتہ چلا کہ مومنہ سے جس لڑکی کے بارے میں وہ سن کر فخر کر رہے تھے وہ کوئی اور نہیں بلکہ انکی اپنی ہی بیٹی تھی۔ اور پھر جب عنایا کے پردہ کرنے کے بارے میں پتہ چلا تو آنکھیں اشکبار ہو گئیں۔

بابا میں نے کہا تھا نا کہ خدا آپکی دعائیں ضرور قبول فرمائیں گے۔ دیکھیں خدا نے آپکی دعائیں قبول کر لیں ہاں مومنہ بیٹا آپکا ملنا کوئی اتفاق نہیں تھا بلکہ یہ پہلے سے اللہ کا طے شدہ فیصلہ تھا اور تم دونوں کی ایک دوسرے کے لئے دعائیں جو تھیں۔

سب کے چہرے خوشی سے جھلملانے لگے۔

اچھا بابا وہ میں نے آپکے فون پر کال کی تو کسی لڑکے نے آپکا فون اٹھایا تھا۔ کہہ رہا تھا کہ آپ کام سے باہر گئے ہیں پھر دوبارہ کال کی تو نمبر ہی بند تھا۔

بابا آپکا فون کہاں ہے؟

پتہ نہیں کہاں کھو گیا موبائل۔ میرے بھی ذہن میں نہیں آ رہا۔

بابا آپکا پتہ ہے خالہ جان نے عنایا کو نیا فون گفٹ کیا ہے۔

دکھاؤ عنایا بابا کو بھی۔

ہاں کیوں نہیں۔ میں ابھی لے کر آتی ہوں وہ مسکراتے ہوئے موبائل لینے چلی گئی۔

بابا یہ دیکھیں اس فون میں قرآن مجید کی تجوید اور تفسیر سب کچھ ہے "اسلام 360 ایپ اور قرآن فار آل" ایپ بھی خالہ نے ڈوان لوڈ کر کے دی ہے۔ قرآن فار آل ایپ میں تو با قاعدہ پڑھایا جاتا ہے۔ میں اپنی تجوید بھی بہت بہتر کر رہی ہوں استاذہ اسماء ھدی کے ساتھ۔ اور تفسیر کے لیکچرز بھی ہیں وہ بھی بہت تفصیل کے ساتھ ہر ہر آیت کی تفسیر موجود ہے

الحمد اللہ کثیر ا۔

عنایا ہر غم سے عاری بچوں کی طرح موبائل پر دیکھتے ہوئے قرآن مجید سے ریلیٹڈ ایپ اوپن کر کے دکھارہی تھی۔

گلابی گالوں پر ایک عرصے بعد پھر وہی بچپنا دیکھ کر رقیہ بی بی، بانو اور رفیعہ سمیت سب کی ہنسی نکل گئی۔

عنایا یوں سب کو مسکراتے دیکھ کر شرمندہ سی ہو گئی۔ کیونکہ اسے پتہ چل گیا تھا کہ وہ بچوں کی طرح بس خود ہی بولے جا رہی ہے۔

گلابی گالوں پر کالے سیاہ بال گرے ہوئے اور بھی خوبصورتی کو نمایاں کر رہے تھے۔

اچھا بس کریں سب۔ ایسے آپ سب کی ہنسی دیکھ کر میں کنفیوز ہو رہی ہوں۔ بابا آپ اس فون سے کال کر کے دیکھیں۔

بیٹا ابھی نہیں کچھ دیر تک کرنا ابھی میں آرام کرلوں، تھکاوٹ کی وجہ سے نیند آرہی ہے۔

اوکے بابا۔ ٹھیک ہے آپ آرام کریں۔

♥ ♥ ♥ ♥ ♥

استاد عمر سے اتنا زیادہ کیوں ڈرتے ہو۔ ایمان علی نے حذیفہ کے رنگ اڑے دیکھے تو کھل کھلا کر ہنسا۔

لیکن جب حذیفہ کو زیادہ ہی پریشان دیکھا تو فوراً سے سنجیدہ ہو گیا۔

کچھ نہیں ہوتا یار۔ پریشان نہیں ہو، یہاں پر بیٹھ جاؤ۔ ہو سکتا ہے بچوں نے یہاں سے قرآن مجید اٹھائے ہوں تو موبائل یہیں پر کسی چیز کے نیچے آگیا ہو۔ میں تب تک اشراق کے نوافل پڑھ لوں۔ یار ایمان علی دعا کرنا موبائل مل جائے ورنہ۔ ورنہ کچھ نہیں ہوتا میرے دوست۔ اللہ بہتر کریں گے ان شاء اللہ

نہیں کہتے تجھے کچھ بھی عمر بابا۔ میں ہوں نا۔

حذیفہ بھائی استاد جی بھی مسجد میں نہیں ہیں تو یہ موبائل پتہ نہیں کس کا ہے عبد اللہ کا چھوٹا بھائی کھیل رہا تھا میں سمجھا کہ نقلی ہے مگر اس میں سے تو فون کی بیل آرہی ہے۔ اوہ اللہ تیرا شکر ہے۔

یہی تو ہم صبح سے ڈھونڈ رہے ہیں۔ شکریہ قاسم اللہ تیرا بھلا کرے۔

میں نے موبائل کو آف کر کے چارج پر لگایا تھا، لگتا ہے عبد اللہ کے بھائی نے کھیلنے کے دوران آن کر دیا۔

دوسری بار دوبارہ فون بجنے لگا تو سکرین پر وہی نمبر دیکھ کر حذیفہ کے دل کی دھڑکن تیز ہو گئی۔

ایک نظر میں ہی اس سریلی آواز کے ساتھ نمبر بھی زبانی یاد ہو چکا تھا۔ حذیفہ نے آس پاس نظر دوڑائی ایمان علی نماز میں مشغول ہو چکا تھا۔ تو حذیفہ نے کال آن کر کے فون کان کو لگایا۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

میرے بابا کہاں ہیں؟

سلام کے جواب کا انتظار کئے بغیر ہی پہلی بات فون کرنے کے مقصد پر تھی۔

جی وہ یہاں نہیں ہیں وہ آئیں گے تو میں انکو بتا دوں گا۔

جھوٹ بولتے ہو تم۔ کیا آپکو پتہ ہے کہ میرے بابا کہاں ہیں اس وقت؟

اتنی غصہ سے آتی آواز کو سن کر حذیفہ نے کان سے فون ہٹا کر سکرین پر نمبر دیکھا، کیا وہی نمبر ہے یا کوئی اور۔ لیکن پھر وہی نمبر پا کر معذرت پیش کی۔

وہ دراصل انکا فون یہاں ہمارے پاس ہے، وہ کون ہیں۔ یہ ہمیں نہیں پتہ، باقی بہرِ حال یہ فون ہمارے پاس امانت ہے، وہ آکر اپنا فون لے جا سکتے ہیں، نشانی بتا کر۔

حذیفہ نے سیریس ہوتے ہوئے پوری بات کی وضاحت کر دی۔

تو دوسری طرف سے اوکے، شکریہ کہنے کے بعد کال کاٹ دی گئی۔

کمال کی لڑکی ہے، وہ فون کال سے ہٹا کر موبائل سکرین پر نظریں جمائے سوچ میں پڑ گیا۔

حذیفہ کس کا فون تھا اور خیر ہے یہ تجھے کیا ہوا ہے کس سے بات کر رہے تھے؟

کہیں توووو۔ نئیں نئیں بھائی نئیں اللہ مجھے ایسے چکروں سے بچائے۔ وہ دراصل جس انکل کا یہ موبائل ہے ناں اسکی بیٹی کی کال تھی۔

اچھا تو اسی لیے جوان کے پسینے چھوٹ رہے ہیں۔ ایمان یار ایسا نہ کہو۔ اللّٰہ مجھے پاک باز ہی رکھے اور پاک باز رہنے والی شہزادی سے ہی میرا رشتہ جوڑے۔ آمین ثم آمین۔

ویسے تجھے شادی کی زیادہ جلدی نہیں ہو رہی؟

یار کیا کروں پاپا کل کے گھر آئے ہوئے ہیں۔ تو جانے کونسی لڑکی انکے دماغ پر سوار ہے، کہتے ہیں تھوڑا سا اور اس جیسا تیرا اچھا اخلاق ہو جائے تو میں خود جا کر اب رشتہ مانگ لوں گا۔

وہ کون ہے۔ پوچھنے پر بھی نہیں بتاتے۔ چلو کوئی بات نہیں اللہ تجھے اسی سے ملوائے جو تیری اور تیرے پاپا دونوں کی پسند ہو۔

اوئے یار دعا تو صحیح دے دو، میری اور میرے پاپا کی پسند۔ اللہ اکبر۔ میں نے دو شادیاں نہیں کرنی۔ بس ایک ہی کافی ہے اور پاپا کی پسند کو ہی ایڈجسٹ کر لوں گا ان شاءاللہ۔

میرا وہ مطلب نہیں تھا میں یہ کہہ رہا ہوں کہ ہو سکتا ہے تیرے پاپا کی پسند، تیری بھی پسند بن جائے تمھیں ایڈجسٹ کرنا نہ پڑے بلکہ وہ تجھے دل سے پسند ہو۔

ایمان علی نے مسکراتے ہوئے کہا تو حذیفہ بھی مسکرا دیا اور ساتھ دل میں یہ دعا کی۔ یا میرے اللہ ایمان علی کو بھی اس لڑکی سے ملوا دے۔ آمین۔

♥ ♥ ♥ ♥ ♥

بابا میں نے پھر آپکے نمبر پر کال کی تھی اسی لڑکے نے فون اٹھایا جس نے بات کی تھی۔ اس نے کہا کہ فون انکے پاس امانت ہے۔

آ کر لے جائیں۔

بابا میرا آج آخری پیپر ہے تو میں مومنہ کو ساتھ لے کر جا رہی ہوں۔

یہ فون گھر ہی ہے آپ کال کر لے پوچھ لیں کہ فون کہاں ہے، میں نے نہیں پوچھا وہ لڑکا کہاں سے بات کر رہا تھا۔

اوکے بیٹا میں خود کال کر کے پوچھ لوں گا۔

عنایا کو مکمل عبائے میں دیکھ کر بلال کے دل سے شکر کی صدا نکلی۔

عنایا مجھے عجیب محسوس ہو رہا ہے، سب لڑکیاں دیکھیں گی تو سوال کریں گی کہ پیپر کیوں نہیں دیئے۔

مومنہ کچھ نہیں ہو گا کہنا کہ میری تیاری نہیں تھی۔ اور اگر کوئی مزید پوچھے تو خاموش رہنا۔

تین گھنٹے کی تو بات ہے پیپر دے کر ہم نے ویسے بھی زیادہ دیر نہیں رکنا۔

کیونکہ پھر شام ہو جاتی ہے۔

ٹھیک ہے میں یہیں درخت کے نیچے بیٹھی ہوں۔

السلام علیکم! مومنہ تم یہاں؟

ہاں وہ وہ۔

اچھا خیر مجھے بتاؤ تمیں س عنایا کا پتہ ہے؟

اسکا پیپر بھی فرسٹ ٹائم تھا یا ابھی سیکنڈ ٹائم شروع ہوا ہے؟

جی عنایا کا پیپر ابھی شروع ہوا ہے۔

کیا ہوا تم پریشان لگ رہی ہو حبہ؟

مومنہ نے حبہ کے چہرے پر پریشانی اور آنکھوں میں نمی اترتی دیکھی تو پوچھ لیا۔

نئیں ایسی بات نہیں ہے۔ میں الحمد اللہ بہت خوش ہوں۔

بس دراصل مجھے عنایا سے ملنا تھا۔

لیکن اب عنایا سے تو مل نہیں پاؤں گی کیونکہ مجھے لینے کے لیے آ گئے ہوں گے خیر آپ میرا ایک کام کرنا، یہ لیٹر عنایا کو دے دینا۔

اور اسے کہنا کہ میرے لیے بہت دعائیں کرے، میں بہت شکر گزار ہوں اس نیک بندی کی۔ جس نے مجھے حرام ریلیشنز سے نکالنے کی آخری حد تک کوشش کی تھی۔ مجھے احساس تو ہوا لیکن ٹھوکر کھا لینے کے بعد۔

میں عنایا کو ہمیشہ ہرٹ ہی کیا تھا۔ میں شرمندہ ہوں اس بات پر۔ عنایا نے کہا تھا کہ وہ مجھ سے کبھی بھی دوبارہ بات نہیں کرے گی۔

یہ بات مجھے رولاتی ہے، اسے کہنا کی وہ مجھے معاف کر دے۔

حبہ عنایا بہت اچھی لڑکی ہے۔ بہت نرم دل بندی ہے۔

وہ تم سے ناراض نہیں ہو گی، دیکھ لینا۔

بلکہ جتنا میں اسے جانتی ہوں وہ تمھارے سیدھے رستے پر آ جانے پر خوشی کے آنسو بہائے گی اور تمھارے دل کی کیفیت کو محسوس اسکی آنکھیں نم ہو جائیں گی۔

وہ لڑکی دوسروں کے غموں کو اپنا سمجھنے والی لڑکی ہے۔ ہاں مومنہ، عنایا ہے ہی ایسی۔ مگر میں نے اسے نہیں سمجھا۔

اچھا میں چلتی ہوں اللہ حافظ۔

خدا آپکو ڈھیروں خوشیاں دے اور آپکو بے پناہ قلبی سکون سے نوازیں۔

آمین!

حبہ کی آنکھوں میں آنسو تھے اور مومنہ بھی اپنے آنسو چھپا نہیں سکی۔

مومنہ، عنایا کو میری طرف سے ایک بار گلے سے لگانا۔ میرا دل بہت بے چین ہے اس سے ملنے کو۔ مگر اب تو اسکا پیپر شروع ہو چکا ہے۔

جی ضرور میں عنایا کو آپکے بارے میں بتاؤں گی اور یہ خط بھی دے دوں گی ان شاء اللہ۔

♥ ♥ ♥ ♥ ♥

استاد جی اسی لڑکی کا فون پھر آیا تھا۔ میں نے اسے بتادیا کہ فون ہمارے پاس امانت ہے وہ لوگ آکر لے جائیں۔

چلیں الحمد اللہ۔

مجھے امید ہے کہ عنقریب وہ لوگ آئیں گے اور میں اپنے ایمان کے لیے اس اجنبی لڑکی کا رشتہ مانگ لوں گا۔

ان شاء اللہ !

استاد جی اللہ کرے ایسا ہی ہو۔

استاد عمر اور حذیفہ آپس میں باتیں کر رہے تھے کہ پیچھے سے حذیفہ کے پاپا مسکراتے ہوئے مسجد میں داخل ہوئے۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عمر صاحب کیسے ہیں آپ ؟

وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

پروفیسر صاحب میں بالکل ٹھیک ہوں۔

آپ سنائیں اچانک یہاں ؟

ہاں دراصل میں نے سوچا جب سے حذیفہ کو آپکے حوالے کیا ہے، وقت ہی نہیں ملا اسکے بارے میں پوچھنے کا۔

کہ اس کے دل سے لڑکپن کا جوش نکلا ہے ابھی یا نہیں ؟

حذیفہ نے نظروں کے ساتھ ساتھ سر بھی جھکا لیا۔

نیئں نئیں پروفیسر صاحب بہت اچھا بچہ ہے۔

بہت محنتی اور بہت اچھے اخلاق سے پیش آنے والا بن گیا ہے۔

ماشاء اللہ ماشاء اللہ۔

یہ آپ کی صحبت کا اثر ہے عمر صاحب ورنہ تو یہ یونیورسٹی میں رہ کر خراب ہو چکا تھا۔

آپ آیئے بیٹھ کر بات کرتے ہیں، حذیفہ بیٹا آپ چاہے کا انتظام کرو۔

جی استاد جی میں ابھی لے کر آتا ہوں۔

اور سنو! ایمان علی کو بھی میرے پاس بھیجنا۔

جی استاد جی میں بھیجتا ہوں۔

یہ بڑا استاد جی کر رہا ہے۔

میرے سامنے ہی یہ رٹ لگائی ہوئی ہے یا پہلے بھی یہی ادب ہوتا ہے حذیفہ کا آپکے ساتھ؟

پروفیسر صاحب ایسی بات نہیں ہے۔ حذیفہ بہت زیادہ اچھا لڑکا ہے۔

اللہ پاک ہمیشہ اچھا ہی رکھے۔

اب ایک بات میں کہنا چاہتا ہوں۔ وہ یہ کہ رب العزت نے سب کچھ دیا ہے، حذیفہ کی پڑھائی بھی مکمل ہو گئی، بزنس بھی اپنا ہے۔

گھر گاڑی، دینی علم سب کچھ اسکے پاس ہے اب۔

مگر ایک چیز کی کمی ہے اب اسکو بھی پورا کر دینا چاہیے۔

عمر صاحب کونسی کمی؟

پروفیسر صاحب لڑکا جوان ہو رہا ہے اسکی شادی کر دینی چاہیئے تاکہ اپنی زندگی صحیح وقت پر بہترین طریقے سے گزار سکے۔ مرد کو حیادار بنانے کے لیے نکاح ضروری ہے۔

جی عمر صاحب میں بھی یہی چاہتا ہوں۔

یہی بات کرنے تو میں بھی آیا تھا۔

کہ اسکے کارنامے پوچھوں اور اگر کوئی دین کے مطابق عمل ہے اسکے کردار میں۔ تو ایک بہت پیاری بچی ہے میری نظر میں۔ بس اسی لڑکی کو مد نظر رکھتے ہوئے میں نے اسے شادی سے پہلے ہی ایک نیک سیرت مرد بنانا چاہا۔

بہت نیک اچھی سیرت کی اور سمجھدار بچی ہے۔

خوبصورتی اور قد میں تو حذیفہ اسکے مطابق ہے۔ مگر دینی لحاظ سے اور اخلاقی طور پر اس جیسا نہیں تھا۔

لیکن اب آپکی باتوں سے لگتا ہے کہ اس بچی کے قابل میرا حذیفہ ہو گیا ہے۔

الحمد اللہ کثیرا۔

پروفیسر صاحب بالکل۔

"مجھے آپکی سوچ پر بے حد خوشی ہوئی ہے۔ ورنہ آجکل ہر کوئی اچھی بہو اور اچھا داماد تو چاہتا ہے۔ مگر خود اپنے بچوں کی تربیت دینِ اسلام کے مطابق کرنے کی کوشش کوئی بھی نہیں کرتا"۔

"رشتہِ ازدواج میں جڑنے والے دونوں دلوں میں اگر اللہ رسول کی محبت بیٹھا دی جائے ناں تو زندگی بھر سکون ہی رہتا ہے تعلقات میں خرابی پیدا نہیں ہوتی اور بہترین نسلیں وجود میں آتیں ہیں۔"

پروفیسر یہ آپ کا بڑا پن ہے کہ آپ نے اس بچی کو تو پسند کیا، لیکن ساتھ ہی اپنے بیٹے کو اسکے قابل نہ سمجھتے ہوئے خاموشی اختیار کی اور حذیفہ کی دینی تربیت پر زور دیا۔ اگر ایسے والدین معاشرے میں موجود ہوں تو بگڑی ہوئی اولادیں سدھر سکتی ہیں۔

میں حذیفہ کی طرف سے آپکو تسلی دیتا ہوں کہ وہ اب اس قابل ہے کہ اسکو ایک بہترین ہمسفر کا ساتھ ملے۔

اب آپ بھی دیر نہ کیجئے گا۔

حذیفہ اس قابل ہو گیا ہے کہ اسکے کندھوں پر اب گھر داری کی ذمہ داری ڈال دی جائے۔

ان شاء اللہ ضرور عمر صاحب۔ میں کوشش کرکے انہی دو ہفتوں میں لڑکی والوں کے گھر کا پتہ کرتا ہوں۔

مومنہ ابھی عصر کی نماز کا وقت ہے تو

تو میں آپکو مدرسے لے کر چلتی ہوں۔ وہاں ہم نماز بھی پڑھ لیں گے اور وہاں اہل القرآن سے بھی مل لیں گے ان شاءاللہ۔

مومنہ میری لائف میں بہت بدلاؤ آیا تھا۔ مدرسے کی ایک استاذہ سے مل کر۔

اچھا ٹھیک ہے چلو چلتے ہیں، ہو سکتا ہے عنایا کہ

شاید وہاں میرے لیے بھی کچھ خاص ہو۔

عنایا اور مومنہ کچھ ہی دیر میں مدرسے کے اندر داخل ہو چکیں۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

استاذہ مریم ہیں؟

مدرسے میں داخل ہو کر تفسیر کلاس سے باہر ہی کھڑے ہو کر عنایا نے ایک لڑکی سے پوچھا۔

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جی آپی استاذہ جی ہیں، مگر وہ کلاس لے رہی ہیں۔ آپ ایسا کریں سٹاف روم میں بیٹھ کر انکا انتظار کریں۔

میں انکو آپ کے آنے کی خبر دے دوں گی ان شاءاللہ۔

یہ چھوٹی سی بچی۔ لیکن اتنی تمیز، اتنا اچھا اخلاق، نرمی اور مسکراہٹ خدا جانے یہ لوگ اس دنیا کے ہیں یا اس دنیا سے اجنبی۔

مومنہ اس کم سن لڑکی کی باتوں کو غور سے سنتی رہی، اسکے جانے کے بعد حیرانگی سے عنایا سے مخاطب ہوئی۔

ہاں مومنہ میں بھی بہت متاثر ہوئی تھی۔

"اصل میں روحانی تربیت کا مرکز تو یہ دینی مدارس ہی ہوتے ہیں، زندگی گزارنے کا ڈھنگ تو تب آتا ہے جب ہم قرآن مجید کو سمجھ کر اپنے عملوں کو رب کی رضا کے مطابق ڈھال لیتے ہیں"۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سسٹر آپ اس والے روم میں بیٹھ جائیں، استاذہ مریم ابھی کچھ دیر میں آتی ہیں۔

تفسیر کلاس میں کھڑی ایک لڑکی نے جو مکمل عبائے میں تھی، آگے بڑھ کر سلام کے بعد سٹاف روم کی طرف احترام سے اشارہ کیا۔

جی ٹھیک ہے۔

"مومنہ تم نے دیکھا یہ لوگ پورا سلام کرتے ہیں۔

میں نے پورا سلام یہاں سے ہی پہلی بار سنا اور پھر اپنی عادت بنائی کہ میں بھی پورا سلام کیا کروں گی۔

تین دعائیں ایک ساتھ، سلامتی، رحمت اور پھر برکت بھی اور ساتھ تیس نیکیاں بھی"۔

ماشاءاللہ۔

نماز پڑھ لینے کے بعد عنایا نے سٹاف روم میں موجود کھڑکی کا شیشہ سائیڈ پہ کیا۔

تفسیر شروع ہو چکی تھی اور وہ دونوں اسی کھڑکی کے پاس نیچے آکر بیٹھ گئیں۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عمر بابا آپ نے مجھے بلایا تھا؟

جی جی بیٹا میں نے بلایا تھا۔

یہ حذیفہ کے والد ہیں بیٹا۔ میں نے سوچا آپ کی حذیفہ سے کافی دوستی ہو گئی ہے تو مزید اچھے سے جان پہچان بھی ہو جائے۔

جی ضرور، ایمان علی نے مسکراتے ہوئے استاد عمر کی طرف دیکھا۔

پروفیسر صاحب نیچے منہ کئے بیٹھے ہوئے تھے۔

جلدی سے اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

اسلام و علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

کیسے ہیں آپ؟

وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

سامنے موجود آدمی نے جیسے ہی کھڑے ہو کر چہرہ اوپر کیا۔

تو دونوں ساکت رہ گئے۔

وہیں نظریں ایک دوسرے پر جمائے کھڑے دیکھتے رہے۔

استاد عمر تعجب سے کبھی ایمان علی کو اور کبھی پروفیسر صاحب کی طرف دیکھتے۔

دونوں کو یونہی کھڑے دیکھ کر استاد عمر نے ایمان علی کے کندھے پر ہاتھ رکھا تو دونوں ایک دم جیسے ہوش میں آئے ہوں

پروفیسر شکیل صاحب آپ???

یوتھ تم یہاں اور مسجد میں؟

پروفیسر شکیل صاحب کا چہرہ حیرت سے ہکا بکا رہ گیا۔

سوری میں یوتھ نہیں بلکہ ایمان علی ہوں

الحمد اللہ۔

اب آپ اسی نام سے مجھے پکاریئے۔

ایمان علی نے گلے ملتے ہوئے نہایت محبت بھرے دھیمے انداز میں کہا تو پروفیسر شکیل صاحب یونہی نظریں ایمان علی کے چہرے پر جمائے حیرت سے کھڑے دیکھ رہے تھے۔

مگر یار یو تھ اوہ سوری۔ ایمان علی یہ سب کب اور کیسے ہوا؟

یار مجھے بہت خوشی ہو رہی ہے۔ میں اپنی فیلنگز الفاظ میں بیان ہی نہیں کر سکتا۔

پروفیسر شکیل کا چہرہ خوشی سے لال ہو رہا تھا۔

جی ان شاء اللہ میں بتاؤں گا ضرور۔

ایمان یار تم یونیورسٹی سے اچانک غائب ہو گئے اور اپنا نمبر بھی آف کر لیا۔

میں نے بہت ٹرائی کیا کہ تم سے رابطہ کر سکوں مگر کوشش کے باوجود کونٹیکٹ نہیں کر سکا۔

پروفیسر صاحب جب ہمارا اللہ کے گھر میں ملنا طے تھا تو پھر کیسے ادھر اُدھر ڈھونڈنے سے مل پاتے ہم۔

”جو چیز جہاں سے ملنی ہو وہ وہیں سے ملتی ہے، ہاں البتہ جب ہم کوشش کرتے ہیں تو پھر اللہ بہترین طریقے سے بہترین جگہ پر ملاقات کروا دیتے ہیں“۔

”صبر کے ساتھ کوشش کا انعام ہمیشہ اچھا ہوتا ہے“۔

ماشاءاللہ بہت اچھی باتیں کرنے لگ گئے ہو ایمان علی۔

پتہ ہے تمھارے یونیورسٹی سے غائب ہونے کے دو تین بعد میں تمھارے گھر گیا تھا تو وہاں تالہ لگا ہوا تھا۔

میں نے پتہ کیا تو معلوم ہوا کہ تم لوگ گھر چھوڑ کر کہیں اور شفٹ ہو گئے ہو۔

کیا بابا نے وہ گھر بیچ دیا؟

ایمان علی کے چہرے پر حیرانگی اور پریشانی کے ملے جلے اثرات نمایاں ہوئے۔

پتہ نہیں۔ پروفیسر شکیل نے کندھے اچکائے۔

بہر حال جو بھی ہے مجھے میرا یار مل گیا اور مسلمان بن گیا میرے لیے بہت بڑی خوشی کی بات ہے۔

بھئی ہماری طرف بھی کوئی دیکھ لے۔

استاد عمر نے دونوں کو اپنی طرف متوجہ کیا تو پروفیسر شکیل صاحب نہایت شرمندگی کے ساتھ معذرت کرنے لگے۔

مجھے لگتا ہے کہ آج چائے کے ساتھ بسکٹ نہیں مٹھائی ہونی چاہئے کیونکہ ایک عرصے بعد دو بچھڑے ہوئے دوستوں کی ملاقات ہوئی ہے وہ بھی اتنی اچھی جگہ اور اتنی اچھی حالت میں۔ کیوں کیا کہتے ہیں پھر؟

جی کیوں نہیں۔ بالکل ہونی چاہئے۔ خوشی کا موقع ہے تو منہ میٹھا کرنا تو بنتا ہی ہے۔

ایمان علی اور پروفیسر شکیل کے چہرے پر بھی مسکراہٹ پھیل گئی۔

چلیں پھر آپ دونوں باتیں کریں میں لے کر آتا ہوں مٹھائی۔

استاد عمر خوشی سے کہتے ہوئے مسجد سے باہر نکل گئے۔

شکیل صاحب آپ دوبارہ اس کالج میں نہیں گئے جہاں ایک لڑکی نے اسلام قبول کیا تھا؟

نہیں ایمان علی بس مصروفیات کے باعث جا نہیں ہوا لیکن اب ضرور جانے کا سوچا ہے۔

ویسے میں اپنے دل کی بات بتاؤں؟

ایمان علی تمھیں یاد ہے وہ جو لڑکی تھی نا۔ جس نے اس دن لیکچر دیا تھا۔ کیا نام تھا اس بچی کا؟

شاید عنایا ہاں عنایا ہی تھا۔

میں نے اسی دن اپنے حذیفہ کے لیے اس بچی کو پسند کر لیا تھا۔ مگر حذیفہ اور اس نیک سیرت بچی میں بہت فرق تھا۔

اس لیے میں نے حذیفہ کو عمر صاحب کے پاس مسجد میں چھوڑ دیا تاکہ اچھی صحبت میں رہ کر دین کے بارے میں کچھ سیکھ لے اور اس بچی کے قابل بھی بن سکے۔

اب عمر صاحب نے تسلی دلوائی ہے کہ حذیفہ اس قابل ہو گیا ہے کہ اسکی شادی کسی دینی شخصیت والی لڑکی سے ہو۔

تو میں سوچ رہا تھا کہ میں کچھ دنوں تک پنجاب جاؤں اور کالج کی پرنسپل صاحبہ سے اس بچی کے بارے میں دریافت کروں۔

ارے ماشاءاللہ شکیل صاحب آپکی سوچ تو بہت اچھی ہے اللہ کرے آپکی خواہش پوری ہو۔

آمین ثم آمین۔

ویسے تم مسلمان کیسے ہوئے؟

یار اسی لڑکی کی وجہ سے جس نے اسلام قبول کیا تھا۔ میں بھی اس سے بہت متاثر ہوا تھا۔

"میرا دل اسی دن اپنے مذہب سے بیزار ہونے لگ گیا تھا جس دن اس لڑکی نے ہمت کی تھی سب کے سامنے اسلام قبول کرنے کا دعویٰ کر کے۔ شاید بہت سے گمراہوں کے لیے ہدایت کا چراغ بن گئی وہ۔"

مجھے آج بھی رشک ہے اس اللہ کی بندی پر۔ آسمانوں پر اسکا کیسا چرچا ہوتا ہو گا۔ بہت کم لوگ ہوتے ہیں جو اپنی ہدایت کے ساتھ ساتھ دوسروں کے لیے بھی "چراغِ ہدایت" بن جاتے ہیں۔

ہاں یار یہ خلوص اور سچی تڑپ ہوتی ہے۔

"کرسمس کے کچھ دنوں بعد جب میں گھر آیا تو بابا کے سامنے اسلام کی بات کی پھر کچھ بحث کے بعد بابا نے مجھے گھر سے نکال دیا تب سے میں یہاں اسی مسجد میں ہوں"۔

میری بھی دعا ہے کہ اللہ تجھے ایسی ہمسفر زوجہ دے جو اپنے ایمان کے ساتھ تیرے ایمان کی بھی حفاظت کرے۔ اللہ کے دین سے اتنی ہی محبت کرے جیسے تم کرتے ہو اور تم دونوں جنت کی راہوں پر بھی ہم قدم چلو۔

آمین آمین یارب العالمین۔

پروفیسر شکیل صاحب آپ نے مجھے ان دعائیں کی صورت میں بہت بڑا تحفہ دیا ہے۔

دعاؤں کا تحفہ ہر تحفے سے بڑا تحفہ ہوتا ہے ایمان علی۔

بچوں آج ہم جو آیت پڑھیں گے اس میں آپ سب اللہ تعالیٰ کی اس نعمت پر غور کریئے گا کہ کیسے آپ لوگوں کے دل اللہ تعالیٰ کے کلام کو سمجھنے کی طرف مائل ہوئے۔ کیسے آپ لوگوں کے قدم جاہلیت کے اندھیروں سے اس روشنی کی طرف آئے کہ آپ لوگ چن لئے گئے؟ الحمد اللہ۔

استاذہ مریم سٹوڈنٹس کو آیت سمجھنے کا فہم سکھا رہی تھی۔ بالکل ایسے جیسے ماں اپنے بچے کو پہلے نوالہ بنانا سکھاتی ہے پھر اسے منہ میں ڈال کر کھانا سکھاتی ہے۔ تاکہ بچے کو چھوٹا نوالہ منہ میں ڈال کر پھر ہونٹ بند رکھے ہی چبانا آ جائے۔ بالکل اسی سلیقے سے استاذہ مریم سامنے موجود سٹوڈنٹس کو اللہ تعالیٰ کی آیات سمجھ کر جذب کرنے کا ہنر سکھا رہی تھیں۔

”آج صحیح معنوں میں سمجھ آ رہا تھا کہ اساتذہ اکرام کو کیوں دوسرے والدین کہا گیا ہے۔ شاید اسی وجہ سے کہ وہ بھی سٹوڈنٹس کی تربیت کرنے میں بہترین کردار ادا کرتے ہیں“۔

”چلیں آج ہم ایک ہی آیت کو فہم کے ساتھ سمجھیں گے۔ سورۃ الانعام، آیت نمبر 125 کھول لیجئے۔

فَمَنۡ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنۡ يَّهۡدِيَهٗ يَشۡرَحۡ صَدۡرَهٗ لِلۡاِسۡلَامِۚ وَمَنۡ يُّرِدۡ اَنۡ يُّضِلَّهٗ يَجۡعَلۡ صَدۡرَهٗ ضَيِّقًا حَرَجًا كَاَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِى السَّمَآءِ ؕ كَذٰلِكَ يَجۡعَلُ اللّٰهُ الرِّجۡسَ عَلَى الَّذِيۡنَ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ ۞ (الانعام :125)

”غرض جس شخص کو اللہ ہدایت تک پہنچانے کا ارادہ کرلے، اس کا سینہ اسلام کے لیے کھول دیتا ہے اور جس کو (اس کی ضد کی وجہ سے) گمراہ کرنے کا ارادہ کرلے، اس کے سینے کو تنگ اور اتنا زیادہ تنگ کردیتا ہے کہ (اسے ایمان لانا ایسا مشکل معلوم ہوتا ہے) جیسے اسے زبردستی آسمان پر چڑھنا پڑ رہا ہو۔ اسی طرح اللہ (کفر کی) گندگی ان لوگوں پر مسلط کردیتا ہے جو ایمان نہیں لاتے۔“

- سینہ کھلنے سے کیا مراد ہے؟

"شرح کا اصلی معنی ہے "وسیع کرنا" جبکہ یہاں اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بندے کے دل میں روشنی پیدا فرماتا ہے یہاں تک کہ اس کا ہر عمل اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق ہو جاتا ہے۔"

(وَ مَنۡ یُّرِدۡ اَنۡ یُّضِلَّہٗ : اور جسے گمراہ کرنا چاہتا ہے۔)۔" جسے اللہ تعالیٰ گمراہ کرنا چاہتا ہے تو اس کا سینہ تنگ، بہت ہی تنگ کر دیتا ہے کہ اس میں علم اور دلائلِ توحید و ایمان کی گنجائش نہ رہے، تو اس کی ایسی حالت ہوتی ہے کہ جب اس کو ایمان کی دعوت دی جاتی ہے اور اسلام کی طرف بلایا جاتا ہے تو وہ اس پر نہایت شاق ہوتا ہے اور اس کو بہت دشوار معلوم ہوتا ہے گویا کہ وہ زبردستی آسمان پر چڑھ رہا ہے۔ یعنی دینی کام بھاری معلوم ہونا اور دنیاوی کام آسان محسوس ہونا یہ سینے کی تنگی کی علامت ہے اور سینے کی تنگی یہ بھی ہے کہ اسبابِ کفر جمع ہو جائیں اور اسلام کے اسباب نہ مہیا ہو سکیں۔ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ بندہ کفر کرنے پر مجبور ہے بلکہ وہ جو کفر و سرکشی کرتا ہے' وہ اپنے اختیار سے کرتا ہے' اور آدمی کی بدکرداریوں سے دل کا یہ حال ہوتا ہے جیسے لوہا زنگ لگ کر بیکار ہو جاتا ہے اسی طرح گناہوں کی وجہ سے دل زنگ آلود ہو کر حق قبول کرنے سے محروم ہو جاتا ہے۔

اور اللہ تعالیٰ نے ازل سے ہی اپنی مخلوق کی دو قسمیں بنائی یعنی۔[(1) شقی۔(2) سعید]

"ہر ایک کے لئے نشانی بنائی ہے جسکی وجہ سے اس کی پہچان ہو۔ دوسری قسم جو ہے یہ بہت ہی عمدہ لوگوں کے لیے ہے یعنی سعادت کا مل جانا۔ (سعید) سعادت کی نشانی اسلام کے لئے سینہ کھلنا اور ایمان قبول کرنا ہے جبکہ (شقی) شقاوت کی نشانی سینہ کی تنگی اور اسلام قبول نہ کرنا ہے اگر پہلے سے ہی مسلمان ہیں۔ تو پھر اللہ تعالیٰ کے احکام کو قبول کرنا، اس پر عمل نہ کرنا۔"

"اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ہر قسم کی مخلوق کی نشانی بیان فرمائی ہے، لہٰذا جب اللہ تعالیٰ بندے کو شرحِ صدر کی توفیق دے اور اسے حلاوتِ ایمان سے بھر دے تو وہ جان لے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے عظیم نعمت عطا فرمائی ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کے احکام کو نظر انداز نہیں کرتا اسکے لئے جنت میں جانے والے اعمال آسان بنا دیئے جاتے ہیں اور جو اللہ

تعالیٰ کی آیات کو اپنے لیے نہیں لیتا پھر اسکی اس وجہ سے اسکے لئے نیکی کے کام کرنا مشکل اور گناہ کے کام آسان کر کے اسکے دل میں شیطان کا حکم مسلط کر دیا جاتا ہے اور پھر انسان اپنے آپکو اور اپنے آس پاس کے لوگوں کو عمل نہ کرنے پر تاویلیں دے کر شریعت کے مطابق عمل کرنے سے دور رہتا ہے بہت سے لوگ یہ کہتے ہیں کہ اللہ تو غفور الرحیم ہے تو اس لیے اپنی مرضی سے زندگی جیو۔

بیشک وہ رب غفور الرحیم ہے لیکن اسکی سزا بھی بڑی سخت ہے اور یہ بات خود اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں نازل فرمائی ہے۔

نَبِّئۡ عِبَادِیۡۤ اَنِّیۡۤ اَنَا الۡغَفُوۡرُ الرَّحِیۡمُ ﴿ۙ۴۹﴾ وَ اَنَّ عَذَابِیۡ هُوَ الۡعَذَابُ الۡاَلِیۡمُ (الحجر: 49 50)

"میرے بندوں کو بتادو کہ بیشک میں بہت بخشنے والا، بڑا مہربان ہوں۔

اور یہ بھی بتادو کہ میرا عذاب بھی دردناک عذاب ہے۔"

لیکن شیطان نے انسانوں کو اللہ تعالیٰ کی یہ بات بھلوادی اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کے کاموں میں مگن کئے رکھا ہے۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

یَعِدُهُمۡ وَ یُمَنِّیۡهِمۡ ؕ وَ مَا یَعِدُهُمُ الشَّیۡطٰنُ اِلَّا غُرُوۡرًا (نساء: ۱۲۰)

"شیطان انہیں وعدے دلاتا ہے اور آرزوئیں دلاتا ہے شیطان انہیں صرف فریب کے وعدے دیتا ہے۔"

"شیطان کے وعدہ جھوٹے ہوتے ہیں لیکن جو سمجھتے نہیں ہیں تو اللہ تعالیٰ ایسے انسان کے دل میں شقاوت پیدا کر دیتا ہے یعنی اس کے دل کو دھوکے پر مبنی وعدوں کی قبولیت کے لیے کشادہ اور قبولِ حق سے تنگ کر دیتا ہے۔ ایسا انسان پھر گمراہی کے اندھیروں میں ہی بھٹکتا رہتا ہے کیونکہ اس نے اپنے من کے چراغ (فطرت سلیمہ) کو خود اپنی پھونکوں سے بجھایا ہوتا ہے۔"

تو اب یہاں اس آیت کو سامنے رکھ کر ہمیں اپنا محاسبہ کرنے کی ضرورت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کا کوئی ایسا احکام میرے سامنے آتا ہے جس پر عمل کرنا فرائض کے درجے میں آتا ہو۔ تو کیا اس وقت میں دل کی خوشی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حکم پر سر تسلیم خم کرتی ہوں یا دل کی تنگی محسوس کرتے ہوئے کوئی عذر تلاشنا شروع کر دیتی ہوں؟؟؟

"اب گمراہی اور اجالے کی کرن آپ سب کے سامنے واضح ہوگئی اب اَن ۡعَم ۡتَ عَلَي ۡهِم ۡوالے گروہ شامل ہونا ہے یا

الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَيۡهِمۡ وَلَا الضَّآلِّيۡنَ والے گروہ جیسا ہونا ہے۔ اختیار ہمارے اپنے ہاتھ میں ہے۔ وقتی مشکلات تو ہوتی ہیں لیکن کچھ بھی ناممکن نہیں ہوتا"۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ہدایت یافتہ لوگوں میں شامل فرمائیں۔

'اتنی فہم و فراست کے ساتھ قرآن مجید کی آیات کو بیان کرنا۔ یا اللہ اس سے پہلے میں نے کبھی نہیں قرآن مجید کی وضاحت کو ایسے کہیں سے سنا۔ کیا واقعی نہیں ایسا۔ کہ اللہ جی آپ نے مجھے شرحِ صدر سے نوازا ہے۔ آپ نے مجھے اور مومنہ کو چن لیا اپنے دین کے لئے اس پر عمل کے لیے۔

سبحان اللہ العظیم۔'

تفسیر کلاس آف ہو چکی تھی اور ادھر وہ دونوں رب کے چناؤ پر خوشی سے تشکر بھرے آنسو بہا رہی تھیں

عنایا تو وہیں بیٹھے بیٹھے سجدے میں جھک گئی۔

"وہ پل پل رب کی یاد میں آنسو بہانے والی لڑکی

آج رب کی محبت میں آنسو بہا رہی تھی۔

وہ راتوں کی تاریخی میں رب کو پکارنے والی لڑکی

آج دن کے اجالے میں بھی سجدہ ریز ہو چکی تھی۔

وہ تنہائی میں رب سے باتیں کرتے کرتے گم سم ہو جانے والی لڑکی
آج محفل میں بھی رب کی باتوں کو سمجھ کر کہیں کھو سی گئی تھی۔
وہ اپنی جاہلیت کے غم پر آنسو بہانے والی لڑکی
آج علم کی فہم و فراست اور عمل کی توفیق پر خوشی کے آنسو بہا رہی تھی۔
وہ ہنستے ہنستے رو دینے والی لڑکی
آج روتے روتے بھی ہنس رہی تھی"۔

ایمان علی یہ میرے پاپا ہیں۔

حذیفہ کے یوں تعارف کروانے پر پروفیسر صاحب مسکرا پڑے۔

حذیفہ بیٹا یہ میرے بھی دوست ہیں۔

یونیورسٹی میں ہم دونوں پروفیسر تھے۔

لو بھئی ایک ہی انسان سے تعارف بیٹا بھی کروا رہا ہے اور باپ بھی۔

استاد عمر ہاتھ میں مٹھائی کا ڈبہ لے کر حاضر ہوئے تو حذیفہ کو حیران دیکھ کر گویا ہوئے۔

ہاں حذیفہ شکیل صاحب میرے دوست ہیں۔

ماشاءاللہ کیا بات ہے بیٹا بھی دوست اور باپ بھی دوست۔

یہ تو اور بھی مضبوط دوستی ہو گئی۔

اور اسی خوشی میں منہ میٹھا ہو جانا چاہئے۔

استاد عمر کے کہتے ہی پروفیسر شکیل صاحب نے گلاب جامن اٹھا کر ایمان علی کے منہ میں ڈالا اور پھر وہی گلاب جامن پکڑ کر ایمان علی نے پروفیسر شکیل کے منہ ڈالا، اور پھر استاد عمر اور حذیفہ کے منہ میں بھی۔

مسجد کے صحن میں بیٹھے چاروں چہرے خوشی سے چمک دمک رہے تھے۔ باتوں میں مشغول ماضی کی یادوں کا تذکرہ کیا جارہا تھا کہ اچانک ایک بچے کی آمد پر سب چونک گئے۔

استاد جی گلی کے کونے میں ایک بوڑھا آدمی زمین پر گرا پڑا ہے۔

"محلے میں کوئی بھی بات ہو جاتی تو سب استاد عمر کو آکر خبر دیا کرتے تھے۔"

بیٹا میں آتا ہوں۔

بچے کی بات سن کر وہ چاروں بھاگ کر مسجد سے باہر نکلے۔

بھائی صاحب اٹھئے۔

زمین پر اوندھے منہ گرے انسان کو سیدھا کرتے ہوئے استاد عمر ہلا رہے تھے۔

آدمی بے ہوش پڑا تھا تو حذیفہ اور ایمان علی نے جلدی سے اسے اٹھایا اور پروفیسر شکیل جلدی سے اپنی گاڑی پاس لے کر آئے اور اسے گاڑی میں لیٹایا پھر ساتھ ہی استاد عمر بھی گاڑی میں بیٹھے گئے۔

یہ صاحب اپنے محلے کے تو نہیں لگتے ہے نا ایمان علی۔

جی عمر بابا! انکا چہرہ بھی پہچانا نہیں جا رہا۔

چہرے پر لمبی گرد آلود ڈارھی، بڑی بڑی مونچھیں جس کی وجہ سے ہونٹ بھی نظر نہیں آرہے تھے اور سر کے بال بہت بہت لمبے تھے۔ چہرہ پہچانا مشکل تھا سارا جسم مٹی سے بھرا ہوا تھا اور بدبو بھی بہت زیادہ آرہی تھی۔

ہوسپٹل کے اندر گاڑی لے جا کر استاد عمر اس اجنبی شخص کو گاڑی سے باہر اٹھا کر نکالنے لگے تو ایمان علی نے روک دیا۔

عمر بابا آپ رہنے دیں میں اور حذیفہ اٹھا کر ہوسپٹل کے اندر لے جاتے ہیں۔

پروفیسر اور استاد عمر پھر ویسے ہی پیچھے پیچھے چل پڑے۔

ایمان علی نے اس شخص کو سر کی طرف سے اٹھایا تھا اور حذیفہ نے پاؤں کی طرف سے اٹھایا ڈاکٹر بھی بھاگ کر آ گئے۔

کیا ہوا ہے انہیں؟

ڈاکٹرز نے دریافت کیا۔

سر ہمیں نہیں پتہ یہ گلی میں بے ہوش پڑے تھے۔

تو ہم اٹھا لائے۔

ڈاکٹر خاموشی سے اس شخص کو چیک کرنے لگا۔

اس نے تو شراب پی ہے جسکی وجہ سے یہ بے ہوش ہو گئے اور انکی یہ حالت ہوئی۔

شراب؟

ہماری گلی تو کیا ہمارے پورے محلے میں بھی کوئی شراب نہیں پیتا۔

دیکھئے انہوں نے شراب ہی پی ہے۔

اور جس طرح انکی حالت ہے اور بے ہوشی کی کیفیت ہے اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ شراب کے عادی شخص نہیں ہیں۔

"کیونکہ شراب ایک نشہ ہے اور جو لوگ اسکے عادی ہو چکے ہوتے ہیں انکی حالت شراب پیئے بغیر ایسی ہوتی ہے تب جب انکو شراب نہ ملے۔"

اور انکی ایسی حالت۔ شراب کے پینے سے ہی ہوئی ہے۔ آپ شراب کی واضح بدبو د محسوس کر سکتے ہیں۔

ویسے یہ ٹھیک ہیں۔ پریشان ہونے کی بات نہیں ہے

بس ہوش آ جائے۔

سر آپکو کچھ آئیڈیا ہے کہ اگر یہ عادی نہیں تو پھر انہوں نے شراب کیوں پی؟

جی ہاں!

اکثر لوگ کسی صدمے کی وجہ سے ایسا کرتے ہیں۔

مثلاً کسی عزیز کو کھو دینا یا کسی نقصان پر۔

ہر ایسے حالات پر۔ جب انکو سنبھالنے والا کوئی بھی موجود نہ ہو تو جو لوگ دین سے بھی دور ہوتے ہیں وہ انہی چیزوں کو اپنا سکون سمجھتے ہیں اور پھر بس پی لیتے ہیں۔

ایمان علی کے سوال پر ڈاکٹر نے ساری بات کلئیر بتا دی اور مریض کے ہوش آنے تک انتظار کرنے کا کہہ کر باہر چلے گئے۔

ایمان علی کو فوراً سے اپنے باپ کی یاد آ گئی۔ وہ بھی تو تنہا ہیں کہیں انہوں نے تو یہ سب شروع نہیں کر دیا۔

اللہ انکو محفوظ رکھیئے گا۔

دل بری طرح مچل رہا تھا اپنے باپ کی یاد میں۔ اور نظروں سامنے بیڈ پر پڑے شخص کے چہرے پر ٹک گئیں۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بہت معذرت بیٹا! وہ دراصل تفسیر کلاس کی وجہ لیٹ ہو گئی۔

"قرآن مجید کی آیات انسان کے دل کو سکون دینے والی اور مشکلات میں صبر پر ابھارنے والی ہوتی ہیں"۔

جی جی استاذہ مجھے آج سب سمجھ آ گیا۔

الحمد اللہ کثیرا۔

اللہ نے آج سب واضح کر دیا لگتا ہے میرا شرحِ صدر آج ہی ہوا ہے۔

”علم کا مل جانا ہی بہت بڑی بات نہیں ہوتی بلکہ علم ملنے کے بعد سمجھ آنا اور اخلاص کے ساتھ عمل کی توفیق بھی مل جانا دراصل یہی بہت بڑی بات ہے“۔

جی استاذہ جی میں سمجھ گئی کہ۔

”صرف علم آجانا نفع بخش نہیں بلکہ علم آنے پر عمل کی توفیق مل جانا اور عمل پر استقامت اختیار کر لینا ہی اصل نفع ہے“۔

جی بالکل۔ بارک اللہ فیک۔

بیٹا آپ کیسی ہیں؟

آپ پہلی بار آئیں ہیں یہاں اور عنایا آپ بھی بہت عرصے بعد آئیں؟

مومنہ سارے غم بھول کر خاموشی سے بیٹھی عنایا اور استاذہ کی باتیں غور سے سن رہی تھی۔

جی وہ دراصل بس کچھ آزمائشیں تھیں اور کالج سے بھی آف تھا تو اس وجہ سے نہیں آپائی اور یہ مومنہ ہیں میری ایمانی دوست۔ بلکہ میری بہن ہی ہیں۔

مومنہ کے بولنے سے پہلے ہی عنایا نے ایک سانس میں ہی سارا انٹروڈکشن کروا دیا۔

اوہ۔ ماشاءاللہ ماشاءاللہ

میں بھی دیکھ رہی تھی کہ انکے چہرے سے بھی اللہ کی محبت اور ایمان کی حلاوت چمک رہی ہے ماشاءاللہ۔

کیسی ہیں مومنہ بیٹی؟

جی میں ٹھیک ہوں الحمد اللہ۔

استاذہ مریم کے یوں پیار سے بیٹی کہنے پر مومنہ کی آنکھیں بھیگ چکی تھیں۔

اللہ سبحانہ وتعالی آپکے سارے غموں کا مداوا کر دیں بیٹا اور آپ پر اپنا خصوصی رحم وکرم کریں۔

آمین یارب العالمین۔

استاذہ آپکو کیسے پتہ کہ ان دعاؤں کی میری اس بہن کو بہت زیادہ ضرورت ہے؟

"بیٹا انسان کے دل میں جو ہوتا ہے ناں وہ چہرے اور آنکھوں پر عیاں ہو ہی جاتا ہے۔
اور ایسی اداسی اہل القرآن بصیرت والے لوگ پہچان لیتے ہیں، پتہ ہے قرآن مجید لوگوں کی نفسیات کو بھی کھول کر بیان کرتا ہے۔"
"جو بناوٹی چہرے ہوتے ہیں ایک اہل القرآن کو ان چہروں کی حقیقت بھی بظاہر پتہ چل رہی ہوتی ہے اسکے عمل اور اسکے انداز سے"۔
"ہم کسی پر گمراہی کا فتویٰ نہیں لگا سکتے، کیونکہ ہم کسی بھی انسان کو باطنی لحاظ سے نہیں جانتے اور ویسے بھی باطن کا حال تو اللہ ہی جانتے ہیں۔
جن کے دلوں میں تقوی ہوتا ہے نا انکے چہروں سے عاجزی جھلکتی ہے اور انکی آنکھوں کی چمک رب کی یاد میں آنسو بہانے سے امڈ آتی ہے اور ایسے لوگوں کو اپنی آنکھوں کی چمک ظاہر کرنے کے لیے کسی آئی لائنز کی بھی ضرورت نہیں پڑتی۔
استاذہ کبھی کبھی مجھے اللہ سے جڑے ہوئے کچھ لوگ اس فتنوں سے بھری دنیا کے انسان نہیں لگتے۔ مجھے رشک آتا ہے ایسے لوگوں پر۔ جو فتنوں سے بھری دنیا میں رہ کر بھی اللہ کی محبت کے خزانے نیک اعمال کے ذریعے لوٹ لیتے ہیں۔ کیونکہ فتنے ایسے ہیں کہ وحشی جانور بھی اتنے وحشی نہیں ہوتے جتنے انسان وحشی ہو گئے ہیں۔ یہاں ایمان بچانا کتنا مشکل ہے نا استاذہ؟
اور ماشاء اللہ آپ کتنی پر سکون ہیں اس وحشت بھرے دور میں بھی۔

ھذا من فضل ربی۔(یہ تو میرے رب کا فضل ہے)

میری بیٹی یہ تو رب کی رحمت اور اسکا فضل ہے۔کہ اس نے ہمیں قرآن سے جوڑ دیا ہے۔ورنہ کسی کی زندگی بھی تلخ آزمائشوں سے خالی نہیں ہے۔

اللہ کا فضل ہے کہ اس نے ہمیں اپنے کلام کو سمجھنے اور پھر اس پر عمل کی توفیق بھی دی۔الحمد اللہ

"اگر ہر آزمائش پر استقامت چاہئے اور سکون چاہئے تو قرآن مجید کو اپنی زندگی میں شامل کرنا ہو گا بیٹا۔"

استاذہ میں نے ابھی بس تھوڑا سا ہی قرآن مجید کو سمجھا ہے تو مجھے لگتا ہے کہ دنیا کی اگر ہم ساری کتابیں بھی پڑھ لیں ناں تو بھی ہم ہدایت نہیں پاسکتے جب تک قرآن مجید سے راہنمائی نہ لیں۔

اور واقعی جو سکون قرآن پڑھ کر ملتا ہے

وہ کوئی اور کتاب پڑھ کر نہیں ملتا۔

عنایا بیٹا ٹھیک کہا آپ نے۔

اور قرآن تو ویسے بھی روح کی غذا ہے۔

"روح آسمانوں سے آئی ہے ناتو اسکی غذا بھی بیٹا آسمانوں سے ہی آئی ہے،یعنی قرآن پاک۔"

قرآن مجید میں خود اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو روح کہا ہے۔استاذہ میرا ایک سوال ہے؟

جی مومنہ بیٹا پوچھیں،کیا بات ہے۔

استاذہ مریم نے مسکراتے ہوئے پیار سے پوچھا۔

استاذہ ہمارے اپنے ہمیں کیوں چھوڑ کر چلے جاتے ہیں؟

حالانکہ انکے سوا ہمارا اس دنیا میں اور کوئی نہیں ہوتا،کوئی ایک بھی نہیں۔خدا کیوں اپنے پاس بلا لیتے ہیں۔جنکے بغیر ہم بے سہارا ہو جاتے ہیں؟

دو آنسو آنکھوں سے نکل کر سکارف میں جذب ہو گئے۔

"بیٹا یہ دنیا کی زندگی ہمیشہ کے لیے تھوڑی ہے۔

یہاں کچھ لوگ ہمیں خود اپنی مرضی سے چھوڑ دیتے ہیں اور کچھ کو رب کی مرضی سے دنیا کو چھوڑ کر جانا پڑتا ہے۔

ہمارے پاس کسی کو بھی روکنے کا اختیار نہیں ہے بیٹا، نہ ہم انکو روک سکتے ہیں جو دنیا "میں" چھوڑ جاتے ہیں اور نہ انکو روک سکتے ہیں جو دنیا "کو" چھوڑ جاتے ہیں۔"

ایک بات ہمیشہ یقین کے ساتھ یاد رکھیں گا۔

"ہزروں لوگ چھوڑ سکتے ہیں مگر ایک اللہ نہیں چھوڑتا اگر آپ اللہ سے محبت کرتے ہیں نا تو ہو ہی نہیں سکتا کہ وہ ذات ہم سے محبت نہ کرے جس کا نام ہی الودود ہے سب سے بڑھ کر محبت کرنے والا۔

اتنی محبت کہ ستر ماؤں کی محبت الگ اور ایک رب کی محبت الگ ان ستر کے مقابلے میں۔ کبھی خود کو بے سہارا نہ محسوس کریئے گا۔"

جی استاذہ میں سمجھتی ہوں یہی محبت تھی جس نے مجھے آگ کے کنارے سے بچا لیا اور نورِ ہدایت کی طرف میری راہنمائی کر دی۔

واقعی وہ خدا اپنے ہاتھوں سے تخلیق کیئے، اپنے بندوں کو آگ میں پھینکنا نہیں چاہتا۔

مگر استاذہ ہم اپنے دل کو کیسے سکون دیں دل اداس ہے دل اکثر روتا رہتا ہے۔ دنیا سے جانے والوں کو یاد کر کے؟

استاذہ خونی رشتوں کا ایک دم ختم ہو جانا

یہ زندگی میں ہی قیامت گزرنے کے برابر نہیں ہے کیا؟

مجھے ایمانی ساتھی ملے ہیں الحمد للہ

آپ، عنایا اور بلال بابا مگر میرے اپنوں کی یادیں میرے زخموں کو مندمل نہیں ہونے دیتیں۔

وہ اب سسکیاں لے کر رو رہی تھی۔

بیٹا میں سمجھ سکتی ہوں آپکے درد کو۔

استاذہ مریم آنسو صاف کرتے ہوئے اٹھی اور مومنہ کو گلے سے لگالیا۔

"اہل قرآن کی محبت بھی انوکھی محبت ہے دوسرے کے دکھ پر اپنے آنسو بھی جاری ہو جانا۔ ان اہل القرآن کی خوبی ہے خیر خواہی، محبت، اپنائیت سب قرآن کی بدولت انکے دلوں میں سما گیا ہوتا ہے"

استاذہ کو دیکھ کر عنایا کی آنکھوں میں بھی ٹھہرے ہوئے آنسو رواں ہو گئے۔

مومنہ میری بچی دیکھئے گا آپ کو اللہ کبھی ضائع نہیں کریں گے ان شاء اللہ۔

وَلَسَوۡفَ یُعۡطِیۡكَ رَبُّكَ فَتَرۡضٰىؕ(الضحی:۵)

"تجھے تیرا رب بہت جلد (انعام) دے گا اور تو راضی (وخوش) ہو جائے گا"

اللہ کی بات پر یقین ہے نا میرا بیٹا۔

جتنے دکھ ہیں نا اس سے بڑھ کر خوشیاں بھی آپکو ملیں گی ان شاء اللہ۔

لیکن بیٹا ابھی آپکے زخم تازہ ہیں اسے مندمل ہوتے وقت لگے گا۔ مگر ایک دن آئے گا کہ آپ ان غموں پر آنسو نہیں بہائیں گی بلکہ رب کی رضا میں مطمئن ہو جائیں گی۔

"ماضی کے تلخ حالات تلخ نہیں رہتے اگر ہم انہیں سر پر سوار نہ رکھیں۔"

ایک نصیحت ہے بیٹا آپ دونوں کے لیے۔

یاد رکھیئے گا۔

"جب بھی کوئی زندگی سے چلا جائے تو اداس مت ہوا کریں۔ اسکے جانے کے غم کو روگ نہ بنالیا کریں۔

کیونکہ جس کا جتنا ساتھ لکھا ہوتا ہے نا وہ اتنی دیر ہی ساتھ رہ پاتا ہے مزید نہیں، اللہ کی امانت ہیں بیٹا، وہ ذات جب چاہے تبھی واپس لے لے۔"

"کبھی درخت سے ٹوٹنے والے پتوں کو دیکھا ہے وہ جب ٹوٹ کر گرتے ہیں تو کوئی انہیں چاہ کر بھی واپس جوڑ نہیں سکتا وہ پتے گرتے ہی کچھ عرصے بعد مٹی میں مل چکے ہوتے ہیں، اسی طرح انسان بھی واپس مٹی میں ملنے کے لیے ہی بنا ہے۔"

"درختوں سے جانے روز کتنے پتے گرتے ہیں مگر وہ شاخیں یونہی بغیر پتوں کے نہیں رہتیں۔ انکی جگہ تو نئے پتے آ جاتے ہیں۔ ایسے ہی دنیا میں روز کتنے لوگ رخصت ہو جاتے ہیں انکی جگہ ہمیں نئے رشتے، نئے لوگ مل جاتے ہیں۔ ہاں وہ لوگ تو واپس نہیں آتے مگر وقت کے ساتھ ہم انکے بغیر رہنا اور جینا سیکھ جاتے ہیں۔"

یہ قدرت کا قانون ہے بیٹا۔

ہر چیز نے فنا ہونا ہے باقی رہنے والی ذات تو صرف اللہ رب العالمین کی ہی ذات ہے۔ کسی دن ہم نے بھی چلے جانا۔

بجائے اسکے کہ ہم دوسروں کے جانے کا غم کریں بلکہ ہمیں چاہئے کہ ہم بھی اپنے جانے کی تیاری کریں۔

اور پتہ ہے اللہ تعالیٰ کیا فرماتے ہیں۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ لْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۚ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ (الحشر: ۱۸)

"اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو اور ہر شخص دیکھ (بھال) لے کہ کل (قیامت) کے واسطے اس نے آگے (اعمال کا) کیا (ذخیرہ) بھیجا ہے اور (ہر وقت) اللہ سے ڈرتے رہو۔ اللہ تمہارے سب اعمال سے باخبر ہے۔"

'ہم لائن میں لگے ہوئے وہ مسافر ہیں بیٹے جنکی ٹکٹ کبھی کٹ سکتی ہے، اور پھر سفر جتنا بھی لمبا کیوں نہ ہو آخر تو سٹاپ آ ہی جاتا ہے۔ بس ہمیں اپنا زادِ راہ سنبھال کر رکھنا ہے، کہیں سٹاپ پر پہنچ کر ہم اپنی جمع پونجی گم نہ کر بیٹھیں۔

مطلب؟

استاذہ ایسا کیسے ہو سکتا ہے ہم اپنا سامان کھو دیں؟

مطلب یہ بیٹا کہ شیطان آخری سانس تک بہکاتا ہے تاکہ سارے نیک اعمال کی جمع پونجی ضائع کروادے۔ تو ہم نے اپنی آخری سانس تک شیطان کے بہکاوے سے بچنا ہے۔ شیطان ہمیں دوسرے کاموں میں الجھا کر اللہ کے احکام کو بھلوادیتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے حکم کو بھلادینے کی پتہ ہے کتنی سخت سزا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

وَ لَا تَكُوۡنُوۡا كَالَّذِيۡنَ نَسُوا اللّٰهَ فَاَنۡسٰٮهُمۡ اَنۡفُسَهُمۡ ؕ اُولٰٓـئِكَ هُمُ الۡفٰسِقُوۡنَ (الحشر: ۱۹)

"اور تم ان لوگوں کی طرح مت ہو جانا جنہوں نے اللہ (کے احکام) کو بھلادیا تو اللہ نے بھی انہیں اپنی جانوں سے غافل کر دیا اور ایسے ہی لوگ نافرمان (فاسق) ہوتے ہیں"۔

اوہ میرے خدایا۔ وہ دونوں ہاتھوں سے سر کو پکڑ کر نڈھال ہو کر رہ گئی۔ اتنی گزری زندگی میں، میں نے خدا کو اور خدا کے تمام احکام کو بھلایا ہی تو ہوا تھا۔

خدا ہماری جانوں اور ہمارے ایمان کی حفاظت فرمائیں۔ اور ہمیں اس حال میں موت دے کہ ہم مسلم ہوں۔ آمین

وہ لرزتے وجود کے ساتھ اب چہرہ اوپر چھت کی جانب اٹھائے دعا مانگ رہی تھی۔

میں کہاں ہوں؟

ہوسپٹل میں بیڈ پر ادھیڑ عمر شخص ہوش میں آتے ہی چلا رہا تھا

آپ ہوسپٹل میں ہیں میں ڈاکٹر کو بلاتا ہوں آپکی طبعیت خراب تھی۔

کمرے میں حذیفہ کو اس ادھیڑ عمر شخص کے پاس چھوڑ کر خود وہ تینوں پروفیسر شکیل، استاد عمر اور ایمان علی باہر چلے گئے تھے۔

رکو بیٹا۔

حذیفہ کمرے سے باہر نکلنے ہی لگا تھا کہ ادھیڑ عمر شخص کی آواز پر رک گیا۔

بیٹا تمھیں میرے یوتھ کا پتہ ہے؟

یوتھ؟

یہ کون ہے؟

حذیفہ نے حیران ہوتے ہوئے عجیب سا نام اپنی زبان پر دہرایا اور سمجھ نہ آنے پر پاس آتے ہوئے پوچھا۔

بیٹا یوتھ میرا بیٹا ہے وہ مجھ سے کھو گیا میں نے خود اسے کھو دیا۔

اسے گھر سے باہر نکال دیا۔

لیکن اب مجھے احساس ہوا کہ میں اس کے بغیر نہیں جی سکتا۔

اوہ تو کہیں ایمان علی تو آپ کے بیٹے نہیں؟

حذیفہ کو کچھ یاد آیا تو خود بخود ایمان علی کا نام منہ سے نکل گیا۔

مگر وہ ادھیڑ عمر شخص یوتھ کے اصلی نام سے واقف نہیں تھا۔

رکیں انکل ایک منٹ۔

حذیفہ نے جلدی سے کمرے کا دروازہ لاک کیا اور کرسی کھینچ کر بیڈ کے قریب کر لی۔

انکل آپ کے بیٹے نے اسلام قبول کر لیا تھا نا

جس کی وجہ سے آپ نے اسے گھر سے نکال دیا۔

اور پھر ایمان علی نے۔اوہ سوری مطلب یوتھ نے آپ سے کہا تھا کہ وہ کبھی آپ کے پاس آپکے دین میں نہیں آئے گا۔

یہی باتیں ہوئی تھیں نا آپ کے اور انکے درمیان؟

حذیفہ کو یاد آیا کہ کچھ ہی دنوں پہلے ایمان علی نے اپنے قبولِ اسلام کا واقعہ سنایا تھا۔

جی جی بیٹا۔

یہی ہوا تھا مگر میں ہار گیا اور میرا بیٹا جیت گیا اس کے مذہب نے اسے اپنے دین پر جما کر رکھا۔

بیٹا میں تمھارے آگے ہاتھ جوڑتا ہوں مجھے میرے بیٹے تک پہنچا دو اگر تم اسے واقعی جانتے ہو۔

نئیں انکل آپ ہاتھ نہ جوڑیں پلیز۔

میں آپ کو آپکے بیٹے سے ملواؤں گا مگر ایک شرط پر۔

کیا آپ میری وہ شرط قبول کریں گے ؟

حذیفہ نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

ہاں ہاں بیٹا میں آپکی ہر شرط کو قبول کرتا ہوں مجھے بس اپنے بیٹے سے ملنا ہے کسی بھی طرح۔

انکل ایک بار پھر سوچ لیں؟

ہاں بیٹا اس عمر میں مجھے ضرورت ہے اپنے بیٹے کی میں معافی مانگنا چاہتا ہوں اپنے بیٹے سے

تو پھر انکل آپ اپنی یہ حالت بہتر کریں؟

میں آپکو بہتر حالت میں آپکے بیٹے سے ملوانا چاہتا ہوں اور بہتر حالت میں ایک بہترین حالت قبولِ اسلام کی بھی ہے۔

آپ اپنے بیٹا سے معافی مانگنے سے پہلے اپنے حقیقی رب سے معافی مانگیں اور اپنی اصلاح کر لیجئے۔

کیا آپ اسلام قبول کریں گے انکل؟

اسلام قبول؟

جی انکل اسلام قبول۔ پتہ ہے اسلام ہی وہ دین ہے جو سیدھے راستے پر چلاتا ہے اور جو اللہ کے ہاں قابلِ قبول بھی ہے۔

انکل آپکے لیے تو دوہرا اجر ہے ایک اپنے پیغمبر پر ایمان لانے کا اور دوسرا آخری نبی پر ایمان لانے کی وجہ سے۔

آپکے یوتھ بیٹے کا نام اب یوتھ نہیں ہے بلکہ ایمان علی ہے۔

وہ بہت خوش ہو گا انکل۔ جب وہ اپنے باپ کو قبولِ اسلام کی حالت میں دیکھے گا۔

انکل آپکو پتہ ہے آپ کو اس بیڈ پر کن ہاتھوں نے لیٹایا۔

آپکے اپنے بیٹے نے اور آپکا سر اسکی گود میں تھا۔

اچھا میرے بیٹے نے مجھے چھوا؟

ادھیڑ عمر شخص بہتے آنسوؤں کے ساتھ اپنے ہاتھوں کو مسکراتے ہوئے دیکھنے لگا۔

ہاں چھوا لیکن نا جانتے ہوئے کہ جس انسان کو اس نے گود میں اٹھایا ہے وہ کوئی اور نہیں بلکہ اسی کا اپنا باپ ہے۔

آپ کی یہ نا پہچانے جانے والی حالت کی وجہ سے، اس نے آپکو نہیں پہچانا مگر دیکھیں پتہ نہ ہونے کے باوجود بھی مجھے آپکے پاس بیٹھا کر گیا کہ میں یہاں سے ہلوں بھی نا۔ جب تک آپ ہوش میں نہیں آجاتے۔

عنایا استاذہ مریم واقعی کتنی اچھی ہیں نا

مومنہ نے رشک کرتے ہوئے کہا۔

ہاں مومنہ قرآن سے جڑے سبھی لوگ ایسے ہی تو ہوتے ہیں۔ دوسروں کے خیر خواہ۔

دکھوں کو محسوس کرنے والے۔

اللہ کی طرف راغب کرنے والے۔

لگاتے تو اپنے سینے کے ساتھ ہیں مگر دلاسا اس پار آسمانوں کے رب کی باتوں کے ذریعے دیتے ہیں۔

"ہزاروں کتابوں کے استادوں سے بہتر ہوتے ہیں یہ ایک کتاب اللہ کے استاد۔ جنکو کہتے ہیں ہم اہل القرآن۔"

”ایسے لوگوں سے اللہ کی خاطر محبت کریں گے ناتو دنیا میں رب کی محبت ملے گی اور آخرت میں رب کے عرش کا سایہ
۔“

اور دیکھا مومنہ آج جس آیت کی تفسیر استاذہ مریم نے سمجھائی کیا ہی خوب تھی۔

مومنہ بہت بار اللہ تعالیٰ نے میرے ڈگمگاتے قدموں کو حق پر جما کر رکھا۔

الحمد اللہ

اور پتہ ہے مومنہ میں بالکل تنہا ہو گئی تھی۔

آپکی فیملی تو مذہب سے بد ظن تھی نا، لیکن میری فیملی مجھ سے اپنے ہی دین کے رستے پر عمل کرنے کی وجہ سے بد ظن ہو گئی تھی۔ اور یہ ایک ایسی آزمائش ہوتی ہے کہ نا تو انسان اپنوں کو چھوڑ کر کہیں دور ہجرت کر سکتا ہے کیونکہ سب مسلمان ہوتے ہیں اور نا انکے کہنے پر اپنا عمل رد کر سکتا ہے۔ ایک طرف حقوق اللہ اور دوسری طرف حقوق العباد ہوتے ہیں اور ہم ان دونوں کے درمیان میں ہوتے ہیں۔ تب صرف حکمت اور استقامت چاہئے ہوتی ہے۔

تو عنایا اگر اپنے سگے رشتے ہی عمل نہ کرنے دیں تو پھر؟

پھر ہی تو آزمائش زیادہ سخت ہوتی ہے پیاری۔

اس وقت حکمت چاہئے ہوتی ہے دوسروں سے قطع تعلق نہیں کرنا بلکہ انکی طرف سے ملنے والے زخموں کے باوجود انکے ساتھ خیر خواہی کرنی ہوتی ہے تاکہ انکا دل موم ہو جائیں۔

انکی طرف سے ملنے والی ہر اذیت کو چھپا کر، اپنے چہرے پر مسکراہٹ سجا کر پھر سے انکے ساتھ ادب واحترام سے بات کرنا پڑتی ہے۔

یہ سب آسان نہیں ہوتا پیاری۔

مگر جب ہم رب کی محبت میں شدید ہو جاتے ہیں نا۔ تو پھر آزمائشوں کے باوجود انسان پر سکون نظر آتا ہے۔

"یہ دنیا کی زندگی ہے اس میں ایسا ہی ہوتا ہے کبھی رو کر اور کبھی ہنس کر جینا پڑتا ہے۔ یہ جنت کی زندگی تھوڑی نہ ہے کہ جس میں سکون ہی سکون ہو گا، کوئی غل، کوئی کینہ نہیں ہو گا۔"

استاذہ صحیح کہتی ہیں کہ یہ دنیا مسافر خانہ ہے۔ سفر تو کرنا ہی ہے رک رک کے کریں یا بھاگ کر گر گر کے چوٹیں کھا کے فاصلہ طے کریں یا لڑکھڑاتے قدموں کو گھسیٹ کر۔

جب تک منزل نہیں آجاتی نا تو یہ کھٹی میٹھی، کڑوی زندگی گزارنی ہی ہے۔ تو بہتر نہیں کہ یہاں آزمائشوں کے باوجود اللہ کے احکام کو عمل میں لے آئیں تا کہ آخرت کی زندگی پر سکون ہو۔ ساری تھکاوٹ ختم ہو جائے پھر بس آرام ہی آرام ہو۔

ہاں خدا کرے ایسا ہی ہو۔

عنایا میرے دل کا بوجھ ایک دم ہلکا ہو گیا۔ میں اس وقت بہت اچھا محسوس کر رہی ہوں یہ سوچ کر کہ یہ زندگی مشکل ہے تو کیا ہوا۔ اگلی زندگی تو آسان ہو گی نا۔

جی بالکل ایک مومن کو اسی ایک سوچ سے تو راحت ملتی ہے کہ دنیا کی زندگی جلد ختم ہونے والی ہے اور آخرت ہمیشہ کے لیے ہے۔

ویسے ایک بات مجھے سمجھ نہیں آئی عنایا کہ آزمائشوں میں تو آنسو بہتے ہیں، تکلیف ہوتی ہے تو پھر لذت کیسے محسوس ہوتی ہے؟

میں بتاتی ہوں میری پیاری بہنا۔ کیونکہ ہم اللہ کے اور بھی زیادہ قریب جو ہو جاتے ہیں اور خاص طور پر جب اللہ ہمیں اپنے کلام کے ذریعے جواب دیتے ہیں یا کسی بھی طرح ہمارے دل میں صبر انڈیل دیتے ہیں۔

جیسے ابھی آپ نے کہا کہ اس وقت آپ کو اچھا محسوس ہو رہا ہے آپکے دل کا بوجھ ہلکا ہو گیا۔ یہی تو ہے آزمائشوں کے باوجود دل کا سکون محسوس کر لینا۔"

جب ہمیں لوگوں کے رویوں سے بے نیازی کی سی کیفیت محسوس ہوتی ہے ناتو ایسے لگتا ہے جیسے اللہ نے ہمیں تھپکی دے کر گلے لگایا ہو۔

ایسے جیسے ایک ماں کمر پر تھپکی دے کر گلے لگاتی ہے۔

عینی مجھے تو استاذہ مریم بہت الگ سی محسوس ہو رہی تھیں مگر اب تم بھی ویسی ہی خوبصورت باتیں کر رہی ہو۔

عینی؟

یہ کب سے کہنا شروع کر دیا؟

وہ مسکراتے ہوئے گویا ہوئی۔

ہاں عینی بلال بابا آپکو عینی ہی کہتے تھے تو میرا بھی دل کیا اس لاڈلے نام کو پکارنا۔

واقعی عینی تم ہو ہی آنکھوں کی ٹھنڈک۔

تمہیں پتہ ہے عنایا کہ تم اس وقت کتنی پیاری لگ رہی ہو۔ اتنی پیاری کہ شاید جہانوں کے پار خدا کی ذات بھی دیکھ کر مسکرا رہی ہو۔

نئیں مومنہ پیاری تو آپ ہیں۔

کیونکہ آپ کا صبر صرف صبر نہیں بلکہ صبر الجمیل ہے۔

آپ دنیا میں تنہا ہو گئیں۔ مگر اللہ نے کیسے آپکی تنہائی کو دور کیا۔ آپکے خونی رشتے آپ سے کھو گئے مگر اللہ نے آپکو ایمانی رشتوں سے نوازا۔

آپکے پیارے آپکو چھوڑ گئے، مگر اللہ نے اپنے پیار کے ساتھ ساتھ آپکے لیے ہمارے دلوں میں بھی پیار ڈال دیا۔

اللہ نے آپ سے جو جو بھی لیا نا مومنہ۔

اس سے کہیں زیادہ بہترین دیا بھی۔ ابھی تو آپ کو اور بھی بہترین ملے گا ان شاء اللہ۔

”اللہ کی بات سچی ہے کہ وہ کچھ بھی لینے سے پہلے بہت کچھ سے نواز دیتا ہے۔

ہم بہت ہی حقیر سی چیز سے محروم ہوتے ہیں مومنہ

اور بہت ہی اعلیٰ افضل سے مالامال بھی کر دیئے جاتے ہیں۔ لیکن یہ اعلیٰ افضل تب ملتا ہے جب ہمارا صبر، صبر الجمیل بن جاتا ہے۔ خوبصورت صبر کے بدلے خوبصورت جزا۔الحمد اللہ کثیرا

اور مجھے آج بھی یقین ہے اپنے رب پر کہ وہ ہمیں ضائع نہیں کرے گا۔

صحیح کہہ رہی ہو عنایا۔

”ہم صبر کرتے کرتے تھکنے لگتے ہیں۔ گرنے لگتے ہیں۔ حوصلہ ہارنے لگتے ہیں۔ چونکہ ہم انسان جو ہیں۔

مگر ہمارا خدا ہمیں نوازتے نوازتے نہیں تھکتا۔ نہ اسکے خزانے میں ذرہ برابر بھی کمی آتی ہے وہ تو بس دیتا ہی چلا جاتا ہے۔“

جی کیونکہ وہ ہمارا رب العالمین ہے۔

مومنہ مجھے ایک حدیث یاد آ رہی ہے۔

”اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اگر میرے بندے مجھ سے مانگیں اور میں اپنے بندوں کو وہ ساری نعمتیں بھی دے دوں نا جو میرا بندہ چاہتا ہے تو پھر بھی میری نعمتوں میں ذرہ برابر کمی نہیں آئے گی۔ یا بس اتنی کمی ہو گی جتنا سمندر کے پانی میں انگلی ڈبونے سے انگلی کو جتنا پانی لگتا ہے“۔

اللہ تعالیٰ بہت وسیع ہیں مومنہ۔ اس نے ہمارے لئے بہت کچھ رکھا ہوا ہے۔ بس ہمیں مانگنے کی تڑپ آنی چاہیے۔

”وہ دو لڑکیاں چہروں پر مسکراہٹیں

دل میں غموں سے چُور

نفس امارہ سے لڑ کے

رب کے رستے پہ چل کر
خواہشاتِ نفسانی کو دبا کے
ضمیر کی آواز پر لبیک کہتی ہیں

آزمائشوں پر صابر رہ کر
عملی استقامت اختیار کر کے
چھلنی دل سے طعنے سب جھیل کر
اِنَّمَا آشکُو بَثِی وَ حُزنِی اِلَی اللہ کہتی ہیں

آنکھوں میں نمی رکھ کر
چہرے پہ مسکان لا کے
دن کی روشنی میں چھپا کر
رات کی تاریکی میں آنسو بہاتی ہیں

دکھ دل میں پہاڑ کی مانند رکھ کر
پھولوں جیسا مزاج لے کے
ظلم و ستم کی بھیڑ میں
وَ اُفَوِّضُ اَمرِیٓ اِلَی اللہ کا حوصلہ پاتی ہیں

دنیا میں گمنامی کی کوشش میں
آخرت میں مشہور ہونے کی حسرت لے کر
دنیا کا کٹھن فاصلہ طے کرتی ہیں

ہاں ایسی ہی تھیں وہ دونوں۔
دنیا رشک سے دیکھتی جنہیں۔
زندگی میں شاید انکے کوئی غم ہی نہیں۔"

"یہ حقیقت ہے کہ دنیا تو ظاہر ہی دیکھتی ہے۔باطن تک تو رب العالمین کی رسائی ہے۔وہ دیکھتا ہے دل کی گہرائی میں کیا کچھ سمایا ہوا ہے، کتنے زخم ہیں دل میں، جنہیں مندمل ہونے میں عرصے لگ جائیں گے۔"

عنایا کیا ہم کچھ دیر گھر سے باہر ایک ساتھ وقت گزار سکتی ہیں؟

مجھے تمھارے ساتھ رہ کر سکون مل رہا ہے۔مجھے خدا کی محبت محسوس ہو رہی ہے۔مجھے ڈر لگ رہا کہ اگر میں تم سے دور ہوئی تو میرا رب مجھ سے کھو جائے گا اور میں پھر سے انہی سڑکوں پر چلنے والی گاڑیوں کی مانند ہو جاؤں گی جنکی اپنی کوئی منزل نہیں ہوتی۔

بس تھوڑا مگر مکمل وقت صرف میرے ساتھ گزارو گی؟

مومنہ چہرے سے آنسو صاف کرتے ہوئے عنایا سے مخاطب ہوئی

ہاں کیوں نہیں پیاری۔

میں ضرور آپکے ساتھ وقت گزاروں گی بلکہ میں تو جنت میں بھی ہمارے ساتھ رہنے کی دعا مانگتی ہوں۔

آمین۔

”عنایا یہ درخت کتنے انمول ہوتے ہیں۔

یہ ایک ساتھ تین کام کرتے ہیں

سایہ بھی دیتے ہیں، ہوا بھی اور پھل بھی دیتے ہیں۔

ہاں اور ان درختوں کی لکڑی بھی فائدہ مند ہوتی ہے آگ جلانے اور فرنیچر بنانے کے لیے۔

ہاں اور اللہ کے نیک اور مخلص بندوں کی مثال بھی ایسی ہی ہے۔“

وہ دونوں غروبِ آفتاب کے وقت آم کے درخت کے نیچے بیٹھی رب کی قدرت میں غور و فکر کر رہی تھیں۔

”عنایا مجھے بھی خدا کی محبت میں گرفتار ہونا ہے۔ایسی گرفتاری جس کے بعد کبھی رہائی نہ ملے۔

میرا نفس اگر کبھی مجھے اس گرفتاری سے چھڑانے کی کوشش بھی کرے نا۔تو پھر بھی مجھے آزادی نہ مل پائے۔مجھے ایسی قید چاہئے خدا کی محبت میں۔“

ہم کیسے خدا سے جڑ سکتے ہیں؟

وہ وقت کیسا ہوتا ہے عنایا؟ جب ہمیں خدا کی باتیں سمجھ آنا شروع ہو جاتی ہیں۔

ہماری فیلنگز کیا ہوتی ہے خدا کو پا کر؟

ٹوٹے وجود کو خدا کیسے تھام لیتا ہے؟

مومنہ آنسوؤں کی شدت کے ساتھ اپنے رب کی محبت کو محسوس کرنے کے لیے تڑپ رہی تھی۔

”ایک ہی جیسے ہوتے ہیں انسان

مگر کوئی تڑپتا ہے رب کو چاہنے کے لیے

اور کوئی کوشش کرتا ہے دنیا کو پانے کے لیے“

میں جب جب ٹوٹنے لگتی تھی ناموٗمنہ۔

میرے اللہ مجھے تھام لیتے تھے اپنے کلام کے ذریعے، کہیں نہ کہیں سے کسی بھی آیت سے میری راہنمائی ہو جایا کرتی تھی کہ بس کچھ لمحے اور صبر کر لو۔

اور میں اسی امید کے ساتھ پھر سے اٹھ کھڑی ہوتی تھی۔

"جب ہم ٹوٹ جاتے ہیں ناتو ہم کوئی کندھا تلاش کرتے ہیں مومنہ جس پر ہم سر رکھ کر اتنا روئیں کہ دل ہلکا ہو جائے یا کوئی ایسا ہو جس سے ہم اپنا سارا غم بیان کر دیں اور وہ بس ہمیں تھام لے، جب ہم ایسی کیفیت میں دنیا والوں کی طرف رخ کرنے سے پہلے اپنے رب کی طرف رجوع کر لیتے ہیں ناتو وہ ذات ایسے تھامتی ہے کہ پھر کسی بھی دوسرے کندھے کی ضرورت باقی نہیں رہتی ہے۔"

اور پتہ ہے مومنہ؟ اللہ ہمارے اعمال، ہماری دعائیں رائگاں نہیں جانے دیتے۔ ایک وقت تھا کہ میرے گھر مجھ سے خفا تھے لیکن آج انہی کی مرضی اور خوشنودی میرے عمل کرنے میں مجھے استقامت دے رہی ہے، مجھے محبت ہو گئی اللہ کے کلام سے۔

میرے سارے معاملات آسان ہو گئے الحمد اللہ کثیرا

اور مجھے یقین ہے کہ آگے بھی اللہ ہمارے لئے آسانیاں پیدا کریں گے۔ ان شاءاللہ

ہاں عنایا آپ صحیح کہہ رہی ہو۔

پتہ ہے جب آپکے بابا مجھے ملے تھے تو اس وقت میں ہوسپٹل بیڈ پر تھی اپنے ایمان کی سلامتی کی دعائیں مانگ رہی تھی۔ کیونکہ میرے والدین میری آنکھوں کے سامنے ہی اس دنیا سے رخصت ہو چکے تھے۔ میں بالکل اکیلی ہو گئی تھی۔ تب مجھے اپنی جان کی پرواہ نہیں تھی بس اپنے ایمان کی فکر تھی کہ میں ایک کمزور لڑکی پتہ نہیں اس فتنوں سے بھرے دور میں اپنے ایمان کو اکیلی بچا پاؤں گی بھی یا نہیں۔

یقیناً سب نے مجھے بلکتے ہوئے دیکھا ہو گا۔

خدا جانے کتنوں نے مذاق بنایا ہو گا اور کتنوں نے ترس کھایا ہو گا، مگر ہر کسی نے مجھے لاوارث پا کر یونہی چھوڑ دیا ہو گا۔

لیکن بلال بابا بالکل آپ ہی کی طرح ہیں انہوں نے مجھے اپنی بیٹی جیسی عزت دی اور مجھے ہو سپٹل سے ڈسچارج ہونے پر یہاں صحیح و سالم آپکے پاس لے آئے۔ آپ کو راستے میں انہوں نے بہت یاد کیا عنایا۔

اور پتہ ہے جب بھی وہ عینی نام پکار کر آپکو یاد کرتے۔ مجھے فوراً آپکی یاد آجاتی تھی۔

مومنہ آنسوؤں کو صاف کرتے ہوئے زخمی مسکان چہرے پر سجائے عنایا کی طرف متوجہ تھی۔ مومنہ میری پیاری۔ میری جنت کی ساتھی۔

آپ جب کالج نہیں آتی تھیں تو میں بھی بہت پریشان رہتی تھی، پتہ نہیں کس حال میں ہوں گی آپ،،، یہ سوچ کر میں بہت دکھی ہوتی تھی۔

اچھا مومنہ ایک بات تو بتائیں؟

جب آپ اسلام قبول کر کے کالج سے گھر گئی تھی تو سب کا "ری ایکشن" کیسا تھا؟

آپ کو پرابلمز کا سامنا کرنا پڑا ہو گا یقیناً۔

ہاں پرابلمز تو تھیں ہی عنایا۔ مگر کچھ آزمائشیں الگ ہی تھیں۔

میں نے بہت کچھ اپنی آنکھوں کے سامنے کھویا۔

"مومنہ کا قبولِ اسلام کے بعد کا واقعہ"

ہم جوائن فیملیز میں رہتے تھے۔

اس دن جب میں کالج سے گھر گئی تو وہی دن کرسمس کے تھے۔

(25 دسمبر کو ہماری۔ سوری عیسائیوں کی عید ہوتی ہے)۔

میں بہت ڈر گئی تھی کہ اگر میں نے عیسائیت کی عید منائی تو خدا مجھ سے ناراض ہو جائے گا۔ اور یہ مجھے کسی بھی صورت منظور نہیں تھا۔

اسی سوچ کو میں نے اپنے اوپر اتنا حاوی کر لیا کہ میں سچ مچ میں بیمار پڑ گئی اور بخار بھی شدت پکڑ گیا۔

میں اپنے والدین کی اکلوتی اولاد تھی۔ انکی جان بستی تھی مجھ میں۔

میری بگڑتی حالت کو دیکھ کر انہوں نے بھی کوئی خاص خوشی نہیں منائی اور نہ ہی نیو ڈریس پہنیں۔

کرسمس کے دن سب چرچ گئے اور پھر انجوائے کرنے کے لیے باہر گھومنے پھرنے چلے گئے گھر میں صرف ہم تین لوگ رہ گئے۔ میں اور میرے ماما پاپا۔

یہ تنہائی ہمیں خدا کے اذن سے ملی تھی۔

"بیشک خدا کے ہر کام میں مصلحت ہوتی ہے جو ہم نادانوں کو سمجھ نہیں آتی"۔

"میرا سب کے سامنے نماز پڑھنا نا ممکن تھا مگر میں نماز کسی بھی صورت چھوڑنا نہیں چاہتی تھی۔

اس لیے میں نمازوں کو جمع کر لیا کرتی تھی۔

رات کو عشاء کی اذان کے بعد جب سب سو جاتے تو میں رات کو ساری نمازیں پڑھ لیا کرتی۔

اور یہی دعا کرتی کہ یا خدا میں نے

ایاک نعبد وایاک نستعین کہہ دیا ہے، اور دل کی گہرائی سے یہ وعدہ کیا ہے۔

یا خدا میرے حالات تیرے سامنے ہیں۔

اس وعدے پر استقامت آپ نے ہی مجھے دینی ہے۔"

پھر وقت آ گیا تھا خدا نے میرے لیے آسانیاں پیدا کر دیں۔ جب سب میری پرواکئے بغیر اپنی خوشیاں منانے چلے گئے تو میرے والدین کو بہت برا لگا۔

جب میں نے انکو تنہا دیکھا تو میں نے ایک دعا مانگی اتنے یقین کے ساتھ جیسے تم نے اس دن کالج میں سٹیج پر آنے سے پہلے خالص اپنے رب کو پکارا تھا ایسے ہی میں نے بھی پکارا کہ اے خدا میرے لیے آسانیاں فرمانا اور تنگیوں سے مجھے بچانا"

جب میں نے اپنے والدین کو اسلام کے بارے میں بتایا اور خدا کی پہچان انہی الفاظ میں کروائی۔ جو الفاظ میں نے آپکے منہ سے سنے تھے۔ کہ خدا تو سب کا دوست ہے اور آپ بھی کا سارا قصہ سنایا کہ کیسے آپ نے خدا سے مدد مانگی اور کیسے سب کے سامنے باتوں کو گہرائی سے بیان کیا۔ آپ میرے لیے چراغِ ہدایت بنی ہو عنایا۔

میرے ماما پاپا نے مجھے بہت ڈانٹا اور مجھ سے ناراض ہو گئے کہ میں انکے آباؤ اجداد کا دین چھوڑ دوں گی تو وہ منہ دکھانے کے لائق نہیں رہیں گے۔

اور تایا جان کے اکلوتے بیٹے سے جڑا میرا رشتہ بھی انہوں نے یاد دلایا۔

مگر میری ایک بات پر وہ بے بس ہو جاتے اور جواب نہ دے پاتے جب میں کہتی کہ اگر میں نے شرک والا دین نہ چھوڑا تو میں خدا کے سامنے روز قیامت منہ دکھانے کے قابل نہیں رہوں گی۔ مجھے جہنم میں ڈال دیا جائے گا اور ساتھ میں رو رو کر انکے پاؤں پکڑتی کہ میں آپکو بھی جہنم میں جلتے ہوئے نہیں دیکھ سکوں گی۔ انہوں نے میرے قبولِ اسلام کا ذکر کسی سے بھی نہیں کیا کیونکہ اگر کسی کو پتہ چلتا تو وہ لوگ مجھے جان سے مار ڈالتے اور میرے ماما پاپا برداشت نہ کر پاتے۔ میرے بابا ہائی ایجوکیٹڈ تھے۔ وہ اسلام کے بارے میں جانتے تھے۔ مگر وہ فیملیز کے ڈر سے خاموش تھے شاید وہ حق جان کر بھی انجان تھے۔

پھر ایک دن ایسا ہوا کہ میرے تایا جان جو گھر میں سرپرست کی حیثیت رکھتے تھے۔

انکے بیٹے یعنی میرے منگیتر نے کسی مسلمان لڑکی کے ساتھ چپکے سے شادی کرلی اور اس لڑکی نے اپنا حق مہر میرے کزن کا قبول اسلام رکھا۔

وہ لڑکی بہت خوبصورت تھی۔ جس کی وجہ سے شاید میرے کزن نے محبت کو چھوڑنا گوارا نہیں کیا اور اسکی محبت کی خاطر مذہب چھوڑنا گوارا کرلیا۔

میں نے اپنی بچپن کی محبت کو اپنے آنکھوں کے سامنے کسی اور کی ہوتے دیکھا۔ میں نے اسے ہمیشہ اپنا ہونے والا شوہر سمجھ کر اتنے خواب دیکھے تھے۔

دل کہتا تھا کہ کاش وہ پہلے ہی جان جاتا کہ میں بھی مسلمان ہوں پھر شاید وہ مجھے یوں ٹھکرا کر کسی اور کو نہ اپناتا۔ بہت اذیت ہوئی تھی مجھے۔ مگر میں کچھ نہیں کر سکتی تھی کیونکہ وہ کسی اور کا ہو چکا تھا اور کسی کی چیز کو زبردستی حاصل کرنا ایک حاسد کا کام ہوتا ہے۔

میں بس یہی سوچتی رہ گئی کہ کیا اس لڑکی کی محبت اتنی زور آور تھی کہ میرے کزن نے بچپن سے جڑے میرے رشتے کے بارے میں ایک بار بھی نہ سوچا۔

مگر شاید خدا نے اسکا نصیب کسی اور کے ساتھ لکھا تھا۔ اور میرا نصیب پتہ نہیں کس کے ساتھ؟

خیر وہ تایا جان کے اکلوتے بیٹے تھے اور آدھی پراپرٹی اسی کے نام میرے دادا جان نے کی تھی۔ چونکہ وہ بڑے پوتے تھے۔

جب گھر میں پتہ چلا تو کوئی کچھ نہ کر پایا اور تایا جان کو تو یہ خبر سن کر ہی دل کا دورہ پڑ گیا جس کی وجہ سے وہ کچھ دن کومے میں رہے اور اسی دوران ہی انکی ڈیتھ ہو گئی

"اب سب پر حکم چلانے والا انسان رخصت ہو چکا تھا"۔

باقی سب شرمندگی کی وجہ سے حویلی سے باہر نہیں نکل رہے تھے۔ ہمارا خاندان ایک رئیس خاندان تھا۔

پھر جب میرے قبول اسلام کا بھی سب کو پتہ چلا تو کوئی مارنے کی دھمکی تو نہیں دے سکا۔

لیکن گھر سے ہمیں بغیر جائیداد دیئے نکال دیا گیا۔

ہم لوگ چلے گئے دوسرے شہر میں۔

مگر وہاں مشکل ہو رہی تھی پاپا کا بزنس یہیں تھا۔

جب میرے کزن کو پتہ چلا تو اس نے میرے پاپا کو کال کی کہ ہم لوگ کراچی شفٹ ہو جائیں وہاں انکے دوست کا گھر ہے تو کرایہ وہ خود ہی دے دیا کریں گے۔

جب ہم آخری بار یہاں اپنے کزن کا شکریہ ادا کرنے آئے اور ایک آخری بار پاپا نے میرے چاچو والوں سے جائیداد کا مطالبہ کیا تو انہوں نے میرے پاپا کو قتل کر دینے کی دھمکی دی۔

اور حویلی سے دھکے دے کر نکال دیا۔

تو میرے کزن نے کچھ دن ہمیں اپنے گھر رکھا۔

وہ واقعی دل کا بہت اچھا انسان تھا۔ لیکن میری قسمت میں نہیں تھا یا میری آزمائش تھی کہ اپنی محبوب چیز کو کھو کر مجھے امتحان دینا تھا اپنے ایمان کی استقامت کا۔

ہماری فیملیز کے سب لوگ حویلی کو فروخت کر کے پتہ نہیں کہاں چلے گئے۔ میرے کزن کی بیوی پریگنٹ تھیں مگر پھر انکو پتہ نہیں کیا ہوا وہ حمل کے دوسرے ماہ ہی وفات پا گئیں۔ یہ صدمہ ہم سب کے لیے بہت بڑا تھا اور میرے کزن کے لیے شدید جھٹکا تھا۔

میں چاہتی تھی کہ اب بھی میرا رشتہ اسکے لئے جڑ جائے کیونکہ اب مجھے اس سے زیادہ اُسکے قبولِ اسلام سے محبت تھی۔

مگر شاید میرے نصیب میں تب بھی اسکا ساتھ نہیں لکھا تھا۔

جب میرے چاچو والوں کو خبر ہوئی تو انہوں نے میرے کزن کی کمزوری اور دکھوں کا فائدہ اٹھایا اور ساری جائیداد پر قبضہ کر لیا۔

میرا کزن دماغی مریض بن گیا تھا۔ اپنی فوت شدہ بیوی کی محبت میں وہ شدید تھا کہ ہر وقت انہی کو آوزیں دیتا۔ یہاں انکو سنبھالنے والا بھی کوئی نہیں تھا سوائے ہمارے۔

کچھ مہینے بعد اسکے سسرال والے آئے اور میرے کزن کو اپنے ساتھ ہی لے گئے۔ وہ بہت ہمدرد فیملی لگتی تھی۔ اور واقعی جو میرے کزن کی بیوی تھیں وہ بھی بہت اچھی تھیں۔

میں آخری بار کالج گئی تو وہاں آپ سے بھی میرا رابطہ نہیں ہو سکا۔

پھر ہم لوگ چپکے سے کراچی کے لیے روانہ ہو گئے۔

اس لیے کہ اب چاچو والے ہمیں نقصان نہ پہنچا دیں۔

مگر راستے میں ایک حادثہ جو ہوا اس میں میرے ماما پاپا بھی مجھ سے ہمیشہ کے لئے جدا ہو گئے۔

کچھ زندہ عزیز انسانوں کو میں کھو چکی تھی اور اب جو پاس تھے موت نے انکو مجھ سے دور کر دیا۔

تب میرے ساتھ میرا واحد سہارا میرا خدا تھا۔

تب میں نے دعا کی کہ اے میرے خدا میرے لیے کافی ہو جا اور تب ہی آپکے بابا کسی مریض کی عیادت کے لیے وہاں آئے اور میرے بارے میں کسی سے سنا ہو گا اور پھر میرے سرپرست بن کر مجھے اپنی بیٹی بنا لیا۔

”یہ سب کچھ صرف 4 مہنیوں میں ہوا، گھر بکھر گئے، زندگیاں اجڑ گئیں اور میں اپنوں کے سایہ شفقت سے بھی محروم ہو گئی۔“

حقیقت پر مبنی اپنی زندگی کی اتنی تلخ کہانی سناتے ہوئے بھی اسکی آنکھیں خشک تھیں۔بات مکمل ہونے پر کچھ آنسو ایک ساتھ ہی آنکھوں کے کناروں سے ٹوٹ کر موتی کی مانند نیچے گرے۔ جسے اس عظیم ذات کے علاوہ کسی نے نہیں دیکھا۔

دل چیر دینے والی کہانی سن کر عنایا اپنے آنسوؤں کو کنٹرول نہیں کر پا رہی تھی۔

دونوں بہتے آنسوؤں کے ساتھ درخت سے ٹیک لگائے گم سم بیٹھی تھیں۔

میرے ماما پاپا اسلام کی حالت میں اس دنیا سے رخصت ہوئے ہیں، خدا انکو شہادت کا درجہ دیں آمین۔

مومنہ میرا دل آپکی یہ داستان سن کر ہی پھٹ رہا ہے۔ اور آپکا کیا حال ہوا ہو گا جس کے ساتھ یہ سب ہوا۔ مجھے رشک آرہا ہے آپکے پختہ ایمان پر۔

اللہ تعالیٰ واقعی کسی انسان کو تنہا نہیں چھوڑتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دنیا و آخرت دونوں میں ایک ساتھ رکھیں آمین یا رب۔

عنایا تم ایسے بچوں کی طرح کیوں رو رہی ہو؟

میں اب ٹھیک ٹھاک آپ کے سامنے ہوں۔

وہ وقت گزر گیا ہے مجھے میرے خدا نے صبر دے دیا ہے۔ اگر میں نے دل سے اس صدمہ کو لگا لیا تو پھر آگے کی نا جانے کتنی منزلیں ہیں جو مجھے ابھی طے کرنی ہیں۔ وہ کیسے کر پاؤں گی؟۔

اور رہی بات ساتھ رہنے کی، تو میری بھی یہی خواہش ہے کہ ہم ساتھ رہیں۔ اگر ہم اب مل سکتی ہیں تو آگے بھی ان شاء اللہ سب ٹھیک ہی ہو گا۔

دونوں آنسوؤں سے تر چہرے کے ساتھ، آس پاس کی دنیا سے بے خبر، حجاب میں لپٹی ہوئیں ایک دوسرے کے گلے سے لگ کر آنسو صاف کرنے لگیں۔

ویسے عنایا آپکو پتہ ہے آج مجھے میم صباء کی وہ بات یاد آئی۔ وہ کہا کرتی تھیں کہ اس قرآن کو پڑھ تو دیکھو تمھیں سب کچھ اپنا اپنا سا لگے گا اور آج تفسیر کے دوران مجھے سچ میں اپنا آپ ہی نظر آیا۔ جیسے میرا خدا بتا رہا ہو کہ دیکھو تمھارا سینہ میں نے ایسے اپنے دین کے لیے کھلا تھا کیونکہ جو اسلام کو دین حق کے طور پر پہنچان لیتا ہے وہ اسلام کو دل سے بھی قبول کر لیتا ہے۔

”فَمَنۡ یُّرِدِ اللّٰہُ اَنۡ یَّہۡدِیَہٗ یَشۡرَحۡ صَدۡرَہٗ لِلۡاِسۡلَامِ ۚ“

اگر اسے پتہ چل گیا کہ میں اسکا باپ ہوں تو کیا وہ مجھ سے منہ موڑ لے گا؟

ادھیڑ عمر شخص کے سوال پر حذیفہ مسکرا دیا۔

”نہیں انکل ہم مسلمان اتنے سخت دل نہیں ہوتے“

”ہمارے نبی ایسے نہیں تھے وہ تو اپنے دشمنوں کے لیے بھی سخت نہیں ہوا کرتے تھے تو ہم بھی انہی کی امت ہیں سخت دل نہیں ہو سکتے۔“

پھر مجھے میرے بیٹے کے پاس لے چلو نا بیٹا۔

آپ نے میری پوری بات نہیں سنی انکل۔!!!

میں کہہ رہا ہوں کہ ہم شریعت کے پابند مسلمان سخت دل نہیں ہوتے۔ ہم خیر خواہی تو غیر مسلمز کی بھی کرتے ہیں مگر اپنے ”دین کا سودا“ کسی سے بھی نہیں کرتے۔

”ایک بار حضرت اسماء کی والدہ (جو کہ مشرکہ تھیں) مدینہ میں اپنی بیٹی حضرت اسماء کے پاس آئیں تو حضرت اسماء نے رسول اللہ سے پوچھا کہ کیا میں اپنی والدہ سے مل لوں تو پتہ ہے ہمارے نبی نے کیا فرمایا تھا؟

یہ فرمایا تھا کہ ہاں تم اپنی مشرکہ والدہ سے حسنِ سلوک کر سکتی ہو مگر انکے دین کو نہیں اپنا سکتی۔ ایسے ہی کچھ الفاظ کہے تھے“۔

اتنا خیر خواہ ہے تمھارا دین؟

وہ دین جو میرے بچے نے اپنایا۔

میں نے اسی دین کی وجہ سے اسے گھر سے نکال دیا اور وہ اسی دین کی وجہ سے مجھ۔

ادھوری بات پر ہی آنسو رواں ہو گئے، لفظ زبان پر ہی ٹھہر گئے۔

انکل کیا آپ اسلام قبول کریں گے؟

حذیفہ نے اس شخص کے دل کو نرم ہوتے دیکھ کر مزید اپنی بات پر زور دے کر اسلام کی رغبت دلائی۔

آنسوؤں سے چہرہ بھیگ چکا تھا۔

کوئی جواب نہ ملنے پر حذیفہ نے چھت کے پار رب العالمین کی طرف رجوع کیا اور آنکھوں میں آنسو لیے دل کی تڑپ کے ساتھ دعا مانگی۔

"اے پرودگار، اے ذوالجلال والاکرام، اے ابراہیم کے رب آج میری اس دعا کو قبول کر لیجئے، ایمان علی کی کوئی ایک نیکی جو تجھے بہت پسند آئی ہو اسکے نتیجے میں تو اے رب اسکے باپ کو ہدایت دے کر اسلام کی طرف راغب کر لے۔ یااللہ، یارحمن ایمان علی کے باپ کو ابراہیم علیہ السلام کے باپ آزر کی طرح بے دین مشرک ہی اس دنیا سے نہ اٹھالینا۔ اللہ ابراہیم کے باپ آزر نے بھی ابراہیم علیہ السلام کو تیرے دین کی وجہ سے نکالا تھا اور ایمان علی کو بھی اسکے دین کی وجہ سے ہی اسکے باپ نے نکالا۔ اللہ ابراہیم کا باپ ابراہیم کے لیے نہیں رویا تھا مگر یااللہ ایمان علی کا باپ ایمان علی کے لیے رو رہا ہے اللہ اسکو بھی ایمان کی دولت سے نواز دے۔ یارب ایمان علی کے باپ کا سینہ اسلام کے لیے کھول دے۔"

حذیفہ نے پہلی بار کسی کے لیے اتنی زیادہ گڑگڑا کر دعا مانگی تھی۔ جسے اللہ تعالیٰ نے فوراً قبول فرمالیا۔

"جب کوئی اللہ کے خوبصورت ناموں کو پکار کر اللہ کے سامنے گڑ گڑا کر دعائیں مانگتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو یونہی بلکتا نہیں چھوڑتا۔

وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا ۖ وَذَرُوا الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْٓ اَسْمَآئِهٖ ۭ سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ

(اعراف:180)

"اور اسمائے حسنیٰ (اچھے اچھے نام) اللہ ہی کے ہیں۔ لہٰذا اس کو انہی ناموں سے پکارو۔ اور ان لوگوں کو چھوڑ دو جو اس کے ناموں میں ٹیڑھا راستہ اختیار کرتے ہیں۔ وہ جو کچھ کر رہے ہیں، اس کا بدلہ انہیں دیا جائے گا۔"

ہاں بیٹا میں اسلام قبول کروں گا اور ضرور کروں گا۔

اسی خدا کی خاطر اسلام قبول کروں گا جس خدا کو پہچان کر میرے بچے نے ایمان کی دولت کو اپنے دل میں سما کر اپنا نام بھی ایمان رکھ لیا۔

میں مسلمان ہو کر اپنے بچے کی طرح ایمان کی حلاوت تو نہیں پا سکتا، ہاں مگر ایک مسلمان کی حیثیت سے خدا کی فرمانبرداری کر کے خود کو ایک بندہِ مومن بنانے کی کوشش کر سکتا ہوں۔ مجھے خدا کی فرمانبرداری کرتے ہوئے ایک مومن بندہ بننا ہے۔

حذیفہ اپنے رب سے مناجات کر ہی رہا تھا کہ آنکھوں بند کئے آنسوؤں سے بھیگے چہرے پر مسکراہٹ سجاتے ہوئے اس ادھیڑ عمر شخص نے اسلام کے قبول کرنے کا دعوا ایسے الفاظ میں کیا کہ حذیفہ کچھ دیر کے لیے سکتے کی حالت میں مبتلا ہو گیا۔

انکل آپ نے تو اسلام کے قبول کرنے کا دعوا ہی اتنے زبردست الفاظ میں کیا ہے۔

حالانکہ میں الحمد اللہ پیدائشی مسلمان ہوں میں نے کبھی نہیں سوچا کہ میں ایک عام مسلمان سے ایک مومن بندہ بننے کی کوشش کروں۔

مبارک ہو انکل مبارک۔ اسلام کی دولت سے مالا مال ہونے کے لیے۔ اور ان شاءاللہ بندہ مومن بننے کی کوشش آپکو ایک مخلص مومن ضرور بنائے گی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کبھی کسی مومن کی کوشش ضائع نہیں کرتے اور اگر آپ اجازت دیں تو میں آپکو آج سے مومن انکل کہہ کر مخاطب کر سکتا ہوں۔

خیر مبارک بیٹا۔

ہاں ہاں کیوں نہیں آج سے میرا نام مومن ہی ہو گا۔ تم بھی میرے بیٹے ہو۔ تمھارا حق ہے کہ تم مجھے جس مرضی نام سے پکارو۔

کیونکہ اسی اسلام کی طرف میرے اپنے بیٹے نے بھی مجھے دعوت دینا چاہی تھی مگر میں نے انکار کر دیا شاید میرے قبولِ اسلام کا اعزاز تجھے ملنا تھا۔

ایمان علی کو میں نے اسلام کی حالت میں دیکھ کر چھوڑا تھا مگر آج میں خود اسکے سامنے اسلام کی حالت میں ہی جانا چاہتا ہوں۔

آنسوؤں کا سلسلہ پھر سے شروع ہو چکا تھا جس میں اب حذیفہ کے آنسو بھی شامل تھے۔

حذیفہ کی آنکھوں میں کبھی اتنی شدت سے آنسو نہیں آئے تھے۔ وہ ہمیشہ ہنستا مسکراتا رہتا تھا۔

مگر آج ہوسپٹل کے کمرے کی ہر چیز ان آنسوؤں کی گواہ بن رہی تھی کمرے میں باہر کی جانب کھلی کھڑکیوں سے جو ہوا آ رہی تھی۔ وہ بھی خوشی سے مہک رہی تھی اور اس بات کی گواہ تھیں کہ کوئی نورِ ایمان سے منور ہو کر اسلام کی دولت کو اپنے دل کی بہار بنانے جا رہا ہے۔

حذیفہ تم کہاں چلے گئے تھے؟

اور یہاں اس روم میں ہم جس آدمی کو لے کر آئے تھے وہ کہاں ہے؟

یار ایمان میں اسی شخص کو گھر تک چھوڑنے گیا تھا۔

کیا؟انکو ہوش آ گیا اور تم اسے گھر بھی چھوڑ آئے۔

مجھے ان سے ملنا تھا اتنی جلدی کیوں کی تم نے۔؟

میرا انتظار تو کر لیتے۔مجھے اس ضعیف انسان کو ہوش میں دیکھنا تھا اسکی آواز سننی تھی۔

وہ روہانسی آواز میں بول رہا تھا جیسے بہت قیمتی چیز اس کھو گئی ہو۔

چلو اب مجھے بتاؤ کہ انکا گھر کہاں ہے؟

مجھے ابھی ان سے ملنا ہے انکے کھانے پینے کا انتظام میں خود کیا کروں گا۔اور دوبارہ انہیں میں حرام شراب کے پاس بھی پھٹکنے نہیں دوں گا۔

ایمان علی یار تھوڑا سا حوصلہ تو کرو

انکے گھر کا تو مجھے نہیں پتہ۔

وہ بزرگ تمہیں ضرور ملیں گے،جو ایک بار ملتا ہے نا اسکا سامنا دوبارہ بھی ہو سکتا ہے۔

اچھا؟

ایمان علی کی آنکھوں میں بے بسی اور غصے کی تاثرات نمایاں تھے۔

شاید باپ ہونے کی وجہ سے شفقت اور اپنے بیٹے کی یاد میں جو آنسو نکلے تھے ان آنسوؤں کا اثر ایمان علی کے دل تک پہنچ گیا تھا۔آخر خون،خون ہی ہوتا ہے۔

اور ہاں استاد جی کہاں ہیں؟

انہیں کچھ بتانا ہے۔حذیفہ نے ایمان علی کی جھکی گردن دیکھ کر نیچے جھک کر استاد عمر کا پوچھا۔

مجھے نہیں پتہ۔

ایمان علی غصے سے بولا۔

اچھا بابا نہ بتاؤ میں خود ہی چلا جاتا ہوں۔

یا اللہ میرے بابا کو ہدایت دے میرا دل گھبرا رہا ہے اپنے باپ کے بارے میں سوچ سوچ کر۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ یونہی کفر کی حالت میں ہی ابراہیم علیہ السلام کے والد آزر کی طرح دنیا سے رخصت ہو جائیں۔ اور پھر میں انکی مغفرت کے لیے دعا بھی نہ کر سکوں۔

اللہ تو سب دلوں کی تڑپ کو محسوس کرنے والا ہے نا۔

اللہ تو سب کی دعاؤں کو سنتا ہے نا۔

اللہ میرے باپ پر مہربان ہو جا۔

اللہ میری بہن۔ وہ کس حالت میں ہے وہ بھی اسلام سے دور رہی تو میں ہار جاؤں گا۔

اللہ میں بے بس ہو رہا ہوں۔

میں نے اس وقت گھر سے ہمیشہ کے لئے نکلتے وقت اپنی بہن کو کیوں اسلام کی دعوت نہیں دی؟

یہ پچھتاوا میری جان لے لے گیا۔

میں نے ایک بار بھی اپنی لاڈلی بہنا کے بارے میں نہیں سوچا۔

میرا دل اپنی بہن کی یاد میں جب بھی تڑپا میں نے اس یاد کو جھٹک دیا کہ یہ دل صرف تیری یاد میں دھڑکنے کے لیے بنا ہے کسی غیر مسلمز کی محبت میں دھڑکنے، تڑپنے کے لیے نہیں۔

مگر اللہ آج بڑی شدت سے مجھے اپنی بہن اور باپ یاد آرہے ہیں۔

اللہ مجھے ملوا دے ناں اللہ۔

ایمان علی ہوسپٹل میں اسی بیڈ پر بیٹھ کر بازوؤں میں منہ چھپائے رو رہا تھا۔ جس بیڈ پر کچھ دیر پہلے اسکا اپنا سگا باپ لیٹا تھا۔

ایمان علی نے اچانک کسی کے نرم ونازک ہاتھ بیک سائیڈ سے اپنے کندھوں پر محسوس کیا۔

لیکن جیسے ہی چہرہ اوپر اٹھایا۔ اس سے پہلے کہ ایمان علی پیچھے مڑ کر دیکھتا، ان ہاتھوں کی سختی اپنی آنکھوں پر محسوس کر کے وہیں جم گیا۔

ارے آپ کیسے مجھے، مطلب ایک غیر مرد کو چھو سکتی ہیں۔

ایمان علی اس لڑکی کا چہرہ تو نہیں دیکھ پایا تھا مگر اسکے ہاتھوں کی رنگت اور نزاکت کو دیکھ چکا تھا۔ اور سمجھ چکا تھا کہ یہ کوئی لڑکی ہے۔

کیا چاہیئے تمہیں؟

مجھے میرا بچھڑا ہوا بھائی۔

کیا مل جائے گا مجھے میرا بھائی؟

کو۔ کو۔ کون۔ کون ہیں آپ؟

جس کے لیے ابھی گڑ گڑا کر دعائیں مانگ رہے تھے۔

ایمان علی کو ایک کرنٹ سا لگا جیسے وہ کوئی خواب دیکھ رہا ہو۔

اور دوسری طرف سے بھی ہاتھوں کی گرفت ڈھیلی پڑ چکی تھی۔

اور آواز نمی میں بدل چکی تھی۔

ایمان علی کی آنکھوں سے ہاتھ ہٹ چکے تھے۔

مگر پیچھے مڑ کر دیکھنے کی سکت باقی نہیں رہی تھی۔ پیچھے کھڑا وجود بھی اپنی جگہ پر ٹکا ہوا تھا۔

ایمان علی کی آواز بند ہو گئی تھی۔ سانس گلے میں ہی اٹک گیا تھا۔

دوسری طرف سے ذرا سی آہٹ پر ہوش بحال ہوا تو سامنے اپنی بہن کو موجود پایا۔جو مکمل سیاہ عبائے میں ملبوس تھی۔

چہرہ بھی نقاب میں لپٹا تھا۔

ب۔ھ۔بھیا۔

آئی مس یو بھیا، آئی مس یو ویری مچ بھیا۔

میں نے بھی آپکو بہت یاد کیا، ہر دن آپ سے ملنے کو ترسی۔میں بھی بہت روئی آپکی طرح۔

آپکا پیار اتنے عرصے بعد بھی میں نہیں بھولی۔

میں نے بہت مانگا آپکو خدا سے۔

مجھے یقین تھا کہ اگر واقعی وہ واحد سچا معبود ہوا ناں تو وہ خود ہی آپ کو میرے سامنے کبھی نا کبھی لے آئے گا۔

اسی لیے میں نے کسی اور سے مناجات نہیں کی۔

بھیا آپ کیسے ہیں؟

پلیز اب مجھے چھوڑ کر کہیں مت جایئے گا۔

کہیں مت جایئے گا اب نہیں رہ پاؤں گی میں آپکے بغیر۔

چھوووووووٹی۔

ت تت تم، تم یہاں کیسے اور یہ سب۔یہ۔مطلب۔تم نے بھی؟؟؟؟؟؟

ہاں میں یہاں۔اور میں نے وہ سب اپنا لیا جس کو آپ نے اپنایا تھا بھیا۔

مگر کیسے؟؟؟؟؟؟؟؟

مجھے ک کچ کچھ، کچھ بھی سمجھ نہیں آرہا۔

بھیا۔

میں ہمیشہ سے آپکی برابری کرنا چاہتی تھی نا؟

بلکہ آپ سے بھی بڑے عہدے پر ہونے کی کوشش کرتی تھی۔میں آپ کے ساتھ شرط لگاتی تھی نا لیکن آپ ہمیشہ مجھ سے آگے نکل جاتے تھے۔

اور آپکو یاد ہے بھیا؟

ایک دن میں نے آپ سے یوں ہر بار، ہر کام میں آگے نکلنے کا راز پوچھا تو تب آپ نے مجھے ایک نصیحت کی تھی۔

"آپ نے کہا تھا کہ کبھی کسی کو ہرا کر خود جیتنے کی کوشش مت کرنا، خود کو اتنا طاقت وار مت سمجھنا۔

کیونکہ جو خود کو طاقت وار سمجھتا ہے وہ اکثر کمزور ہی رہا کرتا ہے، مطلب وہ انسان محنت بھی زیادہ کرتا ہے اور پیچھے بھی پھر وہی رہ جاتا ہے"۔

اور پھر میں رونے لگی تھی کہ میں واقعی اتنی زیادہ کوشش کے باوجود آپ سے پیچھے رہ جاتی ہوں۔

تو آپ نے پیار سے میرے سر پر ہاتھ رکھ کر مجھے کہا تھا کہ کسی سے آگے نکل کر اسے پیچھے چھوڑنے کی شرط نہ لگایا کرو۔

جیسے آپ کا بھیا کرتا ہے ناں۔!!!

آپ بھی ویسے کیا کرو دیکھنا پھر میری شہزادی مجھ سے بھی بڑا مقام پالے گئی۔

"جو کسی سے حسد نہیں کرتا، وہ ہمیشہ کامیاب ہوتا ہے۔ہمیشہ دوسروں سے کچھ نہ کچھ سیکھتے رہنا چاہئے۔اس لیے کہ دوسرے سے جو آپ نے سیکھا وہ اسکا علم ہوتا ہے اور آپ کے پاس جو ہوتا ہے وہ آپکا علم ہوتا ہے تو اس طرح جب دو طرح کے علم اکھٹے ہوئے ہیں تو پھر فہم میں اضافہ ہوتا ہے۔"۔

تو بھیا میں نے وہی کیا۔

تب سے آپکے کاموں اور آپ کی ہر بات پر بہت دھیان دینے لگی تھی۔

اور جب آپ بابا کو اسلام کی دعوت دے رہے تھے اور بابا آپ سے جھگڑ رہے تھے ناتب میں اوپر کھڑکی میں کھڑی سب دیکھ اور سن رہی تھی۔

آپکو پتہ ہے بابا کی وہ باتیں جو انہوں نے آپ سے کہیں، وہ سب سن کر میری آنکھوں میں آنسو آ گئے تھے میں نے تب ہی عہد کیا تھا کہ میں آپکی دعوت کو کبھی دھتکاروں گی نہیں۔ میرا بھائی ہمیشہ ہر بات میں، ہر کام میں صحیح ہوتا ہے تو اس بار بھی وہ غلط نہیں ہو گا۔

مگر آپ یونہی چپ چاپ ہی چلے گئے بھیا۔

آپ نے میری آنکھوں کے آنسوؤں کو محسوس ہی نہیں کیا۔ آپ نے پیچھے مڑ کر ایک بار بھی نہیں دیکھا کہ اگر آپکو ایک جگہ سے دھتکارا جا رہا ہے تو کوئی دوسرا آپ کی دعوت کا منتظر بھی ہے۔

مگر آپ مجھے اس دن بھول گئے بھیا۔

”لیکن میں آپکو نہیں بھولی۔“

میں آپکے منتخب کئے راستے پر نکلنے کی کوشش کرنے لگی۔ میں آپکا انتظار کرنے لگی، گھر میں رہ کر۔ ہر روز اک امید دل میں لئے سوتی کہ شاید آپ کسی کھڑکی سے جھانک کر مجھے آواز دیں اور اپنے ساتھ چلنے کا کہیں اور میں اسی وقت آپکی ایک پکار پر اسی کھڑکی سے چھلانگ لگا دوں۔

مگر آپ نہیں آئے، پورا ایک سال میں نے آپ کا انتظار کیا بھیا۔ ایک سال۔ کہنے میں تھوڑا لیکن گزارنے میں بوووووووہت لمبا عرصہ تھا یہ۔

پھر جب آپ نہیں آئے اور بابا بھی ٹس سے مس نہیں ہوئے۔ میری صبح کو سرخی مائل آنکھوں کی بھی انکو پرواہ نہیں تھی میرے رونے، اداس رہنے سے انکو کوئی فرق نہیں پڑتا تھا۔

انکو پتہ تھا کہ آپ کا پیار مجھے تڑپا رہا ہے۔

مگر وہ مجھ سے نظریں پھیر لیا کرتے تھے۔

پھر ایک دن میں نے فیصلہ کر لیا۔

اور مجھے آپکی بات یاد آگئی کہ جو میں کرتا ہوں وہی کرو۔

پھر میں نے بھی وہی کر لیا۔

بس فرق اتنا تھا کہ آپ نے بابا کو بتایا تھا اور میں نہیں بتا سکی۔

آپ نکالے گئے تھے اور میں خود ہی نکل آئی۔

عنایا میرا دل زور زور سے دھڑک رہا ہے۔

بانو دھڑکتے دل پر ہاتھ رکھ کر آنکھوں میں آنسو لئے عنایا سے مخاطب ہوئی۔

کیوں۔ دھڑک کیوں رہا ہے؟

عنایا تمہیں پتہ ہے کہ میرے سسرال والوں کو میرے پردہ کرنے کے بارے میں نہیں پتہ۔

رفیقہ خالہ بابا سے کہہ رہی تھیں کہ آج جب وہ لوگ شادی کی ڈیٹ فکس کرنے آئیں تو پھر انہیں بتا دیں گے، پتہ نہیں کیا ہوتا ہے پھر۔ میرا دل گھبرا رہا ہے۔

بس اتنی سی بات ہے؟

ارے میری پیاری بہنا کچھ بھی نہیں ہوتا۔

اللہ کے حکم پر عمل کرنے کی نیت کر ہی لی ہے تو دل میں تنگی کیسی؟

اللہ آپکو ضائع نہیں کریں گے ان شاءاللہ

"اللہ آزمائش ضرور لاتے ہیں مگر بہتر سے بہترین نوازنے کے لیے، اپنے بندے کو اپنے مزید قریب کرنے کے لیے "

بانو آپ فکر نہیں کریں، جو ہو گا بہتر ہو گا۔

ان شاءاللہ

عنایا میری ساس تجھے بہت طنزیہ نظروں سے دیکھتی تھی جب تم نے پردہ شروع کیا تھا۔اور مجھے انہوں نے کہا بھی تھا کہ لڑکی تم اپنی بہن کی پرچھائی سے دور ہی رہنا۔

بانو کچھ بھی نہیں ہو گا۔اللہ ہیں ناں۔

میرا پردہ تو آپ کو بھی اچھا نہیں لگتا تھا نا؟

تو ایک وقت آیا نا کہ آپ سب نے مجھے پردے سمیت قبول کیا؟

نفرت محبت میں بدل گئی ناں؟

اللہ نے مجھے استقامت دی اور آپ سب کے دلوں کو نرم کر دیا۔ آزمائش پر صبر اور اللہ پر توکل کرنے سے سب ٹھیک ہو جاتا ہے میری بہن۔

آپکو پتہ ہے ایک یقین تھا مجھے، کہ میرا اللہ مجھے دین کے راستے پر چلتے ہوئے گرائے گا نہیں۔ اور پھر اللہ نے بھی میری توکل کی بدولت مجھے تھامے رکھا۔

پتہ ہے بانو؟

"اگر اللہ ہماری زندگی میں پتھریلے راستے لکھتا ہے نا تو وہ ہمیں ان راستوں پر چلنے کے لیے مضبوط جوتے بھی پہنچاتا ہے، ہمیں زخمی ہونے سے بچاتا ہے۔"

عنایا اس وقت میرے اوپر کیا بن رہی ہے مجھے پتہ ہے۔ وہ لوگ بہت کھلے ماحول کو اپنانے والے ہیں۔ وہاں اس گھر میں، میں اکیلی ہوں گی۔

بانو آپ یہ نا سوچو کہ میں اللہ کے حکم پر عمل کیسے کر پاؤں گی کیونکہ یہ سوچ آپکو مزید کمزور کرے گی۔ آپ بس یہ سوچو کہ اگر میں نے اللہ کے حکم پر عمل نہ کیا تو میں قبر میں اکیلی ہوں گی وہاں میرا کیا بنے گا جہاں میرے چیخنے چلانے پر بھی کوئی نہیں آئے گا؟

میں میدانِ حشر میں اکیلی ہوں گی؟

میرا احساب ہو گا کہ عمل کیوں نہیں کیا۔

تب میں کیا جواب دوں گی؟

میری پیاری بہنا! دنیاوی لوگوں کے بارے میں اتنا کچھ پہلے ہی نہیں سوچ کر خود کو پریشان کرتے۔

عنایا نے بھیگی پلکوں کے ساتھ بانو کو گلے سے لگا لیا۔ "وہ جانتی تھی کہ آزمائش بہت کڑی ہو گی کیونکہ ایسا نہیں ہوتا کہ کوئی اللہ کے راستے میں قدم رکھے اور اسے آزمایا نہ جائے۔ (القرآن)

مگر اپنی بہن کو مضبوط بھی تو کرنا تھا اپنے آنسو پی کر اسکے آنسوؤں کو خشک بھی تو کرنا تھا۔

"ہوا کی ضد میں دیا جلانا، جلا کے رکھنا کمال یہ ہے خزاں کی رت میں گلاب لہجہ بنا کے رکھنا کمال یہ ہے"

بانو ابھی چاشت کا وقت ہے نفل پڑھو اور استخارہ کرو۔ اللہ کو اپنے دل کی کیفیت بتاؤ۔ تاکہ دل بھی پر سکون ہو جائے اور اللہ تعالیٰ اپنی حکمت سے سب ٹھیک بھی کر دیں۔

عنایا نے خود بھی چاشت کی نماز کے لیے جائے نماز بچھا لیا۔

اور بیڈ کے دوسری سائیڈ پہ بانو جائے نماز پر سجدے میں جا کر آنسو بہانے لگی۔

یااللہ میں شاید پہلی بار تیرے سامنے آئی ہوں۔

تجھ سے بات کرنے اللہ مجھے ضرورت ہے آپکی،

مجھے مانگنا نہیں آتا اللہ۔

دل بہت بے چین ہے، آج میری شادی کی ڈیٹ فکس ہو جائے گی۔ ہر لڑکی عجیب خوشی کی کیفیت میں ہوتی ہے، خوابوں کی دنیا سجاتی ہے۔

مگر میرے دل کی گھٹن میں اضافہ ہوتا جارہا ہے۔

میرے دل کی دھڑکن تیز ہوتی جارہی ہے، کہیں کوئی خوشی والی فیلنگز نہیں آرہی۔

پتہ نہیں کچھ کھونے والا ہے یا کچھ ملنے والا ہے؟ میں کچھ نہیں جانتی میں اگر کچھ جانتی ہوں تو بس یہی۔ کہ یا اللہ مجھے بھی استقامت سے آپکے راستے پر جمے رہنا ہے۔

اور میں جانتی ہوں کہ وہ لوگ جو کچھ ہی دنوں میں مجھ سے منسوب ہو جائیں گے وہ بے پردگی، بدعت کے زیادہ قریب ہیں۔ اور وہ انسان جس کا نام میرے نام کے ساتھ جڑنے والا ہے وہ دین سے بہت دور ہے۔

"اللہ مجھے غریب دل والا نہیں چاہئے۔ جو بظاہر چاہے کڑورپتی ہی کیوں نا ہو۔ مجھے وہ چاہئے جس کا دل آپکی محبت سے امیر ہو۔

اللہ مجھے ضائع مت کیجئے گا۔

اللہ میری بہن عنایا کہتی ہے کہ آپ دعائیں سنتے ہیں اور آپ مانگنے والے انسان کو اپنے سے دور نہیں کرتے۔

اللہ مجھے بھی اپنے سے دور نہ کیجئے گا۔

مجھے رسوائی سے بہت ڈر لگتا ہے، مجھ میں تو اپنی بہن عنایا جتنا حوصلہ بھی نہیں ہے۔

بیڈ کے دونوں سائیڈوں پر دونوں بہنوں کی ایک ہی التجاء تھی پروگار سے۔

عنایا کے لبوں پر بھی بانو کے لیے دعائیں تھیں۔

"اللہ میری بہن آزمائشوں کی بھٹی میں رہ کر مکمل عمل کیسے کر پائے گی وہ تو ڈر کے مارے ابھی عمل سے دور ہونے کے لیے تیار ہے۔

وہ پردہ کرنے لگی ہے اللہ۔

اس نے آپکا حکم مان کر آپکے دین کے راستے پر چلنے کی ادنی سی کوشش کی ہے اللہ۔

اسے عمل کے راستے میں پڑے کانٹوں میں جکڑنے سے بچا لیجئے گا۔ مستقبل میں کیا ہو گا اسکا اندازہ مجھے نہیں ہے مولا۔

مگر دعا بس اتنی سی ہے اگر وہ لوگ میری بہن کے حق میں بہتر ہیں تو انکو بھی ہدایت کے لئے چن لیجئے۔ اگر وہ بہتر نہیں تو میری بہن کو انکے شر سے محفوظ رکھئے۔ ایسی کوئی بھی آزمائش مت لایئے گا جو اسے دین سے پھیر دے۔

پلیز اللہ جی۔

وہ ہر بار اپنے سوالوں کا جواب اپنے رب سے مانگتی تھی اور اللہ تعالیٰ اسے بہترین جواب دیتے تھے۔

آج بھی اسے پروفیکٹ جواب ملا تھا۔

"وہ رب ہے وہ مانگنے والے کو خالی نہیں لوٹاتا۔"

قرآن کو سینے کی گرفت سے ہٹا کر اپنے ہاتھوں میں مضبوطی سے پکڑتے ہوئے قرآن کی آیات پر نظر دوڑائی۔

پہلی آیت جو نظروں کے زاویے میں آئی تو دل کی دھڑکن تیز ہوئی مگر دل سکون میں آ گیا۔

وَمَن يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَل لَّهُ مَخْرَجًا

"اور جو کوئی اللہ سے ڈرے گا، اللہ اسکے لئے مشکلوں سے نکلنے کا راستہ پیدا کر دیں گے"۔

اللہ۔! دل کی گہرائیوں سے اللہ کا نام زبان پر آیا اور لبوں سے شکر کے الفاظ۔

واقعی قرآن مجید سے دوستی مشکلوں سے نکلنے کا راستہ دکھاتی ہے۔ مناجات میں شدت تھی آنسو گالوں پر بہہ رہے تھے، بند آنکھیں اور دھڑکتا دل رب العالمین کی طرف متوجہ تھا۔

انکل آپ نے غسل کر لیا؟ جی بیٹا میں نے نہالیا ہے۔

اتنے دنوں سے جو میرے جسم پر میل جمی تھی وہ تو اتر گئی۔

اب میں چاہتا ہوں کہ میری روح پر جمی ہوئی میل بھی جلد ہی اتر جائے۔

ان شاء اللہ انکل ضرور اتر جائے گی۔

"جس طرح صابن بدن کی میل دھوڈالتا ہے نا، اسی طرح کلمہ طیبہ۔(لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ)

سارے گناہوں کو دھوڈالتا ہے۔"

آپ فکر نہیں کریں آپکو دوہرا ثواب ملنے والا ہے۔

بیٹا پھر دیر کس بات کی ہے؟

بس تھوڑی ہی دیر ہے۔

لو بھئی انتظار کا وقت ختم ہو گیا۔

دروازے پر دستک کی آواز سن کر حذیفہ نے دروازہ کھولا اور استاد عمر مسکراہٹ کے ساتھ کمرے میں داخل ہوئے اور سلام کیا۔

وعلیکم السلام!

بھائی صاحب مجھے جلدی سے کلمہ پڑھا دیجئے۔

جی جی ان شاء اللہ

کلمہ پڑھا جا رہا تھا، پاس کھڑے حذیفہ کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔

ایک شرف مل رہا تھا۔

"بہت اعزاز والے اور بہت خاص لوگ ہوتے ہیں جن کو ایسا آنر ملتا ہے کہ وہ ایسا چراغ بنے جو دوسروں کو نور کی روشنی سے منور کرنے کا باعث بنیں۔"۔

مبارک ہو بھائی صاحب بہت بہت مبارک ہو۔

مومن کی آنکھوں میں خوشی کے مارے آنسو آ گئے۔

دل پُر سکون ہو گیا، سالوں کی بھٹکتی روح کو قرار مل گیا تھا، دل کا آئینہ شفاف ہو گیا تھا، حق و باطل کی جنگ میں حق کی جیت ہو گئی تھی۔ الحمد اللہ۔

خدا آپکو دنیا و آخرت کی بھلائیاں نصیب کرے۔

حذیفہ کی وجہ سے آج میں اپنے حقیقی خدا سے ملا ہوں۔ میں شکر گزار ہوں اس خدا کا جس نے مجھے سچے دین کی دولت سے نوازا۔

اس ذات نے مجھے بہت دولت دی تھی مگر میں اس دولت میں کھو کر اصل دولت کو فراموش کرتا رہا۔

میرے بچوں نے بھی مجھے اس حقیقی دولت کی پہچان کروانا چاہی مگر میں اپنے آباؤ اجداد کی محبت میں حق کا دل سے انکار کرتا رہا۔

اور جب میں اکیلا ہو گیا تو میرے باقی رشتے ناطوں نے بھی مجھے بھکاری سمجھا۔

تنہائی ستانے لگی تو ایک دن میں گھر سے باہر نکلا۔ ایک شخص سے ملاقات ہوئی جو تنہا بیٹھا تھا میں نے اس سے کہا کہ تم بھی تنہا ہو اس کے جواب نے میری روح ہلا دی۔

”نہیں بھائی میں تو تنہا نہیں ہوں۔ میرے ساتھ تو میرا رب ہے۔ مجھے سب نے چھوڑ دیا مگر میرے رب نے مجھے نہیں چھوڑا۔“

میں نے اس سے کہا تمہیں تمھارے رب نے کیسے نہیں چھوڑا؟

اس کا جواب پھر سے دل میں خلش پیدا کرنے والا تھا سالوں سے میری بند آنکھوں کو کھولنے لگا تھا۔

اسکے لہجے میں محبت تھی آنکھوں میں نمی تھی۔

”کیونکہ میں نے اپنے رب کو نہیں چھوڑا۔“

پھر اس نے قرآن کی ایک آیت کا ترجمہ پڑھ کے سنایا۔

”اللہ نے فرمایا کہ قیامت کے دن میں اس انسان کو بھلا دوں گا اس لیے کہ اس نے دنیا میں مجھے بھلا دیا تھا“۔

بس یہی وجہ ہے کہ میں اپنے رب کو نہیں بھولتا تا کہ قیامت کے دن میرا رب بھی مجھے نہ بھلائے۔”

یہ الفاظ کہہ کر وہ شخص خود تو وہاں سے چلا گیا۔

مگر مجھے سوچ میں ڈال گیا۔ میرا تو خدا بھی ایک نہیں ہے۔ میں نے کس کس کو تھام کر رکھا ہے؟

ایک یا تین؟؟؟

کئی سوالات میرے ذہن میں آئے۔

اگلے دن پھر اسی جگہ اپنے سوالوں کے جواب پوچھنے کے لیے وہیں جا بیٹھا۔

کچھ ہی دیر میں وہ شخص اسی جگہ آ کر بیٹھ گیا۔

مجھے سلام کیا اور حال چال پوچھا۔

عجیب ہو تم یار انجان ہو مگر بات ایسے کرتے ہو جیسے تمھارا مجھ سے کوئی مخفی رشتہ ہو۔

مجھے اس شخص کی اپنائیت سمجھ نہیں آتی تھی۔

میں اس کے اخلاق سے مانوس ہو رہا تھا۔

اس لیے بھی کہ اپنوں سے زخم کھائے تو بیگانوں کے احساس پر حیرت تھی۔

اسکا جواب پھر سے میری روح کو گھلا گیا۔

”بھائی ہمارا رشتہ مخفی نہیں ہے بلکہ سچا اور پکا ہے ہم دین کی رو سے بھائی بھائی ہیں ہر مسلمان مسلمان کا بھائی ہی ہوتا ہے۔“

دل میں ایک کرنٹ کی سی لہر دوڑی۔

تم مسلمان نہیں ہو۔ ایک آواز میرے اندر کے ہی کسی کونے سے آئی۔ مجھے اندر ہی اندر کسی چیز نے سختی سے جھنجھوڑا۔ مگر میں اس بات کو زبان پر لا کر سامنے بیٹھے شخص کو نہیں بتا پایا۔

اچھا یار ایک سوال پوچھنا تھا کہ کیا ایک خدا تین ہو سکتے ہیں؟

یہ کیسا سوال ہے۔؟

سامنے بیٹھے شخص نے حیرت سے میری طرف دیکھا۔

”خدا تو ایک ہی ہے اور وہی واحد الہ ہے“۔

ہاں لیکن مجھے کوئی دلیل چاہیے۔ میں نے اصرار کیا۔ کیونکہ بظاہر دیکھنے میں وہ شخص مجھے عالموں کی صحبت میں رہنے والا لگتا تھا۔

جی ضرور میں آپکو دلیل ضرور دوں گا۔ اس نے جلدی سے اپنی قمیض کی سامنے والی جیب سے ایک بالکل چھوٹے سائز کی کتاب نکالی اور کچھ دیر یونہی اوراق پلٹنے کے بعد۔ وہ چھوٹی سی کتاب میرے سامنے کر دی۔ میں نے اسے دیکھا تو اس پر عربی لکھی ہوئی تھی اور ساتھ بہت باریک چھوٹا چھوٹا ترجمہ اردو میں لکھا ہوا تھا۔

مجھے کچھ سمجھ نہیں آیا تو میں نے اس شخص کی طرف دیکھا جسکی نگاہیں میرے چہرے پر ہی جمی ہوئی تھیں۔

میں نے اسے کہا کہ میں اس چیز سے مکمل لاعلم ہوں مجھے خود ہی سمجھا دو۔

اس شخص نے مسکراہٹ چہرے پر سجا کر اثبات میں سر ہلایا۔

یہ دیکھیں بھائی صاحب قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

ترجمہ:

"وہ لوگ یقیناً کافر ہو چکے ہیں جنہوں نے یہ کہا ہے کہ اللہ مسیح ابن مریم ہی ہے۔ حالانکہ مسیح نے تو یہ کہا تھا کہ: اے بنی اسرائیل اللہ کی عبادت کرو جو میرا بھی پروردگار ہے اور تمہارا بھی پروردگار۔ یقین جانو کہ جو شخص اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرائے، اللہ نے اس کے لیے جنت حرام کردی ہے اور اس کا ٹھکانا جہنم ہے اور جو لوگ (یہ) ظلم کرتے ہیں ان کو کسی قسم کے یارومددگار میسر نہیں آئیں گے۔"

(المائدہ:72)

وہ شخص اس چھوٹی سی کتاب سے ترجمہ پڑھ رہا تھا اور میری جھکی ہوئی نظریں اوپر کو اٹھ گئیں کیونکہ وہ ساری باتیں میرے عقیدے کے خلاف تھیں۔

سب سے زیادہ ہلا دینے والی جو بات تھی وہ میں یہ کہ اس شخص نے بتایا اس آیت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام خود توحید کی دعوت دے رہے ہیں۔

میرے چہرے کے تاثرات بدلنے لگے۔

میں نے اس سے مزید وضاحت مانگی۔

اس نے کہا ایسی باتوں کی وضاحت کوئی انسان نہیں دے سکتا یہ تو خدا کی ذات ہی دے سکتی ہے اور اس قرآن مجید میں ہر بات کی وضاحت ہے جسکو بھی، جس چیز کے بارے میں جاننا ہے وہ اس کلامِ الٰہی کا مطالعہ کرے۔

میں اسکی باتوں کو سن کر دنگ رہ گیا کہ ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔

"بھائی صاحب اگلی آیت کو بھی سنیں لیں کہ اللہ تعالیٰ کیا فرمارہے ہیں۔اس نے اس چھوٹی سی کتاب کی طرف اشارہ کیااور اس بار اس نے عربی بھی پڑھی۔"

لَقَدۡ كَفَرَ الَّذِيۡنَ قَالُوۡۤا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ‌ ۘ وَمَا مِنۡ اِلٰهٍ اِلَّاۤ اِلٰـهٌ وَّاحِدٌ‌ ؕ وَاِنۡ لَّمۡ يَنۡتَهُوۡا عَمَّا يَقُوۡلُوۡنَ لَيَمَسَّنَّ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا مِنۡهُمۡ عَذَابٌ اَلِيۡمٌ

ترجمہ:

"وہ لوگ (بھی) یقیناکافر ہوچکے ہیں جنھوں نے یہ کہا ہے کہ: اللہ تین میں کا تیسرا ہے حالانکہ ایک خدا کے سوا کوئی خدا نہیں ہے، اور اگر یہ لوگ اپنی اس بات سے باز نہ آئے تو ان میں سے جن لوگوں نے (ایسے) کفر کا ارتکاب کیا ہے، ان کو دردناک عذاب پکڑ کر رہے گا۔"

اب مجھے وضاحت مل چکی تھی۔ اس بات کی سمجھ آگئی کہ خدا تین میں کا تیسرا ہے یا وہ ایک ہی ذات ہے اور باقی ساری اسکی مخلوق ہے۔

میں انہی سوچوں میں گم بیٹھا تھا کہ اس نے میرے کندھے سے پکڑ کر مجھے ہلایا۔ میں شاق نظروں سے اسے دیکھنے لگا۔وہ شخص تھوڑاسا مسکرایااور کچھ کہنے لگا۔

"بھائی صاحب اگر اللہ کا نسب جاننا چاہو تو سورۃ اخلاص کے لفظ لفظ پر غور کرو۔"

دل میں درد کی ایک لہر پھر سے اٹھی اور شرمندگی ہوئی، ایک انجینئر ہو کر اپنی اولاد کو پروفیسر اور ڈاکٹر بنانے والا انسان اپنے ایک خدا کی، ایک کتاب کی، ایک بھی سورۃ کو مکمل ترجمہ کے ساتھ نہیں جانتا۔

"مجھے اپنی جاہلیت کا احساس ہوا۔ میں ہر طرف سے ٹھکرا دیا گیا تھا، میری اولاد بھی مجھے چھوڑ چکی تھی۔ مجھے اس شخص سے انسیت ہونے لگی۔ لیکن اس شخص نے بتایا کہ وہ کچھ ہی دنوں میں اپنی جاب کے سلسلے میں بیرون ملک چلا جائے گا۔

میں اس اجنبی کو روکنا چاہتا تھا لیکن میری زبان لفظوں کا ساتھ نہیں دے رہی تھی۔ اسکے الفاظ میرے زخمی دل کا مرہم بن رہے تھے۔"

جب مجھے کچھ سمجھ نہ آیا تو میں نے اس سے مخاطب ہو کر کہا، یار تم ہی سنا دو نا مجھے ترجمہ؟

اچھا ٹھیک ہے میں ہی سناتا ہوں۔ وہ وجیہہ شخصیت کا مالک لگتا تھا، اس کے چہرے پر سجی مسکراہٹ دل موہ لینے والی ہوتی تھی۔

دل دھڑکنے لگا۔ ایسے لگ رہا تھا کہ برسوں سے میرے دل کے اندھیرے میں جیسے کسی نے ایک چراغ جلا کر رکھ دیا ہو اور اب اس چراغ کی روشنی آہستہ آہستہ بڑھتی جا رہی ہو"۔

"بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

"شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے۔"

بھائی صاحب ہمارے رب کا نام ہی برکت والا نہیں بلکہ رب کی ذات بھی بڑی مہربان ہے۔

"وہ ہمیں سب دیتا ہے ہماری نافرمانیوں کے باوجود،

وہ رحیم بھی ہے کہ اگر ہم ایک بار اپنی غلطی پر نادم ہو کر اسکی طرف پلٹیں، تو وہ منہ نہیں موڑتا، بلکہ وہ خوش ہوتا ہے کہ میرا بندہ میری طرف پلٹ آیا وہ ذات تو ہماری سچی توبہ کی منتظر ہے مگر دیر تو ہم ہی کر رہے ہیں۔"

وہ خدا سے محبّت و اطاعت کرنے والا وجیہہ شخص ندامت آلود بھیگی ہوئی آواز میں بول رہا تھا۔

"اور اسکے برعکس میں ہٹ دھرم، شرم آئی مجھے خود سے، اپنے عقیدے کو دیکھ کر اور اتنے بڑے شرک کے باوجود اپنی عیش سے زندگی بسر کرنے پر۔"

- کیا یہ خدا کی مہربانی کی صفت ہی تھی؟؟؟

میں سر جھکائے بیٹھا تھا جب اس نے عربی میں تلاوت کی۔

قُلۡ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۚ﴿۱﴾

"آپ کہہ دیجئے کہ وہ اللہ تعالیٰ ایک (ہی) ہے۔"

'ایک سکون اور ایک گہرائی تھی اسکی آواز میں۔

جب اس نے اَحَدُ لفظ پڑھتے وقت سینے پر ہاتھ رکھ کر ٹھنڈا سانس لیا۔ جیسے شکر کا سانس لیا جاتا ہے۔'

"اللہ ایک ہی ہے شکر ہے ہمیں زیادہ خداؤں کی فرمائشیں پوری نہیں کرنی پڑتی۔ بار بار ہر کسی کے حکم پر سر تسلیم خم نہیں کرنا پڑتا۔ ہمیں تو بس ایک رب کی ہی عبادت کرنی ہے اور بس اسی ایک کی خوشنودی پر ہی جنت مل جائے گی، زیادہ خدا ہوتے تو سب گڑبڑ ہو جاتی۔ ایک کو راضی کرتے تو دوسرا ناراض ہو جاتا"۔

وہ شخص اپنی فیلنگز اپنے چہرے پر عیاں کر کے مجھے ہاتھوں کے اشارے سے سمجھا رہا تھا۔

اور میرا دل تڑپ اٹھا، میرے برسوں پرانے عقیدے کو صرف ایک لفظ "اَحَدُ" نے رد کر دیا۔

'ایسے لگا جیسے مجھے کوئی آئینہ دکھا رہا ہو، میرے باطن سے کوئی مجھ سے سوال کر رہا ہو، لیکن میرے پاس کسی سوال کا کوئی جواب نہیں تھا۔'

اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۚ﴿۲﴾

"اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے۔"

'یہ آیت پڑھتے ہی اس شخص کے چہرے پر مسکان سی بکھر گئی۔ وہ کسی کام میں کسی کا حاجت مند نہیں۔ شکر ہے کہ وہ ہر چیز سے بے نیاز ہے اسی لیے وسیع بھی ہے سب کو دینے والا ہی ہے، لینے والا نہیں۔ اگر لینے والا ہوتا تو کسی کو کچھ ملتا ہی نہیں سارے خزانے تو اسکے پاس ہی رہ جاتے۔ ہمیں تو ایک ذرہ بھی نہ ملتا۔'

اس آیت کو سن کر میرے باطن سے اک آواز نے مجھے چونکا دیا۔

کوئی جواب نہیں ہے نا تیرے پاس؟؟؟

تو سن۔ خدا کے کلام کو تیری عبادت اور تیرے مسلم یا غیر مسلم ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

تو مسلمان ہو جائے گا تو تیرا ہی فائدہ ہے آگ سے بچ جائے گا۔ اگر نہیں!!! تو پھر تُو اپنا ہی نقصان کر رہا ہے۔

"دنیاوی آرائشوں میں مگن اے انسان ذرا سنو وہ جو تیرے کمرے میں اے سی لگے ہوئے ہیں نا وہ قبر میں نہیں چلنے والے اور نہ جہنم کی وادی میں ان کی ٹھنڈک پہنچنی ہے۔ خدا تو بے نیاز ہے وہ تجھے جہنم میں ڈال کر تجھ سے بدلہ لے گا نا ہی تجھے جنت سے روک کر خوش ہو گا۔ اسکا کوئی فائدہ نہیں۔ تو جنت میں جائے یا جہنم میں۔ کیونکہ روح تیری، جسم تیرا۔ اعمال تیرے ہی ہوں گے۔

جنت میں جائے گا تو تُو ہی نعمتوں سے مالا مال ہو گا اور اگر جہنم میں جائے گا تو تیرا ہی بدن آگ کے عذاب کا شکار ہو گا۔"

میرا دماغ میری سوچوں کے درمیان جکڑ گیا۔

لیکن وہ شخص میری اندرونی کیفیت سے بے خبر۔ اس چھوٹی سی کتاب پر نظریں جمائے بس پڑھتا جا رہا تھا۔

لَمۡ یَلِدۡ ۙ وَ لَمۡ یُوۡلَدۡ (۳)

"نہ اس سے کوئی پیدا ہوا، نہ وہ کسی سے پیدا ہوا۔"

اس آیت پر اس شخص کی مسکان اور بھی گہری ہو گئی تھی۔ شکر ہے اللہ تعالیٰ کی کوئی اولاد نہیں، اسکی ساری محبت صرف ہمارے لئے ہی ہے"۔

'مجھے اپنے ہی اندر سے پھر ایک آواز گونجتی محسوس ہوئی۔ میرا دل پھر سے کانپ گیا کیونکہ اس آیت میں واضح طور پر ہم اہل کتاب کے عقیدے کی تردید کی گئی تھی۔ میرے دل پر چھایا اندھیرا ہلکا سا سِرکا۔ میں نے اپنی آنکھوں کو مسلا اور خود کو جھنجھوڑا مگر وہ آواز مسلسل مجھ ہی سے مخاطب تھی۔

"سن لے اے انسان خدا کا کوئی بیٹا نہیں۔ وہ اکیلا ہے۔ اسکی کوئی اولاد نہیں ہے وہ اکیلا ہی کافی ہے سب کرنے کے لیے، سارے نظامِ کائنات کو سنبھالنے کے لیے۔" پھر پہلی آیت میرے ذہن میں گونجی۔

قُلْ ہُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ (۱)

(جیسے مجھے کسی نے پھر سے یاد دہانی کروائی ہو کہ وہ خدا ایک ہی ہے بس پھر آگے فل دی سٹاپ ہے۔)

میں ابھی اسی کشمکش میں تھا کہ اس شخص نے آخری آیت کی تلاوت کی۔

وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ (۴)

"اور نہ کوئی اس کا ہمسر ہے۔"

"واقعی اس ذات کی بادشاہی میں اسکا کوئی شریک نہیں، ورنہ تو ساری کائنات کا بٹوارا ہو جاتا اور درمیان میں ہم خالی ہاتھ ہی رہ جاتے۔ اس ذات کی صفاتِ ذاتی قدیم اور غیر محدود ہیں۔ جبکہ مخلوق کی صفات عطائی، حادث اور محدود ہیں۔ یہ جو نعمتیں ہمیں روز ملتی ہیں یہ تو پھر ادھر اُدھر ہی گھومتی رہیتں، ہم تک تو پہنچتی ہی نا۔ وہ اپنی سلطنت میں سے دوسروں کو نوازتا تو ہے مگر اپنی سلطنت میں کسی دوسرے کو حصہ دار نہیں بناتا"۔

سورۃ کا اختتام کر کے وہ شخص خاموش ہو گیا اور میں دیوار کے ساتھ سر ٹکائے سکون سے آنکھیں موند کر اس کلام کو اپنے اندر جذب کر رہا تھا پھر اچانک اس شخص نے مجھے ہلا کر ہاتھ کے اشارے سے پوچھا۔ ٹھیک ہے ناں۔ سمجھ آگیا؟

میں کوئی جواب ہی نہیں دے پایا اور وہ شخص اٹھ کر خاموشی سے سڑک کنارے چل دیا۔

میری روح بے چین ہو چکی تھی۔

میرے دل پر اس 'احد' لفظ نے بہت گہرا اثر چھوڑا تھا۔

گھر کی دیواریں، اولاد کی یاد میں کاٹ کھانے کو دوڑتی تھیں اور اس دن ایک عجیب کیفیت تھی۔

ہر دیوار، ہر گلدان، ہر شے سے بس ایک ہی آواز کانوں سے ٹکرا رہی تھی۔

احد احد۔

کانوں میں انگلیاں دینے سے بھی وہ آواز مدھم نہیں ہو رہی تھی۔

اور کانوں میں انگلیاں دینے سے مدھم ہوتی بھی کیسے، یہ آواز تو میرے باطن سے آ رہی تھی۔

میرا دل دھڑکنے لگا میرا دم گھٹنے لگا۔ میرا سانس بند ہو رہا تھا۔ رات مشکل سے گزاری اور صبح ہوتے ہی اسی جگہ پھر سے پہنچ گیا جہاں وہ وجیہہ شخص آ کر بیٹھا کرتا تھا۔

میں نے سوچا کہ آج اپنے دل کی کیفیت اس شخص کے سامنے ضرور بیان کروں گا۔

دوپہر تک وہ شخص نہیں آیا۔

میری مایوسی بڑھنے لگی۔

رات بھر نیند نہ آنے کی وجہ سے جو تھکاوٹ تھی وہ اب دیوار کے سائے میں بیٹھے مدہوشی میں ڈھلنے لگی۔

میری آنکھیں ابھی بند ہوئی ہی تھیں کہ وہی آواز میرے کانوں سے ٹکرائی۔

احد احد۔ میں چونک گیا۔

جب آنکھیں کھول کر دیکھا تو وہی وجیہہ شخص میرے سامنے کھڑا اسلام کہتے ہوئے اپنا ہاتھ آگے بڑھا رہا تھا۔

کیسے ہو بھائی جان؟

اس شخص کی اپنائیت بڑھتی جا رہی تھی۔

بھائی سے بھائی جان کہہ کر مجھے اور بھی بے چین کر دیا۔

ٹھیک ہوں بھائی جان۔

اپنائیت کے بدلے اپنائیت کا لہجہ اپنانا مجھے بھی اچھا لگا۔

آج اتنی دیر کر دی آنے میں؟

میں مایوس ہو گیا تھا کہ شاید آج آپ نہ آئیں۔

مجھ سے رہا نہیں گیا اور اسکے دیر سے آنے کی وجہ پوچھی۔

میری ایسی کیفیت پر وہ وجیہہ شخص پھر سے مسکرا دیا۔ جب مجھے حیران دیکھا تو اپنے مسکرانے کی وضاحت بھی کر دی۔

آپکو پتہ ہے بھائی جان؟

"کہ جب کوئی مایوسی کے قریب ہوتا ہے نا تو اللہ تعالیٰ مسکراتے ہیں اس لیے کہ اس بندے کا انتظار ختم ہی ہونے والا ہوتا ہے اور دلی مراد قبول ہی ہونے والی ہوتی ہے اور اسکا ناسمجھ بندہ ناامید ہو رہا ہوتا ہے"۔

"وہ شخص اب مجھے انسان ہو کر بھی انسانوں جیسا نہیں لگ رہا تھا۔ کیونکہ میرا بہت انسانوں سے واسطہ پڑا لیکن وہ ان سب سے مختلف تھا۔"

اسکی مسکراہٹ کو دیکھ کر میں بھی مسکرا دیا۔

مگر پھر اسکی بات پر حیران رہ گیا۔

"بھائی تم نے بھی آج صدقہ کر دیا۔"

اس شخص کے گال خوشی سے سرخ ہو رہے تھے مجھے پھر سے حیران پا کر اس نے وضاحت کی۔

بھائی ہمارے آخری نبی "خاتم النبیین رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے مسلمان بھائی کی طرف دیکھ کر مسکرانا بھی صدقہ ہے"۔

اسکی ہر بات جیسے تبلیغ کرنا تھی۔

میں مانوس ہونے لگا تھا اسکی باتوں سے، اسلام کتنا خوبصورت دین ہے کہ ایک ذرا سا کام بھی نیکی میں شمار ہوتا ہے۔

لیکن "آخری نبی اور خاتم النبیین" کا لفظ سن کر پھر سے دل کی کیفیت عجیب ہونے لگی۔

مجھے اندر سے کسی نے جھنجوڑ کر ہلایا۔

مجھے یوں پسینے میں شرابور دیکھ کر اس شخص نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھا، تو میں کرنٹ لگنے کی مانند اچھل کر دیوار سے جا لگا۔

اس سے پہلے وہ شخص مجھ سے میری کیفیت کے بارے میں سوال کرتا میں خود کو کنٹرول کرنے لگا۔

بات کو بدلنے کے لیے میں نے اس وجیہہ شخص سے روز اس جگہ آکر ٹھہرنے کی وجہ پوچھی۔

اس نے ایک لمبا سانس اندر کو کھینچا اور سانس ہوا میں خارج کرتے ہوئے نگاہ آسمان کی جانب اٹھائی، پھر سامنے کی طرف دور کسی چیز کو دیکھتے ہوئے بتانے لگا۔

"میں یہاں کچھ فاصلے پر ایک کام کرتا ہوں۔ دوپہر کو تھوڑا آرام کرنے کے لیے وقت ملتا ہے تو میں اس وقت کو غنیمت جان کر رب سے ملاقات کے لیے نکل پڑتا ہوں۔

ملاقات؟۔کیسی ملاقات؟

مجھے ملاقات کی سمجھ ہی نہیں آئی تھی۔

بھائی وہ سامنے دیکھ رہے ہو نا مسجد کا مینار۔؟

اس کی انگلی کے اشارے پر میں نے سامنے دیکھا تو ایک اونچا گنبد سا نظر آیا۔

بس میں اس مسجد میں ظہر کی نماز باجماعت ادا کرنے جاتا ہوں۔ اور نماز رب سے ملاقات کا ذریعہ ہے رب کے حضور حاضری لگوانا ہے۔

جس کی غیر حاضری لگ گئی تو وہ آخرت کے حساب کے دوران جنت سے خارج بھی کر دیا جا سکتا ہے۔

اس لیے مسجد میں نمازی کی صف میں نماز ادا کر کے اپنی حاضری کو یقینی بنانا، ایک مرد پر لازم ہے۔

میں پوری طرح اسکی طرف متوجہ تھا۔

"اسکے کپڑے صاف ستھرے تھے، چہرہ بھی بارونق تھا"۔

میں خود پیدل چل کر اس چھوٹی سی بستی کی مسجد میں نماز کے لیے جاتا ہوں راستے میں استغفار کی تسبیح کرتا ہوں کہ قدم قدم جہاں نماز پڑھنے جانے کے لیے اجر لکھا جارہا ہے وہاں استغفار کی تسبیح کرنے سے گناہ بھی مٹا دیئے جائیں۔ چلتے چلتے یہاں اس گھنے درخت کی چھاؤں میں بیٹھ کر قرآن مجید کی کچھ آیات پر غور و فکر کرتا ہوں۔ اور پھر جب اذان ہو جاتی ہے تو میں اپنے رب سے ملاقات کے لیے چل پڑتا ہوں اس لیے کہ ایک دن رب کے ہاں حقیقی ملاقات کے لیے کھڑے جو ہونا ہے۔"

بھائی جان آپ بھی چلو میرے ساتھ حاضری لگوانے۔ اگر دنیا سے یونہی نام کٹ گیا تو آخرت کا خسارہ کر بیٹھو گے اور روزِ محشر جنت میں داخلہ ہو جائے یہ شاید ہی ممکن ہو۔

"شیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

« نماز کو قائم کرنا ایمان ہے اسے ضائع کرنا کفر ہے پس جس نے نماز کی حفاظت کی تو وہ اس کے لئے نور ہوگی اسکے دل میں، اس کے چہرے پر، اس کی قبر میں، اور روزِ محشر میں۔ »"

وہ وجیہہ شخص کسی سلف کا قول سنا رہا تھا اور میرے ضمیر سے اٹھنے والی آواز نے مجھے پھر سے ہلا مارا۔ کہ اگر اس شخص کو پتہ چلا کہ جسے یہ بھائی کہہ رہا ہے اور اللہ سے ملاقات کی دعوت دے رہا ہے وہ اسکے مذہب کا ہے ہی نہیں تو شاید یہ اپنی اپنائیت ختم کردے۔

مجھے اس وجیہہ شخص سے انسیت ہونے لگی تھی۔

میں نے اپنی اولاد کو کھو دیا تھا اب میں اس شخص کو بھی کھونا نہیں چاہتا تھا۔

اور یہی وجہ تھی کہ میں اپنے غیر مسلم ہونے کا راز ہی رکھنا چاہتا تھا۔

اسے جواب دیئے بغیر میں وہاں سے اٹھ پڑا اور یونہی سڑکوں کے کنارے چلنے لگا۔

رات کی تاریکی جب چھائی تو میرے اندر کی تاریکی مجھے جھنجھوڑنے لگی۔

اس شخص کی باتیں مجھے بے چین کرنے لگیں۔

"دنیا سے یونہی خارج ہو گئے تو آخرت کا خسارہ کر بیٹھو گے"۔

ٹیبل پر کچھ پرانے اوراق پڑے دیکھے تو میں نے ان اوراق کو اٹھایا۔ لیکن اگلے ہی لمحے میں کرنٹ لگنے کی مانند چار قدم پیچھے کو ہٹا۔

"ہر چیز میرے لیے دعوتِ دین کی علمبر دار بن رہی تھی۔

میری بیٹی رسالے پڑھنے کی شوقین تھی وہ رسالے لیتی تھی اور میں ان رسالوں کو فضول سمجھ کر یونہی پھینک دیا کرتا تھا آج وہ پرانے رسالے بھی میرے لیے ہدایت کا ذریعہ بن رہے تھے۔"

خستہ حال رسالے کو اٹھاتے ہی میری نظر جس تحریر پر پڑی وہ واقعی سچی تھی۔

عالم ربانی علامہ ابن قیم الجوزیہ رحمۃ اللہ (751ھ) فرماتے ہیں:

"جب انسان اپنی صبح وشام اس حالت میں کرے کہ اس کے لئے باعثِ توجہ صرف ذاتِ الٰہی ہو تو اللہ تعالی اسکی تمام ضروریات اور قابلِ تشویش امور کی ذمہ داری لے کر اسکے دل کو اپنی محبت، زبان کو اپنے ذکر اور اعضاء کو اپنی اطاعت کے لیے آزاد و فارغ البال کر دیتے ہیں اور جو صبح وشام یوں کرے کہ اسکا خیال و فکر محض دنیوی امور ہوں تو اللہ تعالیٰ اسکے غم و پریشانیوں کی ذمہ داری اسی کے سر پر لاد کر اسے بے فیض و ناکام بنا دیتے ہیں اسے اس کے نفس کے سپرد کر دیتے ہیں اور اسکے دل کو اپنی محبت کی بجائے محبتِ خلائق میں، زبان کو اپنے ذکر کی بجائے ذکر اشخاص میں اور اعضاء کو اپنی اطاعت کی بجائے لوگوں کی خدمت میں مشغول کر دیتے ہیں"۔

(الفوائد:84)

مجھے موت سے ڈر لگنے لگا میرا سر درد سے پھٹنے لگا مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا۔

ایسی کیفیت میں مجھے نہیں پتہ کہ میں نے کب پوری بوتل شراب پی لی۔

پہلے کبھی کبھار شراب کے دو گھونٹ پی لیا کرتا تھا۔

مگر اس رات میں نے ساری بوتل ہی ختم کر دی۔

رات کا آدھا حصہ گزرا تو میرے قدم اسی بستی کی مسجد کے راستے پر مجھے لے نکلے۔

مجھے میری اولاد، میری شہرت، میری انا سب کچھ بھول چکا تھا فکر یہ تھی کہ مجھے اس دنیا سے یونہی بے ایمان خارج نہیں ہونا۔

”بس اسی راستے پر گامزن تھا کہ اس مسجد والے محلے میں ہی میں ہوش کھو بیٹھا۔اور جب آنکھ کھلی تو خود کو ہاسپٹل بیڈ پر لیٹے ہوئے پایااور سامنے موجود اس لڑکے کو دیکھا جس نے مجھے اسلام قبول کرنے کی رغبت دلائی۔بار بار اسلام کا حسن مختلف لوگوں کی زبانوں سے سن کر اور عمل دیکھ کر میں خود سے ہار گیا۔“

اور آخر کار مجھے اس ایمان کی دولت سے خدا نے سرفراز فرما ہی دیا۔

استاد عمر اور حذیفہ کی آنکھوں سے آنسو اس قدر جاری تھے کہ آنکھیں سرخی مائل ہو گئیں۔

اور دل سے شکر کے الفاظ نکل رہے تھے کہ یارب تو نے تو ہمیں مفت میں ہی اسلام کی دولت سے مالامال کر دیا اور ہم نے پھر بھی قدر نہ کی۔

”دینِ اسلام کی قدر تو انکو پتہ ہے جنہوں نے مسلمان ہونے کے لیے کتنی ہی جدوجہد کیں۔“

مومن بھائی آپ اس قرآن پاک کو کھولیے اور دیکھئے اللہ تعالی آپ سے اس وقت کیا فرما رہے ہیں۔

آپکے اسلام میں داخل ہونے پر ویلکم۔کن آیات کے ذریعے ہوتا ہے۔

استاد عمر نے اپنا زپ کور چھوٹے سائز والا قرآن مجید مومن کے سامنے کیا۔

کیا میں اس عالی شان کلامِ خدا کو پکڑنے کے لائق ہوں؟

مومن نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کانپتے وجود کے ساتھ انگلی کا اشارہ قرآن مجید کی جانب کیا اور دونوں ہاتھ چہرے پر رکھ کر رونے لگا۔

ہاں میرے بھائی اب آپ اسکے لائق ہیں کیونکہ اب آپ اسلام کے دائرے میں آگئے ہیں اور آپکے دل کی ظلمت کو آپکے نورِ ایمان نے دور کر دیا ہے۔اب آپکے دل کا چراغ روشن ہو چکا ہے۔

اسے کھولیں اور دیکھیں رب العالمین آپکو پہلی نصحیت کیا کرتے ہیں۔

استاد عمر نے مسکراتے ہوئے قرآن مجید مومن کے ہاتھوں میں تھما دیا۔

پھر کیا ہوا کہ قرآن پاک کھولتے ہی مومن کی آنکھیں وہیں قرآن کے اوراق پر جم گئیں۔

حذیفہ نے بھی آگے ہو کر مومن کی نظروں کا تعاقب کرتے ہوئے قرآن پر دیکھا ایک لمحے کے لیے حذیفہ بھی وہی برف بن گیا۔

استاد عمر نے قرآن کی بہت سی آیات کو ہائی لائٹ کیا ہوا تھا جب بھی قرآن پاک کھولتے تو ہائی لائٹ کی ہوئی آیات سے بہت زیادہ راہنمائی پاتے۔

يَاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا تُوۡبُوۡۤا اِلَى اللّٰهِ تَوۡبَةً نَّصُوۡحًا ؕ عَسٰى رَبُّكُمۡ اَنۡ يُّكَفِّرَ عَنۡكُمۡ سَيِّاٰتِكُمۡ وَ يُدۡخِلَكُمۡ جَنّٰتٍ تَجۡرِىۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ ۙ يَوۡمَ لَا يُخۡزِى اللّٰهُ النَّبِىَّ وَ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا مَعَهٗ ۚ نُوۡرُهُمۡ يَسۡعٰى بَيۡنَ اَيۡدِيۡهِمۡ وَ بِاَيۡمَانِهِمۡ يَقُوۡلُوۡنَ رَبَّنَاۤ اَتۡمِمۡ لَنَا نُوۡرَنَا وَاغۡفِرۡ لَنَا ۚ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ (سورۃ التحریم:۸)

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو! تم اللہ کے سامنے سچی خالص توبہ کرو قریب ہے کہ تمہارا رب تمہارے گناہ دور کر دے اور تمہیں ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔اس دن اللہ تعالٰی نبی کو اور ایمان داروں کو جو ان (نبی) کے ساتھ ہیں رسوانہ کرے گا ان کا نور ان کے سامنے اور ان کے دائیں (جانب) دوڑ رہا ہو گا۔ یہ دعائیں کرتے ہوں گے اے ہمارے رب ہمیں کامل نور عطا فرما اور ہمیں بخش دے یقیناً تو ہر چیز پر قادر ہے۔"

ایمان داروں کو خدا رسوا نہیں کرے گا؟

”جی میرے بھائی آیت میں فرمایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ایسی سچی توبہ کرو جس کا اثر توبہ کرنے والے کے اَعمال میں ظاہر ہو اور اس کی زندگی طاعتوں اور عبادتوں سے معمور ہو جائے اور وہ گناہوں سے بچتا رہے۔اور خالص ایمان، توبہ اور ساتھ میں عملِ صالح کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ کبھی رسوا نہیں کرتے نہ دنیا میں اور نہ ہی آخرت میں۔'

”ارشاد فرمایا گیا ہے کہ تمہارا رب توبہ قبول فرمانے کے بعد تمہاری برائیاں تم سے مٹادے گا اور قیامت کے اس دن تمہیں ان باغوں میں لے جائے جن کے نیچے نہریں رواں ہیں، یہاں جنت کا نقشہ کھینچا گیا ہے کہ وہ جنت ایسی ہو گی جس میں باغات ہوں گے اور انکے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ سبحان اللہ“۔

واقعی ایسا ہو گا؟ واقعی خدا کی ذات اتنی صابر اور وسیع ہے کہ اتنے بڑے شرک کے بعد بھی وہ ان آیات میں ایسے ظاہر کر رہا ہے کہ جیسے مجھ جیسے گنہگار نے کچھ کیا ہی نہیں۔

جی ہاں ہمارا رب ایسا ہی ہے وہ اس کتاب قرآن مجید میں کئی جگہوں پر فرما چکا ہے کہ بس تم لوگ سچی توبہ کرو۔

جیسے یہ دیکھیں یہاں بھی یہی کہا جا رہا ہے۔

استاد عمر کچھ ورق پیچھے کی طرف پلٹے۔

”وَهُوَ الَّذِيْ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَيَعْفُوْا عَنِ السَّيِّاٰتِ وَيَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ“ (شوری:۲۵)

”اور وہی ہے جو اپنے بندوں سے توبہ قبول فرماتا ہے اور گناہوں سے درگزر فرماتا ہے اور جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو۔“

’مزید آیات سن کر دل مطمئین ہو گیا اور مومن شکر کے سجدے کرتا ہوا گھٹنوں کے بل زمین پر جھک گیا اور اپنے گناہوں کی تپش پر استغفار لگنے لگا۔

اور ساتھ ہی ایمان کی دولت نصیب ہونے پر تہہ دل سے شکر گزاری کے الفاظ زبان سے جاری ہوگئے۔'

میرا میڈیکل کورس مکمل ہو چکا تھا۔ میں نے اسلام کے بارے میں پڑھنا اور جاننا شروع کر دیا کہ جس دین کی خاطر میرے بھیا نے بوڑھے باپ کو چھوڑ دیا، اپنی جان سے پیاری بہن کی پرواتک نہیں کی۔

کیسا نشہ ہے اس دین میں۔

میں بھی اس نشے میں مدہوش ہونا چاہتی تھی۔

آپکی محبت میں پاگل آپکی بہن دین اسلام کو اپنانا چاہتی تھی۔

وہی پرانی ضد کہ جو میرے بھیا نے کیا وہی میں کروں گی۔

میں نے پاپا کو بتائے بغیر آن لائن قرآن کورس شروع کر دیا جس میں قرآن کا ترجمہ اور تفسیر پڑھائی جاتی تھی۔

میں نے اپنا مذہب اور اپنا نام ظاہر نہیں کیا۔

اگر میں خود کسی مدرسے میں جا کر یہ تعلیم حاصل کرتی تو شاید پاپا کو پتہ چل جاتا اور ڈر کے مارے میں ایسا کبھی نہ کر پاتی۔

موبائل پر رات کو بیٹھ کر پڑھ لیتی اور کسی کو خبر نہ ہونے دیتی کہ عیسائیت کی حویلی میں پلنے والی لڑکی اسلام کی رغبت اپنے دل میں بسائے ہوئے ہے۔

مجھے بابا سے وحشت ہوتی تھی جب وہ ہر سینڈے ایک مخصوص ڈے، چرچ میں عبادت کے لئے جایا کرتے تھے۔

میرے دل میں سوال کئ اٹھتے کہ خدا تو ہمیں ہر روز نعمتیں دیتا ہے۔

ہر روز ایک نئ زندگی دیتا ہے۔

ہر روز ایک نئے دن کا آغاز ہمارے لئے کرتا ہے۔

ہر روز کھانے پینے کے لئے طرح طرح کی چیزیں ہمارے نصیب کریں۔

اور ایک ہم ہیں کہ ہفتے میں صرف ایک دن اس کے لیے عبادت کریں، صرف ایک دن؟

کیا ہم ایک دن مزدوری کریں اور اجرت پورا ہفتہ لیں؟

اور پھر مزدوری بھی ایسی جس میں ذرہ برابر بھی خلوص نہیں۔

جب یہ سوال مائنڈ میں آتے تو نفرت ہوتی تھی مجھے اپنے آپ سے۔ اپنے امیر ہونے سے۔ اپنے اعلیٰ سٹیٹس سے۔ مجھے اپنی حویلی میں گھٹن ہونے لگی جہاں خدا کے ساتھ شرک کرنے والے دل موجود تھے۔

جب میرا حوصلہ ختم ہونے لگا اور آپکے کبھی واپس نہ آنے کا یقین ہونے لگا۔ تو میں نے بھی آپ کی طرح پاپا کو چھوڑنے کا ارادہ کر لیا اور کبھی بھی مڑ کر پیچھے نہ دیکھنے کا پکا عہد بھی۔

خدا سے معافی مانگی کہ اپنے بوڑھے باپ کو تنہا چھوڑ کر جانے لگی ہوں جبکہ انہیں اس وقت میری سخت ضرورت تھی۔ مگر یہ جانا کسی اور کے لیے نہیں تھا صرف خدا کے لیے تھا۔

پاپا کے بارے میں جب میں سوچ کر بے بس ہونے لگی تو اسی رات جو تفسیر کلاس میں آیت تھی۔ اس نے مجھے پوری طرح جھنجھوڑ دیا۔ اور وہ آیت ہے ہی ایسی کہ ہر پڑھنے اور سمجھنے والا انسان ہل جاتا ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓىِٕكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ قَالُوْا فِيْمَ كُنْتُمْ ؕ قَالُوْا كُنَّا مُسْتَضْعَفِيْنَ فِي الْاَرْضِ ؕ قَالُوْٓا اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِيْهَا ؕ فَاُولٰٓىِٕكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا (النساء:97)

”جن لوگوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا تھا۔ اور اسی حالت میں فرشتے ان کی روح قبض کرنے آئے تو بولے: تم کس حالت میں تھے؟ وہ کہنے لگے کہ: ہم تو زمین میں بے بس کر دیئے گئے تھے۔ فرشتوں نے کہا: کیا اللہ کی زمین کشادہ نہ تھی کہ تم اس میں ہجرت کر جاتے؟ لہٰذا ایسے لوگوں کا ٹھکانا جہنم ہے، اور وہ نہایت برا انجام ہے۔“

بس پھر اس آیت میں نے مجھے حویلی سے ہجرت کرنے میں استقامت دی۔

”ایمان کی لذت اور مٹھاس سے میں اجنبی تھی لیکن ایمان والوں کی صحبت کی خواہشمند بھی تھی۔

پھر ایک رات، رات کی تاریکی میں، رات کے آخری پہر میں، میں نے اٹھ کر غسل کیا اور کانپتے ہونٹوں سے ایک بار پھر سے کلمہ پڑھا، میں آئینے کے سامنے خود کے عکس کو دیکھ رہی تھی۔

"ایک طرف ایک عیسائی لڑکی خدا کے خالص دین میں پوری طرح داخل ہو رہی تھی، اور دوسری طرف ایک بیٹی اپنے باپ کے عقیدے اور اپنے آباؤاجداد کے طریقوں کو ہمیشہ کے لئے چھوڑ رہی تھی۔"

پاپا پر اس بات کا کیا اثر ہو گا یہ سوچ کر دل بھی گھبرا رہا تھا۔ کیونکہ بیٹیاں تو مرتے دم تک والدین کا ساتھ نہیں چھوڑ تیں۔ اپنے گھر جا کر بھی میکے کا ہی خیال ذہن میں رہتا ہے۔ اک خیال ذہن میں آیا کہ میں کیسی بیٹی ہوں جو نازوں سے پلی بڑی، باپ کا غرور ہو کر اسے تنہا چھوڑ کر جانے لگی ہوں مجھے رک جانا چاہیے؟

عمل کرنے میں اگر مجھے مشکل پیش آ رہی ہوتی تو میں مینیج کر لیتی لیکن وہاں تو ایمان بچانا مشکل تھا۔ میں نہیں رک سکتی تھی۔

دل پاپا کی محبت میں ہار رہا تھا۔

یہ سب وسوسے شیطان کی طرف سے تھے خدا نے شیطان کی دشمنی کے بارے میں پہلے ہی آگاہ کر دیا تھا کہ وہ انسان کا کھلا دشمن ہے، اس لیے مجھے شیطانی وسوسوں کی سمجھ آتی تھی۔

وَلَا تَتَّبِعُوۡا خُطُوٰتِ الشَّيۡطٰنِ ‌ؕ اِنَّهٗ لَـكُمۡ عَدُوٌّ مُّبِيۡنٌ

"شیطان کے نقش قدم پر نہ چلو۔ یقین جانو، وہ تمہارے لیے ایک کھلا دشمن ہے۔"

خیر میں نے خود کو کلمہ پڑھنے کے بعد بہت ہلکا پایا ایک عجیب خوشی تھی۔

آپ کی یاد اس لمحے بھی بہت آئی کہ کاش آپ کو پتہ چلے کہ آپکی چھوٹی نے بھی اس رستے کا انتخاب کر لیا ہے جس راستے کو آپ نے چنا تھا۔

اور اس دن میں نے موبائل ایپ سے قرآن اوپن کر کے ان الفاظ کی سکینت کو اپنے اندر اترتا محسوس کیا۔

پہلی بات جو میرے خدا نے مجھے کہی وہ یہ تھی۔

قُلۡنَا اہۡبِطُوۡا مِنۡہَا جَمِیۡعًا ۚ فَاِمَّا یَاۡتِیَنَّکُمۡ مِّنِّیۡ ہُدًی فَمَنۡ تَبِعَ ہُدَایَ فَلَا خَوۡفٌ عَلَیۡہِمۡ وَ لَا ہُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ (سورۃ البقرۃ: ۳۸)

"ہم نے کہا تم سب یہاں سے چلے جاؤ، جب تمہارے پاس میری ہدایت پہنچے تو اس کی تابعداری کرنے والوں پر کوئی خوف و غم نہیں ہو گا۔"

'خدا نے مجھے حویلی سے ہجرت کر جانے کا اشارہ دے دیا تھا اور اگلی آیت میں مجھے خبردار بھی کر دیا گیا تھا۔

وَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا وَ کَذَّبُوۡا بِاٰیٰتِنَاۤ اُولٰٓئِکَ اَصۡحٰبُ النَّارِ ۚ ہُمۡ فِیۡہَا خٰلِدُوۡنَ)سورۃ البقرۃ: ۳۹)

"اور جو انکار کر کے ہماری آیتوں کو جھٹلائیں وہ جہنمی ہیں اور ہمیشہ اسی میں رہیں گے۔"

'مجھے اپنے نفس کی خواہش سے دور رہنا تھا۔ یقیناً میرا نفس مجھے بہکانے والا تھا یہ وسوسہ ڈال کر کہ کتنا آرام تھا صرف ایک دن عبادت کرنی۔ اور کہاں اب دن میں پانچ مرتبہ مشقت کے ساتھ نماز ادا کرنا، اسلام کے سارے احکام خود پر لاگو کرنا۔'

مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا، پھر میں نے مزید آیات سے راہنمائی لینا چاہی تو خدا کے خوبصورت کلام کی تھام لینے والی آیت میرے سامنے آئی۔

اور اس شیطانی وسوسوں کا بھی خاتمہ ہو گیا کہ دن میں پانچ مرتبہ مشقت سے نماز پڑھنا پڑے گی۔

وَ اسۡتَعِیۡنُوۡا بِالصَّبۡرِ وَ الصَّلٰوۃِ ؕ وَ اِنَّہَا لَکَبِیۡرَۃٌ اِلَّا عَلَی الۡخٰشِعِیۡنَ)۴۵)

"اور صبر اور نماز کے ساتھ مدد طلب کرو یہ چیز بھاری ہے، مگر ڈر رکھنے والوں پر"۔

"واقعی بھیا بہت بڑے بڑے کام صبر کے بغیر نہیں ہو پاتے، کچھ بہترین پانے کے لیے تو کچھ پسندیدہ چیز کھونی ضرور پڑتی ہے۔ کسی بھی آزمائش پر اپنے حواس قائم رکھنا صبر اور نماز کے بغیر ممکن نہیں۔

قدم قدم پر ہم ڈگمگانے والے حقیر بندوں کو دلاسے کی ضرورت ہوتی ہے ایک تھپکی کی ضرورت ہوتی ہے ایک نصیحت کی ضرورت ہوتی ہے۔"

"تو میں نے سکون قلب پایا ہے اور میں یقین سے کہتی ہوں کہ نماز انسان کو ہر معاملے میں مطمئن رکھتی ہے، نرم دل بناتی ہے اور ہمیں خدا سے جوڑتی ہے۔ جو نماز نہیں پڑھتے وہ صبر نہیں کر پاتے، وہ پھر خدا کی بجائے اورروں کی جانب دوڑتے ہیں انکی نمازوں میں بھی یکسوئی نہیں ہوتی کیونکہ انکی لگن تو کچھ اور ہی ہوتی ہے۔ وہ اپنی خواہش کو مار نہیں سکتے۔"

مگر یہ بھی سچ ہے کہ نماز عاجزی و انکساری کرنے والوں پر بھاری نہیں ہوتی مجھے بھی ان عاجزوں میں شامل ہونا تھا۔ مگر اسکے لئے مجھے اپنی خواہشاتِ نفس کی قربانی دینا تھی، پھر اس قربانی پر صبر بھی کرنا تھا۔ اور صبر بھی ایسا نہیں کہ غم کو دل کا روگ بنا کر ایک کونے میں بیٹھ جاؤں۔ بلکہ مجھے تو اٹھ کر چلنا تھا منزل مقصود تک لڑکھڑاتے قدموں سے چلتی رہنا تھا۔

مجھے تو اپنے خدا کے سامنے حاضری دینا تھی۔

یہ بتانا تھا کہ اے خدا میں تیری خاطر قربانی کر کے آئی ہوں اب مجھے تجھ ہی سے اجرت چاہئے۔

کیونکہ میں نے تیری محبت میں سب چھوڑا ہے اب مجھے بدلے میں تیری محبت کو پانا ہے۔

♥ ♥ ♥ ♥ ♥

جس دن میں اس حویلی کو ہمیشہ چھوڑا۔ اس دن میرا دل خوش تھا مگر آنکھوں میں نمی تھی باپ کو اکیلے چھوڑ کر جانے کا غم۔

میں نے پاپا سے ایک آخری بار پوچھا تھا۔ کہ پاپا آپکو بھیا کی یاد نہیں آتی؟

مگر انہوں نے ہر بار کی طرح کچھ کہے بنا ہی چہرہ موڑ لیا۔ یہ اس بات کی علامت تھی کہ وہ آپکو یاد کرتے ہیں یا آپ انہیں یاد آتے ہیں مگر انکی انا، انکا باطل عقیدہ انکو پتھر دل بنائے ہوئے تھا۔

”بھیا آپ بیٹے تھے، لڑکے تھے، گھر سے نکل گئے کوئی بدنامی نہیں ہوئی، باتیں نہیں بنیں۔ مگر میں لڑکی تھی گھر سے اچانک غائب ہونے والی جوان لڑکی کے بارے میں کیا کیا باتیں بنتی ہیں، اس سے میں واقف تھی۔“

میں اپنے قبولِ اسلام کا دعویٰ بھی نہیں کر سکتی تھی جیسے آپ نے سرعام کیا تھا کیونکہ میں جانتی تھی کہ آپ کو تو پاپا نے گھر سے نکال دیا اور روکا بھی نہیں مگر مجھے گھر میں قید کروا دیں گے اور پھر میرے ایمان کو بھی خطرہ ہو سکتا تھا۔

اس وقت میری زبان پر جو کلمات تھے وہ یہ تھے کہ

حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْل نِعْمَ الْمَوْلیٰ وَنِعْمَ النَّصِیْر

بھیا آپ سوچ رہے ہوں گے کہ مجھے اتنی عربی اور قرآن کی اتنی سمجھ کیسے آگئی؟؟؟

میں نے کوشش کی تھی کہ میں خود کو پہلے اسلام جیسے خوبصورت دین کے قابل بناؤں پھر ہی اس میں پوری طرح داخل ہونے کے لیے گھر قدم اٹھاؤں۔

اسلام میں تو داخل میں اسی دن ہو گئی تھی جس دن آپ کے منہ سے مسلمان ہونے کا سنا تھا۔

مگر میں آپکی طرح سرعام اظہار نہیں کر پائی تھی۔ میں نے قرآن کو پڑھنا سیکھا۔ ٹیچر مختلف دعائیں زبانی یاد کرواتی تھیں۔ ان دعاؤں کے مانگنے سے مجھے بہت سکون ملتا اور حق پر استقامت نصیب ہوتی گئی۔

جب میں مطمئن ہو گئی کہ واقعی میں دین اسلام کے قابل ہوں تب میں نے گھر سے نکل کر سرعام عبادت کرنے کا فیصلہ کر لیا۔

- خاتم النبیین نے بھی تو پہلے خفیہ اور پھر ہی اعلانیہ عبادت کی تھی ناں بھیا؟

تو میں بھی بس اسی سنت پر عمل کرتی رہی اور اتباع بھی تو اسے ہی کہتے ہیں جیسے جیسے خدا کے محبوب نے عمل کرنا شروع کیا ویسے ویسے ہی میں نے بھی کوشش کی۔ جب، جہاں، جیسے دل چاہتا خود کو خدا اور اسکے نبی کی سنت پر جھکا دینا چاہتی تھی۔

جس میں کوئی رکاوٹ نہ ہو۔

"پاپا کو حقیقت سے روشناس میں نے بھی کروایا کہ پاپا بھیا نے جس دین کو فالو کیا وہ دین ہی اصل دین ہے، ہمارے دین کی مجھے کوئی لاجک سمجھ نہیں آتی، شاید ہمارا دین قابلِ قبول نہیں ہے۔ اگر ہم سچے دین سے دور ہیں یا اس دائرے میں ہی نہیں ہیں تو یہ سرِاسر خسارہ ہے۔"

تب بھی پاپا نے اپنے آباؤ اجداد کا عقیدہ میرے سامنے رکھا اور انکار کرنے کی بجائے خاموشی اختیار کرلی۔

تب میں نے حویلی سے ہجرت کرنے کا اور بھی مضبوط ارادہ کرلیا کیونکہ پاپا کشمکش میں تھے، اک الجھن میں تھے، شاید نفس اور ضمیر کی جنگ میں تھے۔

جب میں گھر سے نکل آئی تو مجھے ایک یقین تھا کہ پاپا سچے دین کو ضرور اپنائیں گے۔

پاپا کو پتہ چل گیا تھا کہ میں گھر سے کسی برائی کے ساتھ نہیں نکلی بلکہ اسلام قبول کرکے نکلی ہوں۔

میں گھر سے کوئی پیسے وغیرہ لے کر نہیں نکلی تھی گھر سے سیدھی اک مدرسے میں گئی لیکن مجھے اپنا خرچہ خود اٹھانا تھا۔

میں کسی کو بھی اپنے راز نہیں بتانا چاہتی تھی۔ اس لیے میں نے ایک پرائیویٹ ہاسپٹل میں جاب سٹارٹ کردی۔

میری اتنی سیلری تھی کہ جس سے میں اپنا خرچہ آسانی سے کرسکوں۔

پاپا کے لیے میں روز تازہ کھانا بنا کر کسی نا کسی ذریعے ان تک پہنچا دیتی تھی۔

مجھے پتہ چلا کہ پاپا شدید غصے میں ہیں کہ ایک بار میں انکے ہاتھ آجاؤں وہ مجھے زندہ نہیں چھوڑیں گے۔

مگر میں کیسے ہاتھ آتی ایک پینٹ شرٹ پہن کر گلے میں دوپٹہ ڈال کر گھومنے والی ایک لڑکی جب مکمل عبائے میں آجائے تو اسے پہچاننا آسان نہیں ہوتا۔ اور میں تو ہوسٹل کے کمرے میں بھی عبائے سمیت رہتی تھی۔ رات کو سوتی بھی چہرہ چھپا کر۔

کہیں کوئی مجھے پہچان کر پاپا کو خبر نہ کردے۔

یہاں اس شہر سے میں کہیں اور نہیں جاسکتی تھی کیونکہ مجھے پاپا کی خیریت وعافیت کے بارے میں آگاہی چاہیے تھی انکو اس عمر میں تنہا نہیں چھوڑ سکتی تھی۔ ان سے دور ہو کر بھی انکے پاس رہنا چاہتی تھی۔

پاپا اپنے بڑھتے بڑھاپے کی وجہ سے ہمیں یاد کر کے روتے ہوں گے اور مجھے خبر بھی ملی تھی کہ وہ اپنی کمزوری کو دیکھتے ہوئے کہتے تھے اگر انکی اولاد انہیں مل جائے تو وہ بھی اسلام قبول کر لیں گے۔

مگر مجھے پھر بھی ڈر لگا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ میں سامنے جاؤں اور وہ اپنی بات سے پھر جائیں اور مجھے نقصان پہنچائیں۔

پھر ایک دن میری جاب کے لیے ایک نوٹس آگیا کیونکہ میں نے پرائیویٹ ہاسپٹل میں جاب کے دوران اپنے ڈاکومنٹس جمع کروائے ہوئے تھے تو پھر مجھے انٹرویو کے لیے دوسرے شہر جانا پڑا۔

میری جاب وہیں پکی ہوگئی تقریباً ایک مہینہ میں نے وہیں جاب کی اور پھر وہاں میں نے اپنے والد کی ضعیفی کا بتا کر اپنا ٹرانسفر یہاں واپس اسی ہوسپٹل میں کروالیا۔

مگر جب میں یہاں آئی تو پاپا گھر میں نہیں تھے۔

اور محلے کے لوگوں سے پتا چلا کہ وہ گھر کو تالا لگا کر ہماری تلاش میں گلی گلی پھرا کرتے تھے۔

اور آنسوؤں سے انکی بینائی کافی ویک ہوگئی۔

بھیا میں نے آپکو بہت ڈھونڈا مگر آپ مجھے کہیں نہیں ملے اور میں پاپا کو بھی کھو چکی تھی۔

بھیا اب پاپا کہاں، کس حال میں ہیں مجھے نہیں پتا۔

مگر ہاں وہ جہاں بھی ہیں وہ اسلام قبول کرنے کے لیے راضی ہیں۔ وہ ہمیں یاد کرتے ہیں۔

مگر انکی شرط یہ ہے کہ وہ ہمیں پا کر پھر ہی اسلام قبول کریں گے۔

بھیا انکی ضعیفی بڑھتی جارہی تھی۔ کہیں وہ یونہی اسلام کے بغیر ہی نہ دنیا سے چلے جائیں

بھیا کچھ بولو نہ بھیا۔

ہم اپنے پاپا کو اپنی آنکھوں کے سامنے آگ میں جلتے کیسے دیکھیں گے؟

ہم خود تو جنت کے باغات سے لطف اندوز ہوں اور وہ جن کی بدولت ہم اس دنیا میں آئیں وہ جہنم کا ایندھن بنیں، یہ کیسے گوارا ہو سکتا ہے ہمیں۔

ہم پاپا کو ڈھونڈ لیں گے نا بھیا۔؟

چھوٹی تجھے کیسے پتا چلا کہ میں یہاں ہوں؟

اپنی بہن کی ساری داستان سن کر آنسوؤں سے داڑھی تر تھی اور آنسو اتنی شدت کے ساتھ بہہ رہے تھے کہ شرٹ بھی بھیگ رہی تھی۔

اور ابھی بھی یقین نہیں آرہا تھا کہ اسکی پیاری بہن اسکے سامنے کھڑی ہے۔

بھیا میں نے آپکو آج صبح ہی یہاں ہاسپٹل میں دیکھا تھا مگر آپ کے ساتھ دو مرد اور بھی تھے۔ آپ اسی کمرے سے باہر نکلے تھے۔ مجھے لگا آپ کا کوئی مریض ہو گا تو آپ یہاں واپس ضرور آئیں گے۔

ایک آپریشن کرنا تھا تو میں بھی جلدی میں تھی۔

نہ مریض کو دیکھنے آسکی اور نہ آپکو پیچھے سے آواز دے سکی۔

مگر جب میں اس کمرے میں آئی تو کوئی مریض نہیں تھا بلکہ آپ اور ایک اور لڑکا تھا۔

اس لیے میں کمرے سے باہر ہی رک گئی۔

چھوٹی اللہ نے جس طرح مجھے تم سے اور تمہیں مجھ سے ملوایا ہے نا، دیکھنا اسی طرح ہم بابا کو بھی ڈھونڈ لیں گے ان شاءاللہ!

اللہ ہمیں ملوا دیں گے بابا سے۔

بھیا مجھے اب چھوٹی نہیں کہیئے گا کیونکہ اب میں صحیح معنوں میں بڑی ہو چکی ہوں اب میرا نام عافیہ ہے۔

میری قرآن ٹیچر نے میرا نام عافیہ رکھا۔

پیارا نام ہے نا؟

عافیہ نے ایمان علی کے کندھے سے سر اٹھا کر آنکھوں میں دیکھتے ہوئے پوچھا۔

ہاں پیارا ہے اور بہت ہی زیادہ پیارا ہے اللہ نے میری بہن کو خیر و عافیت سے رکھا اور مجھ تک عافیت سے ہی پہنچا دیا۔ شکر الحمد اللہ۔

ایمان علی نے عافیہ کو پھر سے گلے لگا لیا اور ایک بار پھر جی بھر کے وہ دونوں روئے۔

بانو، ماں کہہ رہیں کہ وہ لوگ شام کی چائے اور رات کا کھانا یہیں سے کھائیں گے کھانا تو باہر سے منگوا لیں گے لیکن میٹھے میں کیا بنانا ہے وہ بتا دو میں خود ہی بنا لوں گی۔ اور میں نے پارلر والی کو کال کر دی ہے وہ یہیں آجائیں گی۔

کیوں برائیڈل میک اپ کیوں کروانا ہے؟

کیونکہ ماں نے بتایا کہ انکی فیملی کے سبھی لوگ آنا چاہ رہے تھے آپکی نند کی کال آئی تھی کہ سب بچے اور کزنز ضد کر رہے ہیں تو ہم نے ابھی ابھی پلان بنایا ہے کہ کچھ دنوں بعد بھی تو شادی ہونی ہی ہے تو نکاح آج ہی کر دیتے ہیں اپنے دونوں گھر والوں کی موجودگی میں ہی اور رخصتی کے لیے پھر دولہے اور دولہن کے مشورے سے ڈیٹ فکس کر لیں گے۔

رات کا وقت ہے تو یہ لوگ اور بھی گہما گہمی مچائیں گے۔ تو ایسے دولہے بھائی بھی انجوائے کر لیں گے۔

عنایا میرا دل بیٹھا جا رہا ہے یہ لوگ تو آج ہی پوری بارات لے کر آ رہے ہے۔ دیکھیں بانو ہم لڑکی والے ہیں تو انکے اس پلان پر اعتراض نہیں کر سکتے۔ کونسا کوئی مہمان ہوں گے۔ اللہ بہتر کریں گے ان شاءاللہ۔

عنایا مجھے ڈر لگ رہا ہے خصوصاً اس انسان کو سوچ کر جو دنیا کے لیے جیتا ہے جو فرائض سے دور ہے، جو نہ اپنی نظروں کی حفاظت کرتا ہے اور نہ مجھے پردہ کرنے دے گا۔

بانو آپکو کیسے پتہ کہ وہ اپنی نظروں کی حفاظت نہیں کرتا؟

ہاں شاید وہ آج کے لڑکوں کی طرح فنی ہو گا۔

نئیں عنایا میں اسے اچھے سے جانتی ہوں امی کے فون خراب ہونے سے پہلے میں اس کے ساتھ خود بات کرتی رہی ہوں۔

اس لیے میں اسے ہر لحاظ سے جانتی ہوں۔

اسکی دلچسپیاں بھی۔ بانوہ؟

یہ کیا کہہ رہی ہو؟

آپ غیر محرم سے بات کرتی رہیں؟

بیشک وہ آپکا منگیتر ہی تھا مگر وہ محرم نہیں تھا۔

"ایک غیر محرم، محرم نکاح کے بعد ہی بنتا ہے۔

پہلے سے باتیں کرنا، پسند ناپسند جان لینا یہ جائز نہیں ہے۔"

اب توبہ کرو معافی مانگو اللہ سے۔

کچھ لمحے کے لیے عنایا کو اپنی جاہلیت کا زمانہ یاد آیا تو فوراً سے دل ہی دل میں توبہ کی اور آنکھوں میں آئے آنسوؤں کو دوپٹے کے کونے سے صاف کرتے ہوئے باہر چلی گئی۔

"ماضی کی کچھ تلخ یادیں انسان کا پیچھا نہیں چھوڑتی وہ کبھی نا کبھی کسی نا کسی طرح ذہن میں تازہ ہوتی رہتی ہیں اور وہ وقت اس انسان کے لیے بہت تلخ ہوتا ہے جو اس ماضی سے دور بھاگ رہا ہو لیکن شیطان ہمارے ماضی کو لے کر ہمارے پیچھے بھاگتا ہے تاکہ ہم سکون سے نہ رہ پائیں۔ تو ایسے میں ہمیں اس خیال کو جھٹک دینا چاہیۓ اور توبہ استغفار کر کے رب کے سامنے نادم ہو جانا چاہیۓ۔"

لڑکے والوں کے آنے میں کچھ ہی دیر باقی تھی رقیہ بی بی پسینے سے شرابور ادھر ادھر بھاگ بھاگ کر کبھی بیڈ کی چادر ٹھیک کر رہی تھی اور کچھ صوفے پر پڑے کُشن سیٹ کر رہی تھی۔

عدنان بیٹا آپکی امی کہاں ہے وہ نظر نہیں آرہیں۔

چچی امی گھر ہیں آجائیں گی آپ فکر نہیں کریں۔ اچھا پھر ایسا کرو اپنے چاچو کے ساتھ ذرا بازار سے کچھ سامان تو لے آؤ۔

جی ٹھیک ہے چچی جان میں ابھی جاتا ہوں۔

بلکہ میں ایسا کرتا ہوں کہ میں خود ہی سارا سامان لے آتا ہوں چاچو کو یہاں کچھ کام ہو گا اور وہ لوگ بھی تو آنے ہی والے ہیں تو انکے استقبال کے لئے چاچو کا موجود ہونا لازمی ہے۔

مجھے سب چیزیں بتا دیں۔ عدنان سر پہ نماز والی ٹوپی لئے عاجزانہ لہجے میں گویا ہوا۔

"عدنان میں اسی دن سے ہی بدلاؤ آنا شروع ہو گیا تھا جس دن رفیقہ خالہ سے ملاقات ہوئی تھی۔"

مگر تم اکیلے کیسے سارا سامان لے آؤ گے۔ چچی جان میں اپنے دوست کو ساتھ لے جاتا ہوں۔ کوئی مسئلہ نہیں ہم لے آئینگے بس آپ بتا دیجیے کہ کیا لانا ہے۔

اچھا ٹھیک ہے بیٹا جیتے رہو۔

اوئے ہیلو یار دانی یہ کیا مولوی بن گیا۔

اوئے وہی ہونا۔ جو اپنی جوانی کے جوش دکھایا کرتا تھا؟۔ اب تم لڑکے نہیں مولوی۔ بلکہ بابا جی لگتے ہو۔

یار میں اسی راہ پر چلنے کی کوشش کر رہا ہوں جس پر میرے آقا چلے۔ یہ راہ پھر اب مولوی بناتی ہو یا ہینڈسم منڈا میں تو اتباعِ سنت پر ہی عمل کروں گا۔

ان شاءاللہ

اچھا پھر تو بیٹا جی تم دن کی روشنی میں ہی رات کی تاریکی جیسی کالے گھونگھٹ میں لپٹی ملانی سے شادی کے لیے تیار رہنا۔

کیونکہ تجھے اب ہواؤں میں زلفیں اڑانے والی، ہر نظر کو بھانے والی لڑکیاں پسند نہیں آنے والی۔

بازار سے سامان لے کر واپسی پر عدنان کا دوست مذاق اڑا رہا تھا اور عدنان بار بار مسکرا کر کبھی اپنے دوست کو دیکھتا اور کبھی آسمانوں سے پار رب سے دل ہی دل میں سرگوشی کرتا اور بالوں کو ہاتھ سے پیچھے سہلاتے ہوئے گردن جھکا لیتا۔

بانو نے سرخ رنگ کی فراک کے ساتھ کافی بھاری کام والا دوپٹہ سر پر سیٹ کیا ہوا تھا اور ساتھ میں نقاب بھی پہن رکھا تھا۔

پارلر والی بانو کو تیار کر کے جا چکی تھی اب بانو صوفے پر براجمان تھی۔

ارے ارے مومنہ آپ یہاں ہو باہر وہ لوگ آ بھی گئے۔ میرے ساتھ کچن میں آؤ اور بانو آپ یہیں بیٹھی رہیں چائے پانی پی کر ہی ساری فی میل آپکے پاس یہاں آئیں گی کیونکہ لڑکوں کو میں یہاں نہیں آنے دوں گی۔

گھر میں گہما گہمی تھی مگر نا جانے کیوں اداسی بھی تھی۔

"لڑکیوں نے اونچا جوڑا کر کے چہرے کے گرد حجاب باندھے ہوئے تھے۔ گاڑیوں سے نکلتے وقت کچھ لڑکیوں نے باریک دوپٹے دو انگلیوں سے ناک پر رکھ کر یہ ثابت کیا تھا کہ شاید پردہ کرنا ایسا ہی ہے۔ اور کپڑے بھی سبھی کے ایسے تھے۔ جو غیر محرموں کے لیے اٹریکشن کا باعث تھے۔

دولہے میاں کے ساتھ کچھ نوجوان لڑکے قہقہے لگاتے ہوئے ہاتھوں پہ ہاتھ مار رہے تھے۔

عنایا نے پہلے ہی اپنے والدین سے کہہ کر کھانے کا انتظام الگ الگ کروا دیا تھا۔

اس بات سے رقیہ بی بی اور بلال دونوں ہی راضی ہو گئے تھے۔

لڑکے اور لڑکیوں کے بیٹھنے کا انتظام بھی الگ کیا ہوا تھا مگر لڑکے جان بوجھ کر عورتوں والے کمرے میں آرہے تھے۔

یہ ملانی آنٹی کون ہیں؟

عنایا اپنی خالہ رفیقہ سے بات کر رہی تھی کہ پیچھے سے ایک لڑکی کی آواز آئی۔

رفیقہ اور عنایا نے ایک ساتھ ہی پیچھے مڑ کر دیکھا تو وہ لڑکیاں ہنسنا شروع ہو گئیں۔

عنایا نے بلیک کلر کی لانگ فراک پہن کر اوپر چادر نما بلیک دوپٹے سے نقاب کیا ہوا تھا۔

لڑکیوں کی بات سن کر عنایا نے اپنی خالہ رفیقہ کا ہاتھ دبایا اور وہاں سے چلی گئی۔

یہی تو ہے ہماری دلہن بھابی کی چھوٹی بہن۔

اوہ اُففففف۔ یہ ٹینٹ جیسی سیاہ چادر میں کیوں ہے؟ یار اگر چھوٹی بہن ایسی ہے تو بڑی کیسی ہو گی؟

اگر وہ بھی ملانی صاحبہ ہوئی تو یار حنا تیرے بھائی کا گھر، گھر نہیں بلکہ پکا مسجد بنے گا۔

دو دن میں دیکھنا تیرے بھائی پر بھی اگر جادو نا چلا تو کہنا وہ بھی بہت جلد مولوی صاحب کہلائیں گے۔

ٹخنوں تک شلوار اور سینے کو چھپائے ہوئے داڑھی۔

ھاھاھاھ

ایسا کچھ بھی نہیں ہو گا سمجھی تم۔

اور اپنی کالی زبان بند رکھو۔

رقیہ بی بی بانو کی چھوٹی نند کے پیچھے کھڑی کسی عورت سے بات کر رہی تھی۔ اپنی بیٹیوں کے خلاف ایسی باتیں سن کر پریشان ہو گئیں۔

چائے وغیرہ پینے کے بعد سب نے بے تابی سے دلہن کو دیکھنے کی خواہش ظاہر کی۔

عنایا مسکراتے ہوئے رفیقہ خالہ کے ساتھ بانو کے کمرے میں داخل ہوئی اور پیچھے ہی لڑکیاں اور خواتین بھی کمرے میں گھس گئیں۔

♥ ♥ ♥ ♥ ♥

مجھے میرے بیٹے کے پاس لے چلو۔

مجھے میرے ایمان علی سے ملنا ہے اسے دیکھنا ہے۔

اسے اپنے سینے سے لگانا ہے۔

آپکا ایمان علی آپ سے ضرور ملے گا مگر آپکو کچھ صبر کرنا پڑے گا بھائی صاحب۔

ایک مناسب وقت پر آپ اپنے ایمان علی کو دیکھیں گے۔

استاد عمر مسکراہٹ لیے مومن کو تسلی دے رہے تھے۔

مومن حیران تھا کہ وہ مناسب وقت کونسا ہے۔

آخر کار جب مومن نے مناسب وقت کے بارے میں پوچھا تو استاد عمر نے ایمان علی اور ہاسپٹل والی لڑکی کے بارے میں سب بتایا اور اسکے ملنے تک کا انتظار کرنے کا کہا۔

استاد جی میں بتانا بھول گیا مجھے دو دن پہلے اسی انکل کا فون آیا تھا۔وہ کہہ رہے تھے کہ انکی بیٹی کی شادی ہے تو وہ شادی کے بعد یہاں آئیں گے۔

کہیں اسی بچی کی تو شادی نہیں؟

مومن نے پریشان ہو کر کہا تو استاد عمر بھی سوچ میں پڑ گئے۔دوسری طرف حذیفہ کا چہرہ بھی مرجھا گیا۔

بھائی صاحب آپ پریشان نہ ہوں ان شاء اللہ۔

اللہ بہتر کریں گے۔

"جو جس کی قسمت میں ہوتا ہے اسے ہی ملتا ہے۔

ہمارا اللہ پر یقین ہونا چاہیے اور ہمیں اسکے ہر فیصلے پر راضی رہنا چاہیے۔ کیونکہ اللہ تو وہ ہے جو ہر انسان سے ستر ماؤں سے زیادہ محبت کرتا ہے تو وہ کبھی بھی اپنے بندے کے حق میں ظلم نہیں کرتا اسے پتہ ہوتا ہے کہ اسکے بندے کے حق میں کیا بہتر ہے مگر ہم انسانوں کو فوری طور پر فیصلہ اپنی مرضی کے خلاف لگتا تو ہم دکھی ہو جاتے ہیں۔ اور اصل میں تو بہتر وہی ہوتا ہے جو ہمارے لئے ہوتا ہے اور جو ہمارے لئے نہیں ہوتا وہ ہمیں کبھی نہیں ملتا"۔

مومن جو پریشان ہو گیا استاد عمر کی باتوں پر پھر ان کے چہرے پر مسکراہٹ بکھر گئی۔

اور دوسری طرف حذیفہ بھی رب کی حکمت کا سن کر مطمئن ہو گیا۔

♥ ♥ ♥ ♥ ♥

بانو مصنوعی بالوں، اونچے جوڑے، مصنوعی پلکوں اور نقلی بڑے بڑے ناخنوں کے بغیر بھی بہت خوبصورت لگ رہی تھی مگر انہوں نے سب سے پہلے انہی چیزوں سے متعلق آپس میں کھسر پھسر شروع کر دی تھی۔

تم ڈھنگ سے تیار کیوں نہیں ہوئی۔؟

دلہن ایسی ہوتی ہے صرف ایک عام سا برائیڈل ڈریسنگ اور چہرے پر بیس لیپ کر کے اور یہ آئی شیڈ لگا لینے سے دلہن تیار ہو جاتی ہے کیا؟ ارے آج تمہارا نکاح ہے میرے بھائی ہمارے ساتھ آئے ہیں، کوئی پارٹی کا فنکشن نہیں ہے؟

اور یہ لپ اسٹک گھر میں ہی بیٹھ کر اپنی اس ملانی بہن سے لگوا لی ہو گی۔

اگر پارلر جا کر تیار ہونے کے لئے پیسے نہیں تھے تو بتا دیتی۔ میرے بھائی سے باتیں تو شروع دن سے ہی کرتی تھیں۔ یہ بات بھی بتا دیتی۔ اور یہ نقاب کیوں لیا تھا کہیں تم بھی باباجی تو نہیں بن گئی نا؟ کبھی اپنے اس حلیے کا میرے بھائی کو بھی بتایا تھا یا نہیں۔؟

شاید نہیں! اگر بتایا ہوتا نا تو آج یہ بارات آنے کی نوبت ہی نہیں آنی تھی۔

ایک منٹ؟

آپ بغیر سوچے سمجھے میری بہن کو کیسے اتنی باتیں سنا سکتی ہیں؟

بانو کو کانپتے وجود کے ساتھ روتے دیکھا تو عنایا نے دولہے کی بڑی بہن کا بازو کھینچ کر اپنے سامنے کیا۔

آپکو یہ تو پتہ ہے کہ آپ کے بھائی کو بے حیائی میں کیا کیا پسند ہے، تو آپکو یہ نہیں پتہ کہ قرآن و سنت میں اللہ اور اسکے رسول کو کیا پسند ہے؟

افسوس کہ ہمیں ہر نئے فیشن کا تو پتہ ہوتا ہے مگر ہمیں سنتِ رسول ہر گز بھی نہیں پتہ۔

نئے فیشن دیکھنے ہوں تو گوگل، یوٹیوب، نیٹ کی ہر ایپ سے سب سرچ ہو جاتا ہے۔ مگر اسی نیٹ اسی گوگل اور اسی یوٹیوب سے سنتِ رسول، حدیثِ رسول قرآن کی اایک آیت کی بھی تفسیر سرچ نہیں ہو سکتی کیا؟ ٹک ٹاک پر فحاشی دیکھی جا سکتی ہے مگر کسی ایک سکالر کو نہیں سنا جا سکتا، یہ جاننے کے لیے کہ حقیقت کیا ہے؟

آج جس بات پر آگ بگولا ہو رہی ہیں نا آپ۔

اس کے بارے میں آپ جانتی ہیں کہ اللہ نے کیا فرمایا ہے؟ نہیں شاید ہر گز بھی نہیں۔!

اگر آپ جانتی ہوتی نا تو اس وقت ایساری ایکٹ ہر گز بھی نہیں کرتیں، بلکہ خود بھی اس حلیہ میں نہ ہوتیں۔ سامنے کھڑی دلہے کی بڑی بہن کے اونچے جوڑے پر نظریں جما کر عنایا کا چہرہ غصہ سے سرخ ہو رہا تھا۔

لیکن باوجود غصے کے جو بھی باتیں وہ کہہ رہی تھی دینی لحاظ سے کہنا بالکل جائز تھیں۔

شٹ اپ۔ تمھاری ہمت کیسے ہوئی میرے سامنے ایسے بولنے کی اور کونسی حدیث میں یہ واضح ہے کہ دلہن مصنوعی بال وغیرہ اپنے شوہر کے لیے بھی نہیں لگا سکتی۔ یا مصنوعی میک اپ نہیں کر سکتی؟؟؟

اگر آپ حدیث سننا چاہتی ہیں تو میں ضرور سناؤں گی ان شاء اللہ۔

عنایا نے غصے کا جواب غصے سے نہیں بلکہ نرمی سے دیا۔

"برائی کا جواب اچھائی سے دینا ہی ایک باوقار انسان کی پہچان ہے"

"جی ہاں اللہ اور رسول کی نافرمانی میں عورت پر شوہر کی اطاعت جائز نہیں"

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ایک مرتبہ ایک انصاری عورت نے اپنی بیٹی کا نکاح کیا اسکے سر کے بال (بیماری کی وجہ سے) گر چکے تھے تو وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ یارسول اللہ میرے شوہر نے حکم دیا ہے کہ میں اپنی بیٹی کے بالوں میں جوڑا لگاؤں (سو کیا حکم ہے"؟)

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا" ایسا نہ کرنا، بالوں میں جوڑا لگانے والیوں پر لعنت کی گئی ہے۔

اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔"

آپ میری بہن کو لعنت ملامت کر رہی تھیں ناحالانکہ اس نے تو لعنت سے بچنے والے کام کیے ہیں۔

اور ہاں الحمد اللہ کثیر اکہ اللہ نے ہمیں آپکے اخلاق و کردار اور لہجے سے پہلے ہی متعارف کروادیا۔

آپ تو کہہ رہی تھیں نا کہ اگر پہلے پتہ چل جاتا تو یہ بارات آنے کی نوبت نہیں آنی تھی تو ہم کہتے ہیں کہ آپ کے اخلاق و کردار سے اچھی طرح واقفیت ہو جانے کے بعد اب نکاح کی نوبت نہیں آئے گی۔

ان شاءاللہ۔

"لیکن ایک بات ہمیشہ یاد رکھئے گا کہ اگر خود عمل نہ کر پائیں نا۔ تو کسی کے عمل میں رکاوٹ بھی مت ڈالئے گا"

اور الحمد اللہ ہمیں اللہ نے بچا لیا، ہم دکھی ہیں مگر پریشان نہیں۔ غلطی ہماری تھی کہ ہم نے اپنی بیٹی کے لیے ایسا گھرانہ اور ایسے افراد پسند کئے جو بدعت اور بے پردگی کو پسند کرنے والے ہیں۔

"بعد کے دکھوں سے بہتر ہے کہ لگنے والے زخموں کا احساس پہلے ہی ہو جائے"

رفیقہ دکھی لہجے سے گویا ہوئی۔

رقیہ بی بی تو وہیں ساکت کھڑی اپنی بیٹی کا گھر بسنے سے پہلے ہی اجڑتا ہوا دیکھ رہی تھی۔

عنایا نے اپنے آنسوؤں کو بمشکل روکا ہوا تھا مگر دل اندر سے چیخ چیخ کر رو رہا تھا اور غم سے وجود بھی نڈھال ہو رہا تھا۔

اوہ ہ ہ تو آپکو کیا لگتا ہے کہ ہم مِنتیں کریں گے کہ پلیز پلیز ہمیں اور ہمارے بھائی کو خالی واپس نہ لوٹائیں؟

ذرا باہر جا کر دیکھو میرے بھیا پہلے ہی واپس جانے کے لیے تیار کھڑے ہیں کیونکہ انہوں نے پہلے ہی کہا تھا کہ ہم نے نکاح سے پہلے بانو کی پکس دیکھنی ہیں کہ کیسی لگ رہی ہے۔ کیونکہ انکے دوستوں نے شرط لگائی تھی کہ دیکھتے ہیں ہماری بیویاں پارلر سے تیار ہوئیں اچھی لگتی ہیں یا تیری۔

مگر میرے بھائی کی قسمت خراب۔

ہمیں اپنے بھائی کے لیے کوئی فنی اور ماڈرن لڑکی چاہیے تھی ملانی یا ملانی کی بہن نہیں۔

میرے بھائی کو حسینوں کی کمی نہیں ہے اور مل جائیں گی اس سے بھی بہتر۔

اور میری بہن بھی رائیگاں نہیں جائے گی سمجھی آپ۔ کیونکہ اس نے اس رب کے احکام پر عمل کیا ہے جو ربّ کائنات ہے۔

اگر آج یہ نکاح نہیں ہو رہا ناں تو اس وجہ سے نہیں کہ آپکو میری بہن پسند نہیں آئی بلکہ اس لیے کہ آپکا بھائی میری بہن کے لائق ہی نہیں تھا اسی لیے عین موقع پر اللہ نے اسے ضائع ہونے سے بچا لیا۔ الحمد اللہ۔ اللہ نے میری بہن کے لیے کوئی اور اس سے بھی بہتر چُنا ہو گا ان شاء اللہ۔

"قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو ہماری آیات کو جھٹلاتے ہیں انکے لیے رسوا کن عذاب تیار کیا گیا ہے۔" (القرآن)

حنا نے اپنے دولہے بھائی کو پہلے ہی میسج کر کے بانو کے حلیے کا بتا دیا تھا۔ اس لیے وہ بانو کے والد بلال سے باہر سب کے سامنے بد تمیزی کر چکا تھا۔ اور اسے بھی بلال نے یونہی خالی واپس لوٹ جانے کے لیے کہہ دیا تھا۔ بارات جا چکی تھی۔

بانو پتھر بنی صوفے پر بیٹھی تھی۔

دماغ یہ تصور ہی نہیں کر پا رہا تھا کہ اس کے ساتھ کیا ہو چکا ہے۔ دل میں لگی ہوئی صبح سے بے چینی سمجھ آ رہی تھی۔

دل کا گھبرانا، ڈرنا سمجھ آ رہا تھا۔

جس چیز کا ڈر تھا وہی ہو چکا تھا۔

شاید رب کا اشارہ تھا جو دل کو پہلے ہی معلوم ہو چکا تھا مگر دماغ سمجھنے سے قاصر رہا۔

ہر کسی کے لیے اپنے آپ کو سنبھالنا مشکل ہو رہا تھا۔

"عنایا جائے نماز پر بیٹھی اپنے رب کو دل کی کرچیاں دکھا رہی تھی بتا رہی تھی اللہ میں نے تو اپنی بہن کے لیے آزمائشوں سے بچنے کی دعا مانگی تھی مگر میری دعاؤں کی قبولیت مجھے سمجھ نہیں آ رہی۔ اللہ مجھے اپنی حکمت سمجھائیے۔ اللہ جی میں نے ہی اسے زیادہ فورس کیا تھا آپکے حکم پر عمل کرنے کے لیے۔ اللہ جی کہیں اس کا آپ پر سے توکل ہی نہ اٹھ جائے، وہ عمل کی توفیق کو کھو نہ دے۔"

ایک طرف عنایا رب سے گڑگڑاتے ہوئے دعائیں مانگ رہی تھی اور دوسری طرف مومنہ بھی آنسوؤں سے تر چہرے کے ساتھ رب سے مناجات کر رہی تھی۔

گھر میں پہلی شادی اور وہ بھی بغیر نکاح کے ٹوٹ گئی۔

رقیہ بی بی نے خود کو کمرے میں بند کر لیا تھا۔

میں کیا کروں گا؟

میری بیٹی سے اب کون شادی کرے گا؟

کیا بتائیں گے کہ کس لیے گھر آئی بارات واپس لوٹ گئی۔ بلال آنکھوں پر ہاتھ رکھے اپنی بیٹی کے مستقبل کا سوچ کر آنسو بہا رہے تھے۔

"یہی بتائیں گے جو سچ ہے کہ ایک گنہگار لڑکی کو اللہ کے حکم پر عمل کرنے کی وجہ سے دنیا والوں نے چھوڑ دیا۔ ٹھکرایا بھی تو صرف اس لیے کہ میں نے رب کا ایک حکم مانا تھا۔"

بانو کی بات سن کر اس باپ کا دل پھٹ رہا تھا اپنی بچی کے ٹوٹے ہوئے وجود سے اتنی مضبوطی کو دیکھ کر بلال پر حیرانگی کے تاثرات ابھرے۔

چاچو آپکو امی نے بلایا ہے۔

عدنان کمرے میں نوک کر کے داخل ہوا تھا دروازے سے ذرا دور سے ہی قدموں کی آہٹ سن کر بانو پہلے ہی اٹھ کر درمیانے دروازے سے عنایا والے کمرے میں جا چکی تھی۔

عنایا؟

بانو عنایا کو آنسوؤں سے نڈھال دیکھ کر بت بنی پیچھے ہی رک گئی۔

بانو میری بہن میری پیاری آپ پریشان مت ہونا اللہ پر یقین ہے ناں پلیز اس یقین کو مت کھونا۔

اللہ تعالیٰ نے یقیناً آپکے لیے کسی بہتر کا انتخاب کیا ہے اس لیے اتنی سخت آزمائش میں ڈالا۔ وہ انسان، وہ لوگ آپکے لیے شر تھے سو اللہ نے اس شر سے آپکو محفوظ رکھا ہے۔ عنایا بچوں کی طرح بلکتے ہوئے رو رہی تھی۔

حوصلہ مجھے دے رہی ہو اور بچوں کی طرح پھوٹ پھوٹ کر خود رو رہی ہو تم عنایا۔

میں تو تمھارے سامنے ہوں کچھ بھی تو نہیں ہوا مجھے۔ ویسی ہی تو ہوں۔

تمھارے ہی موبائل سے اس آیت کو پڑھا تھا کہ

"جو لوگ صبر کرتے ہیں انکو جب کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو انکا کلام یہ ہوتا ہے انا للہ و انا الیہ راجعون۔" جانے والے کو روکا بھی تو نہیں جا سکتا نا، خصوصاً اس انسان کو جو ٹھکرا کر جائے اور جو چلا جائے کبھی بھی واپس نا آنے کے لیے، تو اس جانے والے کے جانے پر ہم انا اللہ وانا الیہ راجعون ہی پڑھ سکتے ہیں۔"

خیر۔مجھے بس ایک بات کا جواب تم سے چاہیئے مجھے سمجھ نہیں آرہا کہ میں اتنی مضبوط اور پر سکون کیوں ہوں ؟ مجھے رونا کیوں نہیں آرہا؟

میں ٹوٹ کر بکھر کیوں نہیں گئی؟

مجھ جیسی دنیا کی محبت میں پاگل لڑکی کے آنسو خشک کیوں ہیں ؟

حالانکہ بارات آنے سے پہلے نہ میرے آنسو تھم رہے تھے اور نہ ہی دل کو قرار تھا۔لیکن اب یہ اتنا اطمینان کیوں ہے ؟

عنایا مجھے بس اپنی اس کیفیت کا جواب چاہیئے ؟

بانو کے سوالوں پر عنایا حیران تھی۔

"واقعی اللہ کے مخلص بندے ایسے ہی ہوتے ہیں۔

جب اللہ کے لیے خود کچھ چھوڑتے ہیں تب بھی مطمئن ہوتے ہیں اور جب انہیں کوئی چھوڑ جائے تب بھی مطمئن ہی رہتے ہیں کیونکہ انکے لئے سب سے پہلے درجے پر رب کی محبت ہوتی ہے ، رب کی ذات ہوتی ہے، باقی دنیا تو دوسرے نمبر پر ہوتی ہے۔"

بتاؤنا عنایا ایسا کیوں ہے ؟

ہاں، ہاں ہیں نا۔سارے سوالوں کے جواب ہیں میری بہنا۔

آپ مضبوط اور پر سکون کیوں ہیں ؟

"کیونکہ آپ نے آج ہی صبح اللہ تعالیٰ سے اس نکاح سے متعلق مشورہ کیا تھانا، استخارہ کیا تھانا؟

پتہ ہے استخارے کے بعد جو بھی ہوتا ہے دل اس پر مطمئن رہتا ہے۔"

ہاں عنایا شاید اسی لیے مجھے کچھ بھی محسوس نہیں ہو رہا۔ مجھے تو یہ بھی سمجھ نہیں آ رہی کہ میں اتنی گنہگار بندی نے اللہ تعالیٰ کی طرف صرف ایک قدم اٹھایا تو میرے رب نے میری آنے والی زندگی کو تباہی سے بچا لیا۔ مجھے دکھ نہیں ہے کہ مجھے وہ لوگ چھوڑ گئے۔ بلکہ مجھے خوشی ہے کہ مجھے کسی عیب کی وجہ سے نہیں دھتکارا گیا بلکہ ایک اللہ کے حکم کو ماننے کی وجہ سے چھوڑا گیا ہے۔

میں روزِ محشر اللہ کو بتا سکوں گی کہ اللہ آپ کی راہ پر چلتے ہوئے مجھے جو پہلی چوٹ آئی وہ ذلت تھی وہ دھتکارا جانا تھا میں نے آپکی طرف قدم بڑھائے تو دنیا نے مجھے چھوڑ دیا۔

اللہ اکبر۔ اتنی اذیت کے باوجود بھی ایسے مضبوط الفاظ۔ میری پیاری بہنا اللہ آپ کو اپنی رحمت سے کبھی دور نہیں کریں گے ان شاء اللہ۔

"میری بہن میری پیاری یہ دنیا کی طرف سے دھتکارا جانا تو ادنی سا ہے، ذلت کا باعث تو رب کا دھتکارا جانا ہے جس کے بعد کوئی تھامنے والا نہیں ہو گا۔"

دیکھئے گا آپکو ضرور اس انسان سے بہت بہترین ملے گا مگر اس شخص کو آپ کے جیسی مخلص انسان کبھی نہیں ملے گی۔

"جو قدر نہیں کرتے نا وہ خود بھی ہمیشہ بے قدرے ہی رہتے ہیں"۔

"جب انسان اللہ تعالیٰ پر پختہ یقین کرتا ہے اور اپنے سارے معاملات اس ذات کے سپرد کر دیتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ ایسے اسباب پیدا کرتے ہیں جہاں وہم و گمان بھی نہ ہو اور وہاں سے راہیں نکلتی ہیں جہاں پر انسان کی نظر بھی نہ گئی ہو۔"

"وقتی طور پر برداشت کرنا مشکل لگتا ہے مگر دراصل وہیں سے ہی تو ہمارے لئے خیر کے دروازے کھلتے ہیں۔

دنیا اسے ہی ٹھکراتی ہے، جسے اللہ نے تھامنا ہو، جسے اللہ نے اپنا بنانا ہو۔ اور پتہ ہے جسے اللہ اپنا بنا لیتا ہے نا تو پھر وہ انسان کوئی عام انسان نہیں رہ جاتا پھر تو وہ اللہ کا مخلص بندہ بن جاتا ہے۔"

یہ بالکل ایسے ہی ہے جیسے کوئی کسی پہلوان کے کمزور دوست سے بھی ٹکر نہیں لیتا کیونکہ اسے پتہ ہوتا ہے اسکے پیچھے اسکا پہلوان دوست ہے ٹکر مہنگی پڑ جائے گی۔ اسی طرح جب انسان اللہ سے تعلق جوڑ لیتا ہے پھر لوگوں کے دلوں میں اس انسان کا اک رعب بیٹھ جاتا ہے کیونکہ اس متقی کے ساتھ بووووووہت بڑی ذات جو ہوتی ہے۔"

تو آپ پریشان نہیں ہونا میری بیٹی!

رفیقہ کمرے میں داخل ہوئی تو دونوں بہنوں کو ایک دوسرے کے گلے سے لپٹی دیکھ کر مزید حوصلہ بڑھانے لگیں۔

دیکھو بیٹا آپ خود ہی کہہ رہی ہو نا کہ آپ کو ایک عجیب سی طاقت محسوس ہو رہی ہے جس نے آپکے دل کو تھام لیا ہے۔

جی خالہ جان ایسے ہی لگ رہا ہے جیسے میرے دل نے موجودہ حالات پر سمجھوتہ کر لیا ہو۔

"انسان توڑ دیتے ہیں مگر جس کے ساتھ اللہ ہو اس پر جتنی بھی ضربیں لگائی جائیں اسے ایک خراش تک نہیں آتی۔"

جی خالہ جان الحمد اللہ مجھے میرے رب پر بھروسہ ہے اگر وہ ایک چیز لیتا ہے تو وہ دوسری اس سے بہتر دیتا بھی ہے، بس امتحان ہمارے صبر کا ہوتا ہے۔ پہلی چوٹ پر ہی جب انسان صبر کر لیتا ہے تو پھر ایک وقت آتا کہ ساری تنگیوں کا خاتمہ بھی ہو جاتا ہے پھر ایک نئی صبح اُجالے کے ساتھ روشن ہوتی ہے جس میں یہ ساری تنگیوں کے اندھیرے جھٹ چکے ہوتے ہیں اور انسان پر سکون ہو جاتا ہے۔

ان شاء اللہ اور ایسا عنقریب ہو گا۔

شاباش میری بہادر بچی اللہ آپکے ایمان اور صبر واستقامت کو ہمیشہ ایسے ہی برقرار رکھیں۔

بانو بیٹے آپ تو صبر الجمیل کی تفسیر بن گئی ہیں۔

ان شاء اللہ میری پیاری بہنا اللہ آپکی زندگی میں اتنی خوشیاں لائیں گے کہ یہ اتنا بڑا حادثہ، اتنا بڑا جھٹکا بہت ہی معمولی لگے گا۔

اور پتہ ہے اللہ انسان کو آزمائش کے بعد ہی چنتے ہیں جب انسان ثابت قدم رہتا ہے۔

اور مایوس نہیں ہوتا۔

"اب مجھے میرے رب سے بات کرنی ہے رب سے بھی حوصلہ لینا ہے۔"

رفیقہ کچھ کہنے ہی والی تھی کہ بانو نے جائے نماز اٹھایا اور اپنے رب کے سامنے لڑکھڑاتے قدموں سے ساتھ کھڑی ہو گئی۔

بانو کو یوں جائے نماز پر کھڑے دیکھ کر رفیقہ اور عنایا کمرے کا دروازہ بند کر کے باہر چلی گئیں۔

مجھ سے کون شادی کرے گا؟؟؟

میرے والدین لوگوں کو کیا جواب دیں گے کہ انکے گھر آئی بارات واپس کیوں لوٹ گئی۔

اللہ آپ تو جانتے ہیں نا کہ کیوں یہ سب ہوا۔اب میرا معاملہ آپ ہی کے سپرد ہے۔

کچھ دیر پہلے جو مضبوط بننے کی کوشش کر رہی تھی وہ اب ختم ہو چکی تھی نڈھال وجود، ٹھہرے ہوئے آنسو ندی کی طرح جاری ہو چکے تھے اور سسکیاں باہر تک جا رہی تھی۔اب وہ اپنے دل کی ساری باتیں اپنے رب سے کر لینے کے بعد بہتے آنسوؤں کے ساتھ وہ عنایا کی طرح قرآن مجید کی آیات کے ذریعے اپنے دل کو سکون دینا چاہتی تھی۔اور اپنے دل کی کرچیوں کو جوڑنا چاہتی تھی۔

قرآن مجید کو کھول کر اب وہ صفحات پر خاموش لبوں سے ہاتھ پھیرنے لگی۔سامنے سورۃ محمد کی آیت کو دیکھ کر آنکھیں وہیں ٹک گئیں اور لبوں سے صرف ایک لفظ ہی بمشکل ادا ہو پایا۔

پرہیز گاری۔

وَالَّذِيْنَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًى وَّاٰتٰهُمْ تَقْوٰىهُمْ (سورۃ محمد: ۱۷)

"اور جو لوگ ہدایت یافتہ ہیں اللہ نے انہیں ہدایت میں بڑھا دیا ہے اور انہیں ان کی پرہیز گاری عطا فرمائی ہے"۔

اللہ مجھے آپ کے کلام کی سمجھ نہیں آتی ہے۔مجھے آپکی باتوں کا مطلب نہیں پتہ ،اور میں تو بہت گہنگار بندی ہوں۔
لیکن پھر میرے سامنے یہ پرہیز گاری کا ذکر کیوں آیا؟

قرآن پاک کے کچھ اور اوراق پلٹے تو نگاہیں ایسی آیات پر ٹھہریں کہ دوبارہ مزید اوراق پلٹنے کی ہمت ہی نہیں ہو پائی۔

هٰذَا ذِكْرٌ ۚ وَإِنَّ لِلْمُتَّقِينَ لَحُسْنَ مَآبٍ جَنّٰتِ عَدْنٍ مُّفَتَّحَةً لَّهُمُ الْأَبْوَابُ مُتَّكِـِٕينَ فِيهَا يَدْعُونَ فِيهَا بِفَاكِهَةٍ كَثِيرَةٍ وَّشَرَابٍ وَعِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ أَتْرَابٌ) سورۃ ص49 52)

”یہ نصیحت ہے اور یقین مانو کہ پرہیز گاروں کی بڑی اچھی جگہ ہے۔ ہمیشہ بسے رہنے کے لیے جنتیں جنکے دروازے انکے لئے پوری طرح کھلے ہوں گے۔

جہاں وہ تکیہ لگائے ہوئے بہت سے میوے مشروبات منگوا رہے ہوں گے۔اور ان کے پاس وہ ہم عمر عورتیں ہوں گی جنکی نگاہیں اپنے شوہروں پر مرکوز ہوں گی“۔

اللہ جی کیا واقعی میں پرہیز گار ہوں کیا یہ آیات میرے لیے ہی ہیں نا؟

جی بیٹا یہ آیات آپ ہی کے لیے ہیں۔کیونکہ آپ نے اپنے رب کے حکم پر لبیک کہا۔

رفیقہ دروازے پر رک کر بانو کے یوں اپنے رب سے مخاطب ہونے پر گویا ہوئی۔

خالہ جان۔مجھے یہ آیات سمجھائیں نا جیسے آپ عنایا کو سمجھاتی تھیں کہ ان آیات میں اللہ تعالیٰ مجھ سے کیا فرمارہے۔؟

میں جاننا چاہتی ہوں اپنے رب کی طرف سے آیا اپنے لئے پیغام۔

ہاں کیوں نہیں بیٹا۔لاؤ ادھر قرآن مجید اور یہاں میرے ساتھ بیٹھو۔

”ارے ماشاءاللہ ان آیات میں تو اللہ تعالیٰ آپ کے سارے غموں کا مداوا کر رہے ہیں۔

کیسے ؟؟؟ آپ بتائیے نا خالہ جان مجھے۔

بانو بے تابی سے رفیقہ خالہ کا چہرہ دیکھ رہی تھی۔

{ وَإِنَّ لِلْمُتَّقِينَ لَحُسْنَ مَآبٍ اور بیشک پرہیز گاروں کیلئے اچھا ٹھکانہ ہے۔}

"آیت کے اس حصے اور اس کے بعد والی تین آیات کا خلاصہ یہ ہے کہ بے شک وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ سے ڈرے اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کے فرائض کی ادائیگی میں اور اس کی نافرمانی سے بچنے میں اس کا خوف رکھا تو ان کیلئے آخرت میں اچھا ٹھکانہ ہے۔

اور وہ اچھا ٹھکانہ ہمیشگی کے باغات ہیں جب وہ (اللہ کے حکم پر لبیک کہنے والے) ان باغات کے دروازوں تک پہنچیں گے تو ان دروازوں کو اپنے لئے کھلا ہوا پائیں گے۔ فرشتے تعظیم و تکریم کے ساتھ ان کا استقبال کریں گے اور کہیں گے تم پر سلامتی ہو کیونکہ تم نے صبر کیا تھا تو آخرت کا اچھا انجام کیا ہی خوب ہے۔ ان باغات میں وہ نقش و نگار کئے ہوئے تختوں پر ٹیک لگائے ہوں گے۔ ان باغوں میں وہ بہت سے پھل میوے اور مشروبات منگوائیں گے۔ اور ان کے پاس ایسی بیویاں ہوں گی جو اپنے شوہر کے سوا کسی اور کی طرف نگاہ اٹھا کر نہ دیکھیں گی اور وہ سب عمر میں برابر ہوں گی ایسے ہی حسن و جوانی میں بھی برابر ہوں گی، وہ آپس میں محبت رکھنے والی ہوں گی، ایک کو دوسرے سے بغض، رشک اور حسد نہ ہو گا۔"

یہ آیات آپکے ان حالات کے بالکل مطابق ہیں بیٹا۔ آپ نے اللہ کے حکم پر لبیک کہا تو ان لوگوں نے آپکو ٹھکرا دیا۔ آپ نے اس اذیت پر صبر کیا تو اللہ نے آپکو تھام لیا۔ ان سب چیزوں کا ذکر ہے ان آیات میں جو ایک انسان کی خواہش ہوتی ہے۔ سب سے پہلے عزت، محبت۔ پھر اچھا رہنے کا ٹھکانا۔ پھر عمدہ کھانا پینا۔ اور شادی بھی۔

بھلے یہاں جنت کی نعمتوں کو ذکر ہے، لیکن صبر کرنے والوں کو اللہ دنیا میں بھی اچھا صلہ دیتا ہے۔

اور دیکھو اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ ایک عورت کو کیسی ہونا چاہئے؟

اپنے شوہر کے علاوہ کسی اور کی طرف نگاہیں بھی نہیں اٹھانی۔ کیونکہ آنکھ راستہ وہ ہے جو دل تک پہنچتا ہے۔

اب آپ کو یقیناً اللہ تعالی عنقریب بہترین سے نوازیں گے تو ابھی سے اللہ تعالیٰ نے آپکو بتا دیا کہ جو بھی آپکے نصیب میں ہوا آپ اسی کو اپنے دل کا مقیم بنائیں گی۔ کسی ایسے انسان کو پھر سے یاد نہیں کریں گی جو آپکا ماضی بن چکا۔

خالہ جان یہ اللہ تعالیٰ کا ہی کلام ہے نا۔ یہ اسی ذات کی طرف سے میرے لیے اتنا کچھ اتارا گیا۔ یہی آیات کیوں آئیں میرے سامنے ؟؟؟

بانو اللہ کی محبت کو محسوس کر کے اشکبار ہو رہی تھی۔

بیٹا یہ اللہ کی آپ سے محبت ہے۔ اللہ آپکو کبھی ضائع نہیں کریں گے ان شاء اللہ۔

"بانو بیٹا آپ نے اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کیا تھا نا تو اللہ نے آپ کا معاملہ حل کر دیا اور آپ کو واقعی ضائع نہیں کیا۔ بانو کی تائی جو کہ عدنان کی والدہ تھیں وہ آج صبح سے کہیں نظر نہیں آئی تھی ابھی وہ پاس آ کر بانو کے سر پر ہاتھ رکھ کر مسکرا رہی تھی۔"

ہاں میں تمہیں اپنی بہو بناؤں گی۔

اور آج ہی سے تم میری بیٹی ہو۔

شاید میری دعاؤں اور خواہش میں شدت تھی میں ہمیشہ سے تجھے اپنے عدنان کے لیے چاہتی تھی۔

لیکن تب عدنان نہیں مانتا تھا۔

اور آج دیکھو عدنان خود ہی راضی ہو گیا کیونکہ اب اسے ایک باحیا، اللہ کے حکم کے مطابق پردے میں لپٹی ہوئی ہمسفر چاہئے اور آپ سے بہتر میرے بیٹے کے لیے کوئی نہیں ہو سکتی۔

کیا بیٹا آپکو اس رشتے سے کوئی اعتراض ہے؟

بانو کو کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ یہ سب کیا ہے اور بانو کے ساتھ کھڑی رفیقہ بھی حیران تھی۔

چلو اب آنسو صاف کرو اور نکاح کے لیے تیار ہو جاؤ۔

آپکے بابا سے میری بات ہو چکی ہے انکو کوئی اعتراض نہیں ہے۔

بانو کو یقین نہیں آرہا تھا کہ کیا واقعی، اسکی وہ تائی۔ جب سے بانو کی منگنی ہوئی تھی انکے گھر نہیں آئی تھیں، آج نکاح میں شرکت کے لیے بھی وہ نہیں آئی تھیں۔ کیا مجھے اپنے گھر کے لیے چاہتی تھیں؟

"اللہ اکبر! یا اللہ تیری تدبیر واقعی بڑی کار آمد ہے۔

کسی کی دعاؤں میں اتنی طاقت ہو سکتی ہے کہ ہمارا دوسروں کے ساتھ رشتہ جڑتے جڑتے عین وقت پر ٹوٹ جاتا ہے صرف اس لیے کہ کسی کی دعاؤں کی بدولت ہم انکی قسمت بن گئے ہوتے ہیں۔

آہ میرے مولا۔

میری بہن کو اللہ نے زیادہ دیر اذیت میں نہیں رکھا آزمائش کو لمبا نہیں کیا۔

عنایا اور مومنہ آنسوؤں کے ساتھ مسکراتی ہوئیں آگے بڑھیں اور بانو کو بازوؤں کی گرفت میں لے کر گلے سے لگا لیا۔

♥♥♥♥♥

بارک ہو مومن بھائی آج آپکا نورانی قاعدہ مکمل ہوا۔

ماشاءاللہ آپ نے چند دنوں میں ہی بہت اچھے سے حروف کو ادا کرنا سیکھ لیا۔

حذیفہ منہ میٹھا کرنے کے لیے گلاب جامن لینے گیا ہے آتا ہی ہو گا۔

مجھے یقین نہیں ہو رہا عمر بھائی کہ میں نے اتنی جلدی نورانی قاعدہ پڑھ بھی لیا۔

میں نے کبھی سوچا نہیں تھا کہ میں کبھی اس عالی شان کلام کو آسانی کے ساتھ پڑھ پاؤں گا۔

"کسی بھی کام کے جلدی سیکھنے کے پیچھے یا تو مجبوری ہوتی ہے یا پھر شوق۔ اور آپ کے اندر شوق سے سیکھنے کا بھرپور جذبہ موجود تھا۔

عمر بھائی آپ سے کچھ کہنا تھا۔

جی جی کہیں کیا بات ہے؟

میں قرآن مجید کی سب سے پہلی سورۃ کو سمجھنا چاہتا ہوں۔ اور آپ مجھے آج ہی وہ پوری سورۃ سمجھا سکتے ہیں؟۔

جی کیوں نہیں۔!ضرور۔

چلیں پھر آج ہی ہم ان شاءاللہ آگلا جو سبق پڑھیں گے وہ قرآن پاک کی سب سے پہلی سورۃ الفاتحہ ہی پڑھیں گے۔

قرآن مجید کا آغاز ”الحمد اللہ“ سے ہوتا ہے اللہ کا شکر ادا کرنا کہ کہ تعریف اس ذات کے لیے جس نے مجھے قرآن مجید جیسا عظیم کلام پڑھنے اور سمجھنے کی سعادت نصیب فرمائی۔ الحمد اللہ۔

”اور یہ ایک ایسی سورۃ ہے جسکے بڑھے بغیر نماز ہوتی ہی نہیں ہے۔یعنی اس سورۃ کو نماز کی ہر رکعت میں پڑھنا لازم ہے۔ یہ بار بار (نماز کے دوران) پڑھی جانے والی سورۃ ہے۔

وَلَقَدۡ اٰتَيۡنٰكَ سَبۡعًا مِّنَ الۡمَثَانِىۡ وَالۡقُرۡاٰنَ الۡعَظِيۡمَ(الحجر: ۸۷)

”اور البتہ تحقیق ہم نے آپ کو (بار بار) دہرائی جانے والی سات (آیات) اور عظیم قرآن عطا کیا ہے“۔

”یہ ایسی سورۃ ہے جو اللہ اور بندے کے درمیان تقسیم ہوتی ہے۔“

”شروع میں بندہ اپنے رب کی تعریف بیان کرتا ہے اور پھر اپنے رب سے مناجات بھی کرتا ہے“۔

رب اپنے بندے سے خوش ہوتے ہوئے فرماتا ہے۔

’میں نے نماز اپنے اور اپنے بندے کے درمیان آدھی آدھی تقسیم کی ہے۔ اور میرے بندے کے لیے وہ سب کچھ ہے جو وہ مجھ سے مانگے۔‘

جب بندہ کہتا ہے۔!

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَۙ‏ (۱)

”سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔“

(تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرے بندے نے میری حمد بیان کی)۔

"دیکھیں۔! جب ہمارے سامنے کسی کی تعریف کی جاتی ہے تو ہم اس کے بارے میں جاننا چاہتے ہیں تو یہاں اللہ تعالیٰ نے اپنا تعارف بھی ساتھ ہی کروادیا کہ جس رب کی تعریف بیان کی جارہی ہے وہ کوئی معمولی ذات نہیں ہے بلکہ وہ تو رب العالمین ہے "جہانوں کا پالنے والا"

الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِۙ (۲)

"بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا۔"

(تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرے بندے نے میری ثنا کی)۔

مٰلِكِ يَوۡمِ الدِّيۡنِؕ (۳)

"بدلے کے دن (یعنی قیامت) کا مالک ہے۔"

(میرے بندے نے میری بڑائی بیان کی، میرے بندے نے سب معاملے میرے سپرد کر دیئے)۔

اِيَّاكَ نَعۡبُدُ وَاِيَّاكَ نَسۡتَعِيۡنُؕ (۴)

"ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور صرف تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔"

(یہ میرے اور میرے بندے کے درمیان مشترک ہے اور میرے بندے کو وہ ملے گا جو وہ مانگے گا)۔

اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَۙ (۵)

"ہمیں سیدھی (اور سچی) راہ دکھا۔"

"یہاں پر ایک دعا سکھائی جارہی ہے کہ اے اللہ تونے اپنی توفیق سے ہمیں سیدھا راستہ دکھا دیا اب ہمیں ہدایت دے اور ثابت قدمی بھی عطا فرما۔"

'(صراط مستقیم سے مراد) توحید (عقائد کا سیدھا راستہ ہے جس پر انبیاء چلے اور یہی دینِ اسلام کا راستہ ہے۔ اسکے علاوہ کسی بھی اور راستے پر اگر بندہ قدم رکھے تو بھٹک جاتا ہے، اپنی منزل کھو بیٹھتا ہے، اپنا اصل راستہ گم کر لیتا ہے۔)

صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَ لَا الضَّآلِّيْنَ)٧)

"اُن لوگوں کی راہ جن پر تونے انعام کیاان کی نہیں جن پر غضب کیا گیااور نہ گمراہوں کی"۔

(پھر اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ میرے بندے کی)فریاد(ہے اور میرے بندے کے لیے وہ سب کچھ ہے جو اس نے مانگا ہے۔)۔

"قرآن مجید کی تفسیر سب سے پہلے قرآن مجید سے ہی کی جاتی ہے اسکے بعد احادیث مبارکہ سے اور یہاں اس آیت میں (اَنْعَمْتَ) میں کون لوگ شامل ہیں؟ یہ سورۃ النساء میں بتایا گیا ہے۔"

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا۔

"اور جو لوگ اللہ اور رسول کی اطاعت کریں گے تو وہ ان کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام فرمایا ہے یعنی انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین۔ اور یہ کتنے اچھے ساتھی ہیں۔"

"اور اب تو اللہ نے آپ پر بھی اپنا خاص انعام کیا ہے مومن بھائی۔ تو ہمیشہ یاد رکھئے گا کہ "ایاک نعبد و ایاک نستعین" جب بندہ کہتا ہے تو یہ اپنے رب سے ایک وعدہ کر رہا ہوتا کہ اللہ تعالیٰ میں صرف اور صرف تیری عبادت کروں گا اور اپنی کسی بھی حاجت پر تیری ہی طرف رجوع کروں گا۔ اس وعدے پر ہمیشہ قائم رہنا لازم ہے۔ یہ الفاظ صرف پانچ وقت ہر رکعت میں دہرانے کے لیے ہی ادا نہیں کرنے بلکہ اس پر قائم بھی رہنا ہے ورنہ اللہ کے ساتھ وعدہ خلافی ہو گی۔"

استاد عمر بار بار چہرہ اوپر اٹھا کر سامنے بیٹھے مومن کی آنکھوں میں دیکھ کر سمجھا رہے تھے۔

مومن کی آنکھیں آنسوؤں سے بھیگ رہی تھیں۔

خدا اس قدر اپنے بندے سے محبت کرتا ہے؟

کافی دیر کی خاموشی کے بعد مومن نے ناک سے گیلی سانس اندر کی طرف کھینچی اور دھیمے لہجے سے سوال کیا۔ ہاں اللہ تعالیٰ اپنے بندے سے بے انتہا محبت کرتا ہے۔

لیکن خدا اگر اپنے بندوں سے اتنی محبت کرتا ہے تو پھر جہنم میں کیوں ڈالے گا؟

مومن کے سوال پر استاد عمر کچھ دیر خاموش رہے اور پھر مسکراتے ہوئے گویا ہوئے۔

"یہ بھی اللہ کی محبت ہے ایسا نہیں ہو سکتا کہ کوئی کسی پر ظلم بھی کرتا رہے اور ساتھ دنیا و آخرت میں عیش کی زندگی بھی جیئے۔ وہ رب اپنی مخلوق سے محبت کرتا ہے اور سب سے بڑھ کر انصاف پسند ہیں۔

جو جیسا کرے گا وہ ویسا بھرے گا انصاف اور عدل کا یہی تو تقاضا ہے۔ (وہاں انصاف کی چکی بہت دھیرے سے چلتی ہے، مگر چکّی کے پاٹوں میں بہت باریک پستا ہے)۔

'آپ کو شاید اس لیے سمجھنے میں مشکل ہو رہی ہے مومن بھائی۔ کیونکہ دنیا میں لوگ جس سے محبت کرتے ہیں اسکی ہر زیادتی کو اگنور ہی کرتے رہتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کی محبت ایسی نہیں ہے کہ وہ جس سے محبت کرتا ہے اسکی سراسر زیادتی پر اسے چھوڑتا رہے۔ وہ رب کسی کے ظالم بننے پر اسے چھوڑتا نہیں ہے ہاں تھوڑی مہلت ضرور دیتا ہے کہ بندہ توبہ کر کے، اپنی اصلاح کر لے، یا پھر وہ دیکھتا ہے کہ یہ انسان کس حد تک سرکشی کرتا ہے پھر آخر تو رب کے پاس ہی لوٹ کر جانا ہے نا۔ وہ رب کسی ایک کی محبت میں، کسی دوسرے پر ظلم نہیں کرتا۔ جزا، سزا کا فیصلہ تو سب کو سنایا جائے گا پھر چاہے کوئی ولی اللہ ہو یا کوئی کافر۔ اسکی محبت بھی انصاف پر مبنی ہے۔

جو کسی کے ساتھ زیادتی کرے گا وہ اسکے ہاں زیادتی کی سزا پائے گا۔'

"حدیث کا مفہوم ہے کہ قیامت والے دن اللہ تعالیٰ جانوروں کو بھی زندہ کریں گے اور اگر کسی سینگ والی بکری نے کسی بغیر سینگ والی بکری کو مارا ہو گا تو انکا بھی حساب ہو گا اور بدلہ دلوا کر پھر انہیں مٹی کر دیا جائے گا۔"

حالانکہ جانور تو بے زبان ہیں وہ گناہ نہیں کرتے مگر اللہ کے نزدیک چھوٹے سے ظلم پر بھی انصاف لازم ہے۔

پھر چاہے کسی بہت نیک، عبادت گزار نے کسی پر ظلم کیا ہو یا کسی گنہگار نے۔ سب کو اسکے کیئے کا بدلا ملے گا۔

اسی لیے تو (مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ) کا دن رکھا گیا۔

♥ ♥ ♥ ♥ ♥

بیٹا آپ کو واقعی اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے خالص کر لیا ہے الحمد اللہ۔

"کچھ چیزیں زندگی میں آزمائش کے لیے ہوتی ہیں کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ہماری پسندیدہ چیز ہمارے حق میں ثابت ہوتی ہے۔ اور انسان اس بات سے بے خبر ہوتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ بے خبر نہیں ہوتے اسے پتہ ہوتا ہے کہ کیا چیز میرے بندے کے حق میں بہتر ہے اور کیا چیز نقصان دہ ہے اس لیے اکثر اوقات ہماری تڑپ کر مانگی ہوئی دعاؤں پر بھی قبولیت کی مہر نہیں لگتی۔

کیوں؟۔ کیونکہ جو ہم مانگ رہے ہوتے ہیں وہ چیز ہمارے لئے نہیں بنی ہوتی، اسکا حقدار کوئی اور ہوتا ہے اور جو ہمیں ملنی ہوتی ہے ہمارے تک وہی پہنچتی ہے اور کبھی کبھی تو ایسا ہوتا ہے کہ ہم نے کچھ سوچا بھی نہیں ہوتا اور وہی چیز ہمارے نصیب میں لکھ دی جاتی ہے اور ہمیں اسی کو قبول کرنا پڑتا ہے۔ یہ اللہ کی مصلحت ہوتی ہے، وقتی طور پر رب کی پسند پر دل ناپسندیدگی ظاہر کرتا ہے اور اپنے رب کی مصلحت نہیں سمجھ پاتا، مگر رب تو اپنے بندے کے سینوں کے بھید بھی جانتا ہے کیونکہ وہ شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے دل کا ارادہ دماغ تک بعد میں پہنچتا ہے لیکن پہلے ہی رب العالمین اس ارادے کو جان لیتے ہیں۔

وہ ذات بس ہماری آنکھوں سے دور ہے لیکن ہم انکی نگاہ سے دور نہیں ہیں۔ بچہ نادانی کی وجہ سے ماں سے غافل ہو سکتا ہے لیکن ماں اپنے بچوں کو اپنے حصار میں رکھتی ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے اور انکے اعمال، انکی تڑپ اور انکی خواہشوں سے بے خبر نہیں ہیں۔ اس لیے رب کی رضا میں ہمیشہ راضی رہنا چاہئے، کیونکہ وہ ستر ماؤں سے زیادہ محبت کرتا ہے آنکھیں بند کر کے اعتماد کریں اسکے ہر فیصلے پر، اور غور و فکر کریں کہ اگر اس رب نے میری

چاہت کے بغیر مجھے یہ چیز نوازی ہے تو اس چیز میں کیا خاصیت ہے، خامیوں کو نظر انداز کر کے بس خاصیت ڈھونڈا کریں"۔

پتہ ہے اللہ تعالیٰ کیا فرماتے ہیں؟

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

وَ عَسٰۤى اَنۡ تَكۡرَهُوۡا شَيۡـئًا وَّهُوَ خَيۡرٌ لَّـكُمۡ‌ۚ وَعَسٰۤى اَنۡ تُحِبُّوۡا شَيۡـئًا وَّهُوَ شَرٌّ لَّـكُمۡؕ وَاللّٰهُ يَعۡلَمُ وَاَنۡتُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ) البقر: ۲۱۶(

"ممکن ہے کہ تم کسی چیز کو ناپسند کرو اور دراصل وہی تمہارے لئے بھلی ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ تم کسی چیز کو اچھی سمجھو، حالانکہ وہ تمہارے لئے بری ہو حقیقی علم اللہ ہی کو ہے، تم محض بے خبر ہو"

وہ رشتہ بھلے کچھ عرصہ پہلے تک آپکا پسند تھا مگر وہ آپکے حق میں بہتر نہیں تھا۔

'بانو بیٹا آپکی جتنی سخت آزمائش تھی اتنی ہی جلدی اللہ نے آپکو بہترین سے نواز دیا۔ کیونکہ آپ کا صبر۔ صبر جمیل تھا۔ ہر شکوے، شکایت سے خالی تھا۔

اسی لیے اس ذاتِ عظیم نے آپکو ایک لمبا عرصہ صبر کے لیے نہیں آزمایا۔ یہ آزمائش بھلے ہی بظاہر سب پر ناگوار تھی لیکن اس رشتے کے ٹوٹ جانے میں ہی ہم سب کے لیے بھلائی تھی۔ انسان واقعی لاعلم ہوتا ہے اللہ کی حکمت کو نہیں جان پاتا۔'

ہاں بابا جان میری بہنا نے پہلی چوٹ پر صبر کیا تھا کوئی واویلا، کوئی گلہ شکوہ نہیں کیا۔

اور پتہ ہے بابا جان یہ استخارے کا نتیجہ بھی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے میری بہن سے وہ چیز دور کر دی جو ان کے لیے بہتر نہیں تھی۔

عدنان بھیا کے ساتھ بانو کا ایسا رشتہ جڑ جائے گا ہم سب انجان تھے۔

ہاں جی اب وہی انجان بھائی باہر انتظار کر رہے ہیں اپنی دلہن کا۔

رفیقہ خالہ ہاتھ باندھے دروازے میں کھڑی مسکرا رہی تھی۔

خالہ جان مومنہ کہاں ہیں؟

بانو کا نکاح سادگی کے ساتھ عدنان سے ہو چکا تھا۔ عدنان باہر بلال کے ساتھ بیٹھا بلال کو تسلی دلا رہا تھا کہ وہ بانو کو ہمیشہ خوش رکھے گا۔

رخصتی بھی ہونے ہی والی تھی مگر مومنہ بارات کے جانے کے بعد کہیں بھی نظر نہیں آئی تھی۔

اوہ ہاں میں نے بھی خیال نہیں کیا کہ مومنہ کہاں گئیں۔ اچھا میں دیکھ کر آتی ہوں۔

ادھر مومنہ رقیہ بی بی کے آنسو پونچھ رہی تھی۔

رقیہ آنٹی آپ پریشان کیوں ہیں۔ آنٹی جس انسان کو آپ نے بانو کے لیے چنا تھا وہ اسکے لئے بہتر نہیں تھا اسی لیے تو خدا نے عین موقع پر اسے برباد ہونے سے بچا لیا۔ آپکو شکر کرنا چاہیے۔

آنٹی یہ بارات کا واپس لوٹ جانا وقتی رسوائی تو ہے۔ مگر دیکھیں نا گھر والوں کے علاوہ کونسا کسی کو پتہ چلا۔ اللہ نے عزت بچا لی ہے۔

آنٹی جی خداوند نے بانو کے لیے بہترین کا انتخاب کیا ہوا تھا شاید کوئی ایسی چیز تھی جو عین وقت پر بانو اور اس انسان کے نکاح میں حائل ہو گئی۔

اسی لیے خدا نے عدنان بھائی جیسے شریف اور اچھے انسان کو بانو کے لیے چنا۔

عنایا رقیہ بی بی کے کمرے کے سامنے سے گزار رہی تھی کہ اندر سے آتی آواز کو سن کر کھڑکی کے پاس ہی رک گئ۔

مومنہ اور رقیہ بی بی جائے نماز پر بیٹھی باتیں کر رہی تھیں۔

عنایا نے شاید پہلی بار اپنی ماں کو اس طرح جائے نماز پر بیٹھے آنسو بہاتے دیکھا تھا اس لیے عنایا کی آنکھیں بھی بھر آئیں۔

عنایا تم یہاں؟

ماں میں مومنہ کو ڈھونڈ رہی تھی۔

ماں آئی لو یو۔

رقیہ بی بی کمرے سے جیسے ہی باہر نکلی عنایا کو دیکھ کر پریشان ہو گئی۔

عنایا نے رقیہ بی بی کو زور سے گلے لگایا اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

عنایا آپ تو بہت مضبوط ہو اور اس طرح کیوں رو رہی ہیں۔ مومنہ عنایا کو اپنے گلے لگاتے ہوئے تھپکی دینے لگی۔ یہ تو خوشی کے آنسو ہیں اور اپنے رب کی محبت کی وجہ سے یونہی آنکھوں سے بہہ گئے۔

"اتنی بڑی آزمائش اور منٹوں میں حل بھی ہو گئی وہ بھی اتنے احسن طریقے سے سمجھ نہیں آ رہا کہ کیسے شکر کروں اپنے رب کی عالی شان ذات کا"۔ جو ہر لمحے خدا کو پکارتا ہے تو پھر ایسے مخلص انسانوں کے لئے کوئی بھی آزمائش والا لمحہ خوف زدہ نہیں رہتا۔ انکا توکل انکا رب ہوتا ہے۔

ہاں مومنہ اور جو اپنی ہر خواہش کو اللہ کی رضا سے جوڑ دے نا تو پھر اسے کوئی توڑ بھی نہیں سکتا جو فیصلے اللہ پر چھوڑ دیئے جائیں اس کے بہتر ہونے میں پھر کوئی بھی رکاوٹ حائل نہیں ہو سکتی"۔

♥♥♥♥♥

استاد جی وہ جن کا موبائل فون ہمارے پاس ہے اس انکل کی کال آئی تھی کہ وہ لوگ کچھ ہی دنوں میں کراچی آ رہے ہیں۔

ارے ماشاء اللہ! یہ تو بہت اچھی خبر ہے۔

مومن بھائی کا بھی انتظار ختم اور بس چند دنوں بعد اپنے بیٹے سے مل لیں گے ان شاء اللہ۔

کیا مطلب۔؟

مجھے آپ دونوں کی باتوں کی سمجھ نہیں آ رہی۔

آپ کیا کہہ رہے ہیں؟

انکل ایک سرپرائز ہے۔

سرپرائز کیسا؟

سرپرائز! میں سمجھا نہیں۔

مومن نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

میں بتاتا ہوں مومن بھائی۔

استاد عمر نے مومن کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

وہ دراصل ہم نے ایمان علی کے لیے ایک لڑکی پسند کی ہے جو بہت نیک ہے ایمان علی بھی اسے شاید جانتا ہے مگر وہ لڑکی ہم میں سے کسی کو نہیں جانتی نا ہی ایمان علی کو۔

وہی ہاسپٹل والی لڑکی جسکا ذکر میں نے آپ سے کیا تھا۔

کچھ دنوں بعد وہ لوگ یہاں آئیں گے تو ہم اسکے گھر والوں سے اسکے رشتے کی بات کریں گے ان شاء اللہ۔

واہ یہ تو بہت اچھی بات ہے میں اپنے بیٹے کے ساتھ ساتھ اپنی بہو سے بھی مل لوں گا۔

مگر افسوس۔

مومن کے چہرے سے خوشی فوراً غائب ہوگئی اور آنکھوں میں آنسو اتر آئے۔

کیاہوا؟

آپ ایسے اچانک پریشان کیوں ہو گئے۔

استاد عمراور حذیفہ نے ایک ساتھ ہی اداسی کی وجہ پوچھی۔

میں نے اپنی بیٹی کو بھی کھو دیا ہے۔

وہ بھی مسلمان ہو چکی تھی مگر وہ کہاں ہیں یہ مجھے نہیں معلوم۔

اس فتنوں کے دور میں خداوند میری بیٹی کی حفاظت فرمائے۔

"اللہ رحم کریں۔ آپ پریشان نہیں ہوں مومن بھائی۔

اللہ ہماری بچی کی حفاظت فرمائیں گے کیونکہ اس بچی نے کسی اور کے لیے گھر سے قدم نہیں نکالا بلکہ یقیناً اپنے ایمان اور دین اسلام کی خاطر اُس گھر سے ہجرت کی ہو گی تو اللہ اپنے ایسے بندوں کو ضائع نہیں کرتا وہ محفوظ ہوں گی اللہ کی رحمت میں۔

ان شاءاللہ۔"

استاد عمر نے تسلی دیتے ہوئے مومن کا کندھا تھپکا اور حذیفہ سے گلاب جامن والا ڈبہ پکڑ کر مومن کے منہ میں ایک گلاب جامن ڈالا۔

♥ ♥ ♥ ♥ ♥

ھیا آپکو پتہ ہے محبت کسے کہتے ہیں؟

عافیہ کچن میں کھڑی ایمان علی کے لیے چائے بناتے ہوئے ایمان علی سے مخاطب ہوئی۔

محبت؟

کیسی محبت، کس کی محبت؟

بھیا مجھے نا محبت ہو گئی ہے۔ وہ بہت عظیم ہیں۔

بہت خوبصورت بھی آپ کو انکے بارے میں پتہ چلے گا ناتو آپ بھی رشک کریں گے کہ آپکی بہن کے دل میں واقعی کوئی عام اور معمولی ذات نہیں سمائی بلکہ آپکی بہن نے بہت خاص کو اپنایا ہے۔

پتہ ہے بھیاان سے اصل اور شدید محبت مجھے حویلی سے نکلنے کے بعد ہوئی۔

میں اکیلی جو تھی تو انہوں نے ہی میرا ساتھ دیا

یہاں تک کہ مجھے ڈرنے بھی نہیں دیا۔

وہ میرے پاس ہی رہتے تھے۔میری خوفزدہ تنہائی کے بہترین ساتھی تھے۔

اور پتہ ہے وہ رات کو بھی مجھے تنہا نہیں چھوڑتے تھے رات کا ابتدائی آدھا حصہ میں ان کے پاس رہتی تھی اور پھر رات کا دوسرا آخری پہر وہ میرے پاس آجاتے تھے۔

ہر چیز کا مجھ سے پوچھتے تھے کہ کوئی ضرورت ہو تو مجھے بتاؤ۔کچھ بھی چاہیئے ہو تو پریشان نہ ہونا مجھے بتانا۔

حالانکہ میں تو شاید انکو جانتی بھی نہیں تھی۔

مگر پھر بھی انہوں نے میری بہت کیئر کی۔

اور انہوں نے مجھے بہت پیارا سا گفٹ بھی دیا۔

بہت اسپیشل گفٹ، جس کے بعد مجھے ہر کسی کا ہر گفٹ بہت عام لگنے لگا۔

اب میں اسی کی پسند کے ہر کام کرتی ہوں۔

اور اسی کی مرضی کا لباس بھی زیب تن کرتی ہوں۔وہ چاہتا ہے کہ اسکی پیاری کو کوئی ایرا غیرا نہ دیکھے۔

عافیہ آپ کس کی بات کر رہی ہو؟

ایسا کون ہے جو تمہاری اس حد تک ضرورت پوری کر رہا تھا؟وہ بھی آج فتنوں کے دور میں؟

بھیاوہی تو تھے جنکی وجہ سے میں فتنوں کے دور میں بھی آج بالکل محفوظ اور صحیح وسالم آپکے سامنے کھڑی ہوں۔

اور مجھے آپکے مل جانے کے بعد بھی اسی سے زیادہ محبت ہے۔ میں نے انکو بتایا کہ میرے بھیا مجھے مل گئے ہیں۔

"دیکھو عافیہ اگر کسی غیر محرم کی بات کر رہی ہو تو یہ سب کہنا، سوچنا اور اس سے یونہی ایک رشتہ بنالینا جائز نہیں۔"

ایمان علی سویا ہوا اٹھ کر باہر آیا تھا کہ منہ دھونے سے پہلے ہی عافیہ کے سوال پر وہیں بیٹھ گیا۔

خدا مجھ پر رحم کرے۔ آپ کی سوچ تو پتہ نہیں کہاں چلی گئی بھیا۔ خیر ایسے حیران نہ ہوں پہلے آپ فریش ہو کر آئیں گرما گرم چائے کے ساتھ، ٹھنڈی باتوں سے میں آپکا دل خوش کرتی ہوں۔

ایمان علی تیور چڑھائے واش روم میں گھس گیا۔ اور فریش ہو کر جلد ہی دوبارہ عافیہ کے پاس آبیٹھا۔

اب بتاؤ وہ کون ہے؟

"بھائی وہ میری محبوب ذات خدا تعالیٰ کی ذات ہے۔

وہی تو ذات ہے جو یہ سب کرنے پر قادر ہے ورنہ کوئی اور ایسا کیسے کر سکتا ہے۔ اس ذات نے مجھے قدم قدم پر سہارا دیا۔"

"میں نے خدا کی محبت کو سمجھا تو پتہ چلا اس نے ہم جیسے حقیر انسانوں کو اشرف المخلوقات کا نام دیا ہے۔"

اسکا دیا ہوا بہترین گفٹ آسمانی روحانی کتاب قرآن مجید ہے۔ جو اس وقت ہمارے پاس ہے ہم چاہیں تو اسے اپنے ہاتھوں سے چھو کر سینے سے لگالیں، چاہیں تو دل میں محفوظ کر لیں۔

"میں نے اس کتاب کے علم کو حاصل کیا تو پتہ چلا کہ اس عظیم کتاب کو صرف چوم لینے اور سینے سے لگا لینے سے ہی اس کا حق ادا نہیں ہو جاتا۔ اصل حق تو اسکا تب ادا ہوتا ہے جب ہم اسے سینوں کے اندر اتار لیں، عمل میں ڈھال لیں۔ اس عظیم کتاب کو پڑھ لینا حفظ کر لینا کافی نہیں۔ بلکہ علم کا اگلا درجہ عمل ہے اور عمل بہت ضروری ہے۔"

’آدھی رات تک میں اس سے باتیں کرتی۔ اور جب سو جاتی تو پھر رات کے آخری پہر وہ خدا آسمان و دنیا پر تشریف لے آتا اور مجھے ایسے لگتا جیسے وہ میرے گال پر ہاتھ پھیر رہا ہو مجھے جگانے کے لیے کہ اٹھو میری پیاری بندی میں تمھارے بہت قریب آیا ہوا ہوں۔

اگر میرا قرب حاصل کرنا ہے تو اٹھو۔ میں آنکھیں ملتے ہوئے، ناک جھاڑ کر شیطان کو بھگاتے ہوئے اٹھتی اور پھر وضو کر کے فریش ہو جاتی۔ پھر آسمان کی طرف نگاہ اٹھاتی تو تاروں سے بھری رات اپنی چمک اور جگمگاہٹ کے ساتھ رب کے موجود ہونے کی گواہی دے رہی ہوتی۔ جہاں میرا خدا مجھ سے مخاطب ہوتا اور فرماتا کہ کون ہے جو مجھ سے بخشش مانگے میں اسے بخش دوں۔ کون ہے جو مجھ سے رزق مانگے میں اسے رزق دوں۔ وہ ذات اپنے ہاتھ پھیلا کر فرماتی تھی کہ جو مانگنا ہے مجھ سے مانگو، میں دوں گا۔‘

بھیا یہ فرمان الٰہی یہ حدیثِ رسول اور اس طرح خدا کا اپنے بندوں سے مخاطب ہونا۔ صرف خاص کسی ایک انسان کے لیے ہی نہیں ہوتا بلکہ ہر انسان کے لیے ہوتا ہے لیکن اپنے آپ کو خدا کی نظر میں خاص بنانے کے لیے تھوڑی مشقت خود کرنی پڑتی ہے۔

کیونکہ یہ دیکھیں کتاب اللہ میں فرمان ہے۔

اِنَّ نَاشِئَةَ الَّيْلِ هِيَ اَشَدُّ وَطْاً وَّ اَقْوَمُ قِيْلًا) سورۃ المزمل ٦(6

”بیشک رات کا اٹھنا دل جمعی کے لئے انتہائی مناسب ہے اور بات کو بہت درست کر دینے والا ہے۔“

بھیا میں نے ہمیشہ خدا سے آپ اور بابا کے واپس اس حال میں ملنے کا سوال کیا تھا کہ آپ مسلم ہوں۔

اور اپنے لیے خدا کی رضا مانگی اور اسی میں اپنی رضا مندی کا سوال کیا۔

مجھے میرے خدا نے کبھی تنہا نہیں چھوڑا۔

میں نے دور رہ کر بھی اپنے مشرک باپ کی دیکھ بھال کی اور تڑپ تڑپ کر دعائیں بھی مانگتی رہی۔

بھیامیرا دل پُر سکون ہے لگتا ہے کہ بابا کی کہیں اسلامی تربیت ہو رہی ہے وہ ایک اسلامی دائرے میں ہیں وہ ٹھیک ہیں۔وہ ہم سے ملیں گے اس حال میں کہ ہم خوش ہو جائیں گے۔

”اولاد اپنے والدین کے لیے بہترین سرمایہ ہوتی ہے خدا ہمیں ہمارے والدین کے لیے نفع بخش بنائیں“

ان شاء اللہ آمین۔میری شہزادی۔

ضرور ایسا ہی ہو گا۔حسنِ ظن رکھو۔

عافیہ اب بچوں کی طرح بلک بلک کے ایمان علی کے کندھے سے لگ کر رونے لگی۔

”والدین مشرک بھی ہوں تب بھی اولاد کی جو ان سے محبت ہوتی وہ کبھی ختم نہیں ہوتی خصوصاً بیٹیوں کی محبت۔

عافیہ کو اسکے باپ اور بھائی نے لاڈپیار سے پلا تھا کبھی ماں کی کمی محسوس ہی نہیں ہونے دی تھی۔

”لیکن رب کی محبت جب دل میں سمائی تو رب کی خاطر نہ بھائی اپنی بہن سے بچپن کا پیار یاد کر کے رکا اور نہ ہی پھر بہن نے باپ کی محبت اور شفقت کو اپنے ایمان پر حاوی ہونے دیا۔کیونکہ جہاں آمنے سامنے دو ہستیاں آجائیں جن میں سے ایک خدا کی ذات ہو اور دوسرا کوئی عزیز انسان تو تب صرف خدا کی ذات کو اہمیت دینی چاہئیے کیونکہ باقی سب فنا ہو جانے والے ہیں اور باقی رہنے والی ذات صرف خدا تعالیٰ کی ہے“

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میری زوجہ محترمہ کیسی ہیں؟

بانو آنکھوں میں نمی لئے شرمیلے چہرے کو جھکائے بیٹھی تھی۔

ارے کیا ہوا اسلام کا جواب نہیں دیں گی؟

عدنان بانو کے جھکے چہرے کو دیکھ کر مسکراہٹ سے بولا۔ وہ جانتا تھا کہ جس کے بارے میں انسان نے کبھی کچھ سوچا ہی نہ ہو اس انسان کا اچانک سے قسمت میں لکھ دیا جانا۔ اس انسان کو کچھ بھی سوچنے اور سمجھنے سے قاصر کر دیتا ہے ایسے حالات میں سامنے والے انسان کو وقت لگتا ہے حقیقت کو قبول کرنے میں۔

وہ بانو کے دکھ کو سمجھ رہا تھا وہ اسے پریشان نہیں دیکھ سکتا تھا اس لیے بانو کے اداس چہرے پر مسکراہٹ بکھیرنا چاہتا تھا۔

ن نن نہیں تو وہ میں نے مطلب میں نے سلام کا جواب دل میں ہ ہی دے دیا۔

بانو کے الفاظ ٹوٹ رہے تھے۔

کیا!!؟

دل میں ؟

یہ کسی راہ گزرتے انسان نے تھوڑی سلام کیا تھا جو رک کر پورا جواب دینا مشکل لگا تو دل میں ہی کہہ کر فرض ادا کر دیا اور آگے چل بسے۔

ارے میں سامنے بیٹھا ہوں مجھے پورے سلام کا جواب اونچی آواز میں چہرے پر سجی مسکراہٹ کے ہی سننا ہے۔

میں بھی تو پہلی بار اپنی زوجہ محترمہ کے منہ سے اپنے لئے سلامتی، رحمت اور برکت کی دعا سنوں نا؟

ج جی۔ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

بانو نے دھڑکتے دل کے ساتھ ایک ہی سانس میں پورے سلام کا جواب دیا۔

ارے ایسے دعا دیتے ہیں کسی کو۔؟

جیسے کڑوے شربت کی بوتل ایک ہی بار ساری کی ساری اندر انڈیل لی ہو۔

یہ تو آپ نے صرف الفاظ دہرائے لیکن مجھے تو دل سے دعا چاہئے۔

جو ہماری پوری زندگی کے لیے کافی ہو جائے۔

"ایسی سلامتی کی دعا۔

جس کے بعد ہم کبھی بھی لعنت کے مستحق نہ بنیں۔"

"ایسی رحمت کی دعا۔

جو ہمیں اپنی آغوش میں لے لے، ہماری پوری زندگی رب کی رحمتوں سے مہک جائے۔"

"اور ایسی برکت کی دعا۔

جس کے بعد ہم کبھی مفلس نہ ہوں۔"

"ان شاءاللہ ضرور۔ ایسا ہی ہو گا، بانو نے مسکراتے ہوئے دھیمے لہجے میں کہا تو عدنان کے چہرے پر بھی مسکراہٹ پھیل گئی"

ماشاءاللہ۔ اب تو اس 'ان شاءاللہ' کی بدولت ضرور ہماری دعائیں قبول ہوں گی۔

جی ان شاءاللہ۔

اور میں آپکی شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھ جیسی۔!!

خاموش آپ اب میری بیوی ہیں اور ایسی ویسی نہیں ہیں۔ اور نہ ہی کبھی تھیں۔

'بلکہ میں اللہ کا شکر گزار ہوں جس نے مجھے ہدایت کے لیا چنا ورنہ میں گلی کے آورہ لڑکوں میں ہی رہ کر اپنی زندگی برباد کر ڈالتا۔

اور میں شکر گزار ہوں عنایا اور رفیقہ خالہ کا جس نے اس دن میرے ضمیر کو جگا دیا۔'

ہاں اور میں بھی شکر گزار ہوں اللہ کی جس نے مجھے باحیا اور اپنے حکم پر لبیک کہہ کر عمل کرنے والی لڑکی بنایا اور میں آپکی بھی شکر گزار ہوں کہ اس دن جاتے جاتے جب آپ نے مجھے بغیر دوپٹے کے دیکھا تو بے پردگی کا احساس دلایا۔

اسی دن سے مجھے کسی کے بھی سامنے پردے کے بغیر جانے سے الجھن ہونے لگی تھی۔

ہم دونوں رب کے شکر گزار ہیں تو کیوں نہ ہم شکر کے سجدے کر لیں رب کو خوش کر لیں؟؟

ارے واہ مجھے لگا آپ کہیں گے شکر کے نوافل، اور پھر میں آپکو بتاؤں گی کہ شکر کے تو سجدے ہوتے ہیں۔ کیونکہ میں نے ایک بار عنایا کے منہ سے سنا تھا کہ شکر کے سجدے ہوتے ہیں شکر کے نوافل نہیں ہوتے۔ لیکن آپ نے تو پہلے ہی شکر کے سجدے کہہ دیا۔ اب بانو کے چہرے پر مسکراہٹ سج گئی تھی۔ کانپتا وجود پر سکون سا ہو گیا تھا اور دھڑکتا دل تھم گیا تھا۔

جی میری زوجہ محترمہ ویسے مجھے بھی نہیں پتہ تھا لیکن جب سے مسجد جانا شروع کیا تو مغرب کے بعد عشاء تک دینی مجلس میں ہی وقت گزار دیتا تھا۔

تاکہ میں اپنی اصلاح کرنے کے قابل ہو جاؤں اور دوسروں کی بھی۔ اس لیے بہت کچھ سیکھ لیا الحمد اللہ۔

اگر کسی اور کی اصلاح نہ بھی کر پاتا تو اپنی بیوی کی اصلاح ضرور کرتا۔

لیکن مجھے نہیں پتہ تھا کہ میری بیوی تو پہلے سے ہی ایسی اچھی صحبت کی ملکہ ہو گی۔

سب کچھ بہت جلدی ہو گیا ناں؟

ہاں کیونکہ رب کی پلاننگ ایسی ہی تو ہوتی ہے۔

ایسے بدلتی ہے تقدیر۔ آپ دلہن کسی اور کی بنی تھی مگر نکاح جیسا خوبصورت رشتہ مجھ سے جڑنا تھا۔

قرآن پاک کی وہ آیت یاد آ گئی۔

"اللہ تعالیٰ کسی چیز کے کرنے کا جب ارادہ کرتے ہیں تو فرماتے ہیں کن (ہو جا) تو فیکون (پس وہ ہو جاتی ہے)"

اور یہی سب ہمارے ساتھ بھی ہوا۔

پل بھر میں سب ختم ہوا اور پل بھر میں سب بہترین مل بھی گیا۔

الحمد اللہ کثیرا۔

”رب کی بہت زیادہ تعریفیں، جو یہ سب کرنے پر قادر ہے۔ انسان ہی پریشان رہتا ہے باقی قسمتیں بدلتے تو ذرا سی بھی دیر نہیں لگتی۔“

ماں اب کیوں آپ رو رہی ہیں سب کچھ تو اچھا اچھا ہو گیا۔ الحمد اللہ۔

بانو کا گھر بھی بس گیا اور اتنا اچھا ساتھی بھی مل گیا۔ ایک دیوار کے پار ہی تو اب بانو کا گھر ہے۔

رقیہ بی بی بانو کی رخصتی کے بعد سے بس روئے جا رہی تھیں۔

اور عنایا بار بار حوصلہ دیتی۔ سمجھاتی ساتھ مومنہ اور رفیقہ بھی کھڑی چپ کروا رہی تھیں۔

تم سب کو ایسے کیوں لگ رہا ہے کہ میں بانو کے لیے رو رہی ہوں؟

میں بانو کی رخصتی پر نہیں رو رہی۔ میں تو رب کے حضور دل ہی دل میں معافی مانگ رہی ہوں۔ جس نے مجھ جیسی ناشکری اور گناہگار بندی کی لاج رکھ لی۔

مجھے اور میری بچی کو رسوا ہونے سے بچا لیا۔

یہ تو ندامت کے آنسو ہیں۔

”بلال صاحب میں نے عنایا پر بہت ظلم کیا صرف اس لیے کہ یہ رب کے حکم پر دن بہ دن عمل کرنے میں مضبوط ہوتی جا رہی تھی۔

میں اس کے ساتھ ایسا رویہ رکھتی کہ یہ عمل چھوڑ کر بانو کی طرح فیشن کرے تا کہ کوئی اچھا سا کسی امیر کھاتے پیتے گھرانے کا رشتہ اس کے لئے بھی آئے۔

مگر آج مجھے پتہ چلا کہ میری خواہش کتنی بری تھی میری بیٹی کو رسوا کرنے کی کوئی کسر نہیں چھوڑی ان امیر کھاتے پیتے لوگوں نے۔ وہ جن پر میرا دل باغ باغ ہوا کرتا تھا کہ میری بیٹی دولت میں کھیلے گی۔

آج پتہ چلا کہ اچھے رشتے وہ نہیں ہوتے جو دنیاوی سٹیٹس میں اعلیٰ مقام پر ہوں بلکہ اچھے رشتے تو وہ ہوتے ہیں جو رب کی رضا پر سر تسلیم خم کرنے والے ہوں۔

میں نادم ہوں۔ بچپن سے بھابی مجھ سے بانو کا رشتہ عدنان کے لیے مانگتی رہی تھی اور میں انکو ناہی کرتی رہی کہ ایسا کبھی نہیں ہو گا۔ میری بانو کسی امیر گھر کی بہو بنے گی۔

مگر اللہ کا حکم کیسے بدل سکتا تھا۔ آج مجھے سمجھ آگیا میری انا کو توڑنے کے لیے اللہ نے یہ سب مجھے دکھایا اور سمجھایا کہ 'جتنا اوقات سے بڑھ کر چاہ کرو گے اور ساتھ والوں کو حقیر سمجھو گے۔ اتنی ہی زور سے نیچے گرو گے اور انہی کے پاؤں میں گرو گے جن کو کبھی حقیر سمجھتے تھے'۔

بھابی نے آج بھی کوئی لفظ نہیں کہا بلکہ محبت سے دلاسا دیا۔ میرے دل میں خلش تھی مگر انکے نرم الفاظ نے مجھے پچھتانے پر مجبور کر دیا کہ پہلے کیوں نہیں میں نے اس رشتے کے لیے ہاں کی۔

اچھا بس کریں ماں کچھ نہیں ہوتا اب آپ توبہ کر رہی ہیں نا، آپکو ندامت ہو رہی ہے نا؟ تو اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ توبہ پسند ہے۔

وہ بہت محبت کرتا ہے اپنے بندوں سے۔

اور تائی جان بہت اچھی ہیں عدنان بھائی بھی۔

ہماری بانو خوش رہیں گی وہاں۔ ان شاءاللہ

"ماں، خوبصورت زندگی دولت سے نہیں، بلکہ عزت، محبت اور احساس سے ہوتی ہے۔ عزت اور محبت ہی سب سے بڑی دولت ہے اگر اپنائیت ہو گی تو ایک غریب گھرانہ بھی خوش حال زندگی بسر کرے گا اور اگر ایک دوسرے کے لیے دل میں اپنائیت ہی نہ ہو تو محلات میں رہنے والے لوگ بھی بکھر جاتے ہیں۔ اور ایک لڑکی کے لیے اسکا اچھا زوج دنیا کی ہر چیز سے بہتر ہوتا ہے"

بلال نے سب کے چہروں پر سنجیدگی دیکھی تو گویا ہوئے۔مجھے ایک بات کرنی تھی۔

وہ دراصل میں نے اسی نمبر پر کراچی کال کی تھی۔ جن کے پاس میرا موبائل ہے۔انہوں نے مجھے وہاں بلایا ہے۔

میں انکی ایمانداری سے بہت متاثر ہوا ہوں۔

کوئی کیسے اتنی حفاظت کرتا ہے کسی کی چیز کی؟وہ بھی کوئی انجان ہو کر،ملنا چاہتا ہوں ان لوگو سے۔

تو میں سوچ رہا تھا کہ بانو کی شادی پر جو ہوا۔سب اپ سیٹ ہیں کیوں نہ ہم سب اکھٹے کراچی گھوم پھر آئیں؟؟

سب فریش ہو جائیں گے۔کیوں مومنہ بیٹا؟

مومنہ کو پریشان سی ایک سائیڈ پہ کھڑی دیکھ کر بلال نے مومنہ سے بھی رائے مانگی۔

ان شاء اللہ جیسے آپ سب چاہیں۔

مومنہ نے سر جھکائے ہی اثبات میں سر ہلا کر گویا ہوئی۔

بلال نے رقیہ بی بی کی طرف دیکھ کر آنکھوں سے اشارہ کیا تو عنایا یہ اشارہ کرنے والا منظر دیکھ کر اپنی ہنسی کنٹرول نہیں کر پائی اور قہقہہ بلند ہو گیا۔

عنایا کو دیکھ کر بلال نے پھیکی مسکراہٹ چہرے پر سجائے نظریں پھیر لیں۔

پاس کھڑی رفیقہ،عنایا اور مومنہ سمیت سب کے چہرے مسکراہٹ سے کھل اٹھے۔

♥ ♥ ♥ ♥ ♥

ائی جان آپ مجھ سے ناراض تو نہیں ہیں نا؟

بانو ولیمے کے دوسرے دن صبح صبح ہی فریش ہو کر کچن میں آگئی تھی۔

ہاں میں ناراض ہوں۔!

تائی جان میں بہت معذرت خواہ ہوں میری وجہ سے اگر آپ کسی بھی وجہ سے دکھی ہیں تو۔

بانو میری ناراضگی کی وجہ پوچھنے سے پہلے ہی معذرت شروع کر دو گی؟

نہیں تائی جان وجہ سامنے ہی تو ہے میری شادی اچانک عدنان سے ہو گئی اور کن حالات میں ہوئی اس سے آپ کتنا ڈسٹرب ہوئی ہوں گی میں سمجھ سکتی ہوں۔

بانو کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے جسے گرنے سے پہلے ہی کلثوم بیگم نے اپنے ہاتھوں میں جذب کر لیے۔

بانو تم اب میری بہو نہیں بلکہ میری بیٹی ہو۔

اور میں ناراض اس لیے ہوں کہ شادی کے دوسرے دن ہی کوئی بہو کچن میں آ کر کام شروع کر دے۔ تو کیا اچھا لگتا ہے؟

میں کھانا کمرے میں ہی لانے والی تھی یہ سوچ کر کہ آج اکٹھے بیٹھ کر ناشتہ کرتے ہیں۔

تائی جان عدنان تو ابھی ابھی کسی کام سے باہر گئے ہیں۔

اچھا چلو صحیح ہے، ویسے بھی ابھی چائے بنانے والی رہتی ہے عدنان آ جائے تب ہی بنائیں گے۔

تب تک مجھے تم سے کچھ باتیں کرنی ہے بانو تا کہ تیرے دل میں میرے عدنان کی محبت بیٹھ جائے۔

شاید سب کو لگتا ہے کہ تمھارا اچانک عدنان سے نکاح ہو جانا اور تمھارا میری بہو بن کر میرے گھر آ جانا۔ یہ سب اتنی جلدی کیسے ہو گیا؟

"میں بتاتی ہوں کہ یہ نکاح کن کن حالات سے گزر کر ہوا۔"

اپنے بیٹے پر مجھے رشک ہے کہ اس کے دل میں اتنا درد رہا مگر اس نے کسی کے سامنے بھی اس درد کو ظاہر نہیں ہونے دیا۔

چپکے چپکے رب سے دعائیں مانگی اور اللہ دعائیں سنتا ہے مگر اتنی جلدی بھی سن لیتا ہے مجھے اب پتہ چلا۔

عدنان ہی تیری شادی کے کام وغیرہ کروانے آ گیا تھا میں نہیں آئی تھی اور میرا تیری شادی میں شرکت کا کوئی ارادہ بھی نہیں تھا۔

کیونکہ میں تیری شادی سے خوش نہیں تھی میں نے تمھیں ہمیشہ سے اپنی بہو کے طور پر پسند کیا تھا، جب رقیہ نے انکار کر دیا تب بھی میں دعائیں مانگتی رہی۔

تب عدنان نہیں مانتا تھا لیکن پھر اسکے دل میں بھی جذبات پیدا ہونے لگے۔ لیکن عدنان نے ہمیشہ مجھے صبر کرنے کا کہا بس یہی ہر بار کہہ کر فوراًاٹھ جایا کرتا تھا کہ ماں میری قسمت میں جو ہو گا وہی ملے گا۔

باقی اگر لوگ کہتے ہیں کہ دعاؤں سے تقدیریں بدل جاتی ہیں۔ تو دن اور رات میں جس ٹائم بھی میں نے دعا مانگی کوئی دعا ایسی نہیں جس میں، میں نے اپنی ماں کی پسند کو نا مانگا ہو۔ (یعنی تجھے، بانو میرا بیٹا میری خواہش پوری ہونے کے لیے تمھیں اپنی دعاؤں میں مانگتا رہا)۔

مگر پھر اب ایک ہفتہ پہلے مجھے کہنے لگا کہ ماں میں اب آپکی پسند کو رب سے نہیں مانگتا۔

اب تو مسجد میں ہر نماز کے بعد میں اپنے رب سے اسکی ہی پسند کو مانگتا ہوں جو اس نے خاص میرے لیے پسند کی ہے۔ اور ماں آپکے لیے اسی میں راضی ہو جانے کی دعا کرتا ہوں۔ مجھے ایک باحیالڑکی کو اپنے لیے بطورِ بیوی کے پسند کرنا ہے۔'

عدنان کی یہ باتیں مجھے سمجھ نہیں آئی تھیں مجھے لگا کہ شاید تیری شادی کے دن جو رکھ لیے ہیں اس لیے میری خاطر اوپر اوپر سے یہ الفاظ کہہ رہا ہے۔

مگر کچھ تھا عدنان کے دل میں۔

اس کی آنکھوں میں چمکتی نمی کچھ کہہ رہی تھی۔

میں ماں تھی جب نہ رہ سکی تو پوچھ ہی لیا۔

تب عدنان کی آنکھوں میں آنسو آئے جنکو وہ روک نہ کر پایا اور شدت کے ساتھ روتا ہوا میرے قدموں میں بیٹھ گیا اور تڑپ تڑپ کر کہنے لگا۔

”ماں دعا کرو نا۔ماں کی دعا جلد قبول ہوتی ہے ماں ہمیشہ میں دعا کرتا آیا ہوں مگر آج آپ دعا کرو، بانو کو اس لڑکے سے کسی طرح چھٹکارا مل جائے وہ لڑکا اچھا نہیں ہے وہ لڑکا آوارہ ہے وہ بانو کو ہمیشہ کے لئے نہیں بسائے گا۔کیونکہ اب بانو بھی پردہ کرتی ہے۔ماں بانو ایسی لڑکی بن رہی ہے جو اللہ کو پسند ہے۔وہ پردہ کرنے لگی ہے ماں، ایک باحیا ایک آوارہ کے ساتھ نہیں رہ پائے گی۔ماں اللہ پاک دامن عورت کا نام ایک خواہش پسند انسان کے ساتھ کیسے جوڑ سکتا ہے؟

بانو کو تو ایک ایسے انسان کا ساتھ ملنا چاہئے جو باحیا ہو۔

پھر عدنان نے مجھے ہر وہ خوبی بتائی جو ایک باحیا مرد میں ہوتی ہے اور واللہ مجھے حیرت ہوئی کہ عدنان کے اندر ایک ہفتے میں ہی وہ ساری خوبیاں آچکی تھیں۔

مجھے سمجھ سے باہر تھا سب کہ عدنان میں یہ تبدیلی کہاں سے اور کیوں آرہی ہے۔

مگر جب اس نے تیر ابتایا اور روتے روتے وہیں زمین پر جھک گیا۔

مجھ سے میرے بچے کی حالت نہیں دیکھی گئی۔

میں نے کبھی سجدے میں جا کر دعا نہیں مانگی تھی۔

مگر اس دن میرا سر سجدے میں تھا میرے آنسو زمین میں جذب ہو رہے تھے اور میری گڑ گڑاہٹ کے ساتھ مانگی گئی دعا عرشِ الٰہی تک پہنچ گئی تھی۔

”تب میں نے محسوس کیا کہ دعا کو قبول کروانے والی چیز تڑپ اور خلوص ہوتا ہے۔ہم عام روٹین میں جو دعائیں کرتے ہیں وہ بس زبان سے الفاظ ہی دہراتے ہیں مگر دعا کی قبولیت تو عاجزی کے آنسو اور دل کے خلوص کی شدت مانگتی ہے۔“

اس وقت میں اور میرا رب تھا اور درمیان میں میری التجائیں، گڑ گڑاہٹ اور عاجزی تھی۔

ایک طرف نکاح کے لیے آئے ہوئے مہمانوں کے قہقہے تھے اور دوسری طرف ایک کمرے کے کونے میں سجدہ ریز ایک ماں کی گڑگڑاتی ہوئی دعائیں تھیں۔

رب نے پھر ناممکن کو ممکن بنا دیا۔

جنہوں نے خواب سجائے تھے وہ ادھورے ہی رہ گئے اور جو ادھوے خوابوں کا درد لے کر آنسو بہا رہے تھے ان کے خواب سج گئے۔

"یہ حقارت نہیں ہے یہ میرے رب کی طاقت ہے۔

ایک طرف اگر کالے سیاہ اندھیروں سے بھری رات ہوتی ہے تو اس کی دوسری ہی جانب طلوع آفتاب کا روشن چراغ بھی منتظر ہوتا ہے مگر اندھیروں کے سفر کو عبور کر کے ہی روشنی آتی ہے۔ اور آزمائشوں کے بدلے نعمتیں رب کی طرف رجوع کرنے سے ہی ملتی ہیں ایک کونے لگ کر خالی آنسو بہا لینے سے راستے اور بھی کھٹن ہو جایا کرتے ہیں۔"

میں بہت ناشکری تھی اللہ نے مجھے شکر گزار بنانا تھا مجھے اپنے آگے جھکنے کا طریقہ سکھانا تھا اسی لیے مجھے میرے بیٹے کی بے بسی دکھائی۔

اور یہ بھی کہ رب نے میرے عدنان کو اسکی ماں کی پسند نہیں بلکہ اپنی پسند سے ہی نوازا۔

ایک بات ہمیشہ یاد رکھنا بانو بیٹی۔

"یہ مشکلیں، یہ مصائب، یہ تنگیاں ہمیں گرانے نہیں آتیں بلکہ اکثر اوقات یہ ہم دنیا میں گرے ہوؤں کو اٹھا کر رب کے آگے جھکانے آتی ہیں۔ اس لیے کبھی بھی کسی مشکل پر گھبرانا نہیں جب بھی کچھ چاہیئے ہو تو سجدے میں جانا اور بول دینا جو دل میں ہو وہ رب العالمین ہے وہ زبان اور دل کی ہی پکار نہیں سنتا بلکہ وہ تو تیز ہوتی دھڑکن اور پھولتی ہوئی سانسیں بھی محسوس کرتا ہے اور اپنے بندے کو نواز دیتا ہے ہر وہ چیز جو بہترین ہوتی ہے۔"

'جیسے ایک ماں اپنے بچے کو پیدا کرتی ہے تو وہ لمحہ عورت کی زندگی کا بہت تکلیف دہ لمحہ ہوتا ہے جان جانے کا خطرہ ہوتا ہے۔ رب کا انعام بھی ایسے ہی پل بھر میں تھوڑی مل جاتا ہے نو مہینے مختلف طرح کی تکلیفیں برداشت کرنے کے بعد ایک اور کھٹن مرحلہ آتا ہے بچے کی پیدائش کا۔ اور اس سارے عرصے میں صبر ضروری ہوتا ہے۔

رب ایک ماں کو اتنے مشکل مرحلوں سے کیوں گزارتے ہیں تائی جان؟

بانو کے منہ پر حیرت دیکھ کر کلثوم بیگم مسکرا دی اور کندھے پر پیار سے ہاتھ رکھا۔

وہ اس لیے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس مشکل کے بعد بہت بڑا انعام دینا ہوتا ہے۔ اولاد کی نعمت عطا کرنی ہوتی ہے پھر ہی رب کی رحمت گود میں آتی ہے۔

اور ایک عام عورت پھر عام نہیں رہتی پھر اسے ماں بننے کا شرف مل جاتا ہے اور اسکے قدموں تلے جنت آ جاتی ہے۔

عورت جب کھٹن تکلیف سے مسکراتے ہوئے گزر جاتی ہے نا تو پھر پتہ ہے کیا ہوتا ہے؟

ایک ننھی سی ہیرے جیسی جان اسکے دل کا سکون بن جاتی ہے۔ اسکی آنکھوں کی ٹھنڈک بن جاتی ہے۔ پھر اس ماں کو ساری تکالیف بھول جاتی ہیں۔

♥ ♥ ♥ ♥ ♥

ابا یہ کال اسی نمبر سے آئی تھی جنکے پاس آپ کا فون ہے۔ آج بھی کسی لڑکے کی آواز تھی اس لیے میں نے کال کاٹ دی۔

عنایا بھاگتے ہوئے جیسے ہی کمرے کے اندر بغیر نقاب کے داخل ہوئی سامنے عدنان اور بانو صوفے پر بیٹھے باتیں کرنے میں مشغول تھے عنایا نے جب سامنے عدنان کو بیٹھے دیکھا تو جلدی میں کچھ سمجھ ہی نہیں آیا کہ وہ کیا کرے۔ اس وقت جلدی سے نقاب کرنا آسان نہیں تھا اس لیے عنایا نے سر پر لیا دوپٹہ اپنے منہ کے آگے جلدی سے لٹکا لیا اور الٹے پاؤں باہر نکل گئی۔ دوسری طرف عدنان کی جیسے ہی دروازے میں کھڑی عنایا کے پاؤں پر نظر پڑی۔ عدنان نے بھی اوپر منہ اٹھا کر عنایا کو دیکھنے کی بجائے جلدی سے منہ دوسری طرف کر لیا۔ جسے بلال نے نوٹ کر لیا تھا۔

عنایا بیٹے دیکھو سانس پھول رہا ہے اتنا بھاگ کر آنے کی کیا ضرورت تھی۔ عنایا اب نقاب کر کے دوبارہ سے کمرے میں داخل ہوئی مگر دل کی دھڑکن اتنی تیز تھی کہ بلال نے آسانی سے اپنی بیٹی کی کیفیت کو پہچان لیا۔

بابا وہ اس لیے کہ کال دوبارہ آ رہی تھی۔

لاؤ مجھے دو فون اور ایسا کرو بانو کو اپنے کمرے میں لے جاؤ گپ شپ کرو مومنہ بیٹی بھی کافی اپ سیٹ ہے تو اس کا دل بھی خوش ہو جائے گا۔

جی بابا ان شاءاللہ

جی ٹھیک ہے آؤ بانو۔

عنایا خوشی سے چہچہاتی ہوئی بانو کا بازو پکڑ کر اپنے کمرے میں لے گئی۔

عنایا مجھے تم سے ایک بات کرنی تھی تم مجھ سے چھوٹی ہو مگر حقیقت میں سمجھدار اور علم کے لحاظ سے بھی مجھ سے بڑی ہو۔

نئیں بانو! ایسا نہیں ہے یہ اللہ کی توفیق ہے۔

اچھا مجھے تم سے ایک بات کرنی ہے۔

ہاں چلیں ماں کے کمرے میں چل کر بات کرتے ہیں۔

دونوں مومنہ والے کمرے میں جانے کی بجائے رقیہ بی بی کے کمرے میں گھس گئیں کیونکہ رقیہ بی بی بھی گیسٹ روم میں چلی گئی تھیں۔

عنایا مجھے ڈر لگتا ہے۔

ہیں ڈر؟ کیسا ڈر؟

کسی نے کچھ کہا کیا؟

عنایا حیران ہوتے ہوئے بیڈ پر ٹانگیں اوپر کر کے بیٹھ گئی۔

نیئں ایسا کچھ نہیں ہوا اور نہ ہی کسی نے کچھ کہا ہے۔

بلکہ سب میرا بہت خیال رکھتے ہیں عدنان بھی بہت ادب سے بات کرتے ہیں اور تائی جان تو ایسے ہیں جیسے میں انکی سگی بیٹی ہوں۔

اچھا واقعی تائی جان اتنی اچھی ہو گئیں مجھے لگا تھا کہ تائی جان کو وقت لگے گا آپکو سمجھنے میں۔

نہیں عنایا وہ بہت خوش ہیں۔

عنایا تم نے مجھے دین پر ثابت قدم رہنے کے لیے تھامے رکھا۔ورنہ میں ثابت قدم شاید نہ رہ پاتی۔

بانو میں نے آپکو مضبوط نہیں رکھا یہ اللہ کی توفیق سے آپکو حق پر قائم رہنے کی ثابت قدمی ملی ہے۔

"بانو یہ ہدایت ہوتی جو انسان کو گمراہ ہونے سے بچا لیتی ہے اور کسی کو ہدایت دینا کسی انسان کے بس کی بات نہیں ہے۔ہم تو ہر انسان کو فورس ہی کر سکتے ہیں یا اسکے لئے دعائیں مانگ سکتے ہیں، ہمیشہ یاد رکھنا کہ ہدایت اسی کو ملتی ہے جو ہدایت کا طلبگار ہو۔ اور ہدایت پانے کے لیے اپنے اندر کی ناجائز اور فضول خواہشات کو نکال کر دل میں جگہ بنانی پڑتی ہے جہاں نورِ ہدایت سما سکے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ؕ وَ مَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَیْءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِیْمٌ (سورۃ آل عمران: ۹۲)

"جب تک تم اپنی پسندیدہ چیز سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہ کرو گے ہر گز بھلائی نہ پاؤ گے اور تم جو خرچ کرو اسے اللہ بخوبی جانتا ہے"۔

"بانو بالکل ایسے ہی جیسے ایک پانی سے بھرے ہوئے گلاس میں آپ مزید پانی نہیں ڈال سکتے جب تک اس گلاس کو خالی نہ کیا جائے۔ اسی طرح دل میں نورِ ایمان داخل نہیں ہو سکتا جب تک دل سے محبوب ترین چیز کی محبت نکالی نہ جائے۔

"ایک مہمان جب آتا ہے تو اسکے آنے سے پہلے ہم گیسٹ روم کو صاف کرتے ہیں نا۔ کیوں کرتے ہیں؟
کیونکہ وہاں کسی خاص کو بیٹھانا ہوتا ہے اسی طرح ہم اس دل کو کیوں صاف نہیں کرتے؟
جس میں نورِ ایمان اور اللہ کی محبت کو بسانا ہوتا ہے کیا ہم اپنے دل کی صفائی نہیں کریں گے؟

میری پیاری بہن میں ضرور کرتی رہوں گی۔

اور پتہ ہے تیری اسی دانائی والی باتوں سے میں متاثر ہوئی ہوں کہ اتنے بڑے غم کو بھی برداشت کر گئی۔

مگر پھر بھی مجھے پتہ نہیں کیوں ڈر سا لگتا ہے عنایا۔

"مجھے بہت پیار مل رہا ہے کہیں یہ کھو نہ جائے۔"

اللہ نا کرے بانو یہ جو محبت آپکو ملی ہے ناں یہ ہم نے پیسوں سے نہیں خریدی ہوئی۔ جو جلدی ختم ہو جائے گی۔ بلکہ یہ تو ہمارے رب کی عنایتوں میں سے ایک عنایت ہے۔ یہ تو اس رحمت میں سے ہے جو اللہ نے اپنے بندوں کے دلوں میں اتاری۔

"الحمد اللہ علی کل حال" یہ الفاظ کہا کریں۔

آزمائشوں سے گھبراتے نہیں ہیں میری بہنا۔

"بڑے مرتبے جب ملتے ہیں تو وہاں آزمائشیں آتی ہی ہیں۔ آزمائشوں کی تپش کو برداشت کرنا پڑتا ہے چمکنے کے لیے۔"

'حضرت آدم کو جنت میں رہنے کا ٹھکانہ ملا تھا ہر طرف نعمتیں ہی نعمتیں تھیں۔ لیکن ساتھ ایک آزمائش بھی تھی اللہ تعالیٰ نے تو جنت کے اندر بھی ایک آزمائش رکھی۔

ایک ایسے درخت کی شکل میں۔ جسکا پھل کھانے سے منع کیا مگر شیطان نے وہ پھل کھلوا دیا۔

لیکن پھر جیسے ہی حضرت آدم نے توبہ کی تو اللہ نے انہیں معاف فرما دیا۔'

تو اس سے بھلا ہمیں کیا سبق ملتا ہے۔؟

سبق ہمیں یہ ملتا ہے کہ انسان کہیں پر بھی جا کر اتنا ریلیکس نہیں رہ سکتا اور یہ بھول نہیں سکتا کہ اس کے ساتھ ایک شیطان بھی موجود ہے دراصل ہمارا نفس ہی ہمارا شیطان ہے۔

ضمیر بچاتا ہے ہماری روح کو زخمی ہونے سے لیکن ہمارے اندر بیٹھے نفس کی صورت میں شیطان ہمارے ضمیر پر حاوی ہونے کی کوشش میں لگا رہتا ہے۔ اور جب تک یہ ضمیر، یہ روح، یہ جان ہمارے بدن میں ہے ناں یہ شیطان ہماری جان چھوڑنے والا نہیں ہے۔

"خون کی طرح دوڑتا ہے ہمارے جسم میں۔ اس لیے ہمیشہ ہر وقت شیطان سے ہوشیار رہنا چاہئے"

تنہائی میں بھی یہ سوچ کر ریلیکس مت رہیئے کہ یہاں کوئی نہیں، میں اکیلی ہوں اور ہجوم میں بھی یہ سوچ کر ریلیکس مت رہیئے کہ میں محفوظ ہوں یہاں سب کے درمیان۔

ویسے عنایا، حضرت آدم کو ایک درخت کا پھل کھانے سے روکنے میں کیا وجہ ہو سکتی ہیں؟

"دیکھیں! بظاہر تو اللہ نے جنت کے درخت کا پھل کھانے سے روکا تھا۔ بات ایک ہی تھی مگر نصیحتیں دو سمجھ میں آتی ہیں۔

ایک یہ کہ درخت کا پھل کھانے سے روک کر اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنے حکم پر عمل کرنے کے لیے فرمایا اور ساتھ ہی سمجھایا کہ میرے حکم کی خلاف ورزی کر کے ظالموں میں سے نہ ہو جانا۔ کیونکہ اللہ کی نافرمانی کرنا خود اپنی ہی جان پر ظلم کرنا ہے۔

اور دوسرا یہ کہ درخت کا پھل کھانے سے روک کر انسان کو اپنے نفس کی خواہش سے بچنے کا حکم دیا

کیونکہ خواہشاتِ نفس ہی ہوتی ہیں جو ہمیں برباد کر دیتی ہیں اور پھر ہم الزام ایک دوسرے کو دیتے پھرتے ہیں۔

اس لیے اگر کہیں بھول کر بھی اللہ کی نافرمانی ہو جائے، نفس کی خواہشات کی پیروی ہو جائے ناں تو سوچو میں مت کھویئے گا بلکہ فوراًرب کی طرف رجوع کر لیجئے گا جیسے آدم علیہ السلام نے کیا تھا۔

اپنی غلطی کو مان کر پھر ندامت کے ساتھ جھک جانا ہی ایک بندہِ مومن کی اصل پہچان ہے۔"

اچھا پھر عنایا مجھے وہ دعا بھی بتا دو۔

رَبَّنَا ظَلَمْنَآ أَنفُسَنَا وَإِن لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَٰسِرِينَ

"اے ہمارے رب ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کر کیا ہے اور اگر اب تو نے ہمیں معاف نہ کیا اور ہم پر رحم نہ کیا تو ہم ظالموں میں سے ہو جائیں گے"۔

یہ دعا جب حضرت آدم علیہ السلام نے کی۔ جو انہوں نے مانگی تھی۔ تو پھر اللہ تعالیٰ نے انکی توبہ قبول کر لینے کے بعد انہیں زمین میں اعلیٰ مقام دیا۔"

بہت شکریہ عنایا میرے دل کو تھام لینے کے لیے۔

میں واقعی آزمائشوں کا سوچ کر پریشان ہو رہی تھی لیکن آپ نے سمجھا دیا کہ آدم علیہ السلام پر آزمائش آسکتی ہے تو میں بھی تو آدم کی ہی اولاد ہوں۔

ماشاءاللہ میری بچی قرآن مجید سے کافی واقف ہو گئی ہے نا۔ جی جی ماں اللہ کا فضل ہے کہ اللہ نے مجھے فہم دیا، میری تڑپ کو قبول کیا قرآن کی گہرائی کو سمجھنے کے لئے راستہ بنا دیا۔
اگر ریگولر مدرسے نہیں جا سکی تو کیا ہوا اللہ نے میری خالہ جان کو معلمہ بنا کر میرے پاس گھر بھیج دیا اور تفسیر القرآن بھی موبائل کے ذریعے مجھ تک پہنچا دیا۔ الحمد للہ کثیرا۔ میرا اللہ زبردست تعریف کے لائق ہے۔
رفیقہ خالہ کو واپس گئے آج ایک ہفتہ ہوا ہے اور لگتا ایسے ہے جیسے پھر کئی سال گزر گئے۔
لیکن مجھے خوشی ہے کہ وہ اپنے پیچھے یہاں خیر کا ایسا کام چھوڑ کر گئی ہے جو انکے لئے صدقہ جاریہ بن رہا ہے۔ الحمد اللہ۔

ایمان علی بات سنو۔
استاد عمر نے ایمان کو مسجد سے نکلتے دیکھا تو پیچھے سے آواز دے کر مخاطب کیا۔
جی عمر بابا۔
خیریت ہے ناں ایمان علی؟
آجکل رات کو بھی غائب رہتے ہو اور دن کا سارا وقت بھی مسجد سے باہر ہوتے ہو۔ بس نماز کے اوقات میں جب رب العزت سے ملاقات کرنے آتے ہو تب ہی ہم سے بھی تھوڑا سلام دعا کرتے ہو۔
میں نے غور کیا ہے کہ جس دن سے ہم ہاسپٹل سے آئے ہیں اس دن کے بعد ہمارا اصلی ایمان علی کہیں گم سا ہو گیا ہے۔ کبھی چہرے پر مسکراہٹ ہوتی ہے اور کبھی شدید غم۔
نہیں عمر بابا ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ بس کچھ کام ہوتا ہے اور رہی بات مسکراہٹ اور غم کی۔ تو میں نے اپنی زندگی کی ایک بہترین چیز کو پا لیا ہے
الحمد اللہ

اور ایک بہترین چیز کو کہیں کھویا ہوا ہے جبکہ ان کو اس وقت میری بہت ضرورت ہے۔

کس کو کھو دیا ہے آپ نے ایمان علی؟

عمر بابا میں نے اپنے بابا یعنی اپنے والد کو کھو دیا ہے۔ میرا دل کہتا ہے کہ وہ مجھے یاد کرتے ہیں وہ دینِ اسلام کو قبول کر لیں گے۔ کوئی والدین اپنی اولاد سے اتنی دیر تک دور کیسے رہ سکتا ہے خاص طور پر جب اولاد حق پر ہو؟

آپ ہی نے سکھایا ہے نا کہ جیت ہمیشہ حق کی ہوتی ہے اور حق، باطل کو مٹا دیتا ہے۔ بس یہی یقین ہے میرے دل میں کہ میرے بابا کے باطل عقیدے کو میرا سچا عقیدہ مٹا دے گا اور بابا راہِ راست پر آ جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں "اَنۡعَمۡتَ" کے گروہ میں شامل کریں۔

"غَيۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَيۡهِمۡ وَلَا الضَّآلِّيۡنَ۔"

اور اس گروہ سے بچائے۔

آمین آمین یارب العالمین۔

استاد عمر نے مسکراتے ہوئے ایمان علی کی دعاؤں پر آمین کہا۔ اور نم آنکھوں سے ایک نظر پیچھے کمرے کی کھڑکی کی طرف دیکھا جہاں ایمان علی کا باپ کھڑا اشک بار ہو رہا تھا۔ ایمان علی مسجد سے جا چکا تھا۔ استاد عمر مومن کے بار بار اصرار کرنے پر آج انہیں مسجد میں لے آئے تھے اور ایک خالی کمرے میں کھڑکی کے پاس روک کر خود ایمان علی سے آ کر بات چیت کرنے لگے۔

'آج مجھے اپنے بیٹے پر رشک آ رہا ہے۔ اسکے ایمان کی مضبوطی دیکھ کر مجھے فخر ہو رہا ہے کہ یہ میرا بیٹا ہے۔ وہ مجھ سے ملنا بھی چاہتا ہے، خیر خواہی بھی ہے، میرے بڑھاپے کا احساس بھی ہے آج بھی اسکی دعائیں اور التجائیں بس قبولِ اسلام کی ہیں۔'

"اپنی اولاد کی دنیاوی ترقی اور اعلیٰ سٹیٹس کو دیکھ کر ہی فخر نہیں کرنا چاہیے کیونکہ اس کا فائدہ محدود دنیا تک ہے۔ فخر تو اس اولاد پر ہونا چاہئے جو خدا کی محبت اور خالص عقیدت میں اتنی مضبوط ہو کہ دنیا کی کوئی طاقت بھی اسے توڑ نہ سکے اور دنیا کی سب سے بڑی طاقت والدین کی محبت ہوتی ہے جو اولاد کی کمزوری بن جاتی ہے"۔

عمر بھائی میں بہت خوش ہوں اور خدا کا شکر ہے کہ اس نے میری اولاد کو غیر مناسب ماحول میں رہنے کے باوجود بھی اپنے دین کے لئے چن لیا۔ میرے دونوں بچوں کے دل میں ایمان جیسی دولت کب، کیسے اور کیوں سما گئی۔ ان دونوں نے کسی کو بھی کانوں کان خبر نہیں ہونے دی۔

عمر بھائی میرا ایک سوال ہے؟

"میں نے اپنی زندگی میں بہت لوگوں سے سنا کہ خدا جسے چاہتا ہے صرف اسے ہی ہدایت دیتا ہے۔"

ابھی ابھی میرے ذہن میں یہ سوال آیا۔ مجھے سمجھ نہیں آ رہا۔ یا پھر ان باتوں کا مطلب پھر یہ ہوا کہ خدا جنکو ہدایت نہ دینا چاہے اسے ہدایت پھر ملتی بھی نہیں ہے؟

نہیں ایسا بالکل بھی نہیں ہے مومن بھائی۔ اللہ تعالی نے دینِ اسلام کی فطرت ہم سب انسانوں کے اندر رکھی ہے، چاہے کوئی کافر ہے یا عیسائی۔

"بچہ جب پیدا ہوتا ہے تو وہ فطرتِ سلیمہ پر پیدا ہوتا ہے یعنی مسلمان پیدا ہوتا ہے اسکے بعد اسکے والدین اسے یہودی بنائیں یا عیسائی یہ فطرت ہم سب کے اندر آج بھی موجود ہے، جسے ہم ضمیر کہتے ہیں۔

کوئی بھی برائی جو جانے انجانے میں ہم سے ہو جاتی ہے اس پر ہمارا ضمیر ہمیں ملامت کرتا ہے جس سے ہمارا سکون ختم ہو جاتا ہے اور اسکی جگہ بے چینی کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے اور اسے فطرت بھی کہتے ہیں، یعنی ضمیر کا جاگ جانا۔"

اور جہاں تک ہدایت کا تعلق ہے۔

"اللہ تعالیٰ اس انسان کو ہدایت دیتے ہیں جو خود بھی ہدایت کا طلبگار ہو۔ اللہ تعالیٰ زبردستی کسی پر اپنا حکم مسلط نہیں کرتے۔

اللہ تعالیٰ کی حکمت یہی ہے کہ بندے اپنے اختیار سے ایمان لائیں اور اس کے احکام کی تعمیل کریں ورنہ اگر وہ چاہتا تو جبراً سب انسانوں کو مومن بنا دیتا لیکن یہ اللہ تعالیٰ کی حکمت میں نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں۔

وَ لَوْ شِئْنَا لَاٰتَيْنَا كُلَّ نَفْسٍ هُدٰىهَا وَلٰكِنْ حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّيْ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ (السجدہ:13)

"اور اگر ہم چاہتے تو ہر شخص کو (پہلے ہی) اس کی ہدایت دے دیتے، لیکن وہ بات جو میری طرف سے کہی گئی تھی، طے ہو چکی ہے کہ: میں جہنم کو جنات اور انسانوں سب سے ضرور بھر دوں گا"۔

'یعنی اگر اللہ تعالیٰ زبردستی لوگوں کو ہدایت پر لانا چاہتے تو وہ ضرور ایسا کر سکتے تھے، لیکن اس صورت میں وہ آزمائش نہ ہوتی جو انسان کی تخلیق کا اصل مقصد ہے، انسان کی آزمائش تو اسی میں تھی کہ وہ اپنی عقل سے کام لے کر پیغمبروں کی بات پر ایمان لائے۔

اس لئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے اس آزمائش کی خاطر انسان کو پیدا کرکے ازل ہی میں یہ طے کر لیا تھا کہ جو لوگ عقل سے کام لے کر پیغمبروں کی اطاعت نہیں کریں گے؛ بلکہ ان (پیغمبروں کی تعلیمات) کو جھٹلائیں گے، تو پھر ان سے میں جہنم کو بھر دوں گا'۔

"اللہ تعالیٰ یہ چاہتا ہے کہ لوگ اپنی عقل سے کام لیں، حق اور باطل کو جانچیں، کھرے کھوٹے کو پرکھیں، انبیاءِ کرام کی تعلیمات اور شیطان کے وسوسوں میں فرق محسوس کریں اور اپنے اختیار سے برے کاموں اور بری باتوں کو ترک کریں اور شیطان کا انکار کرکے اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کو اختیار کریں، وہ جس چیز کو اختیار کریں گے اللہ تعالیٰ اسی چیز

کو انکے قریب کر دیں گے وہ چاہے 'ہدایت ہو یا گمراہی'۔ انسان کا اپنا اختیار ہے کہ وہ کس چیز کو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔"

مومن بہت غور سے استاد عمر کی تفصیل سے کی جانے والی وضاحت کو سن رہا تھا اور ساتھ ہی ساتھ بات کو سمجھتے ہوئے گردن کو بھی حرکت دے رہا تھا۔

"یہ بالکل اسی طرح ہے جیسے کسی انسان کو کوئی بیماری لگی ہو۔ لیکن اگر وہ اپنے علاج کے لیے ڈاکٹر کے پاس نہیں جاتا تو اس میں مریض کا اپنا قصور ہے یا ڈاکٹر کا؟

حالانکہ ڈاکٹر تو موجود ہے اگر مریض ڈاکٹر کے پاس جائے گا تب ہی ڈاکٹر اسے دوا دے گا اور پھر ہی وہ صحت یاب ہو گا۔

اسی طرح اگر انسان اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرے گا تو ہی اللہ تعالیٰ اسکے دل کی بیماری دور کر کے ایمان کی دولت سے سرفراز فرما کر اسے ہدایت دیں گے۔ لیکن اگر بندہ خود ہی اپنی روح زخمی رکھنا چاہتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ بھی اسے ہدایت نہیں دیتے۔"

"دل میں ہدایت کا نور تو وقتاً فوقتاً جگمگاتا رہتا ہے آس پاس اگر اندھیرے ہیں تو کیا ہوا، فطرت سلیمہ کی صورت، ہدایت کا روشن چراغ تو ہمارے اپنے ہی سینے میں موجود ہے۔ لیکن یہ ہدایت کی کرن اسی سینے میں جگمگاتی ہے، حق کے سامنے جنکا دل جھک جائے۔ جیسے حضرت عمر ہاتھ میں تیز تلوار لیے اور دل میں کفر بسائے ہوئے تھے لیکن جب کلام اللہ کو کان لگا کر سنا، تو پھر بے بس وجود کے ساتھ وہیں ٹھہر گئے اور دل کو اپنے جھکا لیا۔ لیکن کچھ انسان ابو لہب کی طرح بھی ہوتے ہیں، حق سامنے ہونے کے باوجود بھی مخالفت سے باز نہیں آتے۔"

لیکن افسوس کہ ہم عقل و شعور کے باوجود اپنی زندگی کے کئی سال گمراہی میں ہی گزر دیتے ہیں۔

ہاں لیکن خوش قسمت ہیں وہ لوگ، جنکا شعور انکی زندگی میں ہی انہیں گمراہی کے اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لے آئے۔

ورنہ کچھ لوگ تو حق کے معاملے میں اختلاف کرتے کرتے ہی دنیا سے رخصت ہو جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہدایت کی نعمت سے سرفراز فرمائیں اور دین حق پر چلتے ہوئے مخلص رہنے کی توفیق عطا فرمائیں

آمین یاربّ العالمین۔

میری بہن بہت بڑی ہو گئی ہے۔اب تو کوئی نیک انسان اللہ تعالیٰ میری بہن کی قسمت میں لکھ ہی دے۔

آمین یارب العالمین۔

"میرا دل کرے گا صرف اسی کو قبول

جسے کیا ہو میرے رب نے میرے حصول"

اچھا اب شاعری بھی کرنے لگ گئی ہو کیا؟؟؟

ھاھاھاھا بس سمجھ لیں۔

اور ہاں صرف میرے لیے ہی نہیں بلکہ مومنہ کے لیے بھی دعا کیا کریں اللہ انکی زندگی میں بھی خوشیاں بھر دیں۔

عنایا کے گال مسلسل ہنسنے کی وجہ سے لال ہو چکے تھے۔چمکتی آنکھوں اور سفید گالوں پر سرخ گردش کرتا ہوا خون، چہرے کو اور بھی دلکش بنا رہا تھا۔

کیوں نہیں! اس کے لئے اور تیرے لیے اکھٹی دعا مانگتی ہوں اللہ تم دونوں کے نصیب ایک ساتھ ہی جگا دے۔

عنایا یہ تمھارے بابا نے موبائل دیا ہے اسے چارج پر لگا دو۔

عنایا اور بانو ہنس رہی تھیں جب رقیہ بی بی کمرے میں داخل ہوئیں۔

امی یہاں آئیں ہمارے پاس بیٹھیں۔

بیٹا میں کھانا بنالوں پھر آرام سے بیٹھ کر باتیں کریں گے سب۔

اسے تمھارے بابا آوازیں دے رہے ہیں اور یہ میڈم یہاں اپنے چمکتے چہرے کا دلکش منظر تیرے سامنے پیش کر رہی ہے۔رقیہ بی بی عنایا کی طرف دیکھ کر غصہ کرتے ہوئے باہر چلی گئی۔

رقیہ بی بی کے جاتے ہی عنایا منہ لٹکا کر بیڈ سے اٹھ پڑی تو بانو نے بازو سے پکڑ کر پھر بیٹھا لیا۔

ارے ایسے کیسے چلی جاؤ گی پہلے اپنے چمکتے چہرے اور میٹھی زبان سے میری دعاؤں پر آمین تو کہتی جاؤ۔ہو سکتا ہے یہ وقت قبولیت کا ہو اور میری دعاؤں کی قبولیت تیرے آمین کہنے کی محتاج ہوں۔

”ہاں ویسے بعض دعاؤں کی قبولیت آمین کہنے کی منتظر ہی ہوتی ہیں۔“

چل پھر جلدی سے آمین بول دو۔

بانو دونوں گالوں پر ہاتھ رکھ کر عنایا کا منہ دیکھنے لگی۔

ارے آمین بھی قسطوں سے کہو گی؟

اچھا کہتی ہوں۔

آمین

اوہ۔

کیا ہوا؟

عنایا آنکھوں بند کر کے آمین کو لمبا کر کے کہہ رہی تھی کہ درمیان میں ہی ہاتھ میں پکڑا فون بجنے لگا۔

اللہ اکبر کبیرا!یہ نمبر میرے فون کی سکرین پر اتنی بار دیکھ دیکھ کر اب تو مجھے زبانی یاد ہو گیا ہے۔

کون ہے یہ۔؟

بانو نے حیران ہوئے پوچھا تو بانو کو ایسے پریشان دیکھ کر عنایا کی ہنسی چھوٹ گئی۔ھاھاھاھاھاھ

میں نے پوچھا یہ کس کا نمبر ہے۔

یہ نمبر؟

عنایا نے فون پر چمکتے نمبر کی طرف اشارہ کر کے سوالیہ انداز سے پوچھا۔

ہو گا کسی اللہ کے نیک بندے کا۔

جس کے اندر ایمانداری بہت زیادہ کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے بابا کا موبائل اسی کے پاس ہے۔

بیچارہ۔ لگتا ہے مرنے سے پہلے پہلے امانت واپس کرنا چاہتا ہے۔ بابا کے آنے سے پہلے میں نے جب اپنے نئے فون سے سب سے پہلی جو کال بابا کے نمبر پر کی تھی نا تو یہی لڑکا بولا تھا۔ اس کے بعد جب بابا آئے تو میں نے انکو بتا دیا پھر تب سے بابا نے ہی بات کی۔

موبائل کی بیٹری ختم ہونے کی وجہ سے بند ہو چکا تھا

اچھا بانو میں موبائل چارج پہ لگا دوں آپ ماں کے پاس جائیں۔

عنایا فون چارج پہ لگانے چلی گئی اور بانو کچن میں داخل ہوئی تو مومنہ سالن بنا رہی تھی۔

اسکارف کو نقاب کی شکل میں سیٹ کر کے نقاب چہرے سے ہٹایا ہوا تھا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

کیسی ہیں آپ سسٹر بانو؟

مومنہ نے بانو کو ایسے خاموش کھڑے اپنی طرف متوجہ پا کر فوراً سلام کیا۔

ہاں ہاں وعلیکم السلام۔

مومنہ میرے دل سے تمہارے لیے بہت دعائیں نکل رہی ہیں۔ اتنی گرمی اور دل گھبرا دینے والے کچن میں بھی تم رب کے حکم پر پابند ہو۔

دنیا کے کاموں کے ساتھ ساتھ رب کے حکم پر عمل بھی ماشاء اللہ

نئیں سسٹر بانو یہ خدا کی توفیق سے ہے اور میں تو اتنے سالوں سے اس خوبصورت دین سے بھی محروم رہی ہوں۔

اب اگر میرے خدا نے مجھے چنا ہے تو پھر میں اپنے آپکو اپنے خدا کے لیے خالص کیسے نہ کروں؟

"خالص محبت کو پانے کے لیے کوئی نہ کوئی بڑی قیمت چکانی پڑتی ہے اور خدا کی محبت حاصل کرنے کے لیے آزمائش پر صبر کرتے ہوئے حق پر ثابت قدم رہنا بہت ضروری ہوتا ہے۔"

عدنان بیٹا تمھاری شادی کو ایک مہینہ ہونے کو ہے اور میری طبعیت کے خراب ہونے کی وجہ سے تم دونوں کہیں گھومنے پھرنے بھی نہیں گئے۔

میں چاہتی ہوں کہ تمھاری نئی نئی شادی ہے تو کہیں گھوم پھر آؤ۔

کلثوم بیگم، بانو کی شادی کے کچھ دنوں بعد ہی فرش سے پاؤں پھسلنے کی وجہ سے نیچے گر گئی تو پاؤں میں کافی چوٹ آ گئی تھی۔

جس کی وجہ سے چلنے میں بھی مشکل ہو رہی تھی اس لیے بانو انکو سنبھالنے کے ساتھ ساتھ گھر کے بھی سارے کام کرتی۔ اتنا ٹائم نہیں ملتا تھا کہ ساتھ دیوار سے پار اپنے میکے کی طرف جھانک بھی لے۔

نہیں تائی جان ہم تب تک کہیں نہیں جائیں گے جب تک آپ بالکل ٹھیک نہ ہو جائیں۔

آپ نے مجھے بیٹی بنایا ہے نا۔؟

تو بھلا بیٹیاں اپنی ماؤں کو بیمار چھوڑ کر گھومنے پھرنے جا سکتی ہیں؟

نہیں ناں کیونکہ حوصلہ ہی نہیں پڑتا۔

تو پھر میں کیسے جا سکتی ہوں۔

بانو کی باتوں سے کلثوم بیگم کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور ساتھ ہی نگاہیں آسمانوں کے پار رب کی طرف شکر کے لیے متوجہ ہو گئیں۔

بیٹا تم واقعی ہمارے لئے انمول تحفہ ہو پتہ نہیں ہماری کونسی نیکی کا اجر اللہ نے ہمیں دنیا میں ہی تیرے جیسی بہو کے روپ میں دے دیا۔

میں بتا نہیں سکتی کہ تیری طرف دیکھ کر میرے دل کو کتنا سکون ملتا ہے میری آنکھیں ٹھنڈی ہو جاتی ہیں۔

ارے ماشاءاللہ اپنی بہو کی طرف دیکھ کر تو آنکھیں ٹھنڈی ہوتی ہیں تو اپنے بیٹے کی طرف دیکھ کر کیا ہوتا ہے ماں؟

عدنان عصر کی نماز پڑھ کر گھر میں داخل ہوا ہی تھا کہ کلثوم بیگم اور بانو کو اس طرح باتیں کرتے سن کر خوش ہو گیا۔

بس اللہ کا شکر ہے کہ میرے اکلوتے بیٹے کا نصیب چمکدار بن گیا۔

میں نے عنایا سے بھی ملنا تھا اسے میں نے بہت تکلیف پہنچائی ہوئی ہے۔

اوہ سچ عنایا کے نام سے یاد آیا کہ چاچو نے مجھے کال کر کے بتایا تھا وہ آج ہمارے گھر آئیں گے

عدنان ابھی بتا ہی رہا تھا کہ دروازے پر دستک ہو گئی۔

لو بھئی آ بھی گئے۔

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

بھابی کیا حال ہے؟

شکر ہے اللہ کا۔

کچھ دیر بیٹھ کر رقیہ بی بی بانو سے مخاطب ہوئیں۔

بانو اپنی اس ماں کا بھی خیال رکھتی ہو یا اپنے آپ میں ہی مگن رہتی ہو۔

نیئں بابا! الحمد للہ میں اپنی طرف سے پورا خیال رکھتی ہوں۔

ہاں بانو ٹھیک کہہ رہی ہے واقعی بہت خیال رکھتی ہے۔

”جو والدین اپنی بیٹی کو سسرال کی عزت کرنے اور ہر حال میں صبر کے ساتھ دوسروں کے ساتھ نبھا کر رکھنے کی ہدایت دے کر رخصت کرتے ہیں پھر وہ بیٹی نہ کبھی خود ذلیل ہوتی ہے اور نہ سسرال میں تنگی پیدا کرتی ہے اور اپنے میکے والوں کے لیے بھی اذیت کا سبب نہیں بنتی“۔

ماشاءاللہ رقیہ آپ نے بانو کی تربیت بہت اچھی کی ہے۔ میرا بہت خیال رکھتی ہیں اور اپنے آپکی پرواہی نہیں کرتی۔

میں صبح ہی کہہ رہی تھی کہ نئی نئی شادی ہوئی ہے کہیں گھوم پھر آؤ۔

مگر یہ دونوں مان ہی نہیں رہے۔

اسی لیے تو ہم لوگ آئے ہیں کہ بانو کو منانے کے ساتھ ساتھ آپ کو بھی منالیں۔

بلال کا چہرہ بیٹی کی تعریفیں سن کر چمک دمک رہا تھا۔

مجھے کس بات کے لیے منانا؟

کلثوم بیگم چارپائی پر سیدھی ہو کر بیٹھ گئیں۔

مطلب یہ کہ ہم نے پلان بنایا ہے کہ ہم سب کراچی گھومنے پھرنے جائیں وہاں سمندر اور مختلف جگہوں پر جائیں گے تو ساتھ ہی رب کی کائنات میں غور فکر بھی ہو جائے گا اور بچے بھی خوش ہو جائیں گے۔

اس لیے آپ کو بھی ہمارے ساتھ چلنا ہو گا۔

یہ تو بہت اچھی بات ہے سب ایک ساتھ چلیں گے۔

لیکن میرا دل نہیں مانتا۔ آپ لوگ اور بچے چلے جائیں۔ بچے آپ کو کیسے چھوڑ کر جاسکتے ہیں؟

جب سے عدنان کے بابا اس دنیا سے رخصت ہوئے ہیں میرا کہیں جانے کو دل نہیں کرتا۔

نہیں بھابی ایسی باتیں کر کے دل اداس نہ کریں۔

وہ تو اللہ کی امانت تھی اللہ نے واپس لے لی ہم سب نے بھی ایک دن وہاں ہی چلے جانا ہے۔

چلیں پھر سیر و تفریح کی خوشی میں گرما گرم چائے ہو جائے۔

عدنان نے سب کے اترے ہوئے چہرے دیکھے تو بانو کے ہاتھ میں چائے کی ٹرے دیکھ کر سب کا دھیان چائے کی طرف موڑ دیا۔

بابا آپ سب اچانک آئے، بتایا ہی نہیں ورنہ میں پہلے ہی کچھ کھانے کا انتظام بھی کر لیتی۔

نہیں بیٹا سب کھا پی کر ہی آئے ہیں۔

ویسے عدنان کو میں نے بتایا تھا۔

بھائی صاحب بانو کے پاس بھی فون ہے تو اسے بھی بتا دیتے۔ کلثوم بیگم نے بانو کے موبائل پر نظریں جما کر کہا۔

نئیں وہ دراصل میں نے سوچا کہ عدنان کو بتا دیا ہے یہی کافی ہے۔

ویسے بھی میں اس حق میں نہیں ہوں کہ ہر چھوٹی چھوٹی بات بیٹیوں سے کی جائے جبکہ اسکے سسرال والے اور خصوصاً شوہر موجود ہو۔

"والدین اگر بیٹیوں سے ہر وقت فون پہ باتیں کرنے میں مصروف رہیں تو ادھر کی باتیں ادھر ہو ہی جاتیں ہیں اور بیٹی کی عادت بن جاتی ہے کہ ہر چھوٹی سے چھوٹی بات بھی میکے میں بتائے۔ اور پھر اکثر اوقات اسی بنا پر بہو کبھی سسرال میں بیٹی بن کر نہیں رہ پاتی"۔

صحیح کہہ رہے آپ بھائی صاحب۔

گھر وہی بستے ہیں جہاں میکے کی باتیں میکے اور سسرال کی باتیں سسرال میں ہی رہتی ہوں۔

ویسے بانو سمجھدار ہے۔ آپکی تربیت میں کمی نہیں ہے الحمد اللہ۔

"آنکھیں دل کا آئینہ ہوا کرتی ہیں

ظاہر سے اگر دیکھو تو باطن صاف نظر آتا ہے"

اس لیے شرمانے کی ضرورت نہیں بتادو میری بہنا۔

عنایا خوشی سے جھومتی ہوئی بیگ میں کپڑے پیک کرتے ہوئے مومنہ کے اداس چہرے پر مسکراہٹ لانے کی کوشش کر رہی تھی۔

"کچھ چیزیں وقت کے ساتھ ہی رخصت ہو جاتی ہے

مگر جب یاد آتی ہیں تو بہت درد دیتی ہیں پھر وہ یادیں بھلانے پر بھی، بھولتی نہیں ہیں"۔

ہیں۔! کیا ہوا آپ تو سیریس میں اداس ہیں۔

عنایا بھی اداس چہرے کے ساتھ مومنہ کا ہاتھ پکڑ کر بیڈ پر بیٹھ گئی۔

کیا ہوا ہے مومنہ ؟

اتنی اداس بات کیوں کر رہی ہیں؟

بانو کی شادی کی مصروفیات کے دوران میں نے بھی آپکو ٹائم ہی نہیں دیا۔

مگر محسوس ضرور کرتی رہی کہ آپ اداس ہیں۔

دیکھیں مومنہ اہلِ ایمان تو مضبوط دل ہوتے ہیں نا ایسے کمزور مت بنیں۔

ہم دونوں بہنیں ہی ہیں۔

عنایا خدا کی مخلص بندی بننے کی کوشش میں ہی تو مضبوط بن رہی ہوں۔

"لیکن دل کے بعض درد ایسے ہوتے ہیں کہ جن کو دل سے انسان نکال نہیں پاتا ہاں سمجھوتہ کر کے بظاہر اپنی زندگی میں مطمئن نظر آسکتا ہے۔"

مومنہ مجھے آپ پر رشک آتا ہے رب نے آپکو خوب آزمایا ہے مگر پتہ ہے جسکی جس لیول کی آزمائش ہوتی ہے اسے دنیا و آخرت میں درجے بھی اسی لیول کے ملتے ہیں۔

آپ نے ایک اللہ کو پانے کی خاطر سب کچھ کھو دیا سب کچھ۔!

مگر پھر بھی ہنستے مسکراتے وجود کے ساتھ چل پھر رہی ہیں، دوسروں کو دلاسے دیتی ہیں لیکن خود اندر سے چکنا چور ہیں۔

"لوگوں کے سامنے مضبوط رہ کر

تنہائی میں رب کے سامنے ٹوٹ جانا

یہ کسی عام انسان کی صفت نہیں ہے"۔

اچھا ایک بات بتاؤں؟

عنایا یکدم سیدھی ہو کر بیٹھی تو مومنہ بھی سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگی۔

اب ناں مومنہ آپ کی باری ہے۔

میری باری؟

کس چیز کی باری۔؟

ارے بابا شادی کی اور کس چیز کی باری۔

اب آپکی شادی ہو گی اور پھر میرا نمبر آئے گا۔

اوہ میرے خدایا۔

میں سمجھی اتنی زیادہ سیریس ہو کر کوئی کام کی بات بتانے لگی ہو تم عنایا۔ لیکن۔!

مومنہ اس سے زیادہ کام کی بات اور کیا ہو سکتی ہے

آپ میری دوست بھی ہیں اور بہن بھی۔

اس لیے آپ مجھے بتاؤ کہ کیا آپ اس بارے میں کیا سوچتی ہیں؟

عنایا شرم کرو۔ میرے پاس فالتو ٹائم نہیں ہوتا کہ میں فضول قسم کا کچھ بھی سوچتی رہوں۔

مگر میں تو اس بارے میں اللہ تعالیٰ سے باتیں کرتی ہوں۔ ھاھھاھاھ

عنایا شرارتی انداز میں کہتے ہوئے مومنہ کی گود میں سر رکھ کر لیٹ گئی۔

اچھا۔ کیا باتیں کرتی ہو؟

میں ناں دعاؤں میں مانگتی ہوں؟

کیا دعاؤں میں مانگتی ہو تم؟

مومنہ عنایا کے گال پر پیار سے چٹکی کاٹتے ہوئے بولی۔

میں جب اللہ سے ایسی باتیں کرتی ہوں نا تو میری خواہش یہ ہوتی ہے کہ:

یاالٰہی مجھے ایسے انسان سے جوڑیئے گا جو آپ سے جڑا ہو ایک ایسا انسان جو مجھے جنت کی راہوں تک لے کر چلے۔

ایسا انسان جس کا ساتھ پا کر میں ہمیشہ گمراہی سے دور رہوں۔

جس کا ساتھ پا کر میرے لیے حکمِ ربی پر عمل کرنا آسان ہو۔

جس کی امامت میں، میں نماز پڑھوں۔

جو مجھے نیکی پر مزید ابھارے میرا ساتھ دے، میرے ڈگمگاتے قدموں کو سہارا دے کر مجھے تھام لے، اور مجھے نیکی کی راہوں میں آگے بڑھائے۔

جو مجھے تہجد کے وقت جگائے اور اگر میں نہ اٹھوں تو میرے منہ پر پانی کے چھینٹے مارے اور اگر کبھی وہ نہ اٹھے تو میں بھی ایسا ہی کروں۔

ایسا انسان جو رمضان کے سارے روزے رکھے اور اگر مجھے کبھی روزہ لگنے لگے تو پاس بیٹھ کر پیار سے مجھے کوئی قرآن کی قرأت سنائے تاکہ میں انکی سحر زدہ خوبصورت آواز میں اتنی مگن ہو جاؤں کہ افطاری کے وقت کا بھی پتہ نہ چلے۔

آمین آمین یا خدا۔

عنایا تم مجھے اپنی رازدار دعائیں بتا رہی ہو یا ابھی ساتھ ہی ساتھ خدا سے مانگ بھی رہی ہو؟

عنایا آنکھیں بند کئے چہرے پر مسکراہٹ سجائے کہیں اور ہی دنیا میں مگن ہوئے بس بول رہی تھی۔

اوہ۔ اللہ اکبر۔ مجھے پتہ نہیں چلا میں تو بیچ میں کہیں کھو گئی۔ اتنا اچھا سین چل رہا تھا میری آنکھوں کے سامنے۔ عنایا بازو پھیلائے اب مسکراہٹ لبوں پر سجائے مومنہ کو دیکھنے لگی۔

مومنہ یہ ساری دعائیں اللہ آپکے حق میں بھی قبول کریں۔

"رب سے مانگنا شرم والی بات نہیں ہے۔ ہم اپنے رب سے دل کی بات کہہ سکتے ہیں کہ اللہ جی جس کے ساتھ ہم نے زندگی گزارنی ہے وہ نیک ہو۔"

اللہ تعالیٰ نے تو خود ایک دعا بھی قرآن پاک میں نازل فرمائی ہے۔

رَبَّنَا هَبۡ لَنَا مِنۡ اَزۡوَاجِنَا وَ ذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعۡيُنٍ وَّاجۡعَلۡنَا لِلۡمُتَّقِيۡنَ اِمَامًا

"اے ہمارے رب ہماری ازواج اور ہماری اولاد کو ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک بنا اور ہمیں متقین کا امام بنا"۔

اور اسکے علاوہ ایک مسنون دعا بھی ہے۔

اَللّٰهُمَّ يَسِّرۡ لِيۡ جَلِيۡسًا صَالِحًا

"اے اللہ میرے لیے صالح ساتھی کا حصول آسان کر دے"

ہاں یہ تو بہت اچھی دعائیں ہیں۔

ویسے مجھے لگتا تھا کہ غیر محرم کو دعاؤں میں بھی نہیں مانگنا چاہیئے۔

مومنہ اپنی لاعلمی کا اظہار کرتے ہوئے پھر سے اداس ہو گئی۔

ارے نہیں دعاؤں میں اچھے ساتھی کے لیے دعا مانگنا گناہ نہیں ہے۔ گناہ تو یہ ہے کہ غیر محرم سے باتیں کرنا، ملاقاتیں کرنا اور اسی گناہوں کے کرنے کے دوران ہی دعائیں بھی مانگنا۔ یہ ہے گناہ۔

ہم خاموشی سے رب سے رب کے کسی بھی پیارے بندے کو مانگ سکتے ہیں۔

ضروری نہیں ہے کہ کوئی ہماری نظر میں ہی ہو ہم اسی کو مانگیں۔ ہم ویسے ہی دعائیں مانگ سکتے ہیں۔

عنایا میرا بہت دل ہے کہ میں دین کو سیکھوں قرآن مجید بہترین انداز میں زیادہ گہرائی سے سمجھوں۔

میں نے بہت دیر کر دی اسلام قبول کرنے میں۔

نہیں پیاری اللہ آپ سے خوش ہیں اسی لیے آپکو اپنے لئے خالص کیا۔

آپکے پہلے گناہ معاف ہو گئے اور اب نئے سرے سے آپکی زندگی کا آغاز ہوا ہے۔ پتہ ہے اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں اتنی زیادہ بار فرماتے ہیں کہ۔

”جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کئے تو انکے لئے جنت کے باغات ہیں جنکے نیچے نہریں بہتی ہوں گی اور وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے“۔

اور آپکے لیے تو دوہرا اجر بھی ہے پیاری۔

وہ کیسے؟

مومنہ پر آج حیرانگی کے پہاڑ ٹوٹ رہے تھے۔

'اس لیے کہ آپ اپنی کتابوں اور اپنے پیغمبروں پر بھی ایمان لائیں اور اب آخری نبی اور آخری کتاب پر بھی ایمان لائیں تو ڈبل ہوا ناں اجر؟ ایک اپنی شریعت کو ماننے کا اور دوسرا آخری نبی کی شریعت پر ایمان لانے کا۔

عنایا آئی لو یو۔

میں بہت اداس تھی اپنی پہلی زندگی پر۔

تمہیں پتہ نہیں ہے آج میرے دل کا کتنا زیادہ بوجھ ہلکا ہو گیا۔

مومنہ کی آنکھوں میں آنسو تھے اور عنایا کے چہرے پر مسکراہٹ۔

ماشاءاللہ! اور ہاں ایک اور بھی خوشخبری ہے کہ آپکے گناہ نیکیوں میں بھی بدل سکتے ہیں آپکے اسلام قبول کرنے اور نیک اعمال کی وجہ سے۔

یاخدا تیرا شکر تو واقعی غفور الرحیم ہے۔

مومنہ کا جسم کانپ رہا تھا اور ماتھا پسینے سے شرابور ہو رہا تھا اور دل شکریہ کے کلمات سے جھک گیا۔

♥ ♥ ♥ ♥ ♥

اپنا سامان چیک کر لیں کوئی چیز رہ تو نہیں گئی

کلثوم بیگم ٹرین میں بیٹھتے ہی سب کو اپنے سامان کی طرف متوجہ کروا رہی تھی۔

مومنہ اور عنایا ہاتھوں پر دستانے پہنیں ہوئے مکمل عبایا میں لپٹی واقعی اسلام کی شہزادیاں لگ رہی تھیں۔

بانو نے صرف عبایا ہی پہن رکھا تھا۔ نقاب بانو نے بھی عنایا اور مومنہ کی طرح کیا تھا جس سے بمشکل آنکھیں ہی نظر آتی تھیں۔

عنایا میرے فون میں وہ والی ایپ انسٹال کر دو جو تمھارے فون میں تھی۔ میں بھی فری تفسیر کے لیکچرز سے سن لیا کروں گی۔

"قرآن فار آل" ہی تھا شاید اس ایپ کا نام۔ ہے نا؟

بلال اپنی بیٹیوں کو دین کی طرف مائل ہوتے دیکھ کر اشکبار ہو گیا۔

کیا یہ وہی میری بیٹیاں ہیں جنکو لگتا تھا کہ انکا سکون کلام اللہ میں نہیں بلکہ گانے سننے میں ہے۔

جو شرعی احکام کو بوجھ اور اپنے اوپر زیادتی سمجھتی تھیں؟

بلال دل ہی دل میں اپنی بیٹیوں کے جاہلیت سے نکلنے پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کر رہا تھا

ایک نظر عنایا پر اٹھی تو دل شکر کرنے لگا اور آنکھیں نم ہو گئیں۔

یہ وہ لڑکیاں تھیں جو سر پر دوپٹہ لینا بھی عذاب سمجھتی تھیں، فیشن کو اہمیت دے کر دین پر عمل کرنے کو جاہلیت سمجھنے والی لڑکیاں۔

آج انکے لئے اللہ کا دین سب سے پہلے ہے۔

"یہ اللہ تعالیٰ کا چناؤ ہوتا ہے، انسان کے اپنے کسی عمل کی جزا ہوتی ہے جو دنیا میں ہی ہدایت کی صورت میں ملتی ہے۔ یا کسی کی دعا ہوتی ہے جو اسے حق کے راستے میں گامزن کر دے ہماری وہ اولاد جو دنیا کے سانچے میں ڈھل چکی ہوتی ہے، جن کے دل میں دنیاوی محبت گھر کر گئی ہوتی ہے، جنکا جوانی میں رب کی طرف مائل ہو جانا آسان نہیں لگتا، ایک وقت آتا ہے کہ وہ اولاد دنیا سے بے نیاز ہو کر رب کی طرف راغب ہوتی ہے۔ اور اپنی خواہش کو نظر انداز کرتے ہوئے یہ اولاد اللہ کے حکم پر لبیک کہتی ہے۔ اور اپنے والدین کی آنکھوں کی ٹھنڈک بن جاتی ہے۔"

بلال اپنی بیٹیوں کی طرف دیکھ کر سوچ میں گم تھے کہ نظر اچانک مومنہ پر جا ٹکی۔

نظر پڑتے ہی اسکے جھکے سر اور آنکھوں میں معصومیت دیکھ کر آنکھوں میں ایک دم آنسو آ گئے۔

"یا اللہ اس بچی کو ڈھیروں خوشیاں دینا اس نے اپنا سب کھو دیا اور دنیا کی سب سے بڑی دولت اپنے والدین کو بھی کھو دیا۔ اسکے باوجود ٹوٹ کر بکھری نہیں، کوئی شکوے، کوئی شکایت نہیں اور مایوسی والی کیفیت تک میں نے اس بچی میں نہیں دیکھی۔

یا اللہ جانے کیسا سکون ہے اس بچی کے اندر۔ جو اسے اتنا مطمئن کئے ہوئے ہے ایسے جیسے اس کو دنیا و جہان کی خوشیاں ملی ہوں۔"

اسی حیرانگی میں مبتلا ہی تھے کہ عنایا کی آواز پر جلدی سے چہرہ صاف کیا۔

ماں بابا ہم سب سواری پر بیٹھنے کی دعا تو پڑھنا بھول ہی گئے۔

چلیں اب پڑھ لیں زیادہ دیر نہیں ہوئی ٹرین چلے ہوئے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ مَجۡرٖىهَا وَمُرۡسٰىهَا اِنَّ رَبِّىۡ لَغَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ

"اللہ کے نام کے ساتھ اس (سواری) کا چلنا اور ٹھہرنا ہے۔ بیشک میرا رب بہت بخشنے والا اور نہایت مہربان ہے۔"

"جزاك الله خيرا" بیٹا یاد کروا دیا ورنہ آج تو میں بھی بھول گیا تھا

"اللهم آمين و اياك بخير" بابا جان

اچھا ایک اور دعا بھی پڑھیں۔

"رَّبِّ اَدۡخِلۡنِىۡ مُدۡخَلَ صِدۡقٍ وَّاَخۡرِجۡنِىۡ مُخۡرَجَ صِدۡقٍ وَّاجۡعَلْ لِّىۡ مِنۡ لَّدُنۡكَ سُلۡطٰنًا نَّصِيۡرًا"

"اے میرے رب! مجھے سچائی کے مقام پر داخل کر اور مجھے سچائی کے مقام ہی سے نکال اور میرے لیے اپنے پاس سے مددگار قوت مہیا فرما"۔

'یہ دعا بہت اچھی ہے انسان جہاں جا رہا ہو وہاں جا کر بھی عزت پاتا ہے اور پھر وہاں سے واپسی کے بعد میں اس کا وہاں ذکر خیر ہی ہوتا ہے۔'

ماشاءاللہ عنایا بیٹا تم تو واقعی بڑی ذہین ہو۔

میں بہت شرمندہ ہوں کہ میں نے تمھیں ملّانی کا خطاب دے رکھا تھا اور بہت طنزیہ نظروں سے بھی دیکھا کرتی تھی۔

اللہ تجھے ڈھیروں خوشیاں دیں۔ آمین۔

کلثوم بیگم عنایا کا چہرہ دیکھ کر دعائیں دینے لگی۔

"دوسری طرف مومنہ غم سے نڈھال کھڑکی والی سائیڈ پہ بیٹھی اپنے ماضی کے اس سفر کی یاد سے اندر ہی اندر ٹوٹ رہی تھی جو اس نے اپنے والدین کے ساتھ آخری سفر کیا تھا اور اسی سفر کے دوران وہ اپنے والدین سے ہمیشہ کے لئے جدا ہو گئی تھی۔"

یا خدا کراچی جاتا ہوا یہی تو وہ راستہ ہے جو میرے مرہم لگے زخموں کو ادھیڑ رہا ہے یا خدا میرے والدین مجھ سے دور ہو گئے۔

یا پرودگار مجھے شکوہ کرنے سے ڈر لگتا ہے مگر آج میرا دل پھٹا جا رہا ہے۔

آج مجھے اپنے والدین کی بہت یاد آ رہی ہے

اَللّٰھُمَّ اِغْفِرْ لَھُما وَارْحَمْھُما

"اے اللہ انکو بخش دے اور ان پر رحم فرما"۔

انہیں اپنی جنتوں میں جگہ دیجئے گا۔

آنسو نقاب کے اندر ہی جذب ہو رہے تھے اور دل بلکتے بچے کی طرح رو رہا تھا۔

یا خدا آپکے پیارے نبی نے کیسے اپنے والدین کے بغیر ساری زندگی گزاری تھی، ان پر تو اتنا تشدد بھی ہوا تھا؟

آنکھوں سے شدت کے ساتھ آنسوؤں کی ایک اور لڑی نکل کر نقاب میں سما گئی۔

"ان درد بھرے آنسوؤں کو دیکھنے والا وہ آسمانوں کے پار عرش پر مستوی رب العالمین ہی تھا۔"

دل کی تیز ہوتی دھڑکنوں پر ہاتھ رکھ کر مومنہ سینے کو مسل رہی تھی تا کہ اپنے غم کو اندر ہی اندر جذب کر سکے۔

سب اپنے آپ میں مگن تھے عنایا اپنے فون پر کچھ دیکھ رہی تھی بانو کلثوم بیگم کا پاؤں دبا رہی تھی رقیہ بی بی برتھ پر بیٹھے بیٹھے ہی سو گئی تھی بلال اور عدنان اوپر والی برتھ پر چڑھ گئے تھے۔

مومنہ نے ایک نظر سب پر ڈالی۔ اور پھر اپنے پرس سے چھوٹا سا اُردو ترجمے والا قرآن مجید نکالا اور پیار سے قرآن مجید پر ہاتھ پھیرتے ہوئے اچانک کچھ یاد آ جانے پر جلدی سے عنایا کا بازو اپنی طرف کھینچا اور ساتھ ہی اپنے آنسو صاف کرنے لگی۔

مومنہ کو گھبرائے ہوئے دیکھ کر عنایا نے فوراً سے اپنا فون پرس میں ڈالا اور کانوں سے ہینڈ فری بھی اتار کر پرس میں ڈال دی پھر جلدی سے مومنہ کی پاس ہو کر بیٹھ گئی۔

مومنہ کیا ہوا ہے؟

یہ آنکھیں کتنی سوج گئی ہیں آپ کب سے رو رہی ہو؟ میں نے دیکھا ہی نہیں۔

عنایا روہانسی سی مومنہ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں پکڑ کر ایک ہاتھ سے مومنہ کے بہتے آنسوؤں کو صاف کرنے لگی۔

عنایا میں تو ٹھیک ہوں۔ آپکو کیا ہو گیا؟

آنسو میرے نکل رہے ہیں اور درد آپکو ہو رہا ہے۔ کیوں؟

"کیونکہ یہی تو قلبی محبت ہے۔ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے لیے ایک جسم کی مانند ہوتا ہے، ایک حصے میں درد ہو تو پورا جسم بیمار ہو جاتا ہے، بس ایسا ہی رشتہ میرا اور آپکا ہے۔"

مجھے دکھ ہو رہا ہے کہ مجھے پتہ نہیں چلا، آپ رو رہی ہیں۔

میں کچھ آیات کا ترجمہ یاد کر رہی تھی۔ اس لیے کہیں اور دھیان ہی نہیں رہا۔

عنایا کوئی بات نہیں میرے آنسو، میرا درد اس ذات نے دیکھ لیا ہے جس کے پاس ہر دکھ کی دوا ہے۔

رات کا ٹائم تھا سب سو چکے تھے پوری ٹرین میں اندھیرا اور سنسناہٹ تھی۔

"جب آنسو ٹپکتے ہیں آنکھوں سے

جب دل درد سے ہو جاتا ہے نڈھال

تب آنکھیں سوال کرتی ہیں

مگر زباں عاجز ہو جاتی ہے لفظوں کو دہرانے سے

تب کوئی کتنا ہی قریب کیوں نہ ہو مگر رہتا ہے بے خبر

لیکن اک وہ ذات ہے جو آسمانوں پر بھی ہے اپنے بندوں کا منتظر"۔

استاد جی موبائل والے انکل کا فون آیا ہے کہ وہ لوگ دوپہر تک یہاں پہنچ جائیں گے اور وہ ایڈریس پوچھ رہے تھے میں نے انہیں مسجد کا ایڈریس بتا دیا۔

حذیفہ کے چہرے پر آج عجیب سی رونق تھی۔

صبح سے ہی دل انجانی سی خوشی محسوس کر رہا تھا ایسی خوشی جسے وہ خود بھی پہنچاننے سے قاصر تھا۔

چلو اچھی بات ہے وہ لوگ مسجد میں ہی آجائیں ظہر کی نماز کے بعد میں انہیں اپنے گھر لے جاؤں گا۔

استاد جی اگر آپ اجازت دیں تو میں کھانے کا انتظام اپنے گھر سے کروالوں وہ اتنا سفر کر کے آرہے ہیں تو کھانا تو ضروری ہے نا؟

میں بھی سوچ ہی رہا تھا کہ بازار سے منگوالیں لیکن بازار کا کھانا معدے کو خراب کر دیتا ہے اس لیے میں نہیں چاہتا کہ ہمارے مہمان آتے ہی بیمار ہو جائیں۔

انہیں پہنچنے میں ابھی دیر ہے تو تب تک میں چاشت کے نفل پڑھ لوں۔

استاد جی ٹھہریئے۔

میں بھی آج آپکے ساتھ یہ نماز پڑھنا چاہتا ہوں ہم جماعت میں پڑھیں؟

ارے ماشاءاللہ! آج تو میرا شیر بڑا ہشاش بشاش لگ رہا ہے۔

جی بیشک استاد جی۔بس ایسے ہی۔

مجھے خود سمجھ نہیں آرہا آج صبح سے دل میں اجنبی سی خوشی محسوس ہو رہی ہے میں نے وجہ بھی تلاش کی مگر پتہ نہیں چل پا رہا۔

حذیفہ خوشی کے عالم میں جائے نماز پر کھڑا ہو کر شلوار ٹخنوں سے اوپر کرتے ہوئے آسمان کی طرف چہرہ اٹھایا اور پھر مسکراتے ہوئے نماز میں مشغول ہو گیا۔

نماز پڑھ کر دعا کرنے کے بعد حذیفہ اٹھنے ہی لگا تھا کہ استاد عمر نے ہاتھ پکڑ کر وہیں بیٹھا لیا۔

”حذیفہ بیٹا تمھاری خوشی کی وجہ کیا ہے یہ تمھیں خود بھی معلوم نہیں ہے نا۔یہ اس لیے کیونکہ انسان باطنی لحاظ سے نادان اور بے بس ہوتا ہے۔

لیکن آسمانوں کے پار جو رب ہے نا!وہ انسان کے دل میں سمانے والی ہر خوشی سے خوب واقف ہوتا ہے

اس لیے خود سے اندازے لگانے کی بجائے اللہ کا کلام کھول کر دیکھ لینا چاہیے۔کہ میرا رب مجھ سے کیا فرما رہا ہے۔

مگر استاد جی اگر مجھے پھر بھی نہ پتہ چلا تو؟

بیٹا وہ رب جب آپ کو اپنے کلام کی طرف رغبت کی توفیق دے دیتا ہے نا تو پھر وہ رب اسے سمجھنے کی صلاحیت بھی ساتھ ہی دے دیتا ہے۔

”رب کا قرب پانے کے لیے قرآن ہی وہ واحد ذریعہ ہے جو ہمیں دنیا سے بے نیاز کر کے رب سے جوڑ دیتا ہے“۔

لیکن ہاں کبھی کبھی ہمیں وقتی طور پر اللہ تعالیٰ کی بات سمجھ نہیں آتی لیکن کچھ عرصہ گزرنے کے بعد جب حالات بدلتے ہیں تو ہمیں خود بخود ساری سمجھ آ جاتی ہے اور ہم بے اختیار کہہ اٹھتے ہیں کہ یہی تو میرے رب نے مجھے اس وقت کہا تھا۔

چلو اب آپ بھی قرآن پاک کھولو اور اپنے رب سے بات کر لو۔

جی استاد جی ان شاء اللہ! حذیفہ سر جھکاتے ہوئے اٹھا اور جس الماری میں قرآن مجید تھے اس طرف بڑھا اور استاد عمر وہیں لیٹ گئے۔

”اے اللہ میں تو بہت گناہگار ہوں مگر اسکے باوجود تیرے پاس اپنے دل کی حالت کا پتا معلوم کرنے آیا ہوں۔ کیونکہ مجھے یقین ہے کہ یہ خوشی تیری طرف سے ہی ہے۔ میری خوشی اور غم کا طبیب تو ہی ہے۔“

قرآن پاک کو کھولتے ہوئے حذیفہ قرآن مجید کے اوراق یونہی کافی دیر پلٹتا رہا اور پھر اچانک سورۃ البقرۃ کی ایک آیت پر نظر پڑی جس کا بس تھوڑا سا حصہ ہائی لائٹ کیا ہوا تھا۔

آیت کے اتنے حصّے کو دیکھتے ہی حذیفہ چونک کر ادھر اُدھر دیکھنے لگا جیسے کوئی چوری موقع پر ہی پکڑی گئی ہو۔ کیونکہ آیت میں ڈائریکٹ عورتوں کا ذکر تھا۔

جب استاد عمر کو سویا ہوا پایا اور مسجد میں بھی کوئی نظر نہیں آیا تو جلدی سے پسینہ صاف کرتے ہوئے آیت کے ترجمے پر غور کرنے لگا۔

عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمۡ كُنۡتُمۡ تَخۡتَانُوۡنَ اَنۡفُسَكُمۡ فَتَابَ عَلَيۡكُمۡ وَعَفَا عَنۡكُمۡ ۚ (۱۸۷)

”تمہاری پوشیدہ خیانتوں کا اللہ تعالیٰ کو علم ہے اس نے تمہاری توبہ قبول فرما کر تم سے درگزر فرمالیا“۔

حذیفہ بخوبی جانتا تھا کہ اللہ تعالیٰ اسکی کس خیانت کا ذکر رہے ہیں۔ (یہاں خیانت سے مراد امانت میں خیانت نہیں بلکہ اپنے نفس کی دلی خواہش کو چھپانے کا ذکر ہے)۔

اللہ جی میں تو اپنے دل کی خواہش کو چھپا کر اسے تیرے ہی حوالے کر رہا ہوں کہ جو تیرا فیصلہ ہو گا وہی میری خوشی ہو گی۔

اللہ جی میری چھپی خواہش پر میری پکڑ مت کریئے گا کیونکہ میرا دل میرے اختیار میں نہیں ہے۔

میں تو اس میں پیدا ہونے والی خواہشات کو بس روکنے کی کوشش سکتا ہوں اور اپنی استطاعت کے مطابق ہی کنٹرول بھی کر رہا ہوں۔

دو منٹ آنکھیں بند کر کے رب سے مخاطب ہونے کے بعد پھر قرآن پاک کے کچھ اوراق پلٹے اور سامنے جو آیت نظر آئی اس میں اللہ تعالیٰ کا لوگوں کے عقیدے کے متعلق اعتراض اور پھر ایمان والوں کی صفات پر خوشی کا اظہار دیکھ کر حذیفہ سوچ میں پڑ گیا۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ

”اور لوگوں میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جو اللہ کے علاوہ اوروں سے ایسی محبت کرتے ہیں جیسے کہ اللہ سے محبت کرنی چاہیے اور ایمان والے اللہ کی محبت میں بہت شدید ہوتے ہیں“

خواہشات سے متعلق آیت کے بعد ایسی آیت کا سامنے آنا اس بات کی علامت ہو سکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے مجھے سمجھا رہے ہیں کہ اپنی خواہشات کو الٰہ نہیں بنانا۔ اپنے نفس کی خواہش سے محبت نہیں کرنی۔ جسکی وجہ سے اپنے رب کو بھول جاؤ۔ دوسرے گروہ میں شامل ہونا چاہیے جو صرف اللہ کی محبت میں شدید ہوتے ہیں۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنْهُمْ

”اے اللہ مجھے انہی میں سے بنا دے“

(یعنی دوسرے گروہ میں سے)۔

آخری بار پھر کچھ سوچتے ہوئے اس نے قرآن کو آخر سے کھولا ایسی آیت سامنے آئی جسکو پڑھ کر اسکے چہرے پر مسکان اور بھی گہری ہو گئی۔ شاید وہی آیت حذیفہ کے دل کی کیفیت کا جواب تھی۔

وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ؕ (سورۃ الضحی ۵)

”تجھے تیرا رب بہت جلد (انعام) دے گا اور تو راضی (خوش) ہو جائے گا۔“

اللہ اکبر کبیرا والحمد اللہ کثیرا۔

اللہ جی یہ تو الگ الگ آیات ہیں مگر ان تینوں آیات کا لنک تو ایک ساتھ ہی بن رہا ہے۔

"جیسے سب میں النساء کا ذکر ہوا پھر میری اسی خواہش کو مد نظر رکھ کر مجھے حقیقی اور پھر حقیر محبت سے روشناس کرانا۔ اور آخر میں انعام کی بات یعنی اگر واقعی میری ہر محبت خالص اللہ تعالیٰ سے شروع ہو اور اللہ ہی کی خاطر ہو گی تو, تو عنقریب مجھے ایسے انعام سے نوازا جائے گا کہ جس میں میرے دل کی خوشی ہو گی۔

اوہ۔اللہ اکبر کبیرا ، سبحان اللہ

حذیفہ خیریت ہے؟

ایمان علی مسجد میں داخل ہوا تو حذیفہ کو ایسے اکیلے ہی قرآن مجید سامنے رکھ کر تنہائی میں اللہ سے باتیں کرتے دیکھ کر حیران ہو گیا کیونکہ جب سے ایمان علی نے حذیفہ کو دیکھا تھا تب سے کبھی بھی اس طرح تنہائی میں قرآن مجید لے کر بیٹھے نہیں دیکھا تھا۔

نہیں بس کچھ نہیں الحمد اللہ سب خیریت ہی ہے۔

حذیفہ نے قرآن مجید کو بند کیا اور دونوں ہاتھ دعا کی صورت اپنے چہرے پر پھیر کر ایمان علی کی جانب رخ کر کے بیٹھ گیا۔

وہ نا بس آج یونہی میرا دل کیا کہ روز میرا رب میری باتیں سنتا ہے۔تو کیوں نا آج میں بھی اس رب کی باتیں سنوں۔ وہ رب جو آسمانوں کے پار رہ کر بھی ہم سے مخاطب ہوتا ہے۔

"ہم کسی کو کتنا مرضی اپنے دل کا حال سناتے رہیں لیکن کوئی ہماری کیفیت کو جانچ نہیں سکتا لیکن اللہ آسمانوں کے پاس اپنے عرش پر مستوی ہونے کے باوجود بھی ہماری بغیر کہی بات کو سمجھ لیتا ہے۔اور یہی اللہ تعالیٰ کی محبت ہے وہ انسان کو ترساتا نہیں ہے وہ تو کہتا ہے کہ میں اپنے بندے کے قریب ہوں جب میرا بندہ مجھے پکارتا ہے تو میں اسے

اسکے سوال کا جواب دیتا ہوں مگر ہم انسان ہی رب کی بات سننے کی بجائے مغرور بندوں کے پیچھے ذلیل ہوتے پھرتے ہیں۔"

ہاں بیشک ایسا ہی ہے ویسے حذیفہ تم آج اتنے خوش کیوں ہو؟

ایک بات پہلے ہی بول دیتا ہوں کہ یار آج نظرِ بد والی آیات پڑھ لینا کیونکہ تمھارے چہرے کی سفید رنگت پر آج خوشی سے آئی لال سرخی تمہیں کسی کی نظرّ بد سے نقصان نہ پہنچا دے۔

اوہ ہو۔ یار مجھے نہیں نظر لگتی، بے فکر رہو۔

یہ تو اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جب کسی کو انعام کی بشارت ملتی ہے نا تو سانولے رنگوں پر بھی چمک آ جاتی ہے اس لیے میری تو بات ہی نہ کر یار۔

کیسا انعام؟

کہیں پروفیسر صاحب نے کسی لڑکی کے بارے میں تو نہیں بتا دیا؟

جا یار خوشی کا مزہ ہی گم کر دیا۔

حذیفہ منہ لٹکا کر اداس آنکھوں سے ایمان علی کو دیکھنے لگا۔

اچھا چلو ناراض نہ ہو۔ بتاؤ پھر کیا انعام ہے؟

مجھے تو خود نہیں پتا۔ ابھی تو اللہ تعالیٰ نے اشارہ ہی کیا ہے میں تو خود ابھی منتظر ہوں۔

تم بھی کھولو قرآن مجید۔ دیکھو تمھیں بھی انعام کی بشارت ملتی ہے یا نہیں۔

حذیفہ دیکھنا چاہتا تھا کہ وہ آیات اتفاقاً ہی اسکے سامنے آ گئی تھیں یا واقعی ان آیات میں اسی کے لیے کوئی گہری بات سمائی ہوئی تھی۔ اس لیے اس نے ایمان علی کے سامنے بھی قرآن مجید رکھ دیا۔

میرے رب کی میرے لیے ہر پسند مجھے بشارت ہی لگتی ہے۔ ایمان علی نے مسکرا کر حذیفہ کے ہاتھ میں پکڑے ہوئے قرآن مجید پر محبت سے ہاتھ پھیرا۔

پتہ ہے حذیفہ جو میرا رب میرے لیے چاہے گا وہی میرا انعام ہو گا۔

پھر تم یہ کہا کرو "الحمد اللہ علی کل حال"

کہ تو ہر حال میں رب کے شکر گزار ہو۔

ہاں کیوں نہیں جس رب نے مجھے کفر سے اسلام کی طرف پھیر کر ایمان کی دولت سے سر فراز فرمایا وہ رب آگے بھی مجھے خاص سے ہی نوازے گا۔

ان شاء اللہ!

اچھا حذیفہ، عمر بابا تو اب سوئے ہوئے ہیں تو میں یہ کچھ پھل انکے لئے لے کر آیا تھا۔ کافی دنوں سے مصروفیات کی وجہ سے ان سے زیادہ بات چیت ہی نہیں ہوئی اور ساتھ میں کچھ کھایا بھی نہیں۔ لیکن ابھی تو وہ سو رہے ہیں۔ اس لیے ابھی میں جا رہا ہوں اب میں شام کو آؤں گا ان شاء اللہ۔

'اچھا ٹھیک ہے۔'

حذیفہ ابھی سوچ ہی رہا تھا وہ ایمان علی کو شام کے مہمانوں کے بارے میں بتائے لیکن ایمان علی فروٹ کی چاپر حذیفہ کے پاس رکھ کر جلد ہی تیز رفتار سے چلتا ہوا مسجد سے باہر نکل گیا۔

اور پھر حذیفہ نے بھی پیچھے سے آواز دے کر روکنا مناسب نہیں سمجھا۔

عنایا مجھے آپکو کچھ بتانا ہے۔

مومنہ دھیرے دھیرے بول رہی تھی کہ کسی کی نیند نہ خراب ہو جائے اور دوسری طرف عنایا کا دل بے چین ہو رہا تھا۔

عنایا خوشی کی بات یہ کہ مجھے اس دن حبہ کالج میں ملی تھی جس دن آپکا پیپر تھا۔
اس نے مجھے یہ لیٹر دیا تھا۔ مگر میں بھول گئی۔
مومنہ ہاتھ میں پکڑا ہوا لیٹر عنایا کی طرف بڑھا رہی تھی۔
لیٹر کو کھولتے ہی عنایا کی کیفیت عجیب ہوتی جارہی تھی خوشی کے آنسو تھے یا حیرت۔
مومنہ بھی سمجھ نہیں پارہی تھی۔
"السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ"
عنایا آپ حیران ہو گی نا میرے اس طرح پورا سلام کرنے پر؟
لیٹر میں سلام کے بعد حیرانگی پر مبنی سوال کیا گیا تھا۔ عنایا مجھے پتہ ہے کہ آپ حیران ہو گی کیونکہ مجھے تو پورا سلام سننے سے بھی چڑ تھی اور یاد ہے تمہیں کتنی ہی مرتبہ ٹوکا بھی تھا۔ کہ مجھے یوں اتنا لمبا سلام نہ کیا کرو۔
لیکن آج میں بھی تمھارے ہی الفاظ میں ڈھل چکی ہوں۔
کیا حال ہے مجھ پہ احسان کرنے والی میری عزیز دوست کا۔؟ ویسے مجھے امید ہے کہ آپ بالکل ٹھیک ہوں گی اللہ تعالیٰ آپکو ہمیشہ خوش رکھیں اور اپنی بہترین نعمتوں سے نوازیں۔ آمین۔
عنایا تمھیں پتہ ہے میری ایسی کوئی بھی دوست نہیں تھی جس نے مجھے حق آپکی طرح سمجھایا ہو، جس نے مجھے اللہ سے ملایا ہو۔ لیکن عنایا تم وہ واحد لڑکی ہو جس کو میں نے بہت باتیں سنائیں، اتنا اگنور بھی کیا۔ مگر اسکے باوجود آپ نے بھی شاید ٹھان ہی لیا تھا کہ آپ ایک بار مجھے ضرور سمجھاؤ گی پھر اسکے لئے چاہے آپکو کتنی ہی مجھ سے انسلٹ کیوں نہ کروانی پڑے۔
یاد آتا ہے۔

”جب رسول اللہ طائف سے واپس آئے تو ان کافروں نے کتنے زخم پہنچائے تھے، یہاں تک کہ فرشتوں نے بھی آ کر کہا تھا کہ اگر آپ حکم دیں تو ہم اس بستی کو ان دو پہاڑوں کے درمیان پیس دیں۔ مگر رسول اللہ نے فرمایا تھا کہ نہیں! ہو سکتا ہے شاید ان کی نسلوں میں سے کوئی ایمان لے آئے۔“

ایک یقین تھا اور یہ یقین واقعی ایک دن حقیقت میں بدل گیا اور طائف میں سے بہت سے لوگ پھر ایمان بھی لائے تھے“

بالکل اسی طرح آپکو بھی یہی یقین تھا نا کہ شاید میں کبھی ضرور سمجھ جاؤں گی آپکی باتوں کو؟ اور شاید آپکی مسلسل ایسی کوشش کسی کو پھسلنے سے بچا لے۔ یہی یقین تھا نا کہ میں جاہلیت کے اندھیروں سے نکل آؤں۔؟

آج مجھے پتہ چلا کہ آپکی باتیں فلسفے نہیں تھے بلکہ آپکی باتیں تو میرے لیے خیر خواہی تھیں۔ آپ نے ہمیشہ دوسروں کا اچھا چاہا تھا، آپ اللہ کی پسندیدہ بندی تھی۔ عنایا آپ تو ہدایت کا اک چراغ ہیں میرے اور مومنہ کے لیے۔

'عنایا کی آنکھوں سے آنسو ندی کی طرح بہہ رہے تھے ایک نظر مومنہ کے چہرے کی طرف دیکھا اور پھر سے آنسو سے تر ہوتے صفحے پر جھک گئی۔'

عنایا میں اب اس حرام رشتے کو چھوڑ چکی ہوں

مگر مجھے آپ اور آپکی باتیں بہت یاد آتی رہی۔

ایسے لگتا تھا جیسے کوئی مجھے جھنجھوڑ رہا ہو اور مجھے ناجائز کاموں میں ملوث ہونے سے روک رہا ہو۔

میں موسیقی سے دل بہلایا کرتی تھی۔

”موسیقی کو روح کا سکون کہنے والی یہ حبہ اب مان گئی ہے کہ روح کا سکون تو اللہ کے کلام میں ہے اور موسیقی تو نفس کی غذا ہے۔“

عنایا آپ کہا کرتی تھی نا کہ

”اگر انسان لوگوں سے دل لگاتا ہے تو بے سکون ہی رہتا ہے۔لوگوں سے دل کا نہیں ایمان کا رشتہ ہونا چاہیے۔
کیونکہ ایمانی رشتہ کبھی بے سکون نہیں ہوا کرتا بلکہ بے سکونی کو بھی سکون میں بدل دیتا ہے“۔

'میری زندگی میں کچھ آزمائش آئیں جس کا ذکر میں نہیں کروں گی۔ مگر ان آزمائشوں کے ذریعے جو نعمت مجھے ملی وہ یہ کہ میری شادی ہو گئی ہے الحمد اللہ۔

مگر عنایا میرا ماضی مجھے بہت بے چین رکھتا ہے۔ اللہ نے مجھے بہت خوبصورت حلال رشتے سے نوازا ہے۔اللہ نے مجھے میری آزمائشوں سے سکھایا کہ انسان حرام کی لذت کے باعث اکثر اوقات حلال سے بھی خود کو محروم لیتا ہے۔'

عنایا میں جب ہر طرف سے تنہا ہو گئی تو تب آپکو بہت یاد کیا۔ مگر پھر مجھے یاد آیا کہ آپ ہمیشہ کہا کرتی تھی کہ حبہ میں تمہیں دوبارہ کبھی نہیں مل پاؤں گی اور دیکھو ایسا ہی ہوا، ہماری ملاقات دوبارہ ہو ہی نہیں پائی۔ مجھے معاف کر دو۔ میں نے بہت ہرٹ کیا آپکو۔ مگر اب بھی آپکی کچھ باتیں ایسی ہیں جو مجھے تھام لیتی ہیں میرے لڑکھڑاتے قدموں کو رب کی جانب موڑ دیتی ہیں۔

عنایا آپکو پتہ ہے ؟ مجھے ایک اللہ کی بندی ملی جو بالکل آپ ہی کے جیسی ہے اس نے میری آزمائشوں پر مجھے مایوس نہیں ہونے دیا اس نے بھی مجھے رب سے ہی جوڑا۔

اس نے میرے بہتے آنسوؤں کو صاف کرتے ہوئے کہا کہ۔

”جو مومن ہوتا ہے نا وہ ایک ہی سوراخ سے دوبار نہیں ڈسا جاتا“۔

'مطلب جو نادانی میں غلط کام ہو چکا، اس گناہ پر اب دوبارہ کبھی اصرار مت کرنا۔ اپنے آپ کو گناہوں سے دور رکھنا اور یہ سب سچی توبہ سے ہو گا، اللہ کے سامنے گڑگڑاو، وہ معاف کر دے گا۔ اور اپنے ماضی کو اپنا روگ نہیں بناؤ ورنہ شیطان تمھاری توبہ میں خلوص نہیں آنے دے گا وہ وسوسے ڈالے گا کہ تم بہت گہنگار ہو۔ ماضی میں جو ہوا سو ہوا، ماضی کو کوئی نہیں بدل سکتا۔ ماضی کی تلخ یادوں کی وجہ سے ہم اپنا حال برباد نہیں کر سکتے۔ اپنے حال کو اپنے ماضی سے

بہتر بنایا جا سکتا ہے۔ماضی میں تم جن جن حالات سے گزری انکو اپنے لئے ایک سبق بنالو۔اس طرح تم دوبارہ کبھی نہیں پھسلو گی۔ شیطانی بہکاوے میں پھر سے کبھی مت آنا، جو زخم تمہارے وجود کو چکنا چور کر رہے ہیں ان پر صبر کرو اور اپنے مستقبل کا سوچو۔ تمھاری تو ابھی پوری زندگی پڑی ہے۔"

عنایا اس بندی نے مجھے اپنے رب سے توبہ کرنا سکھائی۔اپنے رب سے باتیں کرنا سکھائی۔

وہ بندی مجھے تب ملی جب میں بالکل تنہا سڑک پر بے یارو مددگار تھی۔اور میرے لیے مشکل تھا کہ میں دوبارہ شادی کا سوچوں بھی۔

مگر اس اللہ کی بندی نے مجھے بے چینی کی کیفیت سے نکلنے کا راز ہی یہ بتایا کہ اللہ کے ذکر کے ساتھ ساتھ اپنی زندگی کے دکھ بھول کر اک نئے سرے سے زندگی شروع کرو گی تو تب ہی تمہارا ماضی تمہیں مزید درد دینے سے باز آئے گا۔ تمھارا دھیان بٹ جائے گا۔زندگی میں ایک حادثہ ہو جانے سے زندگی ختم نہیں ہو جاتی۔خوشیاں تمھاری منتظر ہیں۔

"دکھ انسان کو وقت سے پہلے بوڑھا کر دیتے ہیں ایک ہمسفر ساتھ ہو، عزت اور محبت کا ٹھکانہ ہو تو بڑھاپہ بھی ذلیل نہیں کرتا۔"

"عنایا اس اللہ کی نیک بندی نے مجھے کہا کہ اپنے آپ کو ضائع نہ کرو، تمہیں جس چیز کا دکھ ہے وہ ماضی تھا سو گزر گیا، وہ ماضی اب واپس نہیں آئے گا۔

اب تم اس وقت اپنے حال میں ہو اور اب وقت بھی تمہارے اپنے ہاتھ میں ہے۔تم ماضی کی طرف نہ پلٹو۔

خود پر ظلم نہ کرو۔خود کا تھوڑا سا تو احساس کرو۔اپنے آپ سے اتنی محبت تو کرو کہ خود کو جہنم کی آگ سے بچا سکو۔اگر تم چاہو تو رب سے جڑ سکتی ہو۔اپنے اس لمحے کو غم سے نجات دے سکتی ہو۔اپنے آپ کو قرآن کا علم سیکھنے میں مصروف کر سکتی ہو، اور آگے تمہارے سامنے تمھارا مستقبل کھڑا ہے جو تمہارے حال سے بہتر ہو سکتا ہے اگر تم

صبر اور تقوی کے ساتھ خود کو مضبوط کرلو، یہ زندگی ہے۔ یہاں زندہ رہنے کے لیے بار بار مرنا پڑتا ہے کبھی نفس کے ہاتھوں اور کبھی ظالم لوگوں کے ہاتھوں۔"

عنایا اس بندی کی یہ باتیں مجھ پر اثر انداز ہوئیں اور میں پھر بہت مضبوط ہو گئی۔ اتنی مضبوط کہ اگر ماضی مجھے یاد بھی آتا تو میرا ایک آنسو بھی نہیں نکلتا تھا اور میرے منہ سے استغفار کی تسبیح جاری ہو جاتی۔

پھر جب میں نے خود کو ماضی سے نکالنے کی کوشش کی تو اللہ نے بھی میرا ساتھ دیا اور پھر مجھے ایک خوبصورت ساتھ ملا۔ حلال رشتے سے میں منسلک ہوئی وہ انسان دیندار ہیں۔ عنایا اسی اللہ کی بندی نے مجھے اپنے بھائی کے لیے منتخب کر لیا۔ میں با قاعدہ ایک ادارے میں قرآن مجید کی تفسیر سیکھ رہی ہوں۔ اور اللہ کی توفیق سے میں لفظ بہ لفظ آیت کا ترجمہ اپنے ہاتھوں سے لکھتی ہوں اور تفسیر بھی۔ مجھے اس ادارے سے محبت ہو گئی ہے مجھے اپنے اس ہدایت کے مرکز والی جگہ سے محبت ہو گئی ہے۔ اب وہی میری شناخت ہے۔ الحمد اللہ

اس ادارے اور اس ادارے کے نام سے جڑے لوگ بہت خاص ہیں عنایا۔ انکے دل محبت سے لبریز ہیں بالکل تمھاری طرح۔ مجھے تو لگتا ہے کہ یہاں آکر بھٹکے ہوئے بھی راہ راست پر آجاتے ہیں۔ کیونکہ یہاں صرف برائی کو ہی برائی جانا چاہتا ہے اور برائی کرنے والے کی اصلاح کی جاتی ہے اسے حقیر سمجھ کر دور نہیں کیا جاتا۔ یہاں دنیا کے ستائے ہوئے لوگوں کو رب کی محبت کی طرف راغب کیا جاتا ہے۔ الحمد اللہ کثیرا"۔

"رستہ ہے خون جب ماضی کے پرانے زخموں سے
تو ملتا ہے دلاسا ایسے اجنبی عظیم انسانوں سے
ہوتی ہے جنکے لفظوں میں ایسی تاثیر
کہ سن کر جسے، ہو جاتا ہے دل پُر سکوں"

اور پتہ ہے عنایا یہاں ہمارے ہر ہر راہنما کے بارے میں ہمیں تعارف کروایا جاتا ہے۔ سب کی کوششوں کو ہمارے سامنے رکھ کر ہمیں دین پر خالص عمل کرنے کے لیے ابھارا جاتا۔ یہاں سمجھایا جاتا ہے کہ کیسے ہمارے ان سب مسلم ہیروز نے دین کی سربلندی کا کام کیا۔ رسول اللہ ﷺ اور انکے بعد صحابہ اکرام اور پھر انکے بعد ہمارے ائمہ کرام امام ابو حنیفہ، امام شافعی، امام مالک اور امام احمد بن حنبل نے کتنا احسن طریقے سے، اور کتنی تکلیفیں سہہ کر ہم تک اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچایا۔"

انکے بارے میں پڑھ کر دین کا جو کام کرنے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے نا وہ تڑپ شاید ہی کہیں اور سے دل میں سمائے۔ عنایا مجھے اب سمجھ آیا کہ آپ جب میری راہنمائی کرتی تھی اور سامنے سے جب میری تلخ باتیں تمھیں ہرٹ کرتی تھی تو آپ اپنی انا کا مسئلہ کیوں نہیں بناتی تھی۔ آپ تو بس امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا کام سرانجام دیتی تھی۔ پھر چاہے کوئی آپکی اس دعوت کو ٹھکرائے، کوئی آپکو اپنی سخت باتوں سے تکلیف پہنچائے تب بھی آپ پیچھے نہیں ہٹتی تھیں اور میں آپ کے ایسے ٹس سے مس نہ ہونے والے انداز کو ڈھیٹ پن کا نام دے دیتی تھی۔ یہ سوچ کر کہ یہ لڑکی تو پیچھے ہی پڑ گئی ہے۔ لیکن اب میں نے قرآن مجید میں پڑھا کہ نصیحت کرتے رہنا چاہئے۔

"جیسے پتھروں سے نہریں پھوٹ نکلتی ہیں قریب ہے کہ کسی پتھر دل انسان کو بھی ہدایت نصیب ہو جائے۔ جیسے بار بار ہتھوڑے کی ضرب سے پتھر ٹوٹ جایا کرتے ہیں ٹھیک ایسے ہی بار بار کسی کو اچھے اور نرم انداز میں نصحیت کرتے رہنے سے اسکے دل کی سختی بھی نرمی میں بدل جاتی ہے۔"

سچ بتاؤں تو عنایا آپ میں اور میرے اس ہدایت کے مرکز میں کسی ٹیچرز اور سٹوڈنٹس کے اخلاق و کردار میں کوئی فرق نہیں ہے۔

وہاں ہر ہر چہرے اور ہر ہر اپنائیت بھرے لہجے میں مجھے آپ نظر آئی ہو۔

عنایا میں آپکی شکر گزار ہوں اور احسان مند بھی ہوں آپ اور وہ اللہ کی نیک بندی عائشہ تو میرے لیے ایک چراغِ کی مانند ہو جہنوں نے مجھے اندھیرے سے نکالنے کے لیے اپنے ہاتھوں میں چراغ لے کر مجھے روشنی کی طرف مائل کیا، وہ جنہوں نے مجھے نازک حالات میں سنبھالا۔

"میں نے جانا کہ اللہ والے ٹوٹتے تو ہیں لیکن ٹوٹ کر بکھر نہیں جاتے، انکو سنبھلنا آتا ہے کیونکہ انکا حوصلہ اللہ کا کلام ہوتا ہے وہ دوسروں کے لیے اک مرہم پٹی کی مانند ہوتے ہیں، خود آنسو چاہے بہہ ہی رہے ہوں لیکن پھر بھی وہ ہاتھ بڑھا کر دوسروں کے آنسو صاف کرتے ہیں انکو گلے لگا کر خود ٹوٹتے، گرتے وجود کے ساتھ انکو سہارا دیتے ہیں، ایسے لوگوں کے حوصلے بہت بلند ہوتے ہیں اور یہ لوگ خود بھی بہت عظیم دل کے مالک ہوتے ہیں۔ وقت کے نوکیلے کانٹوں پر چلتے وجود کو بھی پھولوں کی خوشخبری دے کر ان کا درد کم کرتے ہیں۔"

الحمد اللہ فی احسن الحال۔

میں آج ایک قرآن کلاس کی سٹوڈنٹ ہوں۔

میرے قدم ڈگمگائے، لڑکھڑائے مگر شاید میری ہدایت کی طرف راہنمائی انہی پتھریلے راستوں سے گزر کر ہونی تھی۔

میں خوش ہوں قرآن سے جڑ کر، رب سے جڑ کر اور بہت خوبصورت احساسِ محبت کرنے والے رشتوں سے جڑ کر۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ آپ کی زندگی میں خوشیوں اور رحمتوں کی بارش کر دے۔ دنیا و آخرت میں آپکو متقین کا امام بنائے آمین یا رب۔

دعاؤں کی طلبگار آپکی بہت ہی حقیر سی دوست۔

"حبہ جہانزیب"۔

چلتی ٹرین کی تیز ہوا میں بمشکل کھڑی وہ دونوں لڑکیاں رشک بھرے آنسو لئے ایک دوسرے کے گلے لگ گئیں۔

کائنات کارب واقعی بہت حکمت والا ہے نا؟

عنایا، مومنہ سے بچوں کی طرح لپٹ کر روتے ہوئے پوچھ رہی تھی۔

"ہاں عنایا خدا کی حکمت کو ہم نادان لوگ نہیں سمجھ سکتے وہی تو ہے جو کالی رات لاتا ہے کہ ہر طرف سناٹا چھا جاتا ہے اور وہی ہے جو ایسا چمکتا دن نمودار کرتا ہے کہ ہر قسم کے پرندے بھی خوشی سے چہچہانے لگتے ہیں اور خدا کی تعریف میں گنگناتے ہوئے اپنے پَر پھڑپڑاتے ہیں"۔

♥ ♥ ♥ ♥ ♥

استاد جی وہ لوگ اسٹیشن پر پہنچ گئے ہیں۔

تو کیا ہم ان کو گاڑی پر وہاں سے لے آئیں؟

نہیں حذیفہ بیٹا آپ رہنے دو۔ میں اور آپکے پاپا خود ہی جا کر ان کو لے آتے ہیں آپ یہاں مسجد میں بچوں کو آگے سبق پڑھا دینا۔

حذیفہ جس کے چہرے پر انوکھی سی رونق ابھر رہی تھی یکدم مدھم پڑ گئی اور پھر وہ اداس چہرے کے ساتھ اثبات میں سر ہلاتے ہوئے واپس مسجد میں آ گیا۔

ٹرین سے سب سامان اتار لیا ہے نا؟

کلثوم بیگم پھر سے سامان پر نظریں گھماتے ہوئے پوچھ رہی تھی۔

جی جی تائی جان سامان پورا ہے بس آپ دھیان سے چلیں کہیں پاؤں پھر سے درد نہ کرنے لگ جائے۔

ایک منٹ؟

اب کیا ہوا عنایا کی آواز پر سب چلتے چلتے رک گئے۔

اللہ اکبر کبیرا!

ہوا تو کچھ بھی نہیں ہے۔ سب مجھے ایسے کیوں گھور رہے ہیں؟

میں توبس یہ کہہ رہی تھی کہ پھر سے وہ دعا پڑھ لیں

جو رفیقہ خالہ نے مجھے یاد کروائی تھی۔ کاش وہ بھی ساتھ ہوتیں تو کتنا مزہ آتا۔

عنایا بیٹا اداس نہیں ہوتے۔ چلو تم دعا پڑھ لو۔

کلثوم بیگم عنایا کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے پیار سے بولی۔

رَبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّ اَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا

"اے میرے رب! مجھے سچائی کے مقام پر داخل کر اور مجھے سچائی کے مقام ہی سے نکال اور میرے لیے اپنے پاس سے مدد گار قوت مہیا فرما"۔

آپ سب بھی پڑھ لیجئے۔ عنایا نے پرجوش انداز میں سب کو تلقین کی۔

سب کے چہرے خوشی سے چمک رہے تھے کراچی میں شام کا موسم بہت اچھا ہوتا ہے نا؟

رقیہ بی بی کافی دیر کی خاموشی کے بعد اب بولی تھیں۔

ہاں سمندر یہاں پاس ہی ہے تو اس لیے ہوائیں بھی شام کو ٹھنڈی چل رہی ہوتی ہیں۔

بابا شام کا ٹائم ہے تو ہم سب کہاں جائیں گے؟

کوئی رشتے دار بھی یہاں نہیں ہے۔

بانو پریشان ہوتے ہوئے بلال سے مخاطب ہوئی۔

بیٹا آج شام ہم اس نیک، امانت دار انسان کے پاس رہیں گے کیونکہ وہ خود ہی کہہ چکے ہیں۔

لیکن پھر صبح وہاں سے ہوٹل میں دو تین کمرے بک کروالیں گے ان شاء اللہ۔

ٹھیک ہے ماشاء اللہ یہ اچھا ہو گیا۔

کلثوم بیگم بھی خوش تھیں۔

عدنان سامان اٹھائے آگے آگے چل رہا تھا۔

دوسری طرف استاد عمر اور پروفیسر صاحب بھی اسٹیشن پر پہنچ چکے تھے۔

عنایا کا موبائل بلال کے پاس ہی تھا، ابھی وہ جیب سے اپنا موبائل نکال ہی رہے تھے کہ استاد عمر نے کال کر لی اور جب بلال نے السلام علیکم کہا تو وعلیکم السلام کی آواز بالکل قریب سے آئی اور دونوں نے بات کرتے ہوئے ایک دوسرے کو پہچان لیا۔

عنایا اور مومنہ نظریں جھکائے وہیں رک گئیں دونوں کی بمشکل آنکھیں ہی نظر آ رہی تھیں اور بانو بھی عبائے اور نقاب میں کلثوم بیگم کا بازو پکڑ کر وہیں کھڑی ہو گئی۔

بلال نے خوش ہوتے ہوئے استاد عمر کو گرم جوشی سے گلے لگایا، عدنان بھی پاس آ گیا۔

مجھے لگتا ہے آپ ماشاءاللہ پوری فیملی کے ساتھ آئے ہیں؟

جی جی! وہ دراصل بچوں کی شادی ہوئی تھی تو سب کا دل تھا کہ سمندر دیکھیں اس لیے ہم نے سوچا رب کی کائنات میں غور و فکر کرنے اکٹھے ہی چلتے ہیں۔

ماشاءاللہ یہ تو بہت اچھا کیا۔ یقیناً اس میں اللہ کی بہت بڑی حکمت ہو گی۔ استاد عمر نے مسکراتے ہوئے بلال کی طرف دیکھا۔

جی ان شاءاللہ ضرور۔

پھر آپ ہمارے ہی مہمان رہیں گے۔ اور ہم آپکو کراچی کی خوب سیر کروائیں گے۔ ان شاءاللہ۔

پروفیسر شکیل صاحب نے جب مسکراتے ہوئے کراچی کی سیر کروانے والی بات کی تو اس جانی پہچانی سی آواز پر عنایا اور مومنہ نے چونک کر ایک دوسرے کی طرف دیکھا مگر وہ دونوں پہچان نہیں پائیں۔ کیونکہ پروفیسر شکیل کا چہرہ دوسری طرف تھا۔

ختم نبوت ﷺ زندہ باد　　　　عظمت صحابہ زندہ باد

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ:

معزز ممبران: آپ کا وٹس ایپ گروپ ایڈ من "**اردو بکس**" آپ سے مخاطب ہے۔

آپ تمام ممبران سے گزارش ہے کہ:

- ❖ گروپ میں صرف PDF کتب پوسٹ کی جاتی ہیں لہذا کتب کے متعلق اپنے کمنٹس / ریویوز ضرور دیں۔ گروپ میں بغیر ایڈ من کی اجازت کے کسی بھی قسم کی (اسلامی و غیر اسلامی، اخلاقی، تحریری) پوسٹ کرنا سختی سے منع ہے۔
- ❖ گروپ میں معزز، پڑھے لکھے، سلجھے ہوئے ممبرز موجود ہیں اخلاقیات کی پابندی کریں اور گروپ رولز کو فالو کریں بصورت دیگر معزز ممبرز کی بہتری کی خاطر ریموو کر دیا جائے گا۔
- ❖ کوئی بھی ممبر کسی بھی ممبر کو انباکس میں میسیج، مس کال، کال نہیں کرے گا۔ رپورٹ پر فوری ریموو کرکے کاروائی عمل میں لائے جائے گی۔
- ❖ ہمارے کسی بھی گروپ میں سیاسی و فرقہ واریت کی بحث کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں ہے۔
- ❖ اگر کسی کو بھی گروپ کے متعلق کسی قسم کی شکایت یا تجویز کی صورت میں ایڈ من سے رابطہ کیجئے۔
- ❖ سب سے اہم بات:

گروپ میں کسی بھی قادیانی، مرزائی، احمدی، گستاخِ رسول، گستاخِ امہات المؤمنین، گستاخِ صحابہ و خلفائے راشدین حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی، حضرت علی المرتضیٰ، حضرت حسنین کریمین رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین، گستاخ اہلبیت یا ایسے غیر مسلم جو اسلام اور پاکستان کے خلاف پراپیگنڈا میں مصروف ہیں یا ان کے روحانی و ذہنی سپورٹرز کے لئے کوئی گنجائش نہیں ہے لہذا ایسے اشخاص بالکل بھی گروپ جوائن کرنے کی زحمت نہ کریں۔ معلوم ہونے پر فوراً ریموو کر دیا جائے گا۔

- ❖ تمام کتب انٹرنیٹ سے تلاش / ڈاؤنلوڈ کر کے **فری آف کاسٹ** وٹس ایپ گروپ میں شیئر کی جاتی ہیں۔ جو کتاب نہیں ملتی اس کے لئے معذرت کر لی جاتی ہے۔ جس میں محنت بھی صَرف ہوتی ہے لیکن ہمیں آپ سے صرف دعاؤں کی درخواست ہے۔
- ❖ عمران سیریز کے شوقین کیلئے علیحدہ سے عمران سیریز گروپ موجود ہے۔
- ❖ **لیڈیز کے لئے الگ گروپ کی سہولت موجود ہے جس کے لئے ویریفکیشن ضروری ہے۔**
- ❖ اردو کتب / عمران سیریز یا سٹڈی گروپ میں ایڈ ہونے کے لئے ایڈ من سے وٹس ایپ پر بذریعہ میسیج رابطہ کریں اور جواب کا انتظار فرمائیں۔ برائے مہربانی اخلاقیات کا خیال رکھتے ہوئے موبائل پر کال یا ایم ایس کرنے کی کوشش ہر گز نہ کریں۔ ورنہ گروپس سے تو ریموو کیا ہی جائے گا بلاک بھی کیا جائے گا۔

نوٹ: ہمارے کسی گروپ کی کوئی فیس نہیں ہے۔ سب فی سبیل اللہ ہے

پاکستان زندہ باد　　　　پاکستان پائندہ باد

اللہ تبارک تعالیٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہو

چلیں پھر ایک گاڑی تو ہے اس میں بچیوں کو چھوڑ آتے ہیں باقی پھر دوسری گاڑیاں کروا لیتے ہیں۔

جی ٹھیک ہے میں گاڑی دیکھتا ہوں۔ نہیں عمر صاحب ایسا کرتے ہیں میں واپسی پر خود ہی آپ سب کو بھی لے جاؤں گا بس آپ تھوڑا انتظار کیجئے۔

پروفیسر صاحب نے بلال، عدنان اور استاد عمر کے علاوہ باقی سب کو لے کر استاد عمر کے گھر دروازے پر ہی چھوڑا اور اندر جانے کا کہہ کر خود واپس ریلوے اسٹیشن جانے کے لیے گاڑی کی طرف مڑ گئے۔

"سنسان سا بنگلہ تھا گارڈن میں درختوں کے پتے بکھرے پڑے تھے اور گارڈن کے چاروں طرف گلاب کے پھولوں کی باڑ تھی۔"

ماشاء اللہ ماشاء اللہ یہ پھول کتنے ے ے ے پیارے ہیں۔

پروفیسر شکیل صاحب گاڑی میں ابھی بیٹھے نہیں تھے کہ عنایا کی آواز سن کر وہیں رک کر پیچھے دیکھنے لگے۔

عنایا فل عبائے کی وجہ سے پہچانی نہیں جا رہی تھی۔

پروفیسر شکیل صاحب نے کچھ دیر وہاں رک کر دیکھا لیکن پھر چلے گئے۔

عنایا نے جیسے ہی پروفیسر صاحب کو گاڑی سٹارٹ کرتے ہوئے دیکھا فوراً پھولوں کے پاس جا کر دستانوں سمیت پھولوں کی پتیوں پر پیار سے ہاتھ پھیرنے لگی۔

"یہ بھائی صاحب کہہ کر گئے ہیں کہ سب اندر چلے جائیں۔ رقیہ بی بی دھیمے لہجے میں کہا۔

ایسے کیسے؟ اندر بیٹھے ہوئے افراد پریشان ہو جائیں گے۔ کلثوم بیگم ایک ڈانٹ والے لہجے میں کہتے ہوئے وہیں رک گئی اور رقیہ بی بی بھی خاموش ہو گئیں۔

تائی جان انہوں نے خود کہا ہے تو گھر میں بھی تو سب کو پتہ ہی ہو گا۔

بانو کلثوم بیگم کا ہاتھ تھامے آگے چل پڑی اور پیچھے باقی سب بھی مسکراتے ہوئے چل پڑے۔

"مین گیٹ کے علاوہ اک اور خوبصورت سالڑکی کا دروزہ تھا دروازہ کھولتے ہی ایک خوبصورت سا احساس پیدا ہوا۔ بڑا سا ہال تھا درمیان میں بیٹھنے کے لیے صوفے سیٹ کئے ہوئے تھے سائیڈ پر گولائی میں کمرے بنے تھے، پورا گھر خوشبو سے مہک رہا تھا۔"

ماشاءاللہ ایسا گھر تو ٹی وی میں ہی دیکھنے کو ملتا تھا بانو لمبا سانس لیتے ہوئے بولی تو عنایا کی ہنسی نکل گئی۔

ارے بابا اب آپ حقیقت میں ہی یہاں کھڑی ہیں۔ کہو تو چٹکی کاٹوں۔؟

عنایا کی بات پر سب مسکرا دیئے۔

ہال میں کوئی بھی نظر نہیں آ رہا تھا۔ ایسا محسوس ہوا جیسے یہاں کوئی ہے ہی نہیں۔

عنایا چہرے سے نقاب ہٹا کر ہونٹوں پر انگلی رکھے بچوں کی طرح شرارتی نظروں سے ادھر اُدھر دیکھنے لگی کہ نظر اچانک ایک کونے پر پڑی، جہاں سائیڈ ٹیبل پر قرآن مجید اور حدیث کی کچھ کتابیں اور ساتھ ہی جائے نماز تہہ کئے ہوئے پڑے تھے۔

ارے ماشاءاللہ یہاں تو گھر میں ہی چھوٹی سی مسجد بھی ہے۔ حضرت ابو بکر صدیق کی یاد تازہ ہو گئی۔ "نماز پڑھنے اور قرآن کی تلاوت کا الگ سے انتظام"۔

میں یہی سوچ رہی تھی کہ اتنا سکون کیوں ہے؟

اب سمجھ آیا کہ جہاں باقاعدگی سے قرآن کی تلاوت کا الگ سے اہتمام کیا گیا ہو وہاں اللہ کے فرشتوں کا نزول تو ہوتا ہی ہے اور اللہ کی رحمت بھی برستی ہے۔

کچھ دیر بیٹھنے کے بعد عنایا نے صوفے پر بیٹھے بیٹھے ہی ہال کے کھلے دروازے سے باہر دیکھا تو گلاب کے پھولوں پر نظر پڑی جو کہ بہت ہی خوبصورت لگ رہے تھے۔ دل کیا کہ ایک بار پاس جا کر انکی خوشبو سونگھوں۔

ماں میں اور مومنہ باہر گارڈن میں جائیں؟

بیٹا ایسے کسی کے گھر میں گھومتے نہیں پھرتے۔

ماں انکے گھر میں تو کوئی بھی نہیں ہے اور ویسے بھی ہم کونسا کسی کمرے میں جا رہی ہیں۔ باہر لان میں ہی تو جانا ہے۔

اچھا چلو ٹھیک ہے دھیان سے۔ رقیہ بی بی نے اجازت دے دی۔

سسٹر بانو آپ بھی چلیں۔ مومنہ نے رک کر بانو کو کہا مگر بانو نے تھکن کی وجہ سے انکار کر دیا۔ تو وہ دونوں مسکراتے ہوئے گارڈن کی طرف چل دیں۔

مومنہ مجھے کالج کا وہ گارڈن یاد آ رہا ہے۔ جہاں سٹوڈنٹس کو جانے کی اجازت نہیں تھی۔

تو میں اکثر فری ٹائم میں وہیں باہر والی سائیڈ پہ جا کر بیٹھ جایا کرتی تھی۔

ہاں مجھے اچھے سے یاد ہے کہ میں بھی اسی گارڈن کے دوسری سائیڈ پہ بیٹھ کر اکثر تمھاری نقل و حرکت کا جائزہ لیتی رہتی تھی کہ یہ لڑکی کرتی کیا ہے۔

ھاھاھاھاھاھاھا اچھا تو آپ میری جاسوسی کرتی تھیں؟

عنایا نے ہنستے ہوئے مومنہ کے کندھے پر ہاتھ مارا۔

ہاں تو اس جاسوسی نے ہی میرے دل کو ایمان کی دولت نصیب کر دی اور اسی لگن کی بدولت ہی تو ہم ایمان کے رشتے سے جڑ گئیں۔

"ویسے مومنہ ماشاءاللہ مجھے ایمان کی تازگی محسوس ہوتی ہے جب میں آپکو دیکھتی ہوں۔ الحمدللہ۔ اللہ کے بہت خاص بندے ہوتے ہیں وہ جن کے اندر اللہ تعالیٰ صبر انڈیل دیتے ہیں اور ساتھ استقامت بھی دیتے ہیں۔"

ہاں عنایا میں نے واقعی خود بھی خدا کی محبت محسوس کی ہے شاید اگر مجھے خدا ان آزمائشوں سے نہ گزارتا تو میں کبھی خدا کی محبت نہ محسوس کر پاتی اور شاید میں اپنی لائف میں ہمیشہ مصروف ہی رہتی۔ لیکن خدا نے مجھے میری تنہائی میں اپنا آپ سونپ دیا۔ تاکہ میرے پاس صرف وہی ذات ہو جس کو میں سارا ٹائم دوں۔

"ویسے بھی کئی واقعات کئی حادثات انسان کو اور بھی مضبوط بنا دیتے ہیں، جامد کر دیتے ہیں، یہ استقامت ہی تو ہوتی ہے جو ہمیں پگھلنے نہیں دیتی۔ ورنہ ہم انسان تو دکھوں میں ڈوب کر بس بہہ جائیں"۔

ہاں بیشک ایسا ہی ہے۔

اوہ۔

کیا ہوا؟

مومنہ وہ دیکھو شہد کی مکھی پھولوں کا رس چوسنے آئی ہے۔

عنایا یہ بہت زہریلا کاٹتی ہے پھول نہیں ہلانا۔

مومنہ عنایا کو پکڑ کر پیچھے کو کھینچ ہی رہی تھی کہ مکھی نے عنایا کے ہاتھ پر زور سے ڈس لیا۔

اللہ مومنہ بہت درد ہو رہا ہے۔

عنایا تمہیں کہہ رہی تھی نا کہ تم پھول کو نہیں ہلاؤ مگر تم سنتی کب ہو کسی کی۔

آج مومنہ پہلی بار عنایا کو غصے سے ڈانٹ رہی تھی۔

عنایا وہیں گارڈن میں ہی نیچے بیٹھ گئی مومنہ نے جلدی سے وہاں سے ہاتھ دبا کر زہریلے خون کا ایک قطرہ نکال دیا۔

اور پاس ہی دھوپ میں لوہے کی پڑی ہوئی ہتھوڑی سے ہاتھ کے اوپر مساج کرنے لگی۔

مومنہ مجھے درد ہو رہا ہے عنایا بچوں کی طرح سسکنے لگی۔

"اوہ سوری میڈم میں نے دیکھا نہیں۔

مطلب میں نے دروازے پر دستک نہیں دی۔"

اچانک حذیفہ گیٹ کھول کر گھر میں داخل ہوا تو مومنہ نے جلدی سے نقاب اوپر کر لیا اور عنایا کے چہرے کی ایک سائیڈ گیٹ کی طرف تھی اس لیے وہاں سے حذیفہ عنایا کا پورا چہرہ نہیں دیکھ پایا۔ لیکن چہرے کی ایک سائیڈ دیکھ چکا تھا۔

آواز سنتے ہیں عنایا نے جلدی سے نقاب اوپر کر لیا اور سیدھی ہو کر بیٹھ گئی۔

میم آئی ایم ریلی ویری سوری۔ میں تو اپنے دھیان میں ہی جلدی سے اندر داخل ہوا تھا۔

'اچھا اچھا اٹس اوکے۔ مگر آئندہ خیال رکھیئے گا۔'

عنایا دوسری طرف منہ کر کے کھڑی ہو گئی، حذیفہ کی معذرت قبول کی اور مومنہ کا ہاتھ پکڑ کر چلنے کا اشارہ کیا۔

عنایا تم نے اسے کچھ زیادہ ہی سپاٹ لہجے میں اٹس اوکے کہا۔

"مومنہ غیر محرم کے ساتھ سخت لہجے میں ہی بولنا چاہیے کیونکہ اگر ذرہ سا بھی نرم لہجہ کیا نا تو ہمیں خود کو ہی پھر مشکل ہو سکتی ہے"۔

اور اس بارے میں تو اللہ تعالیٰ نے بھی ایسا ہی لہجہ استعمال کرنے کے لیے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے۔

يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّ قُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ؀ (سورة الأحزاب : ٣٢)

"اے نبی کی بیویو! تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو اگر تم پرہیز گاری اختیار کرو تو نرم لہجے سے بات نہ کرو کہ جس کے دل میں روگ ہو وہ کوئی برا خیال کرے اور ہاں قاعدے کے مطابق کلام کرو۔"

'مومنہ یہاں اس آیت میں حکم صرف نبی کی بیویوں کے لیے ہی نہیں ہے بلکہ ہم سب عورتوں کے لئے بھی ہے یہاں سمجھنے کی ضرورت یہ ہے کہ جہاں نبی کی بیویوں کے لیے یہ حکم تھا حالانکہ کہ وہ پاک باز تھیں تو ہمارے لئے تو پھر زیادہ عمل کرنے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ ہم فتنوں کے دور میں ہیں'۔

اور مومنہ ہم یہاں کسی کے لیے بھی فتنہ بننے نہیں آئیں۔ ہاں ٹھیک کہہ ہو تم عنایا۔

حذیفہ جھکی ہوئی نظریں جب اوپر اٹھائیں تب تک عنایا اور مومنہ ہال کے دروازے کو عبور کر کے اندر جا چکی تھیں۔

'کمال ہے ایسے بھی کوئی پیٹھ پھیر کر کسی کی بات کا جواب دیتا ہے۔ حذیفہ وہیں کھڑا خود سے ہی بڑبڑایا۔

خیر جو بھی ہے یہ آواز تو وہی ہے جس نے مجھے بے چین کر کے رکھا ہوا ہے اور ساتھ وہی کاجل لڑکی ہی معلوم ہوتی ہیں۔ اچھا دیکھتے ہیں کیا ہوتا ہے۔'

لیکن اللہ جی مجھے آپکی طرف سے ملنے والے انعام کا انتظار ہے۔ وہ چہرہ آسمان کی جانب اٹھائے ہوئے ہی تھا جب پیچھے سے اپنے پاپا اور استاد عمر کی آواز کے ساتھ کچھ اور آوازیں سنائی دیں تو حذیفہ جلدی سے سیدھا ہو کر گیٹ کی طرف متوجہ ہو گیا۔

♥ ♥ ♥ ♥ ♥

لیجئے بلال صاحب۔ آپکا موبائل۔

استاد عمر نے موبائل بلال کی طرف بڑھایا۔

بہت شکریہ آپ کا۔ کہ آپ نے میری اس حقیر سی چیز کو بھی اتنا سنبھال کر رکھا۔ مجھے آپکی ایمانداری پر رشک آرہا ہے۔

بلال نے مسکراتے ہوئے استاد عمر کا شکریہ ادا کیا۔

بھائی صاحب شکریہ کی کوئی بات نہیں۔

"دراصل ایمانداری تو ہر مومن مسلمان پر فرض ہے کہ امانتیں واپس کی جائیں۔"

مگر ہمارا آپ کو بار بار اپنے پاس بلانے کا ایک اور بھی نیک مقصد تھا۔ ہم آپ سے ملنا چاہتے تھے کچھ ضروری بات کرنی تھی۔ میں معذرت خواہ ہوں اگر میری بات سے آپ کو کچھ برا لگے۔

عمر صاحب ایسی کونسی بات ہے جس سے مجھے برا لگے گا۔؟

'آپ کا ہم پر بہت بڑا احسان ہے۔'

نہیں بلال صاحب بات کچھ رشتوں سے متعلق ہے جو بیٹھ کر تسلی سے کرنے والی ہے۔

"مجھے گھبراہٹ ہو رہی ہے آپکی بات مجھے سمجھ نہیں آ رہی۔ آپ واضح بات کریں۔"

استاد جی استاد جی ایمان بھیا آپکا مسجد میں انتظار کر رہے ہیں۔ گلی کا بچہ گیٹ سے داخل ہو کر بھاگتے ہوئے استاد عمر کی ران پر ہاتھ رکھ کر ہلانے لگا۔

یہ ایمان کون ہے؟

آپکے بیٹے ہیں کیا؟

ہمیں آپکے پاس تین چار دن ہو گئے مگر آپ نے نہ ملوایا، نا ہی انکا ذکر کیا۔

بلال کے ایک ہی بار تین سوال اکٹھے سن کر استاد عمر کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

ارے نہیں بھئی۔

"میری حقیقی اولاد تو کوئی بھی نہیں ہے۔

مگر محلے کے سارے بچے اولاد سے کم نہیں ہیں۔

میں یہاں اکیلا ہی ہوتا ہوں تقریباً سات سال پہلے میری اہلیہ کا انتقال ہو گیا تھا۔ میرا سارا خاندان دبئی میں رہائش پذیر ہے۔ میرا کاروبار ادھر تھا تو اس لیے میں نے یہیں گھر بنا لیا تھا۔ اب تو پاس ہی مسجد بھی بنالی ہے تو الحمد اللہ دل لگا رہتا ہے۔"

باقی اگر آپ ایمان علی کا پوچھ رہے ہیں تو ان شاء اللہ ابھی آپ کی ملاقات کروا دیتے ہیں۔

"بیٹا بھائی ایمان کو بولو کہ وہ یہاں میرے گھر آجائے۔"

جی ٹھیک ہے استاد جی میں ابھی جاتا ہوں مسجد میں۔ ایمان بھائی وہیں ہوں گے۔

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

بچہ پیچھے مڑنے ہی لگا تھا کہ ایمان علی سلام کرتا ہوا گھر میں داخل ہوا اور سیدھا گارڈن میں بلال اور استاد عمر کے پاس آ کھڑا ہوا۔

لو جی ایمان بھائی تو خود ہی آ گئے۔

ایمان علی نے چھوٹے بچے کے سر پر شفقت سے ہاتھ پھیرا اور جیب میں ہاتھ ڈال کر چاکلیٹ نکالی اور بچے کو تھماتے ہوئے مسکرانا لگا۔

ایمان بیٹا یہ بلال صاحب ہیں، ہمارے مہمان۔

اوہ معذرت میں نے دھیان ہی نہیں کیا۔

"کل پرسوں ہی یہاں پہنچے ہیں۔"

اچھا اچھا۔ ماشاء اللہ

کیا حال ہے انکل جی؟

ٹھیک بیٹے آپ سنائیں کیسے ہیں اور کیا کر رہے آجکل؟

اللہ کو راضی کرنے والے کاموں کی تلاش میں ہوں۔ الحمد للہ

ایمان علی نے ہلکی سی مسکراہٹ چہرے پر سجائے ہوئے جواب دیا۔

خیر آپ بتائیں انکل آپ یہاں کراچی کے ہی رہنے والے ہیں یاں؟

نئیں نئیں بیٹا۔ اصل میں گھر والوں کے ساتھ یہاں کچھ دنوں کے لیے آیا ہوں بس یونہی بچوں کو سمندر دیکھنے کا شوق تھا تو سوچا سب ایک ساتھ ہی چلتے ہیں۔ غور و فکر کا بھی موقع مل جائے گا۔

"جی یہ آپ نے اچھا کیا۔ واقعی بہت اچھا لگتا ہے جب والدین بچوں کے ساتھ کہیں جائیں اور وہ نیکی کے کام میں پیش پیش ہوں تو اولاد کا نیک ہونا یقینی ہو جاتا ہے کیونکہ انکی جڑ ہی مضبوط ہوتی ہے اور پھر اسی جڑ سے آگے نکلنے والی شاخیں سبزے کے ساتھ ساتھ پھل پھول بھی اپنے اوپر خوب لاتی ہیں۔"۔

وہ بات کرتے کرتے کہیں کھو ہی گیا تو بلال نے محبت و شفقت سے اپنا ہاتھ ایمان علی کے کندھے پر رکھا تو اس نے جلدی سے اپنی آنکھوں کی نمی کو ایک انگلی سے صاف کر لیا۔

"درد ہو دل میں، تو آنکھیں نم ہو ہی جایا کرتی ہیں
دل میں ٹھہری کچھ یادیں جب ہو جاتی ہیں تازہ"

بیٹا آپ جیسے ذہین اور باتوں کو اتنی گہرائی سے بیان کرنے والے نوجوان لڑکے بہت کم میں نے دیکھے ہیں۔

آپکی باتوں کے پیچھے ایک سچائی ہے، ایک تاثیر ہے جو سامنے والے انسان کو آسانی سے راہ حق کی طرف مائل کر سکتی ہے۔

اللہ آپکے لیے آسانیاں فرمائیں اور آپ کو اپنے مخلص بندوں کا ساتھ دنیا میں بھی نصیب فرمائیں اور آخرت میں بھی۔ آمین یارب

جی آمین! انکل آپ نے تو میرے دل کی دعا اپنی زبان سے ادا کر دی۔

بالکل صحیح کہا بلال صاحب اور آپ سے زیادہ مخلص فِی الحال اس وقت ہمارے درمیان کوئی اور انسان موجود نہیں ہے۔

استاد عمر نے اشارتاً بات کی تو بلال کو تھوڑی حیرت ہوئی اور پھر نارمل ہو گئے۔

اچھا مجھے اجازت دیں مجھے کچھ کام ہے۔

اور عمر بابا میں ان شاء اللہ پھر آؤں گا۔

او کے جی اللہ حافظ، فی امان اللہ میرے شہزادے۔

استاد عمر نے ایمان علی کے کندھے پر تھپکی دیتے ہوئے مسکراہٹ کے ساتھ اللہ حافظ کہا اور ساتھ ہی بلال بھی اٹھ کر گلے ملے اور دعاؤں کے ساتھ اللہ حافظ کہا۔

آج عمر صاحب کہہ رہے ہیں کہ ہم اکٹھے سمندر دیکھنے چلتے ہیں۔

جماعت میں برکت ہوتی ہے اور غور و فکر کرتے ہوئے فہم بھی زیادہ آتا ہے۔یعنی ایک دوسرے سے سیکھنے کو زیادہ ملتا ہے

ان شاء اللہ بابا میں تو کب سے بے تاب ہوں مگر آپ نے ہی یہ خبر سنانے میں دیر کر دی۔

عنایا ٹماٹر کی طرح سرخ گالوں پر مسکراہٹ سجائے سمندر پر جانے کی خبر سن کر ہی چہچہانے لگی۔

لیکن امی میں نہیں جا پاؤں گی میری کچھ طبعیت ٹھیک نہیں ہے اور پھر تائی جان سے بھی نہیں چلا جائے گا۔

بانو رقیہ بی بی سے معذرت خواہانہ انداز میں گھر رہنے کا کہہ کر کمرے میں چلی گئی۔

بانو کے پریگنٹ ہونے کی خبر سب تک پہنچ چکی تھی اس لیے کلثوم بیگم بانو کو بار بار احتیاط کرنے کی نصیحت کرتی رہتی تھی اور بانو بھی بہت پرہیز کر رہی تھی۔

میں بھی بانو اور ماں کے ساتھ گھر میں ہی رہ لیتا ہوں۔عدنان نے بانو کو جاتے دیکھ کر روکھے ہوئے انداز میں کہا۔

نہیں بیٹا آپ کیوں گھر رہو گے۔ آپ ہمارے ساتھ ہی چلو گے۔

اچھا ٹھیک چاچو جان جیسے آپکی مرضی۔

وہ بلال کو منع نہیں کر سکا اور خاموشی کے ساتھ وہاں سے چلا گیا۔

بانو ہر وقت گھر کے کاموں میں یا کسی ایک ہی کی خدمت میں شوہر کو اگنور نہیں کرتے بیٹا۔

میں دیکھ رہی ہوں جب سے ہم لوگ کراچی آئے ہیں تم عدنان سے مسکرا کر بھی بات نہیں کرتی۔

پتہ ہے جب شوہر اپنی بیوی میں اٹریکشن نہیں پاتا تو پھر ہی وہ باہر حرام کی طرف مائل ہوتا ہے اور میں کہتی ہوں ساری غلطی بیویوں کی ہی ہوتی ہے۔ کیوں نہیں شوہروں کا خاص خیال رکھتی؟

اور کیوں نہیں شوہر کو دیکھ کر چہرے پر مسکراہٹ بکھیر لیتیں، بھلے تھکی ہوئی ہوں کام کی وجہ سے یا کہیں درد وغیرہ ہو لیکن اگر شوہر کے آنے پر خوشی کا اظہار نہیں کرتی نا تو شوہر خفا رہنے لگتا ہے اور یہ خفگی ایک دن لڑائی جھگڑے میں بدل جاتی ہے۔

رقیہ بی بی بانو کو کمرے میں لا کر غصہ ہو رہی تھی اور بانو چہرے پر اداسی لیے افسردہ کھڑی تھی۔

ہاں امی میں نے بھی غور نہیں کیا، میں واقعی ان کو اگنور کر رہی ہوں۔ اور وہ اب مجھ سے خفا خفا سے رہنا شروع ہو گئے ہیں۔

ہاں جی خفا تو رہنا ہی ہے جب بیوی کا چہرہ دیکھ کر اپنے چہرے کی بھی مسکراہٹ بیچارے کی غائب ہو جائے۔

اب ایسا کرو اگر نہیں جا پا رہی نا تو ابھی عدنان کے پاس کمرے میں جاؤ۔ اسے بلاؤ اور خود اسے بتاؤ۔ سب سے پہلے وہ حق دار ہے تمھاری ساری باتیں جاننے کا۔

"بانو بیٹا میری ایک بات ہمیشہ یاد رکھنا۔

شوہر کو ہمیشہ دوست بنا کر رکھنا۔ میاں بیوی کے درمیان ازدواجی رشتے کے علاوہ ایک دوستی کا رشتہ ہونا بہت ضروری ہے۔ محبت اور احساس تب ہی پروان چڑھتا ہے۔ میری ان ساری باتوں کا مقصد یہ نہیں ہے کہ شوہر کو اپنے

ہاتھ میں کر لیا جائے اور باقیوں کی پرواکرنا ہی چھوڑ دی جائے۔ دیکھو بیٹا حقوق سب کے ادا کرو مگر جو شوہر کے حقوق ہیں ان کو نظر انداز مت کیا کرو۔"

سب کو دل کھول کر ٹائم دینا اور جب شوہر کی باری آئے تو سیریس نہ لینا۔ کیا یہ حق تلفی میں نہیں آتا؟

یہ باتیں مردوں کو زیادہ محسوس ہوتی ہیں۔ پھر وہ یہ بھی نہیں دیکھتے کہ انہی کے والدین، بہن بھائیوں کی خدمت کے دوران انکی حق تلفی ہو جاتی ہے۔ بیٹا شوہر کو اپنے لئے ٹائم چاہیئے ہوتا ہے۔ اس لیے اپنے رشتے پر توجہ دو۔

جی امی میں ضرور نیکسٹ ٹائم خیال رکھوں گی میں سب کو اور خصوصی ان کو بھی برابر توجہ دوں گی۔ بیٹا اللہ تمھیں کبھی بھی بڑی آزمائش میں نہ ڈالے۔

رقیہ بی بی بانو کو دعا دیتے ہوئے باہر چلی گئی اور بانو وہیں اداس چہرہ لئے بیڈ پر بیٹھ گئی۔

♥ ♥ ♥ ♥ ♥

بلال صاحب آپ کو پتہ ہے اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں سمندر کا بھی ذکر کیا ہے کہ سمندر میں دو طرح کے پانی رکھے ہیں اور دونوں ایک ساتھ ملتے ہیں۔

"اگر ایک سمندر میں مختلف قسم کے پانی مل کر رہ سکتے ہیں تو ہم انسان جسے بھائی بھائی قرار دیا گیا ہے ہم کیوں نہیں اکھٹے رہ سکتے۔"

لیکن افسوس کہ آج تو ہمارے معاشرے میں سگے بھائی ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہوئے پھرتے ہیں۔

واقعی عمر صاحب اگر ہم انسان بھی اپنے دل کے سمندر کو وسیع کریں اور اس میں اپنے جیسے انسانوں کے عیب چھپائے رکھیں تو مجھے نہیں لگتا کہ زمین میں فساد برپا ہو۔

عدنان بیٹا آپ بھی کچھ بولو۔

استاد عمر عدنان کی خاموشی کو نوٹ کرتے ہوئے مخاطب ہوئے تو عدنان مسکرا دیا۔

نہیں انکل دراصل آپکی باتوں میں کافی فہم ہے تو میں وہی جذب کر رہا ہوں۔

'جہاں علم نہ ہو وہاں خاموشی سے علم کی باتیں ذہن نشین کرنی چاہیے ناکہ کوئی فضول بات کر کے اصل بات کو موضوع سے پیچھے چھوڑ دیا جائے۔'

ماشاءاللہ زبردست بات کہی۔

ویسے بیٹے علم سیکھنے کے لئے بولنا بھی چاہئیے۔

جی انکل ضرور جہاں مجھے سمجھ نہ آئی میں ضرور بولوں گا۔

جیتے رہو بیٹا اللہ آپکی نسلوں کو دین کے علم میں پروان چڑھائے۔

آمین یارب۔اس دعا پر عدنان کا دل خوشی سے جھوم گیا۔

دوسری طرف عنایا اور مومنہ سمندر کی سیپیاں اٹھا اٹھا کر مشاہدہ کرنے میں مصروف تھیں۔

عجیب طرح کا سخت خول ہے نا اور اندر اتنا نرم سا جانور اور جب اس سپی میں ہیرا بنتا ہے تو یہ جانور مر جاتا ہے۔ہیرا بنانے کے لیے اندر کے جانور کو مرنا پڑتا ہے عنایا۔ہاں مومنہ ہمیں بھی ہیرا بننے کے لیے اپنے نفس کو مارنا ہو گا۔ اسکی نرم نرم خواہشاتِ کا گلا اپنے ہاتھوں سے گھونٹنا ہو گا۔تب کہیں جا کر ہم خالص ہیرا بن سکتی ہیں۔

ہاں یہ تو ہے۔بس خداوند ہمیں اپنے لئے خالص کر لیں

آمین یارب العالمین۔

مومنہ بیٹے چلو کھانا وغیرہ کھالیں۔

مومنہ اور عنایا اپنی باتوں میں مصروف تھیں کہ اچانک رقیہ بی بی نے آواز دی۔

ماں ہم یہاں کھانا کیسے کھاسکتی ہیں؟ ہر طرف تو مردوں اور نوجوان لڑکوں کا رش لگا ہوا ہے۔

اور ہم نے تو اسکارف لئے ہوئے ہیں۔ماتھا پٹی والا نقاب تھوڑی کیا ہے۔

عنایا بیٹے تمھارے بابا لوگ الگ کھائیں گے اور ہم الگ۔

عنایا میرے پاس حل ہے ہجوم کے درمیان بھی بیٹھ کر آسانی سے کھانا کھانے کا۔

مومنہ آہستگی سے بولی تو عنایا خوش ہو گئی۔

'پھر جلدی سے بتاؤ مجھے واقعی بہت بھوک لگی ہے۔'

اچھا اس کا مطلب واقعی اپنی خواہشات کا گلا گھونٹا جا رہا تھا۔

ھھاھاھااھاھاھا

مومنہ کی بات پر عنایا کی مسکراہٹ اور بھی گہری ہو گئی۔

چلو کھانے کے پاس تو آ کر بیٹھو میڈم۔

مومنہ عنایا کا بازو پکڑ کر الگ سے بچھی قالین پر آ بیٹھی۔

اب ایسا کرو کہ یہ جو اسکارف ہے نا۔

اسکی ایک تہہ کو پیچھے سے اٹھا کر سر کے اوپر سے آگے چہرے پر لٹکا لو اور دوسری تہہ پیچھے ہی رہنے دو۔ تاکہ اسکارف کی ایک تہہ پچھے کمر پر رہے اور دوسرا پلو اپنے چہرے پر۔

اس طرح ہم گھونگھٹ میں آسانی سے کھانا کھائیں گی۔

اوہ واہہ۔ ماشاءاللہ یہ تو بہت اچھا آئیڈیا ہے کھانے میں بھی آسانی رہے گی اور کوئی دیکھ بھی نہیں پائے گا۔

عنایا کو مومنہ پر بے حد پیار آ رہا تھا اتنی بڑی پرابلم مومنہ نے ایک منٹ میں حل کر دی۔

پروفیسر شکیل صاحب نے پاس سے گزرتے ہوئے عنایا اور مومنہ کو ایک دوسرے کا نام لیتے ہوئے سن لیا تھا اسی سے اندازہ لگا لیا کہ یہ وہی عنایا ہے جسکو انہوں نے اپنے حذیفہ کے لیے پسند کیا تھا۔ اور مومنہ کے بارے میں بھی انہیں یاد تھا۔

"بعض دعاؤں کی قبولیت واقعی انعام کی صورت میں ہوتی ہے۔زیادہ صبر نہیں کرنا پڑتا، نیتیں خالص ہوں تو تلاش کی راہوں پر تھکنا نہیں پڑتا۔"

پروفیسر شکیل صاحب دل ہی دل میں رب کا شکر ادا کرتے ہوئے بلال اور استاد عمر کے پاس جاکر بیٹھ گئے جہاں سب کھانا کھا رہے تھے۔

رقیہ بی بی بار بار مومنہ اور عنایا کو دیکھتی رہیں اور ایک انوکھی سی خوشی محسوس ہو رہی تھی۔

مومنہ بیٹا آپکے لیے بہت دعائیں۔رقیہ بی بی آنکھوں سے نمی صاف کرتے ہوئے گویا ہوئیں۔

"بیٹا ابھی تو تم لڑکپن کے مراحل میں تھی بچپن جیسی حرکتیں ہوں گی جیسے عنایا اتنی ہو گئی ہے سمجھدار بھی ہے لیکن پھر بھی چہچہاتی رہتی ہے۔اللہ تعالیٰ نے آپکو بہت مضبوط بنایا ہے بیٹا۔

مومنہ بیٹا کس کے ساتھ اپنے دل کا درد بانٹتی ہو؟

میں اکثر غور کرتی ہوں کہ صبح اٹھتی ہو تو آنکھیں سوجی ہوتی ہیں جیسے ساری رات روتی رہی ہو مگر اسکے باوجود صبح کے اجالے میں چہرے پر مسکراہٹ سجائے ہوئے ہوتی ہو۔مجھے سمجھ نہیں آتی کہ آنکھوں کی سوزش کی وجہ پوچھوں یا چہرے پر بکھری مسکراہٹ کی وجہ پوچھوں؟

آنٹی جی جانے والے کبھی واپس نہیں آتے خصوصاوہ لوگ جو دنیا سے ہی رخصت ہو چکے ہوں۔تو اس بات کو سمجھتے ہوئے کہ ہم انکو واپس نہیں لا سکتے۔اسکے باوجود اگر ہم ہمت ہار جائیں تو انکے پیچھے پھر نڈھال ہونے سے ہم خود پر ہی ظلم کر رہے ہوتے ہیں۔

ہاں رونا آتا ہے، دل بھی اداس ہوتا ہے، مگر خدا کی ذات ہے نا جو کبھی ساتھ نہیں چھوڑتی۔میرا خدا میرے ساتھ ہے اور یہ ساتھ ہر ساتھ سے انمول ہے۔

اس آسمان کو دیکھیں ہم کہیں پر بھی ہوں یہ ہمارے سر پر سائے کی مانند رہتا ہے۔ سورج، چاند کو دیکھ لیں ہم کسی بھی شہر یا ملک میں چلے جائیں یہ ہمارے ساتھ چلتے محسوس ہوتے ہیں حالانکہ سورج اور چاند پوری کائنات میں ایک ہی ہے مگر ہر جگہ موجود ہیں۔ اگر یہ خدا کی تخلیق کردہ چیزیں ہر وقت ہمارے ساتھ سائے کی طرح ہیں اور ساتھ نہیں چھوڑ رہیں تو وہ ذات جو اپنے علم کے لحاظ سے ہر جگہ موجود ہے وہ کیسے ہمیں چھوڑ سکتی ہے؟

"وہ نگہبان ہے اگر وہ ہمیں تنہا کرتا ہے تو وہی تو ہے جو پھر ہماری حفاظت بھی کرتا ہے۔ دنیا کی ساری چیزیں بھی اگر ہم سے چھین جائیں نا تو میں نے محسوس کیا ہے۔ کہ بظاہر دو چیزیں پھر بھی ہمارے ساتھ رہتی ہیں۔ ایک ہمارے پاؤں کے نیچے زمین اور دوسرا ہمارے سر کے اوپر آسمان۔ جب زمین بچھونا ہے، ہمارے رہنے کا ٹھکانہ ہے جس میں ہماری زندگی بسر کرنے کا سارا سامان موجود ہے، آسمان چھت۔ اور تنہائیوں کا بہترین دوست خدا۔ تو پھر ہم لاوارث نہیں ہوتے۔ زمین پر جتنا بھی سفر کر لو یہ ختم نہیں ہوتی نہ آسمان کا سایہ ساتھ چھوڑتا ہے۔ ہمارے رہنے کے لیے بہت جگہیں ہیں زمین تنگ نہیں ہوتی بس دلوں کو وسیع کرنے کی ضرورت ہمیں خود کو ہوتی ہے۔"

اور آنٹی جی آپ سب کا دل بہت وسیع ہے۔

میں آپ سب کی بے حد شکر گزار ہوں۔ آپ سب کے درمیان رہ کر میں محفوظ ہوں جہاں ناباپ کی کمی محسوس ہوتی ہے اور ناماں کی اور بہن تو مفت میں ہی مل گئی حالانکہ میری اپنی سگی کوئی بہن نہیں تھی۔

عنایا کے چہرے کو دیکھ کر مومنہ اشکبار ہو گئی اور عنایا نے بھی نم آنکھوں سے مومنہ کا ہاتھ تھام لیا۔

پتہ ہے مومنہ آپ مجھے بانو سے بھی زیادہ عزیز ہو گئی ہیں۔ میں آپکا اب خود سے دور ہونا برداشت نہیں کر پاؤں گی۔

میں چاہتی ہوں کہ ہم دونوں جہانوں میں ساتھ ساتھ ہی رہیں۔

بیٹا اللہ آپ دونوں کی دعائیں قبول کریں۔

"بعض اوقات قبولیت کے وقت ہی ہماری زبان سے ایسے الفاظ نکلتے ہیں اور پھر ہماری مرادیں پوری ہو جاتی ہیں۔"

امید ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ دونوں کی نیک خواہش ضرور پوری کریں گے ان شاءاللہ

بلال نے عنایا کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا اور پھر گلے سے لگا لیا۔

کیا مطلب بابا؟

عنایا نا سمجھی کے تاثرات لیے اپنے بابا کے چہرے کو بغور دیکھنے لگی۔

کچھ نہیں بیٹے۔بس یونہی۔

”اتنا تو پتہ ہوتا ہے کہ بیٹیاں پہلے دن سے ہی پرائی ہوتی ہیں مگر انکی رخصتی کا وقت کب آجاتا ہے بس یہ پتہ نہیں چلتا۔“

خیر اب جلدی کریں گھر چلیں پھر بہت زیادہ کام ہیں۔

رقیہ بی بی بھی ساتھ ہی اٹھ پڑیں اور مومنہ بھی قالین پکڑ کے کھڑی ہو گئی

پروفیسر صاحب ہم نے بات تو کرلی ہے اپنے بچوں کے لیے بلال صاحب سے۔

لیکن انکی خاموشی سے مجھے لگتا شاید انہیں برا لگا ہو۔کیونکہ انہوں نے کوئی خاص ردعمل ظاہر نہیں کیا بس خاموش ہی رہے۔

استاد عمر مسجد میں بیٹھے حذیفہ کے والد پروفیسر شکیل صاحب سے اپنے دل میں آیا خیال بیان کر رہے تھے۔ایسا کچھ نہیں ہو گا۔آپ پریشان نہیں ہوں۔

'عمر صاحب اللہ نے جوڑیاں آسمانوں پر بنائی ہوتی ہیں ہم نے تو بس کوشش کر کے زمین پر انہیں تلاش کر کے ایک دوسرے سے ملوانا ہی ہوتا ہے۔“

اور ہمیں غیب کا علم تھوڑی نا ہے کہ ہم بالکل صحیح جگہ پر پہلی بار ہی پہنچ جائیں۔

ہم نے کوشش کی۔سب بچوں کی اللہ کے راستے میں استقامت کو دیکھتے ہوئے۔باقی جو اللہ کی حکمت۔وہی ہمیں منظور ہو گا۔

اور مجھے خوشی ہے کہ عنایا بلال صاحب کی بیٹی ہی ہیں اور یہ وہی بچی ہے جنکے بارے میں آپ سے میں نے بات کی تھی۔میں حیران ہوں کیسے اللہ تعالیٰ خودبخود انکو یہاں ہمارے پاس لے آئے۔

چلیں پھر بچوں سے کہتے ہیں کہ وہ استخارہ کر لیں اگر بہتر ہوا تو بلال صاحب کا اپنی فیملی کے ساتھ یہاں آنا ہمارے لئے انعام بن جائے گا ورنہ مہمان تو ویسے بھی رحمت ہوتے ہیں اور دین دار لوگ تو ساتھ برکت بھی لاتے ہیں۔

پروفیسر شکیل صاحب کی باتوں سے استاد عمر کا دل بھی مطمئن ہو گیا۔

ابھی باتیں کر ہی رہے تھے کہ حذیفہ اور ایمان علی بھی مسجد میں داخل ہو گئے۔

آپ نے بلایا تھا عمر بابا۔

ایمان علی سوالیہ لہجے میں استاد عمر سے مخاطب ہوا۔اور پاپا آپ نے مجھے بھی بلایا سب خیریت ہے نا؟

حذیفہ بھی حیران تھا۔

جی ہاں ہم دونوں نے تم دونوں کو بلایا کیونکہ تم لوگوں نے بہت عیش کر لی ہے،اپنی من مانیاں پوری کر لیں۔اب ہم نے آپ دونوں کو باندھنے کا سوچا ہے۔

پروفیسر شکیل صاحب مسکراتے ہوئے بات کو گول کرتے ہوئے بولے۔

'دونوں کے چہرے پر نا سمجھی اور حیرانگی کو دیکھتے ہوئے استاد عمر نے حذیفہ اور ایمان علی دونوں کے ہاتھوں کو تھام کر انتہائی شفقت اور مشورے والے لہجے میں بات شروع کی۔

بیٹا باندھنے کا مطلب کہ اب آپ لوگ جوانی کی سطح پر قدم رکھ چکے ہو اور ہم نے سوچا کہ تم دونوں کو اب نکاح جیسے خوبصورت رشتے میں باندھ دینا چاہیے۔

ہم نے آپکی مرضی پوچھے بغیر آپ دونوں کی بات ایک اچھی جگہ طے کر دی ہے اور اب ہمیں آپ دونوں کی رضا مندی بھی چاہیئے۔

ہم نے تم دونوں کے مطابق بلکہ اپنی طرف سے بہت بہتر لڑکیوں کا انتخاب کیا ہے۔ وہ بچیاں ڈگمگانے والوں کو تھامنے میں مدد گار بننے والی بہادر بچیاں ہیں۔

استاد عمر میں اپنی بات مکمل کر کے خاموشی اختیار کر لی۔

جبکہ دوسری طرف سے بھی جواب خاموشی میں ملا تو بولنے کی ابتداء پروفیسر صاحب نے کی۔

"لگتا ہے ہمیں پہلے آپ دونوں سے پوچھ لینا چاہیے تھا"

نہیں پروفیسر صاحب ایسی بات نہیں ہے جو قسمت میں ہوتا ہے وہی ملتا ہے مجھے برا نہیں لگا مجھے یقین ہے کہ اللہ بہتر کریں گے ان شاء اللہ۔ مجھے کسی قسم کی کوئی شکایت نہیں ہے۔

ایمان علی کی بات پر استاد عمر اور پروفیسر صاحب کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

اور تُم بتاؤ میرے لال تیرے دل کی کیا رضا ہے؟

پروفیسر شکیل صاحب حذیفہ کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر مسکراتے ہوئے مخاطب ہوئے۔

میری کیا رضا ہونی جو اللہ کی رضا وہی میری رضا۔ ویسے بھی اللہ کا مجھ سے وعدہ ہے۔

وَلَسَوۡفَ يُعۡطِيۡكَ رَبُّكَ فَتَرۡضٰىؕ‏ ﴿۵﴾

"تجھے تیرا رب بہت جلد (انعام) دے گا اور تو راضی (وخوش) ہو جائے گا۔"

'ویری گڈ میرے شیر اللہ تعالیٰ میرے ہونہار بیٹے کو ہمیشہ اپنی رضا کے تابع چلائے رکھے۔ آمین۔

مجھے آج بے انتہا خوشی ہے کہ اللہ نے تجھ جیسا بیٹا مجھے نوازا ہے۔ حذیفہ۔'

اب بس بلال صاحب ہاں کر دیں تو یہیں مسجد میں ہی نکاح کر دیں گے۔ کیونکہ انکی یہی مختصر سی ہی فیملی ہے جو اس وقت انکے ساتھ ہی ہے اور ہمیں کچھ اور تو جہیز وغیرہ چاہیئے نہیں، سوائے اپنی بچیوں کے۔ تو اس لیے دیر نہیں کرنی چاہیے۔

بلال کا نام سن کر حذیفہ کو اتنا اندازہ ہو چکا تھا کہ اسکے باپ کی پسند وہی ہے جسکی چاہت اسکے اپنے دل میں بسی ہوئی ہے۔ لیکن ابھی وہ اس شک اور یقین کی ملی جلی کیفیت میں مبتلا تھا۔

اور ہاں آپ دونوں استخارہ لازمی کر لینا، ہر کام میں اللہ تعالیٰ کا مشورہ ضرور لینا چاہیے۔

جی ان شاءاللہ ہم استخارہ کر لیں گے۔

حذیفہ اور ایمان علی دونوں نظریں جھکائے ہوئے ہی بیٹھے تھے کہ استاد عمر اور پروفیسر صاحب کسی ضروری کام کی وجہ سے مسجد سے باہر چلے گئے۔

انکے جاتے ہی حذیفہ بھی بغیر کچھ بولے۔ تیز تیز قدم اٹھاتا مسجد سے باہر نکل گیا۔

ایمان علی جو گردن جھکائے بیٹھا تھا۔

”خداوندیہ کیسی آگ سی جلتی ہے سینے میں
تمنا جو نہ پوری ہو وہ کیوں پلتی ہے سینے میں“

نظریں اوپر آسمان سے پار رب کی طرف متوجہ کیں اور دو آنسو پلکوں سے ٹوٹ کر گالوں سے پھسل گئے۔

یاالٰہی اس وقت کچھ خاص انسان یاد آرہے ہیں جن میں شامل میرے اپنے بابا بھی ہیں۔

”میں خوش ہوں کہ تونے میرے لیے کسی بہترین زوجہ کا انتخاب کیا ہو گا۔ مگر یا خدا بس ایک تمنا تھی جس کا کھل کر آج اظہار آپکے سامنے کرنے جارہا ہوں کیونکہ اسکے بعد میں نہیں چاہتا کہ میں اپنی عزت کے علاوہ کسی اور عزت کا خیال بھی دل میں آنے دوں۔“

میری خواہش تھی، میری حسرت تھی کہ میری لائف پارٹنر وہ باکمال انسان ہو۔ جس نے ایک نازک لڑکی ہونے کے باوجود سرخرو ہو کر تیرے کلمے کو ایک بار نہیں بلکہ تین بار دہرایا تھا۔ اتنی بہادر کہ اپنے حال اور مستقبل کی بھی پروا نہیں کی۔

یہ نہیں سوچا کہ اب اسکے بعد اسکے ساتھ کیا ہو گا۔

اور میں ایک مرد ہو کر بھی اپنے دل میں آئے ایمان کا اظہار سب کے سامنے نہیں کر پایا۔

یا خدا تو جانتا ہے کہ مجھے کسی کی خوبصورتی متاثر نہیں کرتی اور نا مجھے کسی کا دنیاوی سٹیٹس متاثر کرتا ہے۔ مجھے تو بس اسلام کے رستے میں جرأت متاثر کرتی ہیں۔ میں مرد ہو کر کمزور رہا اور وہ عورت ہو کر بہادری کا مظاہرہ کر گئی۔

یا خدا اب اور کچھ نہیں بس آخری دعا ہے اس انجان نیک بندی کے حق میں۔ یہ دعا قیامت کے دن تک کے لیے ہے۔ اُسے صالحین کا ساتھ نصیب فرمانا۔ دنیا میں اسکو ایسی آزمائشوں سے بچائے رکھنا جو اسکے ایمانی لیول کو کم کرنے میں رکاوٹ بنیں۔ وہ جہاں کہیں بھی ہے اسکی حفاظت فرمانا۔ آمین۔

وہ میرے لیے چراغِ ہدایت بنی تھی اور اسی چراغ کے روشن دیے نے میرے دل کی سیاہی میں نور کو بھر دیا۔

میں اپنے دل میں ایک غیر محرم کا خیال نہیں لا سکتا۔ کیونکہ وہ غیر محرم تھی وہ میرے لیے غیر محرم ہی ہے اور اب تو۔!!!

"جو اپنی محبت میں ہوتے ہیں مخلص
وہ کسی کی زندگی برباد کیا نہیں کرتے
روتے ہیں، بلکتے ہیں اپنی چاہ کو پانے کے لیے
لیکن لوگوں میں اس انسان کا چرچا نہیں کرتے

دل میں رکھتے ہیں سنبھال کر اسکی یادوں کو

اور زباں پر التجاء کر کے مانگتے ہیں اسے رب سے

گر ہونا ممکن، حلال و جائز رشتے میں اسے ڈھالنا

تو ایسے حالات میں پھر وہ واویلا کیا نہیں کرتے

ہوتا تو ہے پھر تھوڑا سا مشکل، رب کی رضا کو اپنانا

لیکن ہوتے ہیں جو خاطر اپنے رب کے مخلص انساں

دبا کے اپنے نفس کو اور دے کے اپنی چاہت کو مات

جھکا لیتے ہیں پھر دل کو اپنے، رضائے رب کی خاطر"

دونوں آنکھوں سے موٹے موٹے موتیوں کی مانند آنسو ہاتھوں کی ہتھیلیوں میں جذب ہو گئے۔

"اللھم یسر لی جلیسا صالحا۔"

دعا پڑھتے پڑھتے ایمان علی مسجد کے کونے میں بچھے جائے نماز پر سجدہ ریز ہو گیا۔'

پھر اچانک ذہن میں ایک خیال آیا تو بھاگتے ہوئے الماری سے قرآن پاک کو نکالا اور سینے سے لگایا پھر دھیرے دھیرے قرآن پاک کو کھولا۔

سامنے ہی سبھی آنسوؤں کا جواب تھا۔

وَ اَوْحَیْنَاۤ اِلٰۤی اُمِّ مُوْسٰۤى اَنْ اَرْضِعِیْهِ ۚ فَاِذَا خِفْتِ عَلَیْهِ فَاَلْقِیْهِ فِی الْیَمِّ وَ لَا تَخَافِیْ وَ لَا تَحْزَنِیْ ۚ اِنَّا رَآدُّوْهُ اِلَیْكِ وَ جَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِیْنَ)سورۃ القصص: ۷(

”ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کی ماں کو وحی کی کہ اسے دودھ پلاتی رہ اور جب تجھے اس کی نسبت کوئی خوف معلوم ہو تو اسے دریا میں بہا دینا اور کوئی ڈر خوف یا رنج غم نہ کرنا ہم یقیناً اسے تیری طرف لوٹانے والے ہیں اور اسے اپنے پیغمبروں میں بنانے والے ہیں“۔

'یا الٰہی مجھے بھی ڈر ہے کہ میرا نفس کہیں بہک نہ جائے اس لیے میں نے اپنی دلی تمنا کو دل سے نکال کر کسی گہرے سمندر میں بہا دیا ہے۔

اب اگر تو چاہے تو اس بہائی ہوئی میری دلی خواہش کو واپس مجھ تک لانے پر قادر ہے۔ جیسے موسیٰ علیہ السلام کو لوٹا دیا تھا اسکی ماں کے پاس۔'

یارب تیری محبت قربانی مانگتی ہے اور قربانی بھی محبوب چیزوں کی۔ کچھ پانے کے لیے کچھ کھونا پڑتا ہے موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے بھی اپنے محبوب بیٹے کو کھویا تھا اور آج میں بھی اپنی دلی خواہش کو رد کر رہا ہوں۔

جو چیز میرے حق میں بہتر ہے وہ آسانی سے مل جائے اور جو بہتر نہیں اس سے مجھے تو بے نیاز کر دینا۔

دونوں ہاتھوں میں چہرہ چھپائے، دعا کا اختتام کرتے ہوئے ایمان علی پر سکون کیفیت میں اٹھ کھڑا ہوا۔

”بعض اوقات انسان جس چیز کو اللہ کی خاطر قربان کرنے کی ہمت جمع کر رہا ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اسکے خلوص کو دیکھتے ہوئے اسے وہی چیز دوبارہ بہترین حالت میں نواز دیتے ہیں اور بندہ دنگ رہ جاتا ہے“۔

♥ ♥ ♥ ♥ ♥

جہاں ایک طرف ایمان علی بہترین ساتھی کا ساتھ مانگ رہا تھا وہاں دوسری طرف مومنہ بھی زور قطار آنسوؤں کے ساتھ سجدے میں جھکی ہوئی اپنے رب سے سرگوشیاں کرنے میں مگن تھی۔

رقیہ بی بی نے عنایا اور مومنہ کے سامنے رشتے کی بات رکھ کر دونوں کی رضامندی پوچھی تو دونوں یکدم حیران ہو گئیں رقیہ بی بی ابھی رشتے سے متعلق ہی بات کر رہی تھی کہ مومنہ نے انکی بات پر اثبات میں سر ہلایا اور جلدی سے اٹھ کر کمرے سے باہر آگئی، وہ تنہائی میں اپنے رب کو اپنے دل کی کیفیت بتانا چاہتی تھی۔

یا خدا ابھی تو مجھے تنہائی پسند ہونے لگی تھی، ابھی تو مجھے آپ سے محبت ہوئی تھی۔ ابھی تو مجھے آپ کو اپنا سارا وقت بغیر کسی آزمائش کے دینا تھا۔ میں تو دنیا سے دور رہنا چاہتی تھی مگر آپ مجھے دنیا نواز کر دنیا میں واپس لانا چاہتے ہیں؟

اے میرے خدا مجھے سمجھ نہیں آرہا۔

میرے دل سے ساری دنیاوی رنگینیاں ختم ہو چکی ہیں میں تو بس تنہا رہنا چاہتی ہوں کیونکہ میں نے تو اب سمجھا ہے کہ تنہائیاں ڈراتی نہیں ہیں بلکہ اکثر تنہائیاں آپ سے جوڑ دیتی ہیں بہترین وہ وقت ہوتا ہے جب انسان بظاہر تو اکیلا ہو مگر باطنی لحاظ سے آپ اسکے ساتھ ہو۔ یا خدا وہ انسان جس کے ساتھ اب میرا نام جڑے گا، وہ کیسا ہو گا؟

بلال بابا دیندار انسان کو ہی ہمارے لئے پسند کریں گے لیکن یا خدا پھر بھی کسی کے باطن تک تو رسائی صرف آپ ہی کی ہے نا؟

وہ انسان مجھے کہیں تیرے رستے سے بھٹکا نہ دے۔ وہ مجھ پر اپنے حکم مسلط نہ کرے وہ رکاوٹ نہ بن جائے میرے اور آپکے درمیان۔

مجھے ڈر لگ رہا ہے۔ بہت زیادہ ڈر لگ رہا ہے۔

کیونکہ میں اس دنیاوی قید خانے میں گھٹ گھٹ کر مرنا نہیں چاہتی بلکہ میں تو اس دنیا میں بھی ایمان کی سلامتی کے ساتھ زندہ رہنا چاہتی ہوں۔

میں کیا کروں؟؟؟

تو ہی بتا میرے خدا میں کیا کروں؟؟؟

اپنے خدا کے کلام کو پڑھ کر دیکھو۔ وہ رب آپکو اپنی حکمت سمجھا دیں گے مومنہ۔

عنایا کسی کام سے کمرے میں آئی تو مومنہ کو اس طرح آنسوؤں سے نڈھال وجود کے ساتھ جائے نماز پر جھکے ہوئے دیکھ کر قریب آگئی۔

دل پریشان ہے نا؟ تو یہ رب کا کلام ہے اسے تھام لیجئے کیونکہ بے ترتیب ہوتی دھڑکنوں کا علاج اسی میں ہے، مومنہ بھیگی پلکوں سے عنایا کا چہرہ دیکھنے لگی تو عنایا نے نم آنکھوں سے قرآن مجید کی طرف اشارہ کیا۔

اَلَا یَعۡلَمُ مَنۡ خَلَقَ ؕ وَ ھُوَ اللَّطِیۡفُ الۡخَبِیۡرُ (سورۃ الملک:۱۴)

”کیا وہی نہ جانے جس نے پیدا کیا؟ پھر وہ باریک بین اور باخبر بھی ہو۔“

اب آپکو گھبرانا نہیں چاہئے مومنہ۔ دیکھیں ذرا آیت کی طرف۔ اللہ تعالیٰ نے کتنی زبردست بات فرمائی ہے کہ تم کیوں پریشان ہو۔ میں ہوں نا۔ وہ رب تسلی دے رہے ہیں۔ رب کا کلام ہم سے باتیں کرتا ہے مومنہ۔ ہر ہر حالات میں ہماری راہنمائی کرتا ہے۔

ہمیں ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے اللہ تعالیٰ کو سب معلوم ہے کہ ہمارے لئے کیا بہتر ہے۔

لیکن ہاں ہم جان بوجھ کر دنیا کے قید خانے میں کسی کے حکم تلے اپنے ایمان کو آنچ نہیں آنے دے سکتیں۔ کیونکہ ہمارے لئے ایمان کی دولت سے بڑی کوئی دولت نہیں۔ اور پتا ہے مومنہ اس دولت کو چرانے والا چور کوئی معمولی نہیں ہے بلکہ ابلیس ہے سب سے بڑا شیطان ہے اور انسانوں کے روپ میں بھی اس قیمتی دولت کے پیچھے پڑنے والا شیطان ہی ہے۔ اور وہ چور ایسا ہے جو نظر نہیں آتا، جس کو مارا نہیں جاسکتا۔ ہاں مگر ہم اسکو پیچھے چھوڑ کر آگے بھاگتے رہیں نا تو ہم منزل کی پہلی سیڑھی پر قدم رکھ لیں گے۔

لیکن مومنہ ہمیں بھاگنے کے لیے، اللہ کی مدد اور ایک مضبوط ہاتھ کی ضرورت ہے جو ہمیں تھام کر رکھے۔

جب جب ہم نازک اور جذباتی قسم کی لڑکیاں تھک کر ہارنے لگیں تو وہ مضبوط ہاتھ ہمیں پھر سے منزل کی طرف رغبت دلائیں۔

مومنہ اللہ تعالیٰ نے ہم دونوں کو ایک دوسرے کے ساتھ شاید اسی لیے ملایا ہے کہ ہم ایک دوسرے کو تسلی دینے کا باعث بنیں، خود آنسو بہے رہے ہوں لیکن آگے بڑھ کر پھر بھی ایک دوسرے کے آنسو پونچھے۔

عنایا مسکراتے ہوئے مومنہ کے آنسو صاف کرنے لگی اور مومنہ بھی مسکراتے ہوئے عنایا کے گلے لگ گئی۔

ایمان علی نے عافیہ کو اپنے رشتے سے متعلق بتا دیا تھا۔عافیہ تو جیسے پہلے ہی اس خبر کو سننے کے لیے بے تاب تھی۔

بھائی کی شادی کا سنتے ہی خوشی سے لبریز ہو گئی۔

عافیہ تم نے ایک بار بھی نہیں کہا کہ مجھے تمھاری مرضی اور پسند کے مطابق شادی کرنی چاہئے تھی؟ تم ایک ہی تو میری بہن ہو اور بہنیں تو بھائیوں کی شادیوں میں سب سے آگے ہوتی ہیں نا؟

ایمان علی عافیہ کو اس طرح خوش دیکھ کر حیران ہو گیا۔

"نہیں بھیا آپ کی مرضی، میری مرضی ایک ہی ہے۔

اور سب سے بڑھ کر اس خدا کی مرضی جو بہت پہلے سے آپکا رشتہ جوڑ چکا ہے وہ زمین پر انہی جوڑیوں کو ملاتا ہے جنکے ملاپ کا فیصلہ آسمانوں پر طے ہو چکا ہوتا ہے۔یقیناً یہ خدا کی طرف سے ملنے والا بہترین انعام ہو گا ان شاءاللہ۔"

تم واقعی اب چھوٹی نہیں رہی، تم تو بہت بڑی ہو گئی ہو اور بہت بڑی ذہانت والی باتیں بھی کرنے لگی ہو۔

"ہاں یہ سچ ہے کہ کچھ حالات انسان کو سمجھدار بنا ہی دیتے ہیں، بچپنا ختم ہو جاتا ہے، جب ہر طرف تنہائی ہو اور اپنی حفاظت بھی خود کرنی پڑے تو ایسے حالات میں بچے بھی میچور ہو جاتے ہیں۔"

اور میں تو پھر بھی عمر کے لحاظ سے بڑی اور پڑھی لکھی تھی دنیاوی علم کی ڈگریوں کا ڈھیر تھا میرے پاس۔

میری گڑیا ایم ریلی ویری سوری میری وجہ سے میری بہن ایسے حالات سے دوچار ہوئی۔

نہیں بھیا یہ تو اس خدا کی حکمت تھی جو فیصلے کرنے پر قادر ہے جو بہتر ہی نہیں بلکہ بہترین کرتا ہے اس کا احسان ہے کہ اس ذات نے ہمارا ایمان مضبوط کیا ہمیں کچھ عرصہ تنہا دنیا میں رکھ کر اپنے نفس سے لڑنا سکھایا۔

اور بھیا آپ بھی بالکل پریشان نہ ہوں میں آپکی شادی میں شرکت کروں گی اور پھر ہم سب ایک ساتھ رہیں گے۔

میں بھابھی کے ساتھ رہوں گی۔!

مجھے تو سوچ سوچ کر اتنی خوشی ہو رہی ہے کہ مجھے ایک رشتے میں ہی سب کچھ مل جائے گا۔

وہ میری بھابھی ہی نہیں بلکہ ایک اچھی دوست، بہن اور ایک ماں۔ کہتے کہتے الفاظ رک گئے اور آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔

ہاں وہ ایسی ہی ہو گی اور اسے ایسی ہی بننا پڑے گا۔ کیونکہ میں اب کسی صورت بھی اپنی چھوٹی کو نہیں کھونا چاہتا۔ تم بہت عزیز ہو میرے لیے میری گڑیا۔ ہر انسان سے عزیز۔

اور ہم ان شاءاللہ بابا کو بھی ڈھونڈ لیں گے ابھی میں باہر جاتا ہوں تو مجھے پیچھے تمھاری ہی فکر رہتی ہے اس لیے میں زیادہ ٹائم باہر نہیں رہ سکتا۔

لیکن پھر تم دونوں ساتھ ہوں گی نا۔ تو مجھے فکر نہیں رہے گی تب میں بابا کو ہر گلی، ہر سڑک پر تلاش کروں گا، گھر گھر میں اپنے بابا کے بارے میں پوچھوں گا۔ ہر ممکن کوشش سے ڈھونڈ لوں گا۔ بس تم بھروسہ رکھو۔

آئی لو یو بھیا۔

میں نے بہت کچھ کھویا ہے میں آپکو پھر سے نہیں کھونا چاہتی۔

عافیہ بچوں کی طرح روتے ہوئے ایمان علی کے کندھے سے لگ گئی اور ایمان علی بھی نم آنکھوں سے عافیہ کے سر پر شفقت بھرا ہاتھ پھیرنے لگا۔

"کتنا عجیب لگتا ہے نا جب خوشی کے لمحات میں بھی کچھ اپنوں کے بچھڑنے کی یاد ستاتی ہے اور دل خوشی کی بجائے آنسو بہاتا ہے۔"

عنایااور مومنہ کی رضامندی دریافت کرنے کے بعد بلال نے استاد عمر اور پروفیسر صاحب کو اپنی رضامندی سے بھی آگاہ کر دیا تھا۔

اس لیے تیاریاں شروع کر چکی تھیں۔

استاد عمر اور پروفیسر صاحب نے بلال کو صرف عنایااور مومنہ کے لیے شادی کا ایک، ایک سوٹ لینے کی ہی اجازت دی تھی اور باقی کسی قسم کا خرچہ کرنے سے پہلے ہی منع کر دیا تھا۔

آج بروز جمعہ کو عصر کے بعد دونوں بیٹیوں کا نکاح تھا۔ وہ دونوں ہمیشہ کے لئے پرائی ہو جانے والی تھیں۔

"بیٹیاں پرائی ہی ہوتی ہیں لیکن رخصتی کے وقت وہ اس احساس کو یقین میں بدل جاتی ہیں کہ وہ ہمیشہ والدین کے آنگن میں چڑیوں کی طرح چہچہاتی رہتی ہیں لیکن پھر ایک دن۔ وہ اس رونق کو سناٹے میں بدل جاتی ہیں۔ بیٹیاں تو پھولوں جیسی نازک کلیوں کی مانند ہوتی ہیں جنکی خوشبو سے سارے گھر کا آنگن مہک اُٹھتا ہے۔"

وہ دونوں قرآن کی تلاوت میں مگن تھیں۔

عنایااور مومنہ بیٹا آپ دونوں کل سے کچھ بھی نہیں کھارہیں۔ دیکھو تھوڑا سا کھانا کھالو۔

اور پھر پارلر بھی تو جانا ہے، ٹائم تھوڑا ہے۔

بانو کھانا کمرے میں لے کر آئی تو رقیہ بی بی بھی پیچھے ہی آگئی۔

ماں مجھے خالہ جان سے بات کرنی ہے۔ وہ میرے لیے بہت خاص ہیں۔ لیکن افسوس کہ وہ میری شادی میں شرکت نہیں کر پائیں گی۔

بیٹایوں اداس نہیں ہوتے۔ میں کتنی دفعہ انہیں کال کر چکی ہوں۔ صرف ایک بار ہی ان سے بمشکل بات ہو پائی۔ اور انہوں نے بتایا کہ وہ عمران کے ساتھ ہی بیرون ملک جاچکی ہیں اور وہاں پہاڑی علاقے میں نیٹ ورک ایشو بہت زیادہ ہوتا ہے۔

ماں کیا میں خالہ جان سے اب بات بھی نہیں کر پاؤں گی ؟

"تو کیا ہوا بیٹا۔ آپ شادی کے بعد ان سے مل آیئے گا یا تب تک شاید وہ خود پاکستان آجائیں۔"

اچھا یہ بتاؤ۔ کہ تم دونوں کھانا کیوں نہیں کھا رہیں؟

ان کچھ دنوں میں ہی کتنی کمزور ہو گئ۔

مجھے ٹھیک بتاؤ۔ کیا تم دونوں اپنی شادی سے خوش نہیں ہو؟

میں مانتی ہوں کہ یہ سب اچانک ہوا مگر وہ لوگ اور وہ بچے بہت ہی اچھے ہیں، دیندار لوگ ہیں اور پڑھے لکھے بھی ہیں ،اخلاق کے لحاظ سے بھی اچھے ہیں۔

آپکے بابا نے پوری تسلی کر کے ہی رشتہ طے کیا ہے۔

رقیہ بی بی دونوں کی گھبراہٹ کا اندازہ لگاتے ہوئے بیڈ پر بیٹھ کر تسلی دینے لگیں۔

نہیں ایسی بات نہیں ہے آنٹی جی۔ ہاں ماں ایسا کچھ نہیں ہے۔ بس پریشان اپنے عمل کو لے کر ہیں کہ کہیں کوئی آزمائش ہمارے عمل کے راستے میں رکاوٹ نہ بنے۔

ابھی تو ہمارے دل اللہ کی محبت سے لبریز بھی نہیں ہوئے تھے، ایمان کی حلاوت بھی صحیح سے نہیں پائی تھی اور ابھی تو آپ سے لاڈ پیار کے دن بھی نہیں ملے تھے ماں مگر ابھی اتنی جلدی رخصتی کا وقت بھی آگیا۔ اس بات سے دل بہت زیادہ ڈر رہا ہے کہ ہمارے قدم ڈگمگا نہ جائیں۔

ہم اللہ سے دور نہ ہو جائیں دعائیں بس یہی ہیں کہ وہ انسان ایسے ہوں جنکی صحبت سے ہی ہمیں اللہ یاد آجائے جو ہمیں رب کی طرف بڑھنے میں مزید گائیڈ کریں۔

ماشاءاللہ، ماشاءاللہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ

تم دونوں کی سوچ تم دونوں کی طرح انمول ہے بیٹا۔

تم دونوں کی سوچ سب سے الگ ہے۔ بیٹا جنکی تڑپ ایسی ہوتی ہے پھر اللہ تعالیٰ انکو دنیاوی لحاظ سے بھی کسی چیز کی کمی نہیں آنے دیتے۔ اور آخرت میں بھی سرخروئی نصیب فرماتے ہیں۔

مجھے امید ہی نہیں بلکہ اب تو یقین ہے میری پیاری بہنوں اللہ تعالیٰ آپ دونوں کو کبھی ضائع نہیں کرے گا کیونکہ وہ سب سے پہلے نیت دیکھتا ہے اور نیت کے مطابق ہی نوازتا ہے وہ باطن کے مطابق اپنے نیک بندوں کے معاملات کا فیصلہ کرتا ہے۔

جی بیٹا بانو ٹھیک کہہ رہی ہے جنکی تڑپ صرف رب کو پانا ہو پھر رب بھی انہیں اپنے سے دور نہیں کرتا اور ایسے انسانوں کی نسلیں بھی رب کے دین کا خوب کام کرتی ہیں۔

اللہ تمہیں تمہارے زوجین اور تمھاری آنے والی نسلوں کے لیے خیر کا باعث بنائے، تم دونوں اپنے اپنے زوج کے ساتھ رب کے رستے میں انصار اللہ بنو۔ ایسی روشن چراغ بنو کہ ہر بھٹکے ہوئے شخص کے لیے تم اور تمھاری نسلیں چراغِ ہدایت بن جائیں۔

آمین آمین یارب

ماں آپ نے تو ہمیں دنیا جہان کی بھلائیوں کی دعائیں دے دیں۔

جی آنٹی آپ نے ہمیں بہت پیاری دعائیں دیں۔ ہاں ماں اب ہمارے دل کا سارا بوجھ ہلکا ہو گیا ہے۔

چلو پھر اب پریشان نہیں ہونا پارلر جانا ہے اور اچھے سے مسکراہٹ چہرے پر رکھ کر تیار ہونا ہے۔ اپنے اپنے زوج کے لیے۔

"بیٹا نکاح سے جڑنے والا رشتہ بہت خوبصورت ہوتا ہے بہت اپنائیت والا، بہت محبت والا، حفاظت کرنے والا، قدم سے قدم ملا کر چلنے والا جو مانند ہے ایک لباس کے اور ساتھ ہی رحمت اور سکون کا باعث بھی۔

اس لیے گھبرانا نہیں خوشی کے ساتھ اس رشتے کو قبول کرنا۔

جی جی ماں۔ مجھے یاد آ رہا ہے کہ کچھ دن پہلے جب میں سورۃ الروم پڑھ رہی تھی تو اس میں ازواج کا ذکر آیا تھا۔
آپ ٹھہرے میں قرآن مجید لے کر آتی ہوں۔
ہاں یہی وہ آیت تھی۔ عنایا نے بیڈ پر بیٹھ کر قرآن مجید گود میں رکھ لیا۔
وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ (الروم : 21)
"اور اس کی ایک نشانی یہ ہے کہ اس نے تمہارے لیے تم میں سے بیویاں پیدا کیں، تاکہ تم ان کے پاس جا کر سکون حاصل کرو، اور تمہارے درمیان محبت اور رحمت کے جذبات رکھ دیے، یقیناً اس میں ان لوگوں کے لیے بڑی نشانیاں ہیں جو غور و فکر سے کام لیتے ہیں۔"
اللہ اکبر کبیرا۔ ماں، مومنہ، بانو دیکھیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ بات بھی۔ یعنی اس رشتے کے بارے میں بھی اتنے پیارے الفاظ نازل کئے۔
سبحان اللہ۔ وہ رب واقعی ستر والوں سے زیادہ محبت کرتا ہے۔
جی بیٹا۔ بیشک ایسا ہی ہے۔
میں قرآن مجید میں بیان ہوئی اللہ کی باتیں تو اچھے سے نہیں جانتی لیکن یہ ضرور جانتی ہوں کہ اس رشتے میں محبت اور رحمت سے کیا مراد ہے۔
پھر بتائیں نا آپ ماں۔ اس سے کیا مراد ہے؟
"بیٹا عام طور پر نکاح سے پہلے میاں بیوی الگ الگ ماحول میں پرورش پاتے ہیں، لیکن نکاح کے بعد ان میں ایسا گہرا رشتہ پیدا ہو جاتا ہے کہ وہ اپنے پچھلے طرز زندگی کو خیر باد کہہ کر ایک دوسرے کے ہو کر رہتے ہیں، ان کے درمیان

یک بیک وہ محبت پیدا ہوجاتی ہے کہ ایک دوسرے کے بغیر رہنا ان کے لئے مشکل ہوجاتا ہے، جوانی میں ان کے درمیان محبت کا جوش ہوتا ہے اور بڑھاپے میں اس پر رحمت اور ہمدردی کا اضافہ ہوجاتا ہے۔"

مومن بھائی یہ نئے کپڑے پہنیں اور تیار ہوجائیں اپنے بیٹے کو دولہے کے روپ میں دیکھنے کے لیے۔

اب آپ کا انتظار ختم ہوا اور وہ شام آن پہنچی ہے جس کا ہم سب کو بے قراری سے انتظار تھا۔

استاد عمر ایمان علی کے والد کو کاٹن کا سفید سوٹ دیتے ہوئے خوشخبری سنا رہے تھے۔

"جی اور آج ایمان علی کی زندگی کا بھی بہت خاص دن ہے اسکی بے قراری سے مانگی ہوئی دعائیں آج حقیقت میں رنگ لے آئیں گی اور ان دعاؤں کی قبولیت کو اپنے سامنے موجود پا کر وہ دنگ رہ جائے گا"۔

ان شاء اللہ۔

ہاں آج واقعی میں بھی بہت خوش ہوں میں اپنے بچے کو دیکھوں گا، اسے گلے سے بھی لگاؤں گا۔

اسے بتاؤں گا کہ وہ جیت گیا، اسکے سچے دین اور استقامت کے سامنے اسکا باپ ہار مان گیا۔

میں اسے سچ بھی بتاؤں گا کہ میں شرمندہ ہوں میں اسکی بہن اسکی چھوٹی کو کھو بیٹھا ہوں۔

مومن بھائی آپ پریشان نہ ہوں ہم ان شاء اللہ اپنی بیٹی کو بہت جلد تلاش کر لیں گے، اللہ بہتر کریں گے۔

آپ خوشی کے موقع پر یوں اداس نہ ہوں۔

ایک طرف باپ اپنے بیٹے کو دولہے کے روپ میں دیکھنے کے لیے بے تاب تھا اور دوسری طرف بہن اپنے بھائی کو شہزادے کے روپ میں دیکھنے کے لیے بے قرار تھی۔

"آج سب کی زندگیوں میں اک خوشی کا سما چھانے والا تھا۔ حذیفہ وہ بہترین انعام ملنے والا تھا جسکا وہ منتظر تھا اور ایمان علی کو بھی اسکی چاہت سے نوازا جانا تھا آج سب دعاؤں پر کن کی مہر لگ چکی تھی۔ کہیں عافیہ کو اپنے باپ کی محبت لوٹائی جانی تھی اور کہیں مومن کو اپنی لختِ جگر بیٹی اور بیٹا مل جانا تھا۔"

حذیفہ قرآن کی وہی آیت بار بار پڑھ کر دل کو تسلی دے رہا تھا، دل دھڑک رہا تھا، روپ میں نکھار پیدا ہو رہا تھا چہرے پر تبسم تھا۔ دل کی دھڑکن بے ترتیب تھی۔

ادھر عنایا اور مومنہ دھڑکتے دل لئے۔ دولہن بنی کسی ہیرے کی مانند لگ رہی تھیں۔

چہرے کی چمک میں اضافہ ہو رہا تھا ایک طرف ایمان کا نور، حیا کا نور اور دوسرا میک اپ بھی کمال کا تھا۔

وہ دونوں اپنے چہروں پر گھونگھٹ لٹکائے بیٹھی تھیں کہ عصر کی اذان شروع ہو گئی۔

مؤذن کی آواز میں آج عجیب سی سکینت محسوس ہو رہی تھی ایسی اذان پہلے کبھی نہیں سنی۔

مومنہ اذان کے بعد کی دعا پڑھ کر عنایا سے مخاطب ہوئی۔ہاں میں نے بھی محسوس کیا بہت خوبصورت انداز تھا ٹھہراؤ بھی اور لگن کے ساتھ محبت بھی۔ سبھی کچھ اس لہجے میں شامل تھا خوبصورت اذان ماشاء اللہ۔

اذان سن کر عنایا اور مومنہ نے عصر کی نماز ادا کی اور ایک بار پھر سے ربِ کائنات کے سامنے مناجات کے لیے ہاتھ اٹھائے۔

دل کی دھڑکنیں تیز ہوتی جا رہی تھیں، لب ہلنے سے بھی قاصر ہونے لگے ہاتھ اٹھا کر خوبصورت سجے چہرے آسمان کی جانب اٹھائے بس خاموش لبوں سے وہ دل ہی دل میں اپنے رب سے سرگوشی کرنے لگیں۔

دروازے پر دستک ہوئی تو عنایا نے قرآن پاک کو سینے سے لگایا اور مومنہ کے پاس آ گئی۔

استاد عمر کا ہی معنی و مفہوم والا قرآن مجید تھا جو عنایا نے اپنے بابا سے کہہ کر مسجد سے منگوایا تھا۔

لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا

"اللہ تعالیٰ کسی جان کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا"۔

اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہر انسان پر اتنی ہی آزمائش لاتے ہیں جو وہ برداشت کر سکتا ہو۔

عنایا مجھے کوئی نصیحت کرو۔ مجھے اپنے ماما پاپا کی بہت یاد آ رہی ہے۔ اگر وہ ہوتے تو وہ مجھے ضرور نصیحت کرتے۔

کیوں نہیں میری بہن۔ آزمائشیں ہماری زندگی کا حصّہ ہوتی ہیں اس لیے اگر کبھی کسی بھی آزمائش کا بوجھ دل پر زیادہ محسوس ہونے لگے تو یہ یادرکھنا کہ اللہ تعالیٰ کبھی کسی انسان پر اسکی وسعت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتے۔

"پتہ ہے مومنہ ایک دن رفیعہ خالہ مجھے ایک آیت سمجھا رہی تھیں تو اسی دوران انہوں نے مجھے قرآن مجید کی کسی آیت کے ذریعے نصیحت کی تھی۔ اور کہا تھا کہ اللہ کے احکام پر عمل کرنے والوں کے راستے میں چاہے کتنی ہی مشکلات کیوں نا آئیں۔ لیکن اگر انسان اپنے عمل میں خالص اللہ کے لیے استقامت اختیار کرلیتا ہے نا۔ تو پھر اسے وہ مشکلات، وہ رکاوٹیں، وہ آزمائشیں بھاری نہیں لگتی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کسی جان پر حد سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتے۔ اور ویسے بھی جو اللہ کی محبت میں لبریز ہوتے ہیں وہ حکم ربی پر عمل کرتے ہوئے اپنا آپ بالکل ہلکا پھلکا سا محسوس کرتے ہیں اور اگر کبھی کوئی عمل نہ کرپائیں تو دل پر انکے تب بوجھ بنتا ہے کہ ہم عمل کیوں نہیں کرپائے۔ اور اس بات کو میں نے اپنے ہمیشہ یادرکھا ہے۔ یہ نصیحت میرے لیے بہت اہم ہے مجھے اس نصیحت کو سن کر بہت حوصلہ ملا تھا"۔

وہ کونسی آیت تھی عنایا؟ مجھے بھی اس آیت کے بارے میں جاننا ہے۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ

(الاعراف: 42)

"اور جو لوگ ایمان لائے ہیں اور انہوں نے نیک عمل کیے ہیں (یادرہے کہ) ہم کسی بھی شخص کو اس کی طاقت سے زیادہ کی تکلیف نہیں دیتے۔ یہی وہ لوگ ہیں جو جنت کے ساتھی ہیں، وہ ہمیشہ اس میں رہیں گے۔"

'اور رفیقہ خالہ نے یہ دعا بھی بتائی جو سورۃ البقرہ کے آخر میں ہے۔ اس دعا کو صبح وشام اپنے اذکار میں شامل کرلینا چاہئے اور اور رات کو سونے سے پہلے پڑھنے والا انسان اللہ تعالیٰ کے امان میں آجاتا ہے۔

یعنی ہر شر سے محفوظ ہوجاتا ہے"۔

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذۡنَاۤ اِنۡ نَّسِيۡنَاۤ اَوۡ اَخۡطَاۡنَا‌ ۚ رَبَّنَا وَ لَا تَحۡمِلۡ عَلَيۡنَاۤ اِصۡرًا كَمَا حَمَلۡتَهٗ عَلَى الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِنَا ‌ۚ رَبَّنَا وَ لَا تُحَمِّلۡنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ‌ ۚ وَاعۡفُ عَنَّا ‌ۚ وَاغۡفِرۡ لَنَا ۚ وَارۡحَمۡنَا ‌ۚ اَنۡتَ مَوۡلٰنَا فَانۡصُرۡنَا على القومِ الکافرین۔

”اے ہمارے رب اگر ہم بھول گئے ہوں یا خطا کی ہو تو ہمیں نہ پکڑنا اے ہمارے رب ہم پر وہ بوجھ نہ ڈال جو ہم سے پہلے لوگوں پر ڈالا تھا اے ہمارے رب ہم پر وہ بوجھ نہ ڈال جس کی ہمیں طاقت نہ ہو اور ہم سے در گزر فرما اور ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم کر تو ہی ہمارا مالک ہے، ہمیں کافروں کی قوم پر غلبہ عطا فرما“

اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپکے حامی وناصر رہیں۔ آمین

جزاک اللہ خیرا کثیرا۔ عنایا میں اس نصیحت کو ہمیشہ یاد رکھوں گی۔ میں اس دعا کو ہمیشہ مانگتی رہوں گی۔ عنایا تمھارے ماں بابا کے مجھ پر بہت احسان ہیں۔ آج کے اس زمانے میں کوئی بھی اتنی اپنائیت اور اتنی محبت کسی اجنبی کو نہیں دیتا۔

خدا آپ سب کو بہترین جزا دے۔ آمین۔

نہیں مومنہ ہم نے آپ پر کوئی احسان نہیں کیا۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہوا، کہ ہم نے اپنی استطاعت کے مطابق آپکی خیر وخواہی کی۔ اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں شاید اسی وجہ سے بہت سی مشکلات سے نکالا۔

”ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے کسی مومن کی دنیا کی پریشانیوں میں سے کوئی پریشانی دور کر دی، اللہ تعالیٰ بروز قیامت اس کی پریشانیوں میں سے ایک پریشانی دور کر دے گا۔ جس نے کسی تنگ دست پر آسانی کی، اللہ اس پر دنیا وآخرت میں آسانی کرے گا۔ جس نے کسی مسلمان کی پردہ پوشی کی، اللہ تعالیٰ دنیا وآخرت میں اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ برابر بندے کی مدد میں ہوتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد میں ہوتا ہے“۔

بس یہی وجہ ہے شاید کہ۔ جیسے بانو کی شادی میں کتنی بڑی آزمائش پیدا ہوئی تھی لیکن اللہ تعالیٰ نے مدد کی۔ اور پھر اب اللہ تعالیٰ نے ہمیں بہترین سے نواز رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کسی کی نیکی ضائع نہیں کرتے، اگر کوئی خالصتاً اللہ کی رضا کے لیے کسی کے لیے نیکی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے ویسی ہی دنیا و آخرت میں جزا دے دیتے ہیں۔ ہم لوگوں نے آپکو رہنے کا ٹھکانہ اگر دیا تو اللہ تعالیٰ نے بدلے میں بانو اور مجھے بھی بہترین ٹھکانہ دیا، دیندار ہمسفر مل جانا کوئی عام سی بات نہیں ہے۔

بہت بڑی اللہ کی یہ عطا ہے۔ جو بغیر آزمائش کے ہی ہمیں نصیب ہو گئی الحمد اللہ کثیر ا۔

اس لیے آپ یہ مت کہیں کہ ہمارا آپ پر کوئی احسان ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ ہمیں آپ سے کی گئی نیکی کا اجر دے چکے۔

آپ صرف اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیجئے جس نے آپکے لیے راہیں بنائی۔

ایمان علی کا نکاح پڑھاتے ہوئے جیسے ہی استاد عمر نے مومنہ نام لیا تو ایمان کے دل کی دھڑکن اس نام پر اتھل پتھل ہو گئی۔ وہ سمجھ نہیں پایا کہ اسکے دل کی آواز اسکے کانوں سے ٹکرا رہی ہے یا پھر واقعی حقیقت میں اسکے سامنے اسکی شریک حیات کا نام ہی مومنہ لیا جا رہا۔ انہی سوچوں میں گم تھا جب استاد عمر نے پھر سے مومنہ نام پکار کر ایمان علی سے نکاح قبول کرنے کی رضامندی پوچھی۔

تو وہ پھر سے چونکا گیا مگر پھر چہرہ جھٹک کر ایمان علی نے خود کو نارمل کیا اور چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ سجائے نکاح بخوشی قبول کیا۔

ذہن یہ بات سوچنے سے بھی قاصر تھا کہ اسکی شریک حیات کا نام مومنہ کیسے ہو سکتا ہے۔ کیا مومنہ بلال انکل کی بیٹی ہیں۔ کیا بلال انکل ہی مومنہ کے سگے باپ ہیں؟ اگر ہاں تو پھر کیا بلال انکل اور انکی ساری فیملی پہلے غیر مسلم تھی؟

وہ اپنے ہی سوالوں میں الجھ گیا تھا۔

پہلے ایمان علی کا نکاح پڑھایا گیا تھا اور اسکے بعد حذیفہ کا نکاح پڑھایا گیا۔

"بہت سادگی سے مسجد میں نکاح ہوا تھا۔

حذیفہ اور ایمان علی کو سب نے مبارکباد دی۔

مومن بھی سب کے درمیان کالی عینک لگائے بیٹھا اپنے بیٹے کی آنکھوں میں نمی کو محسوس کر رہا تھا۔

دل کیا کہ بھاگ کر اپنے بیٹے کو اپنے سینے سے لگا لے مگر وہ تنہائی میں ایمان علی سے ملنا چاہتا تھا۔

دوسری طرف استاد عمر کے گھر میں ہی عنایا اور مومنہ کا نکاح پڑھایا گیا تھا۔

صرف پروفیسر شکیل صاحب نے ہی کچھ مہمانوں کو فیملی سمیت بلایا تھا۔ اس لیے ہر طرف گہما گہمی تھی سب کھانے میں مصروف تھے۔ عنایا اور مومنہ کھانا کھا چکی تھیں۔

السلام علیکم ورحمتہ اللہ۔ نکاح مبارک ہو آپ دونوں کو۔

عافیہ دھیرے دھیرے چلتے ہوئے مومنہ اور عنایا کے پاس آکر بیٹھ گئی۔

خیر مبارک۔

وہ دونوں اجنبی چہرے کو دیکھ کر حیران ہوئیں لیکن چہرے پر مسکراہٹ سجائے سلام کا جواب دے دیا۔

کیا میں آپ دونوں دلہنوں کے نام پوچھ سکتی ہوں؟

آپ دونوں پریشان نہیں ہوں آپ مجھے نہیں جانتیں۔

مگر اب ہم انجان بھی نہیں ہیں۔ کیونکہ ہمارا ایک مضبوط رشتہ جڑ چکا ہے۔

مجھے یہ نہیں پتہ کہ میری بھابی کون سی ہے۔

ویسے آپ دونوں بہت پیاری لگ رہی ہیں۔

بھابی۔ مطلب کیا آپ ہم دونوں میں سے ایک کی نند ہیں؟

لیکن ہمیں تو بتایا ہی نہیں کسی نے بھی۔

عنایا نے خفا ہوتے ہوئے کہا۔

اوہ۔ ایم ریلی سوری۔ بہت معذرت۔

میں پہلے نہیں آ سکی دراصل میں ایک ڈاکٹر ہوں نا تو ٹائم نہیں ملا اور ویسے بھی تو یہ سب اتنی جلدی میں ہو گیا۔ خیر اب تو آ گئی ہوں نا میں۔

رخصتی ہو جائے پھر گھر جا کر بہت باتیں کریں گے اور پھر میں بھابی جان کو بتاؤں گی میں کیوں نہیں آ پائی پہلے۔

مومنہ اور عنایا ایک دوسرے کو سوالیہ نظروں سے دیکھ رہی تھیں۔

اور عافیہ مسکراتے ہوئے وہاں سے اٹھ گئی۔

بھیا ماشاء اللہ، ماشاء اللہ وہ دونوں دلہنیں بہت پیاری لگ رہی ہیں اب پتہ نہیں آپ کے والی کونسی ہے۔

ویسے مجھے تو دونوں ہی بہت اچھی لگیں، صورت اور سیرت دونوں لحاظ سے۔

عافیہ ایک سائیڈ پر جا کر ایمان علی کو کال پر بتا رہی تھی اتنے میں حذیفہ نے پیچھے سے آ کر ایمان علی کے ہاتھ سے فون پکڑ کر بند کر دیا۔

شاباش میرے بھائی۔ میرے دل کی بے ترتیب دھڑکنیں ابھی تک سیدھی نہیں ہوئیں اور تم یہاں بھابی جی سے فون پر باتوں میں ابھی سے مشغول ہو گئے؟

شرم کرو حذیفہ۔ میں کسی اور سے نہیں بلکہ اپنی ہی بہن سے بات کر رہا تھا اپنی سگی بہن سے۔

ایمان علی کے منہ سے بہن کا لفظ سن کر حذیفہ کو جیسے کرنٹ لگ گیا ہو۔

کیا!؟ کیا تمھاری بہن تمھیں مل گئی؟

کب، کیسے اور کہاں پر ملی؟

جی ہاں مل گئی۔ جب، جیسے، جہاں تم لوگوں کو میرا باپ ملا۔ ویسے ہی مجھے میری بہن بھی مل گئی۔

ایمان علی نے مومن کو پروفیسر شکیل صاحب اور استاد عمر کے پاس کھڑے دیکھ لیا تھا اور اس پہلے وہ انکے پاس جاتا۔ لیکن عافیہ کی کال آگئی اور پھر حذیفہ کا یوں فون کھینچنا ایمان علی کی سمجھ میں کچھ نہیں آیا کہ وہ آج اپنی شادی کے دن غصے سے کیا بولے جارہا ہے۔ وہ عجیب الجھن کا شکار تھا۔ ایک طرف مومنہ نام سن کر اور دوسری طرف اپنے باپ کو یوں اپنے نکاح میں موجود پا کر۔ اسکا ذہن الجھا ہوا تھا۔

اچھا یعنی تم اپنے بابا سے مل چکے ہو؟

حذیفہ پر حیرانگی کے پہاڑ ٹوٹ رہے تھے۔

نہیں ابھی ملا نہیں ہوں۔ بس میں انکے پاس جانے ہی لگا تھا کہ عافیہ کی کال آگئی۔

میں نے سن لیا جب میرے بابا تم لوگو سے کہہ رہے تھے کہ اب تو ملوا دو میرے بیٹے سے۔ اب اور صبر نہیں ہو رہا۔

میں نے سن لی ساری باتیں۔ پتہ نہیں کب سے تم سب نے چھپا کر رکھا مجھ سے میرے بابا۔

یار ایمان علی میں تمھیں اُنہی کے پاس لے جانے کے لیے آیا تھا۔

خیر چھوڑو غصہ۔

بلکہ خوش ہو جاؤ کہ تمھاری بہن بھی تمھارے پاس ہے اور تمھارے بابا بھی اور اب تو بھابی بھی۔ ساری خوشیوں کا انعام ایک ہی بار مل گیا۔ یار تمھاری تو عید ہو گئی۔ اللہ نے تمھاری ساری دعائیں قبول فرمالی۔

ہاں لیکن مجھے دکھ ہو رہا ہے کہ تم سب نے مجھ سے میرے بابا کے ملنے کی خبر چھپائی۔

ایمان علی یاد ہے وہ انسان کون تھا جنکو تم اپنے ہاتھوں سے اٹھا کر اپنے گود میں لٹا کر ہاسپٹل لے کر گئے تھے وہ کوئی اور نہیں بلکہ آپکے اپنے بابا ہی تھے۔

اور جب انکو ہوش آیا اور وہ تمہارے پرانے نام سے پکار رہے تھے تو مجھے پتہ چل گیا۔ اور پھر میں نے اور استاد عمر نے چاہا کہ آپکے بابا بہترین حالت میں آپ سے ملیں۔ اور پھر اچانک یہ شادی۔

ایمان علی کو ایسے لگ رہا تھا کہ جیسے وہ کوئی بات نہیں سن پا رہا۔

وہ نظریں حذیفہ کے چہرے پر ٹکائے بس اسکے ہلتے ہونٹوں کو ہی دیکھ رہا تھا۔

سوری یار۔ لیکن یہ سب تمھارے لیے ہی ہم نے کیا۔ اور اب چلو کب سے مومن انکل تمھارا ویٹ کر رہے ہیں رخصتی کو تھوڑا ہی ٹائم باقی ہے۔

حذیفہ نے ایمان علی کی حالت کو بگڑتے دیکھا تو مومنہ کے بارے میں بتانا مناسب نہیں سمجھا۔

ایمان علی نے اپنے باپ کا نام سن کر کچھ کہنے کے لیے لب کھولے ہی تھے کہ حذیفہ نے ایمان علی کے کندھے پر تھپکی دی اور ہاتھ پکڑ کر مسجد کے ایک کونے میں لے گیا جہاں مومن آنسو صاف کر رہا تھا۔

ب بابا اجان؟

ایمان علی کی جیسے ہی اپنے باپ پر نظر پڑی بالکل بچپن کی طرح جیسے اپنے بابا کو پکارتا اور بھاگ کر گلے لگ جاتا تھا ویسے ہی بھاگ کر گلے لگا اور شدت کے ساتھ پہلی بار پھوٹ پھوٹ کر رو دیا۔ اور مومن کی آنکھوں میں بھی بے تحاشا آنسو امڈ آئے۔

میرا بیٹا، میرا بچہ مجھے مل گیا۔

دیکھو میں نے بھی اسلام قبول کر لیا، میں بھی اسلام کے دائرے میں آگیا۔ تم مجھے اسی حالت میں دیکھنا چاہتے تھے نا؟ تو لو اب میری آنکھوں میں دیکھو۔

تمھیں پتہ ہے بیٹا کہ میرا نام مومن ہے؟

میری پہچان اب اسی نام سے ہے۔ بیٹا تمھارے یہ بابا مسلمان سے مومن بننے کی کوشش میں ہیں۔

مومن مسکراتے ہوئے اب ایمان علی کے چہرے پر محبت سے ہاتھ پھیر رہا تھا۔

نکاح مبارک ہو میرے بچے۔

ایمان علی کیا تم چھوٹی کو بھول گئے ہو؟

اپنی بہن کے بارے میں تو تم نے پوچھا ہی نہیں؟

نہیں بابا جان ایسی بات نہیں ہے۔

بیٹا اس سے پہلے تم مجھ سے کچھ پوچھو میں ہی بتا دیتا ہوں، مجھے معاف کر دو بیٹا، تمھاری چھوٹی پتہ نہیں کہاں کھو گئی ہے۔ مجھے یہ تو پتہ ہے کہ وہ بھی اسلام قبول کر چکی ہے مگر وہ کہاں ہے یہ میں نہیں جانتا۔ لیکن بابا جان میں جانتا ہوں کیونکہ وہ میرے پاس ہے صحیح و سالم، خیر و عافیت سے ہے۔

اور اسکا نام بھی عافیہ ہے۔

ک کیا!!؟

کیا چھوٹی تیرے پاس ہے؟ کیا وہ حویلی سے سیدھی تیرے پاس ہی آئی تھی؟

نہیں بابا وہ تو کچھ مہینے پہلے مجھے ہاسپٹل میں ملی، جہاں وہ جاب کرتی ہے۔

یا خدا تیرا شکر۔ مجھے خدا کے آگے سرخرو ہونا ہے مجھے اس ذات کا شکر ادا کرنا ہے جس نے مجھے میرے بچوں کو مجھ سے بہترین حالت میں اور بہترین جگہ پر ملوایا۔ مجھے بہت ساری نعمتوں سے نوازا ہے۔

مومن شکر گزاری کے طور وہیں مسجد میں ہی فرش پر سجدہ ریز ہو گیا۔

مومن نے استاد عمر سے کہہ کر حویلی کی صفائی پہلے سے ہی کروالی تھی اور ایمان علی کا کمرہ خود حذیفہ کے ساتھ مل کر سجایا تھا۔

رخصتی کے بعد جب ایمان علی کی سجی ہوئی گاڑی حویلی کے اندر داخل ہوئی تو عافیہ یکدم چونک گئی کیونکہ کچھ دن پہلے ہی تو وہ ایمان علی کے ساتھ حویلی کو دیکھنے آئی تھی تب حویلی کو تالہ لگا تھا۔

لیکن اب حویلی کے اندر کا منظر بھی خوشنمائی سے بھرپور نظر آ رہا تھا۔ مکمل صفائی اور حال میں نئے صوفے، نئے پردے پورا سامان نیا پا کر وہ ایمان علی کی طرف بڑھی ہی تھی کہ پیچھے سے کسی نے عافیہ کی آنکھوں پر زور سے ہاتھ رکھ لئے۔

عافیہ نے اپنی آنکھوں سے ہاتھ ہٹانا چاہے مگر ناکام رہی۔ پھر اپنی آنکھوں پر رکھے ہاتھوں کو پہچاننے لگی آنکھوں پر رکھے سخت ہاتھوں کی ایک انگلی میں پہنی انگوٹھی کو محسوس کر کے فوراً پہچان گئی۔

پاپا!!؟

"ایک بیٹی اپنے باپ کے ہاتھوں کو کیسے محسوس نہیں کر سکتی۔ جن ہاتھوں نے اسے انگلی پکڑ کر چلنا سکھایا ہو، لکھنا سکھایا ہو۔"

پاپا آپ ہی ہیں نا؟

مومن کے ہاتھوں کی گرفت ڈھیلی پڑ چکی تھی جلدی سے عافیہ کا چہرہ اپنی طرف موڑ کر ماتھا چوما، ہاتھوں کو چوما اور عافیہ کو اپنے سینے سے لگا لیا۔

'وہ ابھی تک گم سم کھڑی۔ کچھ بھی سمجھنے سے قاصر تھی۔'

عافیہ میری بیٹی۔ اپنے پاپا کی طرف نہیں دیکھو گی؟

اپنے پاپا کے سینے پر سر رکھ کر ہمیشہ کی طرح لمبا سانس خارج نہیں کرو گی؟

مجھ سے ناراض ہو؟

بیٹا کچھ تو بولو۔ میں ترس گیا ہوں اپنی بچی کی آواز سننے کے لیے۔

پاپا!؟

ہاں بیٹا آپکے پاپا آپکے سامنے موجود ہیں۔ اور اسلام قبول کر چکے ہیں۔

اپ پ رو کیوں رہے ہیں پ پا اپاپا؟

اور میری لاڈلی کیوں رو رہی ہے؟

مومن نے عافیہ کے آنسو اپنے ہاتھوں کے پوروں سے صاف کرتے ہوئے شفقت سے پوچھا۔

میں تو خوشی کے مارے رو رہی ہوں کہ میرے پاپا میرے سامنے ہیں جہنوں نے مجھے ماما بن کر بھی پالا تھا میں آپکو چھوڑ کر چلی گئی تھی پاپا۔ مجھے معاف کر دیں۔ عافیہ پھوٹ پھوٹ کر روتے ہوئے مومن کے سینے سے لگ گئی۔

نہیں میری بچی ایسا مت کہو۔ معافی نہیں مانگو۔

پتہ ہے اگر آپ نہ جاتی تو میں کبھی بھی شاید ہدایت نہ پاتا۔ میں ٹوٹ کر نہ بکھرتا۔ میں اندھیروں میں رہ جاتا۔ تم دونوں خود تو چلے گئے لیکن اک روشن دیا اپنے پیچھے چھوڑ گئے۔ جسکی روشنی میرے سینے کو منور کر گئی۔

"والدین اپنے بچوں کے لیے رول ماڈل بنتے ہیں۔ لیکن میں وہ خوش قسمت باپ ہوں جسکے بچے اپنے باپ کے لیے ذریعہ ہدایت بنے۔ کچھ پانے کے لیے کچھ کھونا ضروری ہوتا ہے اور کچھ آزمائشیں انسان کو راہِ حق پر لے آتی ہیں۔"

بیٹے کے جانے کا غم میں سہہ گیا تھا کیونکہ مجھے پتہ تھا کہ وہ کہیں نا کہیں بسیرا کر لے گا۔ لیکن جب تم بھی چلی گئی تب مجھے احساس ہوا کہ میں نے اپنی انا کی وجہ سے اپنی بیٹی کھو دی۔ اپنی عزت کھو دی۔

'بیٹی تو باپ کا غرور ہوا کرتی ہے۔ باپ کی شان ہوتی ہے، باپ کے سر کا تاج ہوتی ہے۔ ایک باپ کی عزت بیٹی سے ہی جڑی ہوتی ہے۔ تھوڑی سی بھی آنچ آئے نا تو باپ کی عزت پامال ہوتی ہے۔'

اسلامی مذہب کا مجھے علم تھا مگر میں عمل سے دور تھا میں قبول کرنے سے انکاری تھا اور میں ہدایت کی توفیق سے بھی محروم تھا۔ لیکن میرے خدا نے مجھے اپنے دین کی نعمت سے سرفراز فرمادیا اور مجھے سچا اور پکا مومن بھی بنا دیا۔

باپ بیٹی دونوں ہی آنسو بہا رہے تھے اتنے میں ایمان علی بھی آ گیا۔

"اب تینوں اس ذات کا شکر ادا کر رہے تھے جس کی وجہ سے آج وہ اسی حویلی میں دینِ اسلام کی محبت کو دلوں میں بسائے کھڑے تھے۔ جس حویلی میں پہلے ایمان نہیں تھا۔ شرک تھا۔ مگر آج ہر ایک چیز دھلی ہوئی نظر آرہی تھی جیسے ہر چیز کو شرک سے پاک کیا گیا ہو۔"

بیٹا ہم تو دنیا کی اس تھوڑی سی زندگی میں ہیں مسافر کی طرح ٹھہرے ہوئے۔

اوہ ہاں پاپا۔ مجھے ابھی ابھی "مسافر" لفظ سن کر اردو کی نظم کے کچھ اشعار ذہن میں آئے۔ آپکو پتہ ہے نا میں اردو کے اشعار کتنے شوق سے یاد کرتی تھی۔

اس لیے ان میں سے ایک تو میں ضرور سناؤں گی اور اسکی وضاحت بھیا کریں گے۔

کیوں بھیا۔ کریں گے نا وضاحت؟

جی بالکل کیوں نہیں۔ اللہ نے علم دیا تو اسکو چھپانا کیوں۔! چلیں پھر میں سناتی ہوں۔ علامہ اقبال اپنے شعر میں کہتے ہیں۔

"تو اے مسافر شب خود چراغ بن اپنا
کر اپنی رات کو داغِ جگر نورانی"

چلیں اب بھیا آپ اسکی اسلامک لحاظ سے اسکی وضاحت کریں۔ وہ پر جوش انداز میں بیٹھی ایمان علی کا چہرہ دیکھ رہی تھی۔

اسکی وضاحت تو بہت آسان سی ہے۔ ایمان علی کچھ دیر خاموش بیٹھنے کے بعد عافیہ اور مومن کی طرف دیکھ کر ساتھ ہی ہلکا سا مسکرایا۔

"یعنی مسافر صحیح راہ پر چلنے سے ہی تو اصل منزل پا سکتا ہے۔ منزل بھی تیرے ہی اندر پوشیدہ ہے یعنی تیرے اندر حصولِ منزل کی بھی صلاحیتیں موجود ہیں اور جب تُو صراط مستقیم پر چلے گا تو ارتقائے دنیاوی اور اخروی کامرانی

دونوں نصیب ہوں گے۔ تُو صراط مستقیم کا راہی ہے۔ اس راستے پر گامزن ہو اور جو (غیر مسلم یا دین سے دور لوگ) اس راہ سے ناواقف ہیں اُنہیں اس راہ کے بارے میں بتا، یہ تیری ذمہ داری ہے۔ یعنی انسانوں کو دینِ اسلام کی طرف رغبت دلانی چاہیئے، اپنی استطاعت کے مطابق۔"

ہاں یہی میں سننا چاہ رہی تھی۔ کہ انسان کے آس پاس جو کچھ بھی ہے اگر وہ ہدایت کا طالب ہے تو کسی چھوٹی سی چیز سے بھی اسکے اندر ہدایت کے چراغ کی روشنی ضرور پیدا ہو گی۔ اب یہ شعر ہی دیکھیں۔ بظاہر ایک شعر ہے لیکن اسکے اندر کتنی گہری باتیں سمائی ہوئی ہیں۔ اگر انسان پھر بھی خود کو ہدایت سے محروم رکھے تو وہ اپنا نقصان خود کرتا ہے، خدا ظلم نہیں کرتا یہ انسان ہی ہوتے ہیں جو خود ہی خود پر ظلم کرتے ہیں خداوند کے حکم کی خلاف ورزی کر کے۔

خداوند کا جتنا شکر ادا کیا جائے اتنا ہی کم ہے کہ اس نے ہمیں ہدایت سے نوازا۔ دیر تو ہوئی لیکن زندگی میں ہی ایمان نصیب ہو گیا، توبہ نصیب ہو گئی۔ یہ بہت بڑی بات ہے۔ خداوند ہمیں اور ہم جیسے سبھی لوگوں کو ہدایت سے نوازیں اور اپنی موت سے ہی دینِ اسلام میں داخل ہونے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین

"مومن نہیں اپنے آنسوؤں کو صاف کرتے ہوئے اپنے دونوں بچوں کو اٹھ کر اپنے سینے سے لگایا۔"

اچھا اچھا۔ ابھی یوں اداس نہیں ہونا۔ شادی والا گھر ہے دولہے میاں ہمارے سامنے ہیں۔ بھابی ہماری یونہی اکیلی کمرے میں اداس بیٹھی ہوں گی۔

میں ذرا دیکھ کر آتی ہوں انکو۔ بھیا آپ پاپا کے پاس بیٹھیں میں بس ابھی آتی ہوں۔

ایمان علی اور مومن چہرہ اٹھائے حویلی کو چاروں طرف سے دیکھ کر سکون محسوس کر رہے تھے۔

عافیہ کے یوں سرگوشی کرنے پر دونوں مسکرا دیئے۔

"مومنہ کے ساتھ بلال اور رقیہ بی بی آئی تھیں۔ وہ کچھ دیر رک واپس استاد عمر کے گھر ہی چلے گئے۔ کیونکہ وہاں کلثوم بیگم اکیلی تھیں۔ گھٹنوں کے درد کی وجہ سے وہ گھر ہی رک گئی تھی۔

عنایا کے ساتھ بانو اور عدنان گئے تھے۔ وہ بھی کچھ دیر وہاں ٹھہرے اور واپس استاد عمر کے گھر واپس آ گئے۔

♥ ♥ ♥ ♥ ♥

عنایا کافی دیر سے گھونگھٹ چہرے پر لٹکائے خاموشی سے بیڈ پر بیٹھی اللہ کا ذکر کرنے میں مشغول تھی۔

اچانک ذہن میں ماضی کی تلخ یادیں تازہ ہو گئیں۔

دل میں ایک درد کی لہر اٹھی، چہرے کی مسکراہٹ پھیکی پڑ گئی۔ وہ سب بھول چکی تھی اور دوبارہ اپنا ماضی کبھی یاد نہیں کرنا چاہتی تھی۔

ہمیشہ کی طرح آج بھی اندر ہی اندر نفس اور ضمیر کی باہم جنگ شروع ہو گئی تھی۔

"ماضی کی تلخ یادیں انسان کو نڈھال کر دیتی ہیں مسکراہٹیں اداسیوں میں بدل جاتی ہیں اور بھیانک ماضی اچھے بھلے انسان کو ناکارہ کر دیتا ہیں۔ مگر جو کوئی اللہ کی طرف رجوع کر لے پھر وہ ان یادوں سے ٹوٹ کر بکھرتا نہیں ہے بلکہ پھر یہ چوٹیں ہی تو ہوتی ہیں جو انسان کو مضبوط بناتی ہے، یہی دراڑیں ہی تو ہوتی ہیں جن کے ذریعے رب کی محبت کا احساس انسان کے دل میں داخل ہوتا ہے۔ اور پھر ایسا انسان اپنے ضمیر کو دوست بنا لیتا ہے پھر وہ خود ہی خود کو مخاطب کر کے دانائی کے ساتھ سمجھانے لگتا ہے"۔

عنایا بھی انہی انسانوں میں سے ایک انسان تھی۔

وہ اپنی اداسی کی وجہ سے کسی بھی انسان کی خوشی زائل نہیں کرتی تھی۔ وہ اپنے بکھرے ہوئے دامن کو سمیٹ کے دوسروں کے لیے مسرت کا باعث بنتی تھی۔ لیکن آج وہ اپنے دل کے خیالات میں الجھ کر رہ گئی تھی۔

"ناجائز رشتوں سے ہمیں دھوکہ ملے تو

ہمارا اعتبار جائز رشتوں سے بھی اٹھ جاتا ہے۔

حرام محبت کے چکروں میں ہم برباد ہوں

تو حلال محبت کے لیے ہمارے دل میں جگہ نہیں رہتی۔"

ہم ایسا کیوں کرتے ہیں۔؟

خود سے سوال اور خود سے ہی جواب۔

وہ دھیمی آواز کے ساتھ بڑبڑائی۔

"آخر کیوں ہم کسی اور کی سزا کسی اور کو دیتے ہیں۔ قصور وار کو ہم بد دعا تک نہیں دے سکتے اور بے قصور کو ہم سزا بھی دے دیتے ہیں۔"

اپنے درد کی وجہ سے ہم دوسروں کا حق کیوں نہیں دیتے؟

اگر ہم سے کچھ چھن جاتا ہے تو جسکے ہاتھوں میں اللہ ہمیں سونپتا ہے اس سے ہم اپنے آپکو کیوں چھین لیتے ہیں؟

آخر اسکا کیا قصور ہوتا ہے؟۔ کیا ہم خود کسی کے چھن جانے کا دکھ بھول جاتے ہیں کہ ایسا دکھ کتنا اذیت ناک ہوتا ہے ؟

اگر ہمیں ہمارا فیورٹ انسان نہیں ملتا تو جسکے لیے ہم فیورٹ ہوتے ہیں انکو کیوں ہم خود سے دور کرتے ہیں، انکی نزدیکی کیوں ہمیں زہر لگتی ہے۔؟

"چاہئے تو یہ نا۔ کہ جس چیز کے لیے ہم خود ترسے ہوں یا خود محروم رہے ہوں اس چیز سے ہم دوسروں کو جان بوجھ کر محروم نہ کریں۔ نہیں ترسانا چاہئے ہمیں کسی کو کسی چیز کے لیے جو ہمارے اختیار میں ہے۔"

ماضی کی صرف ایک تلخ یاد پر اتنے زیادہ سوالوں نے اسے جکڑ لیا تھا۔

وہ جانتی تھی کہ وہ اب کسی کے حق میں آچکی ہے اسے اس حقیقت کو دل سے قبول کرنا ہی تھا۔

وہ نہیں چاہتی تھی کہ اس سے نکاح کی گرہ میں باندھا انسان پہلی ہی ملاقات پر اسکے چہرے کی اداسی کو بھانپ لیں۔وہ اپنے آپکو نارمل کرنے کی ان تھک کوشش کر رہی تھی۔لیکن وہ کسی طور بھی اپنے چہرے پر محبت بھری مسکراہٹ نہیں لا پارہی تھی۔

کچھ سوچتے ہوئے وہ جلدی سے بیڈ سے اتری اور بغیر جوتا پہنے ہی جا کر الماری سے قرآن پاک نکالا اور واپس بیڈ پر آ کر پاؤں فرش پر ٹکائے بیٹھ گئی۔وہ قرآن مجید کو سینے سے لگا کر وہ اپنے رب کو اپنے دکھی دل کی کیفیت سنانے ہی لگی تھی کہ دروازے پر قدموں کی آہٹ سن کر جلدی سے بیڈ پر اوپر ہو کر بیٹھ گئی اور قرآن کو اپنے سینے سے لگا کر گھونگھٹ نیچے کر لیا۔

حذیفہ آہستہ آہستہ چلتا ہوا عنایا کے پاس بیڈ کی سائیڈ پر بیٹھ گیا۔

عنایا کی پھولتی ہوئی تیز سانسیں گھونگھٹ سے باہر تک سنائی دینے لگی۔

کیا ہوا آپ ڈر رہی ہیں؟

حذیفہ نے عنایا کو کانپتے وجود کے ساتھ دیکھا اور مسکراتے ہوئے عنایا کے بالکل سامنے سینے ہر ہاتھ باندھ کر آرام سے بیٹھ گیا۔

'السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ'

حذیفہ کی بات کا جواب دینے کی بجائے عنایا نے خود کو ریلیکس کرتے ہوئے بڑی ہمت کے ساتھ نارمل لہجے میں سلام کیا۔

"ماضی کی ساری سوچیں خود بخود ایک دم ذہن سے جھٹ چکی تھیں"۔

اوہ ریلی سوری مجھے پہلے سلام کرنا چاہئے تھا۔

وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

حذیفہ نے شرمندگی کے ساتھ معذرت کرتے ہوئے سلام کا جواب دیا اور عنایا کی جانی پہچانی سی آواز کو محسوس کرتے ہوئے سامنے سے گھونگھٹ آہستہ سے اوپر اٹھایا۔ اور جیسے ہی سارا گھونگھٹ اوپر اٹھایا عنایا کے چہرے پر نظریں جمائے وہیں ساکت ہو گیا۔

اچانک کانوں میں وہی قرآن مجید کی آیت گونجی جسکی قبولیت کا حذیفہ کو بے صبری سے انتظار تھا۔

وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ ﴿٥﴾

"تجھے تیرا رب بہت جلد (انعام) دے گا اور تو راضی (وخوش) ہو جائے گا۔"

عنایا کے خوبصورت چہرے کو دیکھ کر حذیفہ کو واقعی رشک آ رہا تھا کہ مجھ سے منسلک ہونے والی لڑکی صرف خوبصورت ہی نہیں بلکہ ذہین بھی ہے، بہت عظیم لڑکی ہے۔ اپنے پاپا کی پسند پر آج دل باغ باغ ہو چکا تھا۔

"شرمیلی سی آنکھیں۔ لمبی پلکیں۔ چھوٹے سے گول چہرے پہ نوک دار پتلی سی ناک، جلد کی رنگت بھی انتہائی نرم و ملائم اور پرکشش۔ جھکے چہرے پر سجی مسکراہٹ دیکھ کر حذیفہ تو پلکیں جھپکنا ہی بھول گیا۔"

آپ تو کسی سیپی میں بند چمکدار اس موتی کی مانند لگ رہی ہیں جو ابھی سیپی سے باہر نکالا گیا ہو۔ جسے ہوا نے بھی ابھی چھوا نہ ہو۔

ماشاءاللہ۔ اللہ میری زوجہ محترمہ کو ہر شر اور ہر نظرِ بد سے ہمیشہ بچائے رکھے۔ آمین۔ مجھے اپنی قسمت پر رشک آ رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم دونوں کو ایک دوسرے کے شر سے ہمیشہ محفوظ رکھیں۔ آمین یا رب۔

حذیفہ کی خوشی اب دوگنی ہو گئی تھی۔ وہ اب سمجھ پایا تھا کہ خوبصورت دعاؤں کا تحفہ خوبصورت ہی ہوا کرتا ہے۔ یہ وہی سریلی آواز ہے جو انجانی سی تھی تو بہت تلخ تھی اور آج اتنی دھیمی اور محبت بھری ہے کہ جس نے دل ہی موہ لیا۔

"برکت تو ہوتی ہے اس محبت میں

جس میں ہو حلالِ روش

دلِ مسرور، آنکھوں کی ٹھنڈک

زوجین کا رشتہِ رحمت"

دوسری طرف مومنہ بیڈ سے ٹیک لگائے چھت پر نظریں جمائے اپنے والدین کو یاد کر رہی تھی۔

آنکھیں آنسوؤں سے بھری ہوئی تھیں کہ اچانک عافیہ کمرے میں داخل ہوئی۔

"اچھاا۔تو آپ ہیں میری مومنہ بھابی۔

ماشاءاللہ آپ بہت پیاری ہیں۔خداوند آپکو میرے بھائی کے ساتھ ہمیشہ خوش رکھے۔

عافیہ کے یوں دعا دینے پر مومنہ مسکراتے ہوئے عافیہ کے چہرے پر گرے بال پیچھے کرنے لگی۔

کیانام ہے آپکا؟

مومنہ نے مسکراتے ہوئے عافیہ سے اسکا نام پوچھا۔

میرا نام عافیہ ہے۔

اچھاماشاءاللہ۔بہت پیارانام ہے۔آپ بہت پیاری رہی ہیں عافیہ۔

مومنہ کے اس طرح محبت بھرے الفاظ کو محسوس کرتے ہوئے عافیہ مسکرادی۔

آپ میری فرینڈ بین گی نا؟

نہیں۔!!!

مومنہ کے یوں سپاٹ لہجے میں "نہیں" کہنے پر عافیہ کے چہرے سے ساری خوشی فوراً سے غائب ہوگئی۔

نہیں کا مطلب یہ کہ۔میں بس دوست ہی نہیں بلکہ بہن بھی بنوں گی۔

آپ بتائیں عافیہ۔کیا آپ میری بہن بنیں گی؟

"ارے ے ے ے ے یہ تو گڈ ہو گیا۔"

عافیہ، مومنہ کی بات پر قہقہہ لگا کر ہنسی اور گلے سے لگ گئی۔

اچھا باقی باتیں بعد میں۔ ابھی بہت دیر ہو گئی ہے، مجھے بھوک لگی ہے۔ میں کچن میں جا کر کھانا کھا لوں۔ !جی ٹھیک ہے۔

عافیہ نے ایمان علی کی پرچھائی دروزے کے پاس محسوس کی۔ تو مسکراتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئی۔

اوکے اپنا خیال رکھنا ڈیئر بیسٹ فرینڈ۔

عافیہ دروازے سے نکلتے وقت ایمان علی کی گال پر زور سے چٹکی کاٹ کر بھاگ گئی۔ اور ایمان علی اتنے لمبے عرصے کے بعد اپنی بہن کے چہرے پر وہی پرانی شرارت دیکھ کر مسکرا دیا۔

🖤 🖤 🖤 🖤 🖤

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

ایمان علی نے عافیہ کے جاتے ہی دروازے میں ہی کھڑے ہو کر سلام کیا اور سلام کا مقصد اپنی موجودگی کی خبر بھی دینا تھی۔

مومنہ نے چہرہ جھکائے سلام کا جواب آہستہ آواز میں دیا۔

ایمان علی نکاح کے بعد سے لے کر اب تک اسی الجھن کا شکار تھا کہ میرے ساتھ نکاح کے بندھن میں بندھنے والی یہ مومنہ نام کی لڑکی کون ہو سکتی ہے؟

"وہ ایک سنجیدہ انسان تھا کوئی بھی بات کسی سے پوچھنا مناسب نہیں سمجھتا تھا۔ اس لیے وہ نکاح میں مومنہ کا نام سن کر چونکا ضرور تھا لیکن اس نے استاد عمر سے کچھ نہیں پوچھا تھا۔ سلجھی ہوئی طبعیت کا مالک ایمان علی اس وقت عجیب کشمکش میں گم پانی کا گلاس لیے بیڈ پر بیٹھا اور کمرے کی سجی دیواروں کو دیکھتا جو بہت ہی عمدہ طریقے سے سجی ہوئی تھیں، بسم اللہ پڑھ کر تین سانسوں میں رک رک کر پانی پیا اور کچھ دیر یونہی بیٹھا رہا۔ مومنہ کو اندازہ ہو رہا تھا کہ یہ

پہلی ملاقات میں ہی پورا اسلام کرنا اور آرام سے باوقار انداز میں چلنا اور بسم اللہ پڑھ کر بیٹھ کے تین سانسوں میں ٹھہر ٹھہر کر پانی پینا۔ یہ اتباعِ سنت کا پیکر انسان ہے۔ اور شاید دعاؤں کی قبولیت کا روپ بھی۔"

آپ پانی پیئیں گی؟

ایمان علی نے پانی پی کر خالی گلاس مومنہ کے سامنے لہرا کر جیسے ہی مومنہ کی طرف دیکھا لیکن اگلے ہی لمحے وہ حیرت سے نظریں ٹکائے ماضی کی کسی گہری یادوں میں کھو گیا۔

پانی کا خالی گلاس مومنہ کے سامنے جو کیا تھا وہ ہاتھ وہیں رک گیا اور یک ٹک اسکے چہرے پہ نظریں جمائے حیران کن آنکھوں سے وہ وہیں ساکت ہو گیا۔

ک ک کیا ہوا آپکو؟

مومنہ نے اس طرح ایمان علی کے چہرے کے بدلتے تاثرات کو دیکھا تو گھبرا گئی۔

جب ایمان علی نے کوئی جواب نہ دیا۔

تو مومنہ نے پھولتی سانسوں کے ساتھ ایمان علی کے ہاتھ سے گلاس پکڑ کر سائیڈ ٹیبل پر رکھا۔ تب اچانک ایمان علی جیسے مدہوشی سے ہوش میں آیا ہو اور جلدی سے ماتھے پر آئے پسینے کے قطرے ہاتھ سے صاف کرنے لگا۔

ااآپ؟ مطلب آپ مومنہ ہیں؟

جی جی م مم میں ہی مومنہ ہوں۔ لیکن آپکو کیا ہوا؟ آپ اچانک ایسے کیوں؟ آپکی طبعیت ٹھیک ہے نا؟

ہاں میں ٹھیک۔ لیکن بتائیں۔ آپ وہی کالج والی مومنہ ہیں نا؟

ایمان علی کی آنکھیں ابھی بھی مومنہ کے چہرے پر ٹکی ہوئی تھیں اور ایک کے بعد ایک سوال زبان سے ادا ہو تا جارہا تھا۔

کالج والی؟۔ مطلب جی ہاں میں کالج میں بھی پڑھی ہوں الحمد اللہ۔

مگر آپ۔ اس طرح کیوں حیران ہو رہے ہیں؟

وہ کچھ بھی سمجھنے سے قاصر تھی۔

مومنہ آپ یہاں کیسے؟

کیا مطلب۔ میں یہاں۔ میرا آپ سے نکاح ہوا ہے۔

مومنہ کو سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ سامنے بیٹھے انسان نے ابھی تو کچھ دیر پہلے اس سے نکاح کیا ہے اور ابھی وہ پوچھ رہا ہے کہ آپ یہاں کیسے؟

نئیں وہ دراصل۔ میرا مطلب آپ، آپ وہی مومنہ ہیں ناجو پہلے کالج تھی؟

ایمان علی کے اس سوال پر مومنہ کی سانسیں وہیں رک گئی۔ دل کی دھڑکن جیسے دھڑکنا ہی بھول گئی ہو۔

اس بار خاموشی مومنہ کی طرف سے تھی۔

بتائیں نا پلیز آپ سچ میں وہی مومنہ ہیں نا۔ جنہوں نے کالج میں سب کے سامنے بہادری کے ساتھ، نڈر ہو کر اسلام قبول کیا تھا؟؟؟

ایمان علی نے مومنہ کے چہرے پر سرجری کے باوجود اسے دیکھتے ہی پہچان لیا تھا کیونکہ سرجری چہرے کے ایک سائیڈ پر ہوئی تھی۔ پہنچان لینے کے باوجود ابھی تک اسے یقین نہیں آ رہا تھا کہ کیا واقعی سامنے بیٹھی لڑکی وہی مومنہ ہے۔ جسکے لیے گڑگڑا کر اپنے رب سے دعائیں مانگتا رہا تھا۔

اوہ واقعی یا خدا یہ مومنہ میری بیوی بن چکی ہے؟

کیا میرے بہتے آنسوؤں سے دل ہی دل میں مانگی جانے دعاؤں پر قبولیت کی مہر لگ چکی تھی؟

"ہاں ج ج جی۔

مومنہ کا دل کہیں گہرائی میں ڈوب رہا تھا۔

وہ نہیں جانتی تھی کہ ایمان علی اسے کیسے جانتا ہے اور کب سے جانتا ہے۔"

آپ تو ہاسپٹل میں تھیں نا؟

آپ کے تو سر سے خون نکل رہا تھا نا وہ۔ وہ ٹرین حادثے میں؟ آپ ٹھیک ہے نا آپ کو کچھ ہوا تو نہیں نا؟

اس بار سوال کرتے ہوئے ایمان علی کا ہاتھ بے اختیار مومنہ کے ہاتھ کی طرف بڑھ گیا، ہاتھ تھام کر وہ اسکی گال پر ہاتھ رکھ کے، اپنی آنکھوں میں نمی لئے پوچھ رہا تھا۔

نہیں ایسا کچھ نہیں ہوا میں ٹھیک ہوں الحمد اللہ۔

مومنہ نے بہت ہمت جمع کر کے ایک ہی سانس میں جواب دیا۔ اور ساتھ ہی دو آنسو آنکھوں کے کناروں سے نکل کر میک اپ آلود چہرے پر بہہ گئے۔

مگر آپ مجھے کب سے اور کیسے جانتے ہیں؟

وہ ناسمجھی سے نظریں اٹھائے ایمان علی کی طرف دیکھ رہی تھی۔

میں تو پردہ کرتی ہوں مجھے نہیں یاد کہ آخر کب، کہاں پر مجھ سے کوتاہی ہو گئی، کہاں میں بے پردہ رہ گئی تھی جب آپ نے میرا چہرہ دیکھ لیا۔

وہ روہانسی آواز میں گویا ہوئی۔

"مومنہ شاید آپکو یاد ہو جب کالج میں آپ مجھ سے ٹکرائی تھیں، تو میرا فون آپکے اچانک مجھ سے ٹکرانے کی وجہ سے ٹوٹ گیا تھا۔ پھر اسی دن آپ نے آفس میں جا کر سب کے سامنے اسلام قبول کیا تھا؟"

"رکیں۔ میں آپکو وہ ٹوٹا ہوا فون بھی دکھاتا ہوں۔

وہ جلدی سے الماری کی طرف بڑھا اور اپنے طے کئے کپڑوں کے نیچے سے ایک شرٹ نکالی جسکی جیب میں وہی ٹوٹا ہوا سیل فون تھا اور وہ شرٹ بھی وہی تھی جو اس دن ایمان علی نے پہنی ہوئی تھی۔"

یہ دیکھیں مومنہ۔ یہ وہی شرٹ اور وہی فون ہے۔ آپکو یاد آ گیا نا؟

ہاں وہ دن میں کیسے بھول سکتی ہوں۔ میری اصل زندگی کی شروعات اسی دن سے ہوئی تھی، جس مقصد کے لیے مجھے دنیا میں بھیجا گیا تھا۔ اس مقصد کے مطابق زندگی گزارنے کا وہ میرا پہلا دن تھا۔

وہ نڈھال وجود کے ساتھ بیڈ پر بیٹھی، بہتے آنسوؤں اور غم آلود لہجے کے ساتھ گویا ہوئی۔

اور آپکو پتہ ہے مومنہ۔ اگر آج میں مسلمان ہوں نا تو صرف آپکی بہادری سے متاثر ہو کر۔ میں آپکو دیکھ کر خود کو روک نہیں پایا، اپنے ضمیر کی آواز کو حق کے ساتھ دبا نہیں پایا۔ مومنہ آپ میرے لیے ایک ہدایت کا اک ایسا چراغ بنیں کہ جس سے میرے اندر کے سبھی اندھیرے چھٹنے لگے، میرا عقیدہ، میری شان و شوکت، میری پرسنلٹی۔ یہ سب چیزیں میری انا بن کر میرے سامنے رکاوٹ نہیں بن پائیں۔

”میں نے خود سے تحقیق شروع کر دی۔ میں نے صحیح عقائد پر مبنی اسلامک ہسٹری کی بکس سرچ کیں، پھر انکا مطالعہ شروع کیا۔ ان میں بہت سی قرآنی آیات مجھے ایسی ملیں۔ جو شرک کی نفی کرتی تھیں۔ چند ایک تو میں نے۔ ابھی تک اپنے فون میں سیو کی ہوئی ہیں۔ ایمان علی نے موبائل مومنہ کے سامنے کیا۔ جہاں قرآن کی آیت مع ترجمہ لکھی ہوئی تھی۔

وَقَالَ اللّٰهُ لَا تَتَّخِذُوْٓا اِلٰهَيْنِ اثْنَيْنِ ۚ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ (النحل: 51)

”اور اللہ نے فرمایا ہے کہ: دو دو معبود نہ بنا بیٹھنا، وہ تو بس ایک ہی معبود ہے۔ اس لیے بس مجھی سے ڈرا کرو۔“

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (النحل: 97)

”جس شخص نے بھی مومن ہونے کی حالت میں نیک عمل کیا ہو گا، چاہے وہ مرد ہو یا عورت، ہم اسے پاکیزہ زندگی بسر کرائیں گے، اور ایسے لوگوں کو ان کے بہترین اعمال کے مطابق ان کا اجر ضرور عطا کریں گے“

بس ایسی ہی کچھ اور آیات کے مطالعہ اور پھر تحقیق کے بعد میں نے جلد ہی اسلام قبول کر لیا۔ لیکن یہ صرف آپکی وجہ سے ہوا۔ اور آج میں ہی نہیں بلکہ میری بہن اور میرے بابا بھی ہدایت پا گئے۔

خدا نے ہمیں ایک دوسرے کے لیے ہدایت ذریعے بنا دیا۔

میں بتا نہیں سکتا کہ میں کتنا زیادہ خوش ہوں کہ آپ میری شریکِ حیات ہیں۔

آپکو میں نے اللہ سے بہت مانگا تھا۔ میری ہر دعا میں آپ شامل تھیں۔

"ایمان علی اب خوشی سے لبریز ہوتے ہوئے اپنے دل کی کیفیت بتا رہا تھا اور مومنہ ماضی کے لمحات میں کھوئی ہوئی اپنے ذہن پر زور دے کر سوچ رہی تھی کہ فون تو میری وجہ سے ہی ٹوٹا تھا مگر میں نے اس انسان کو کیوں نہیں دیکھا تھا جس کا فون میری وجہ سے ٹوٹا۔ جیسے ہی وہ لبوں سے بڑبڑائی ایمان علی نے فوراً سے آنکھوں میں جھانک کر کہا کہ وہ انسان میں ہی تھا۔ اور میں نے آپ کا چہرہ دیکھ لیا تھا کیونکہ اس وقت میں اپنے بابا سے بات کر رہا تھا اور پتہ ہے ؟ میرے بابا اسی بات پر مجھے ڈانٹ رہے تھے کہ ایسی جگہوں پر نہ جایا کرو جہاں اسلام کے بارے میں کچھ بھی بتایا جاتا ہے ورنہ تم اپنے دین سے متنفر ہو جاؤ گے۔ تمہارا برین واش ہو جائے گا۔

میرے بابا کو ہمیشہ ڈر لگا رہتا تھا۔ مگر کہتے ہیں نا کہ جس چیز کا سب سے زیادہ ڈر ہو تو پھر ویسا ہو ہی جاتا ہے، میں سچ میں اپنے باطل دین سے متنفر ہو کر اسلام جیسے سچے دین میں شامل ہو گیا۔

مومنہ اپنے ماضی کے زخم جو دل میں چھپائے بیٹھی تھی ان زخموں کو آج مرہم مل گیا تھا۔ ایک لمحے کے لیے وہ کہیں کھو سی گئی۔

"میرا نام کیسے کسی اور کے ساتھ جڑ جاتا جبکہ میں تو کسی اور کے دل کی مکین تھی، کسی اور کی دعاؤں میں شامل تھی۔ میری قسمت میں تو کسی اور کا ساتھ لکھا تھا اور میں اپنے تایا زاد بیٹے کی بہو کے بارے میں ہی سوچتی رہی کہ شاید اس لڑکی کی محبت میں اتنی طاقت تھی کہ میرے بچپن کے پیار کو خدا نے مجھ سے چھین کر کسی اور کی جھولی میں ڈال دیا۔

یقیناً میں غلط تھی۔ اسکی محبت میں طاقت نہیں تھی۔ طاقت تو اُن مانگی جانے والی دعاؤں کی تاثیر میں تھی۔ جن پر قبولیت کی مہر لگ چکی تھی۔"

جب ساتھ ہی ایمان علی اور مومنہ کا لکھا تھا تو کوئی تیسرا کیسے درمیان میں آ جاتا۔ چاہے پھر وہ رشتہ برسوں سے ہی کیوں نا جڑا ہو۔ اسے ٹوٹنا ہی ہوتا ہے۔

اللہ اکبر کبیرا۔ لاحول ولاقوۃ الاباللہ

عنایا کی صحبت سے سیکھے ہوئے سارے الفاظ ایک ہی سانس میں مومنہ کی زبان پر جاری ہو گئے۔

سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ اور کیا بولے۔ کیا کہے۔

"جب انسان حق کو پہنچان لیتا ہے تو پھر وہ اپنے عقیدے اپنی انا میں ڈٹ نہیں جاتا، بلکہ پھر تو وہ اپنے شعور، اپنی بصیرت کو خود جگاتا ہے۔ اور ایسے انسان کو جب توفیقِ ہدایت ملتی ہے تو پھر وہ دوسروں کے لیے چراغِ ہدایت بن جاتا ہے۔"

"راستے دو ہی ہوتے ہیں۔ ایک حق (صراط مستقیم) اور دوسرا باطل (شیطان کا راستہ)۔ اور چوائس ہماری ہے ہم کس راستے کو اپنے لیے منتخب کرتے ہیں؟"

مومنہ ہمیں اللہ تعالیٰ کے سامنے سرخرو ہونا چاہیے۔

کیونکہ سب اسی ذات کا کمال ہے۔ کہ اس نے ہمیں صراط مستقیم کو اپنانے کی توفیق عطا فرمائی، اور ہماری کوششوں کو مدنظر رکھ کر استقامت بھی دی۔ الحمد اللہ کثیرا۔

"ہاں ضرور کیوں نہیں۔ ہے ضرور خدا کی شکر گزاری کریں گے"

وہ دونوں تشکر بھرے دل کے ساتھ رب کے حضور سجدہ ریز ہو گئے۔

"آزمائش آئے تو صبر و استقامت کے سجدے

خوشی ملے تو پُر جوش شکرانے کے سجدے"

'یہ رب کے حضور سجدے ہی تو تھے جو رب کی معرفت نصیب کر رہے تھے۔ بہت خوش نصیب ہوتے ہیں وہ انسان۔ جنکو ہر حال میں سجدوں کی توفیق مل جاتی ہے۔ جنکو قرب الٰہی نصیب ہو جاتا ہے'۔

رب کی بات سچ ثابت ہوئی کہ وہ جس چیز کو قربان کرنے کے لیے فرماتا ہے وہی چیز واپس بہترین حالت میں لوٹا دینے پر بھی قادر ہے۔ جیسے موسیٰ علیہ السلام کو انکی ماں کے پاس واپس لوٹایا تھا۔

ولیمے پر عنایا کا چہرہ ہمیشہ کی طرح خوشی سے چمک رہا تھا اور مومنہ چہرہ جھکائے اداس سوچ میں گم بیٹھی اپنے والدین کی کمی کو محسوس کر رہی تھی۔

"ولیمے کا سارا ٹائم ایسے ہی گزر گیا۔ مہمان بھی زیادہ نہیں تھے۔ ایمان علی کی طرف سے تو ویسے ہی دو لوگ تھے اور حذیفہ کی والدہ کو فوت ہوئے کئی سال گزر چکے تھے، ننھیال اور ددھیال میں سے جو بھی قریبی رشتے دار تھے وہ دور کے شہروں میں رہتے تھے۔

شادی کا پروگرام اتنا جلدی بنا تھا اس لیے کسی کو بلایا ہی نہیں۔ بس سادگی سے نکاح کر دیا تھا۔ ولیمے کا فنکشن بھی مومن کے اسرار پر حویلی میں ہی رکھ لیا تھا"

کھانے کے فوراً بعد سب استاد عمر کے گھر چلے گئے۔ عدنان کی جاب کا مسئلہ تھا تو مزید چھٹیاں نہیں ملیں۔ اس وجہ سے سب لوگ شام کی ٹرین سے واپس پنجاب کے لیے روانہ ہو گئے۔

سب بہت خوش تھے۔ اور یقین نہیں آرہا تھا کہ یہ سب اتنا جلدی ہو گیا۔

رقیہ بی بی ٹرین میں بیٹھی بلال کو بہتے آنسوؤں کے ساتھ یہ بتا رہی تھی کہ کیسے اللہ کے حکم پر عمل کی وجہ سے وہ عنایا کو ڈانٹتی رہی۔

خواہ مخواہ اپنی بچی پر اتنا ظلم کیا۔ مارا بھی اور باتیں سنائیں۔ پیار سے بات کرنا چھوڑ دیا تھا کہ اسکے شرعی پردہ کرنے کی وجہ سے اچھی جگہ رشتہ نہیں ہو گا۔ کون ایسی مُلّانی کو لے کر جائے گا۔ لیکن اب مجھے پتا چلا کہ پردہ جو کہ اللہ کا حکم ہے وہ رشتوں میں رکاوٹ نہیں ہوتا بلکہ روکاٹ تو ہماری اپنی سوچیں ہوتی ہیں۔ مجھے یہ خیال ہی نہیں آیا کہ قسمت تو اللہ لکھتا ہے۔ جوڑیاں تو آسمانوں پر بن چکی ہوتی ہیں۔ اگر کوئی اللہ کے حکم پر عمل کرتا ہے تو سب سے پہلے ایسی سوچیں جنم لیتی ہیں کہ لوگ کیا کہیں گے؟

فلاں ناراض ہو گا۔ کسی کام کے رکنے کا خطرہ لاحق ہو جاتا ہے۔

ہم نہ جانے کیا کیا اپنے ہی دماغ میں فتور پیدا کر لیتے ہیں مگر ایک بار بھی یہ نہیں سوچتے کہ اگر اللہ کے حکم پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے اگر اللہ ناراض ہو گیا تو اللہ کو کیا منہ دکھائیں گے؟

اگر ہم اللہ کی رحمت سے محروم ہو گئے اور اگر اللہ سے رشتہ کٹ گیا تو پھر کیا ہو گا؟

یہ خیال تک دل میں نہیں آتا۔

اور پھر ہم کہتے ہیں کہ اللہ ہماری سنتا نہیں ہے۔ افسوس کہ ایک طرف ہم اللہ کی نافرمانی بھی ڈٹ کے کر رہے ہوتے ہیں اور دوسری طرف اللہ پر الزام بھی لگا رہے ہوتے ہیں کہ وہ ہماری نہیں سنتا ہے"۔

جب ہم ہی اللہ کی نہیں سنتے تو اللہ پر اعتراض کرنے کا حق خود کو کیوں دیتے ہیں؟

ندامت سے آنسو چھلک رہے تھے۔ بانو بھی افسردہ تھی کہ کنوارے پن کی عمر بے پردگی میں یونہی گزار دی۔

عنایا عملی نمونے کی شکل میں بھی سامنے تھی مگر دل ٹس سے مس نہیں ہوتا تھا۔

لیکن جب ایسی آزمائش سے واسطہ پڑا جس میں دنیا کی رنگینیوں کی حقیقت ٹھکر کی صورت میں سمجھ آئی۔ تو تب پتا چلا کہ دنیاوی متاع تو دھوکے کا سامان ہے۔ میں دنیا کی رنگینیوں کو پسند کرتی تھی تو پھر کیسے انہی رنگینیوں نے زندگی

میں دھندلا پن چھوڑ دیا تھا۔ لیکن پھر بھی رب کی محبت اور شاید سب کی دعاؤں نے زندگی کو تنگ ہونے سے بچا لیا اور عدنان جیسے نیک سیرت انسان کے ساتھ میرا نام جوڑ دیا۔

ہر چہرہ اداس تھا۔ ہر جانب خاموشی تھی۔

کلثوم بیگم برتھ پر لیٹ کر سو چکی تھیں۔

رقیہ بی بی کی باتیں سن کر بلال نے اپنی لاڈلی بیٹی کی کمی دل محسوس کر کے آنکھوں میں آئی نمی صاف کی۔

"انسان کیا سوچتا ہے۔ اور کیا ہو جاتا ہے۔ گھر سے سیر و تفریح کا سوچ کر آئے تھے اور یہاں آ کر بیٹیوں کو رخصت کر دیا۔ بلال نے آنکھوں کی نمی صاف کرتے ہوئے برتھ سے ٹیک لگا کر آنکھیں موند لیں"۔

واپسی کا سفر یونہی طے ہو گیا۔

ٹرین سے اترتے وقت یاد آیا کہ سواری پر بیٹھنے کی تو دعا ہی نہیں پڑھی، یاد بھول گیا۔

"عنایا تو ہر بھولی بات یاد کروا دیتی تھی۔"

آنکھوں سے آنسو صاف کر کے افسردہ چہرے کے ساتھ بلال نے سامان اٹھایا اور ٹیکسی کو آواز دی۔

خوشی اور اداسی کی کیفیت نے سب کو خاموش کر دیا تھا گھر کی رونقیں اب دوسرے گھر کی جگمگاہٹ بن چکی تھیں۔

"بیٹیاں تو چڑیوں کی مانند
رونق کا سماں ہوتی ہیں
جو چہچہاتی، چوں چوں کرتی
دلوں کو موہ لیتی ہیں
دو پل بھی نظر نہ آئیں تو
گھر آنگن سُنا ہو جاتا ہے

کِھلتی ہیں پھولوں کی مانند

ماں باپ کے آنگن میں

لاڈوں سے پلتی ہیں

یہ نازک سی کلیاں

وقت ودائی جب آ جاتا ہے

تو ہر آنکھ پُرنم ہوتی ہے

رخصت ہو کر میکے سے

سسرال میں آباد ہو جاتی ہیں

بہت سی انوکھی یادیں

میکے میں ہی چھوڑ جاتی ہیں۔

لاڈلی چڑیاں یوں اڑ کر

گھر آنگن سُنا کر جاتی ہیں

سسرال میں جاکر ماں باپ کی

یادیں پل پل آتی ہیں۔

دو آنسو بہا کر، چپکے سے

کاموں میں لگ جاتی ہیں

یہ ایسی ہی ہوتی ہیں بیٹیاں

ہاں ایسی ہی ہوتی ہیں بیٹیاں"

عنایا بھی چہچہانے والی باربی ڈول کی طرح نازک اور پھرتیلی سی تھی۔ جس کے ہونے اور نا ہونے سے فرق پڑتا تھا۔

"پروفیسر شکیل صاحب جو کہ اب عنایا کے سُسر بن چکے تھے، ولیمے والے دن اپنی سالوں پرانی، دلی خواہش کا تذکرہ کرتے ہوئے عنایا اور حذیفہ کو شادی کی مبارک باد دے کر یہ اعزاز بخشا تھا کہ کیسے انہوں نے اپنے بیٹے حذیفہ کو عنایا کے قابل بنانے کے لیے مسجد میں رکھ کر دینی تربیت کروائی۔ پروفیسر شکیل صاحب نے اپنے بیٹے اور بہو کو رشک بھری نگاہوں سے دیکھ کر ہمیشہ خوش رہنے کی دعا دی۔"

عنایا اپنے سسر پروفیسر شکیل صاحب کے ایسے الفاظ پر خوشی کے آنسو بہانے لگی۔ کیونکہ پروفیسر شکیل صاحب کے الفاظ ہی ایسے تھے کہ وہ بار بار ان الفاظ کی ٹھنڈک اپنے سینے میں محسوس کرنے لگی۔

"دنیا میں اس سے بڑھ کر اور ایوارڈ کیا ہو سکتا کہ لوگ آپکی تربیت کی وجہ سے آپکے والدین سے ملنے کی چاہت رہے اور آپکو اپنی دعاؤں میں شامل کر لیا جائے"۔ عشاء کی نماز کے بعد عنایا نے اپنے والدین کے لیے دعا مانگی۔

'رَبِّ ارۡحَمۡهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِىۡ صَغِيۡرًا'

اور قرآن مجید کو تھامے اوپر چھت پر آکر بیٹھ گئی۔

اچانک رشتہ طے ہونا پھر شادی بھی ہو جانا اور گھر والوں سے ایک دم الگ۔

یہ سب سوچ کر اداسی کی کیفیت بڑھ رہی تھی۔

اوپر آسمان پر نظریں جمائے یونہی گھٹنوں پر ہاتھ باندھے وہ خاموش لبوں سے آسمان کو تک رہی تھی جو چاند، تاروں سے جگمگا رہا تھا۔

اتنے میں حذیفہ بھی عشاء کی نماز مسجد میں ادا کر کے عنایا کے پاس آکر وہیں نیچے بیٹھ گیا اور عنایا کی نظروں کا تعاقب کرتے ہوئے اسی سمت آسمان کی جانب نظریں اٹھا لیں۔

آپ کیا ڈھونڈ رہی ہیں آسمان پر۔ ان چمکتے خوبصورت تاروں میں؟

”ان تاروں کی حقیقت کو محسوس کر رہی ہوں“۔

عنایا نے تاروں کی طرف دیکھتے ہوئے اداس لہجے میں کہا۔ بعض اوقات بظاہر نظر آنے والی چیزوں کی حقیقت کچھ اور ہی ہوتی ہے۔

کیا مطلب؟

حذیفہ عنایا کی بات کا مطلب نہ سمجھتے ہوئے حیران ہو کر سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگا۔

جیسے یہ تارے۔!

”رب کی تخلیق کا حسن دیکھیں۔

خوبصورت چمک، روشنی، ٹھنڈک سب ایک ساتھ ہی میسر ہے نا؟

ہاں ایسے جیسے موتی لگے ہوئے ہوں اور موتیوں سے سجا یہ خوبصورت آسمان۔

”تارے بظاہر تو دیکھنے میں ایک نقطے جتنے لگتے ہیں“ مگر حقیقت میں یہ سورج سے بھی بڑے ہیں۔“

ہمیں اس چیز کا علم کیوں نہیں ہوتا؟

عنایا نے جان بوجھ کر لاعلمی ظاہر کرتے ہوئے منہ بنا کر پوچھا۔

'کیونکہ ہم نے کبھی غور ہی نہیں کرتے۔'

عنایا کے معصوم سوال پر حذیفہ نے مسکراہٹ کے ساتھ جواب دیا۔

'ہاں واقعی ہم نے کبھی سرچ ہی نہیں کیا، بس جو دیکھ لیا۔ سن لیا۔ وہی مان کر یقین بھی کر لیا۔ ہم حق بات کی تحقیق نہیں کرتے'

آنکھیں ابھی تک ستاروں کا ہی جائزہ لے رہی تھیں۔

حذیفہ اسے واقعی لاعلم سمجھ کر وضاحت کرنے لگا۔

”پتہ ہمیں کسی بھی چیز کی حقیقت اس وقت تک نہیں پتہ چلے گی جب تک ہم اسے خود جاننے کی کوشش نہیں کریں گے۔“

ہاں اسی طرح یہ رب کا کلام بھی ہے۔

عنایا قرآن پاک پر ہاتھ پھیرتے ہوئے افسوس والے تاثرات چہرے ہر عیاں کئے قرآن مجید کو دیکھنے لگی۔ ہم اس کلامِ الٰہی کا حق ادا ہی نہیں کرتے، اس اللہ کے کلام کا۔ مقدس کتاب۔ قرآن مجید۔ فرقان حمید کا۔

ہمیں بظاہر تو یہ قرآن مجید ان تاروں کی طرح ایک چھوٹی سی کتاب لگتی ہے، شاید اس لیے کہ ہم بآسانی اسے اپنے ہاتھ میں پکڑ سکتے ہیں۔

مگر جب ہم اس کی حقیقت اور اسکی تاثیر کو جانتے ہیں تو پھر ہمیں پتہ چلتا ہے کہ یہ تو دنیا کی ڈھیروں کتابوں سے افضل اور باطنی لحاظ سے اتنی وزنی کتاب ہے کہ اگر یہ کتاب پہاڑ پر نازل ہوتی تو پہاڑ بھی ریزہ ریزہ ہو جاتا۔ (القرآن)۔

وہ قرآن مجید پر محبت سے ہاتھ پھیرتے ہوئے اک مثال کے ساتھ اس کتاب کی حقیقت بیان کرنے میں مگن تھی اور حذیفہ بھی دلچسپی سے عنایا کی جھکی ہوئی لمبی لمبی سیاہ پلکوں کو دیکھ کر مسکرا رہا تھا۔

”جب قرآن مجید سے دل کا رشتہ جڑتا ہے نا تو پھر تب ہی اس رب کی ذات کی پہچان اور اسکی محبت حاصل ہوتی ہے اللہ تعالیٰ نے یہ قرآن مجید اپنے ان بندوں کے لیے اتارا، جن کو اپنے ہاتھوں سے تخلیق کیا اور پھر فرشتوں سے سجدہ کروا کر اشرف المخلوقات کا نام دیا۔ لیکن افسوس کہ ہم کلام الٰہی کو سمجھنے کی کوشش ہی نہیں کرتے۔

اور پتہ ہے جب تک ہم اس کتاب کے علم کو حاصل نہیں کریں گے۔ تب تک یہ کتاب ہمیں ہ دور سے نظر آنے والے باریک ستاروں کی مانند ہی لگتی رہے گی۔

اب وہ اپنی مٹھی بند کر کے شہادت کی انگلی کا اشارہ آسمان کی جانب کر رہی تھی۔

جیسے روز رات کو ہم آسمان پر سجے ستاروں کو محبت سے دیکھ تو لیتے ہیں مگر غور و فکر نہیں کرتے۔ اتنی خوبصورتی پیدا کرنے والے رب کی قدرت کو محسوس نہیں کرتے۔ اسی طرح ہم قرآن مجید کو محبت سے پکڑتے تو ہیں، چومتے ہیں اور پڑھتے بھی ہیں لیکن غور و فکر نہیں کرتے۔ نہ لفظوں کی صحیح ادائیگی میں اور نہ ہی لفظوں کے صحیح مفہوم پر۔"

ان شاء اللہ۔ ہم اللہ کے کلام کو اپنا ساتھی بنائیں گے۔

اسکی نصیحت کے مطابق اپنی زندگی بسر کریں گے

ان شاء اللہ۔ حذیفہ قرآن مجید پر محبت سے ہاتھ رکھ کر عنایا کو تسلی دے رہا تھا۔

آپکو کبھی اللہ سے محبت محسوس ہوئی ہے؟

عنایا نے چہرہ موڑ کر حذیفہ کی طرف دیکھ کر پوچھا۔

پہلے آپ بتائیں کہ آپکو کیسے پتا چلتا ہے کہ آپ اللہ سے محبت کرتی ہیں؟

کیا چیز ہے جو اللہ سے محبت کرنے پر آپکو فورس کرتی ہے؟

میں اپنی پیاری سی دل موہ لینی والی بیوی کے منہ سے، عظیم رب کی محبت کا تذکرہ سننا چاہتا ہوں۔

ویسے میں کوشش کرتا ہوں مگر پھر جس لیول کی اللہ سے محبت کرنی چاہیے ویسی نہیں کر پاتا۔ اس لیے آپ ایکسپلین کریں۔

اچھا ٹھیک ہے ان شاء اللہ ضرور۔ اگر آپکو مجھ سے ہی سننا ہے تو میں ضرور سناؤں گی۔

"ابھی کچھ ہی دنوں پہلے قرآن مجید کی آیت میرے سامنے آئی۔ جس میں اللہ تعالیٰ شکوہ کر رہے تھے کہ اللہ سے جیسی محبت کرنے کا حق ہے انسان ویسی محبت اللہ تعالیٰ سے نہیں کرتے۔"

حذیفہ، عنایا کے خوبصورت دلکش چہرے پر بڑھتے ایمان کی حلاوت کو محسوس کر رہا تھا۔

اچھا تو پھر اللہ تعالیٰ سے محبت کا حق کیسے ادا ہو پائے گا؟

"اللہ تعالیٰ کے احکام کے مطابق اپنی زندگی گزار کر"۔

ہاں ٹھیک ہے لیکن۔ اللہ کے احکام کے مطابق ہم اپنی پوری زندگی کیسے گزار سکتے ہیں۔ یا مشکل نہیں ہوتا؟

"نہیں مشکل نہیں ہوتا تب جب ہم قرآن مجید کو محبت کے ساتھ عمل کی نیت سے پڑھتے اور سمجھتے ہیں۔ اگر آپ رب کے کلام کی تاثیر اپنے سینے میں جذب کر کے روح کی تسکین چاہتے ہیں نا تو پھر قرآن مجید کی تفسیر کو سیکھیں اور سمجھیں۔ ساتھ ہی ساتھ اپنے عمل میں بھی ڈھالتے جائیں۔"

آپکو پتا ہے کہ جس سے محبت ہو جائے تو پھر ہر وقت اسکی باتیں، اسکی خوبیاں، بس اسی کے خیالات ذہن پر حاوی رہتے ہیں اور ہمارے رب کی خوبیاں تو بہت افضل ہیں، کائنات کی ہر ہر شے میں اللہ تعالیٰ کی قدرت نظر آتی ہے۔

ویسے عنایا قرآن کی کوئی بھی آیت جب ہم پہ اپلائی ہوتی ہے تو اس آیت کی تفسیر سمجھنا کتنا آسان ہو جاتا ہے نا؟

جی بالکل۔ آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔

اور ہمیں ہر آیت اپنے پہ ہی اپلائی کرنی چاہیئے تاکہ قرآن مجید کی تفسیر فہم کے ساتھ ہمارے دل و دماغ میں اس لحاظ سے سما جائے کہ پھر جب بھی ہم قرآن کی آیات پڑھیں تو خود بخود ان آیات کا مفہوم ہماری سمجھ میں آ جائے۔

جب فہم آ جاتا ہے تو پھر قرآن مجید پڑھنے کا مزہ بھی آتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سے محبت بھی بڑھتی ہے۔ کیونکہ اس ذات کا قرب جو ہمیں نصیب ہو جاتا ہے۔

آپ اپنی فیلنگز مجھ سے شئیر کریں گی؟

میں مزید آپ سے سننا چاہتا ہوں۔

'جی بالکل۔ کیوں نہیں۔'

"مجھے جس ذات سے محبت ہے نا وہ عام نہیں ہے۔

اسکی ساری صفات میرے دل کو چھو لیتی ہیں۔ وہ "جہاں اَلْوَدُوْدُ ہے وہاں اَلْجَمِیْلُ بھی ہے۔

اسکی محبت اور اسکے جمال کے کیا کہنے۔"

اللہ تعالیٰ "اَلْقَوِیُّ" ہیں تو اَلْاَعْلٰی، "اَلشَّکُوْرُ" بھی ہیں۔

وہ ذات طاقتور بھی ہے، بلند تر بھی ہے اور اسکے باوجود قدردان بھی ہے۔"

"اَلْقَرِیْبُ بھی ہے اَلْوَلِیُّ اور ساتھ میں اَلسَّتِّیْرُ بھی ہے۔

بہت قریبی دوست اتنا قریب کہ شہ رگ سے بھی نزدیک ہے سارے راز جاننے کے باوجود بھی ہمارے سب عیبوں پر پردہ ڈالنے والا"

مجھے اس ذات سے بے انتہا محبت ہے جو

'علی کل شیء قدیر' ہے

"وہ رب ایسا ہے جسکی رحمت اسکی جنت ہے

اور جسکا فضل اسکا دیدار ہے۔"

وہ ذات تو "الوہاب" بھی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ مجھے عطا ہی کیا ہے اور اب تو بہتر ہی نہیں بلکہ بہت زیادہ بہترین ہمسفر عطا کیا مجھے میرا تسکین بخش زوج دیا الحمد اللہ کثیرا۔

"رب العالمین سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اپنی محبت دے اور دنیا سے بے نیازی عطا کریں اور آخرت میں بھی اپنی رحمت اور اپنا فضل عطا فرمائیں۔"

آمین آمین یارب العالمین

کیا بات ہے میری زوجہ محترمہ آپ کے تو لفظ لفظ نے میرا دل ہی خرید لیا۔

آپکو پتہ ہے میرے بابا مجھے دیندار بنانا چاہتے تھے تو مجھے لگتا تھا کہ انہوں نے میرے لیے کوئی مُلّانی پسند کی ہوئی ہے لیکن میری سوچ غلط تھی مجھے تو آپکے روپ میں ایک شہزادی ملی ہے

My cute Princes My wife

اور آپ میرے Cute Prince ہیں۔

مجھے اپنے رب سے محبت کے بعد جس انسان سے محبت ہے وہ انسان صرف آپ ہیں۔

وہ حذیفہ کے کندھے پر سر رکھ کر نگاہیں اوپر آسمان کی جانب اٹھائے ہوئے رب سے کی جانے والی محبت کو کتنا گہرائی سے بیان کر گئی تھی اسے خود بھی پتہ نہیں چلا کہ رات کا کتنا حصہ بیت چکا ہے۔

میری پیاری بیوی کی پیاری باتوں پر ماشاء اللہ اور دعاؤں پر آمین یارب العالمین۔

اب ہمیں رب کی محبت پانے کے لیے رب کے ہاں پیش بھی تو ہونا چاہیے، کیونکہ رجوع الی اللہ سے ہی تو رب کا قرب نصیب ہوتا ہے۔ اور اب اس وقت اللہ تعالیٰ آسمان و دنیا پر تشریف لا چکے ہیں۔ تہجد کا وقت ہو چکا ہے۔

پتہ مجھے اتنے سال ہو گئے ہیں استاد عمر کی صحبت میں رہتے ہوئے۔ وہ ہر جمعہ نمازِ مغرب کے بعد کوئی نا کوئی آیت تفصیل کے ساتھ وہ سمجھاتے ہیں۔ اور کبھی کبھی کسی اسلاف کا قول بھی سنا دیتے ہیں۔

یہ کچھ ہی دنوں پہلے انہوں نے جو قول سنایا وہ الفاظ بہت گہرے تھے۔ میرے تو رونگٹے کھڑے ہو گئے تھے۔ میں آپکو بھی سناتا ہوں۔

"خوشخبری ہے، اس شخص کے لیے جس میں اپنی قبر میں داخل ہونے سے پہلے اسکی روشنی کا اہتمام کر لیا، جس نے اپنے پروردگار سے ملاقات سے پہلے ہی اسے راضی کر لیا اور جس نے نماز پڑھی، اس سے پہلے کہ اس پہ نماز پڑھی جائے"۔(امام ابن الجوزی رحمہ اللہ)

حذیفہ کی باتیں سن کر عنایا نے دل ہی دل میں رب کا ڈھیروں شکر ادا کیا اور دونوں نے وضو کیا، پھر عنایا نے حذیفہ کی امامت میں تہجد کی نماز پڑھنے کے لیے جائے نماز بچھا لیا۔

"آج آنکھیں بھی ہو رہی تھی ٹھنڈی

دیکھ کر اپنے زوج کو مسرور

رشک آ رہا تھا اپنی قبولیتِ دعا پر

کبھی چاہت تھی ایسے لمحات کی

کہ ہو وقتِ تہجد، اور ہو امامت زوج کی

پھر ہوا یہ کہ کچھ آئیں آزمائش

کچھ غموں کے لمحات گزرے

کچھ جلے، اور کچھ پگھلے ہم

مگر دیا سلائی جلاتے رہے

اسی روشن چراغ کی لو میں ہم چلے

یوں ٹوٹ کر، پھر ہم جڑے

پھر آیا وقت انعامات کا

جس میں ہوئی دعائیں قبول

اور مل گیا پھر سب کچھ

جس کی تھیں تمنائیں

آخر وہ وقت بھی آیا

جس میں مشکور پھر دل ہوا"

نماز سے فارغ ہو کر مومنہ سورۃ الملک کی تلاوت کر رہی تھی جب ایمان علی کو آتے دیکھا تو جلدی سے اٹھ کر قرآن پاک وہیں پر بند کیا اور پانی کا گلاس لئے ایمان علی کے پاس آگئی۔

آپ نے قرآن پاک کیوں بند کر دیا؟

ایمان نے یوں حیران ہو کر مومنہ سے پوچھا۔

بس ایسے ہی۔وہ آپ باہر سے آئے تھے اس لیے میں پانی لے آئی۔

کوئی بات نہیں میں بعد میں پڑھ لوں گی ٹائم ہے۔

مومنہ کی اتنی محبت دیکھ کر ایمان علی کے پاس الفاظ ہی نہیں تھے کہ وہ مومنہ کو شکریہ کہے یا پھر اس ذات کو جس نے اتنی محبت کرنے والی بیوی کا ساتھ نصیب کیا۔

ایک تو آپ مجھے گھور گھور کر بہت دیکھتے ہیں۔

ایمان علی کو پھر سے اپنے چہرے پر نظریں جمائے دیکھ کر مومنہ نے ایمان علی کی آنکھوں کے سامنے ہاتھ کا اشارہ کیا اور پھر ہنس دی۔

نہیں وہ میں۔مطلب میں سوچ رہا تھا کہ آپکو کیا کہوں؟

مجھے کیا کہنا؟

مجھے آپ دعا دیں جزاک اللہ خیر اکثیرا۔ میری دوست نے مجھے یہ دعا سکھائی تھی۔ عنایا کی صحبت کا اثر تھا کہ مومنہ بھی عنایا کی طرح سامنے والے کو اپنی بات پر مسکرانے کے لیے مجبور کر دیتی تھی۔

اوہ ہاں یہی تو میں کہہ رہا تھا۔

چلیں آپ اپنی سورۃ پوری پڑھ لیں۔

میں بھی آج آپکے ساتھ ہی پڑھتا ہوں۔

پتہ ہے استاد عمر نے مجھے بہت محنت سے تجوید کے ساتھ قرآن پاک پڑھایا ہے۔ اور اذان دینا بھی۔ جس دن ہمارا نکاح تھا اس دن عصر کی اذان میں نے دی تھی۔

اوہ۔ تو وہ آپ کی اتنی پیاری آواز تھی؟

وہ آواز میرے دل کو چھو گئی تھی اور میں نے اپنی دوست سے بھی کہا کہ کتنی خوبصورت آواز میں اذان دی گئی ہے۔

جی ہاں وہ میری ہی آواز تھی۔ استاد عمر نے بہت محنت سے میری ساری جھجھک دور کی ہے۔ ورنہ میں تو تلاوت بھی سب کے سامنے کرنے سے شرما جاتا تھا۔

ایمان علی قرآن مجید لے کر مومنہ کے پاس بیٹھ گیا۔

اچھا ماشاءاللہ، مگر مجھے تجوید نہیں آتی ہے۔

مومنہ نے اداس لہجے میں منہ بناتے ہوئے کہا۔

تو کیا ہوا۔ میں ہوں ناں۔ میں سکھاؤں گا آپ کو تجوید اور تجوید کے سارے قواعد بھی۔

مومنہ کو اداس دیکھ کر ایمان علی نے مومنہ کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ کی گرفت میں لیتے ہوئے کہا تو مومنہ کو نکاح والے دن رب سے دعا کی صورت میں مانگی ہوئی اپنی خواہش پوری ہوتی نظر آئی۔

واقعی آپ مجھے قرآن مجید کو اچھے سے پڑھنا سکھائیں گے؟

میں نے اس قرآن کے ذریعے خدا کی محبت کو بہت قریب سے محسوس کیا ہے جب کبھی بھی میں نے بہتے آنسوؤں کے ساتھ اس کتاب کو کھولا تو میرے خدا نے اسی وقت مجھے تھام لینے والے اپنے الفاظ میرے سامنے رکھ دیئے۔

میرے والدین کے اس دنیا سے چلے جانے کے بعد مجھے نصیحت کرنے والا کوئی نہیں تھا تب یہ قرآن مجید ہی میرا حوصلہ تھا جو مجھے پل پل سنبھالتا رہا۔ مجھے تسلیاں دیتا رہا۔ کہ آج مشکل ہے تو کل آسانیاں بھی ہوں گی مجھے استقامت کے ساتھ جمائے رکھا۔

لا تحزن ان اللہ معنا۔

"آپ غم نہ کریں اللہ ہمارے ساتھ ہیں۔"

اور میں بھی آپ کے ساتھ ہوں۔

میں ضرور آپکو قرآن مجید خوبصورت انداز میں پڑھنا سکھاؤں گا۔

اور ویسے بھی آپکے تو حق مہر میں بھی بلال انکل نے یہی لکھوایا ہے کہ آپکو مکمل قرآن پڑھاؤں جیسے قرآن پڑھنے کا حق ادا ہوتا ہے۔

ایمان علی نے مومنہ کی آنکھوں سے آنسو صاف کئے اور ٹھوڑی سے پکڑ کر جھکا ہوا چہرہ اپنے سامنے کیا۔

اوہ میرے تو ذہن میں ہی نہیں میں بھول گئی۔

کوئی بات نہیں اب میں آپکو آپکی ہر بھولی بات یاد کروایا کروں گا ان شاء اللہ۔

اس وقت میرا دل خوشی سے بھر گیا ہے میں تو بہت حقیر انسان تھی مگر اس عالی شان ذات نے مجھے بہت بہترین سے نوازا۔ ساری نعمتیں دے دیں۔

مجھے جتنا ڈر لگ رہا تھا اب اتنی ہی خوشی ہو رہی ہے۔

"وہ خدا ہمیں کبھی ہارنے نہیں دیتا۔

اگر امتحان مشکل لیتا ہے ناں تو پھر منزل بھی خوبصورت ہی عطا فرماتا ہے"۔

گھر میں چاروں طرف خوشی کا سماں تھا۔ بلال صاحب نے استاد عمر سمیت سب کو دعوت پہ بلایا تھا اور آج دوپہر کو وہ سب لوگ کراچی سے پنجاب پہنچنے ہی والے تھے۔ اور عنایا کی خالہ رفیقہ بھی اپنے شوہر کے ساتھ آج ہی صبح پنجاب رقیہ بی بی کے گھر پہنچی تھی۔ عنایا کے آنے کی خبر سن کر سب چہرے خوشی سے دمک رہے تھے۔

"وہ لاڈلی چڑیا چاہے تھوڑے دنوں کے لیے ہی صحیح، لیکن پھر سے چہچہانے آ رہی تھی۔"

بانو بھی رقیہ بی بی کے ساتھ آہستہ آہستہ کام کروانے میں مصروف تھی۔ کھانا بن چکا تھا رقیہ بی بی ابھی نماز پڑھ کے صحن میں آئی ہی تھی کہ دروازے پر دستک ہوئی۔

"وہ ماں تھی کن ہاتھوں نے دروازے پر دستک کی وہ بخوبی پہچانتی تھی کیونکہ عنایا کی پرانی عادت تھی کہ ڈور بیل کی بجائے دروازہ کھٹکھٹاتی تھی۔"

اتنے میں بلال صاحب بھی کمرے سے نکل آئے اور آگے بڑھ کر دروازہ کھولا۔

استاد عمر، مومن اور پروفیسر شکیل صاحب خوشی سے مسکراتے ہوئے چہروں سے بلال اور عدنان کے گلے لگ کر ملے۔ انکے بعد ایمان علی اور حذیفہ بھی چہروں پر مسکراہٹ سجا کر ملے۔

عدنان سب مردوں کو کمرے کی طرف لے کر آگے بڑھ گیا اور پیچھے مومنہ اور عنایا رہ گئی۔ جو کہ مکمل سیاہ عبائے میں ملبوس تھیں۔ ہاتھوں پر دستانے پہنیں وہ واقعی صبغتہ اللہ کے رنگ میں رنگی ہوئی تھیں۔

بابا جان۔ عنایا اپنے بابا کو پکارتے ہوئے سینے سے لگ گئی آنسو تھم نہیں رہے تھے۔ اور بلال نے بھی اک لمبا سانس لے کر عنایا کا چہرہ اپنے سامنے کیا اور اپنی بچی کا ماتھا چوما۔ میری دونوں بیٹیاں بہت پیاری لگ رہی ہیں اللہ تعالیٰ ہمیشہ ایسے ہی خوش اور آباد رکھے۔

مومنہ نے بھی بلال کو سلام کیا۔ اور باقی سب سے بھی خوش دلی سے ملی۔ عنایا بھی آگے بڑھ کر بانو اور رقیہ بی بی سے پر جوش انداز میں ملی۔ لیکن جب بر آمدے میں کھڑی اپنی خالہ رفیقہ کو دیکھا تو بازو میں ڈالا ہوا اپنا چھوٹا ہینڈ بیگ رقیہ بی بی کو تھمایا اور خود بھاگ کر رفیقہ خالہ کے گلے سے جا لگی۔

خالہ جان آپکو پتہ ہے۔ میں نے آپکو اپنی شادی پر کتنا یاد کیا۔ اور سب سے زیادہ دل دکھانے والی جو بات تھی وہ یہ کہ نیٹ ورک اشو کی وجہ سے آپ سے بات تک بھی نہیں ہوئی۔

ہاں میری بچی۔ میں نے بھی آپ دونوں کو بہت یاد کیا۔ اور ڈھیروں دعائیں مانگی۔

آپ دونوں کو اللہ تعالیٰ ہمیشہ ایسے ہی خوش و خرم رکھے آمین۔

مومنہ بیٹا آپکی نند نہیں آئی؟

نہیں آنٹی جی وہ دراصل ایک سرجن ڈاکٹر ہیں نا۔ ویسے انہوں نے آنا تھا، تیاری بھی کی تھی لیکن کچھ سیریس پیشنٹ آگئے جنکا آپریشن انہوں نے ہی کرنا تھا تو اس لیے وہ رک گئیں، ان شاء اللہ نیکسٹ ٹائم ضرور آئیں گی۔

مومنہ نے بلال صاحب کے کمرے میں چلے جانے کے بعد نقاب اتارا۔ وہ دونوں بہت خوبصورت لگ رہی تھیں۔

فریش ہو کر سب نے کھانا کھایا اور کچھ دیر آرام کے بعد نمازِ عصر کے لیے قریبی مسجد میں چلے گئے۔

حذیفہ نے عنایا کو دوسرے کمرے میں بیٹھ کر کال کر کے پانچ منٹ پہلے ہی نماز کے لیے اٹھا دیا تھا۔ جبکہ رقیہ بی بی دو بار آکر عنایا کو جگانے آچکی تھی

عنایا اور مومنہ سفر کی تھکاوٹ کی وجہ سے نماز پڑھ کے پھر سے لیٹ گئیں۔

"دوسرے دن استاد عمر نے واپس کراچی چلے جانا تھا پروفیسر شکیل صاحب کو بھی یونیورسٹی میں کام تھا اس لیے انہوں نے بھی اپنی سیٹ بک کروالی۔

مومن کے اصرار کرنے پر ایمان علی نے انکی بھی سیٹ بک کروادی۔کیونکہ مسجد میں کسی کو دو دن کے لیے استاد عمر چھوڑ کر آئے تھے۔حذیفہ اور ایمان علی بھی ساتھ تھے تو زیادہ دن مسجد سے یوں دور نہیں رہا جاسکتا تھا۔"

عنایا مجھے پتہ چلا کہ استاد عمر جو ہیں یہ اک عالم ہیں تو میں چاہتی ہوں کہ ان سے کوئی ایک آیت کی تفسیر تو ضرور سیکھنی چاہیئے تاکہ انکا یہاں آنا ہمارے لئے بہترین بن جائے۔بانو نے کچن میں کھانا بناتے ہوئے عنایا سے کہا۔

جی ضرور۔میں آج ہی 'ان' سے کہتی ہوں کہ وہ استاد عمر سے کہیں، کہ وہ ہم سب کو یہاں کچھ نا کچھ بہت اچھا سکھا کر جائیں۔ویسے بھی کل انکی واپسی ہے۔

عنایا کے 'ان' کہنے پر رقیہ بی بی ہنس پڑی اور جلدی سے باہر چلی گئی۔عنایا سمجھ چکی تھی کہ اس نے حذیفہ کا نام نہیں لیا تو اس لیے بانو بھی ہنس پڑی ہے۔عنایا بھی مسکرائی اور کچن سے باہر چلی گئی۔

ظہر کی نماز کے بعد عدنان گھر آیا تو بانو کو بتایا کہ آج استاد سورۃ النور کی آیت نمبر 35 کی تفسیر سے ریلیٹڈ ہمیں سمجھائیں گے۔انہوں نے کہا ہے گھر کی خواتین بھی اس علم سے ضرور اپنے دلوں کو منور کریں۔

بانو خوش تھی کہ اسکی خواہش عنایا نے پوری کر دی۔

عصر کی نماز ادا کرنے کے بعد سب حضرات کمرے میں بیٹھ گئے۔استاد عمر اپنا قرآن مجید ساتھ ہی لائے تھے۔تو وہ قرآن مجید کھول کر نظریں قرآن مجید کے اوراق پر جمائے کچھ دیر خاموش رہے۔

گھر کی ساری خواتین برآمدے میں بیٹھ گئیں۔کیونکہ کمرہ چھوٹا تھا تو بآسانی آواز کھڑکی سے باہر آسکتی تھی۔

"آج ہم سورۃ النور کی ایک عظیم اور نورانی آیت کو سمجھتے ہوئے اپنے دلوں کو چراغِ ہدایت بنائیں گے۔"

استاد عمر نے مسکراتے ہوئے چہرہ اوپر کیا اور سب مردوں کو ایک نظر دیکھا۔سب استاد عمر ہی کی طرف متوجہ تھے۔

"جی تو سورۃ النور وہ ہے جس کے شروع میں اللہ تعالیٰ نے اپنے آپکو نور سے تشبیہ دی ہے اور ساتھ ہی انسان کے دل میں جو ایمان کا نور ہوتا ہے اسے ایک چراغ سے تشبیہ دے کر چراغِ ہدایت بننے کی تفصیل سمجھائی ہے۔"

”أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ“

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ (سورۃ النور آیت نمبر 35)

”اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔“

'اللہ تعالیٰ کی ذات بھی نور ہے، صفات بھی نور ہے اور اللہ تعالیٰ کا کلام بھی نور ہے جو کہ نوری مخلوق (یعنی فرشتوں) کے ذریعے رسول اللہ ﷺ تک پہنچا۔

اللہ نور ہے اور ہم اللہ کے نور کو تفصیل سے یا کسی مثال سے نہیں بیان کر سکتے کہ وہ نور کیسا ہے۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس بات سے ہمیں خود روکا ہے۔

فَلَا تَضْرِبُوْا لِلّٰهِ الْاَمْثَالَ ؕ(النحل : 74)

”پس تم اللہ کے لیے مثالیں نہ گھڑو۔“

لیکن ہاں اگر ہم عام معنوں میں دیکھیں کہ نور کس چیز کی مانند ہوتا ہے تو نور ایک روشنی کو کہتے ہیں۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ روشنی کیا کرتی ہے؟

”روشنی انسان کو راستہ دکھاتی ہے، صحیح سمت پر چلاتی ہے۔ ہر کام میں آسانی پیدا کرتی ہے۔“

تو یہ روشنی اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی عطا ہے۔ اور بہترین روشنی انسان کے باطن میں پیدا ہوتی ہے۔ جب اللہ تعالیٰ انسان کی راہنمائی کرتے ہیں اپنے پیغمبروں اور اپنی الہامی کتابوں کے ذریعے۔ حق و باطل میں فرق بتاتے ہیں تا کہ اسکے بندے روشن راستے پر چلتے ہوئے منزل مقصود تک پہنچ جائیں کہیں اندھیروں سے ٹکرا کر راستہ گم نہ کر بیٹھیں۔

اللہ تعالیٰ نے صرف پوری کائنات کو ہی اپنے نور سے منور نہیں کیئے ہوئے بلکہ بندہِ مومن کے دل میں ہدایت کا نور ڈال کر اسے بھی منور کرتا ہے۔اور اسی کی مثال بیان کرتے ہوئے فرمایا:

مَثَلُ نُوۡرِهٖ كَمِشۡكٰوةٍ فِيۡهَا مِصۡبَاحٌ ؕ

"اس کے نور کی مثال کچھ یوں ہے جیسے ایک طاق ہو جس میں چراغ رکھا ہو"۔

"یہاں پر نور سے مراد انسان کے دل کو ملنے والی وہ توفیقِ ہدایت ہے جسکے ذریعے وہ باطل کے جھرمٹ سے نکل کر راہ حق پر گامزن ہوتا ہے۔"

نورِ ایمان سے لبریز دل دیکھنے ہیں تو اللہ کے نیک بندوں کو دیکھیں جنکے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے قرآن اور ایمان کو پختہ کر دیا۔

اور پھر ایسے بندوں کے دل سے نیکی اور ایمان کی شعاعیں نکلتی ہیں جو بعض اوقات ساتھ بیٹھنے والے انسان میں بھی منتقل ہو جاتی ہیں کیونکہ روشنی انسان کو اپنی طرف مائل کرتی ہے۔ااا"جیسے موسیٰ علیہ السلام نے مدین سے واپس آتے ہوئے راستے میں ایک روشنی دیکھی تھی تو پھر اس روشنی کی طرف مائل ہوئے تو وہ روشنی سراپا خیر تھی"۔

اسی طرح جب کسی انسان کا دل نور کی روشنی سے منور ہو جاتا ہے تو پھر وہ ایک عام انسان نہیں رہتا پھر وہ سراپا خیر بن جاتا ہے دوسروں کے دلوں میں ہدایت پانے کی تڑپ جگانے والا اک چراغ۔"

"اور مومن کا دل ایک چراغ کی مانند روشن ہوتا ہے۔چراغ طاق کے اندر رکھا جاتا ہے۔اور یہ چراغ قرآن مجید ہے اور طاق سے مراد مومن کا دل۔یعنی دل کے اندر چراغِ ہدایت کا نور ڈال دیا جاتا۔

اَلۡمِصۡبَاحُ فِىۡ زُجَاجَةٍ ؕ

"(اور وہ)چراغ ایک شیشے میں ہو"

یعنی ایک مومن کا جسم، پھر اسکے جسم کے اندر سینے میں ایک دل اور پھر اس دل میں ایک طاق اور پھر اس طاق / شیشے کے اندر ایک چراغ، یعنی چراغ کی روشنی مانند نورِ ایمان کے ہے۔

اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ ۙ

"شیشہ ایسا ہو جیسے ایک ستارا، موتی کی طرح چمکتا ہوا، وہ چراغ ایسے برکت والے درخت یعنی زیتون سے روشن کیا جائے جو نہ (صرف) مشرقی ہو اور نہ مغربی"۔

"یعنی شیشہ ایک دل ہے جو چراغ کی طرح چمک رہا ہے اور اس چراغ کی روشنی بحال رکھنے کے لیے اس میں تیل ڈالا جاتا ہے اور یہاں تیل مبارک بابرکت زیتون کے درخت کا ہے یعنی اس تیل سے مراد "قرآن مجید" ہے جس دل میں قرآن کا علم و فہم آجائے، ایمان کا نور سما جائے، علمِ راسخ عمل میں ڈھل جائے تو پھر وہ دل چمکتے ستارے کی مانند ہے۔

"اور یہاں جو درخت کی قسم بتائی جا رہی ہے کہ نہ وہ مشرقی ہے اور نا ہی مغربی۔ تو اس سے مراد مومن کا عقیدہ ہے وہ کسی ایک خاص سمت کو لے کر نہیں چلتا، وہ کسی کے پیچھے لگ کر سنا سنایا عقیدہ نہیں اپنا لیتا بلکہ وہ صرف خالص اللہ کے دین کو اپناتا ہے شریعت کے مطابق اپنے عمل کو ڈھالتا ہے۔

اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا، کسی کو اللہ سے زیادہ اہمیت نہیں دیتا۔ اسکا ھم اور غم صرف اللہ سے جڑا ہوتا ہے۔ پھر یہ ہوتا ہے شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ بڑا ہی بابرکت درخت۔ توحید پر قائم خالص عقیدہ۔

"اس درخت پر کبھی رات کا ٹھنڈا سایہ ہوتا ہے اور کبھی سورج کی گہری تپش، موسم سرد ہو یا گرم، لیکن یہ درخت اپنی جگہ پر کھڑا رہتا ہے ہر طرف سے پھلوں کے ساتھ لدا رہتا ہے۔

ٹھیک اسی طرح مومن جو ہوتا ہے اسکو اپنی زندگی میں چاند جیسی ٹھنڈی راحتیں بھی ملتی ہیں اور سورج کی تپش جیسی آزمائشیں بھی۔

لیکن نہ تو وہ خوشی کے لمحات میں اپنے رب کو بھولتا ہے اور ہی سخت آزمائشوں میں اپنے رب سے مایوس ہو کر رخ موڑتا ہے۔وہ تو ہمیشہ اپنے رب کے سامنے عاجز بن کر کھڑا رہتا ہے ہر حال میں الحمدللہ علی کل حال کہتا ہے۔

طوفان جیسی آزمائشوں کے سامنے بھی اپنے عمل کو نہیں چھوڑتا۔کیونکہ اسکی جڑ مضبوط ہوتی ہے ایمان اسکے دل کی گہرائی میں جابسا ہوتا ہے پھر اسے کوئی نہیں اکھاڑ سکتا۔

وہ اپنی خوشی اور غم دونوں میں رجوع الی اللہ کرتا۔خوشی ملنے پر شکر کرتا ہے اور آزمائش پر صبر کرتا ہے۔اگر اللہ تعالیٰ اسے کوئی مرتبہ عطا کرتا ہے تو پھر بندہِ مومن لوگوں میں انصاف کرتا ہے،وہ اپنی بات میں سچا ہوتا ہے۔

رب کے سامنے بچوں کی طرح روتا بھی ہے اور لوگوں کے سامنے کھل کھلا کر ہنستا مسکراتا بھی ہے لیکن کبھی بھی کوئی دوسری راہ نہیں اپناتا جہاں سے اسکے ایمان کو خطرہ لاحق ہو۔وہ ذکر الہیٰ سے اپنے چراغ میں دیا سلائی جلا کر رکھتا ہے۔پھر ہی اسکے اندر سے ایمان کی ویوز نکلتی ہیں اور انسان سب کے لیے سراپا خیر بن جاتا ہے۔

يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ

"ایسا لگتا ہو کہ اس کا تیل خود ہی روشنی دیدے گا۔چاہے اسے آگ بھی نہ لگے۔"

آپ لوگ اندازہ کریں کہ دل ایک چمکدار تارے کی طرح ہے پھر اسکے اندر جو تیل ڈلا ہے ایمان کا۔وہ صاف اور شفاف ہے(باطل عقیدے سے پاک)۔

جب اندر کلئیر روشنی ہے ذکر الہیٰ کی مانند تیل بھی مسلسل (صاف شفاف عقیدے کے ساتھ) بھڑک رہا ہے اور باہر کا شیشہ بھی صاف ستھرا ہے(غیر اللہ کی محبت کے خول سے پاک) تو امیجن کریں کہ وہ چراغ کیسا خوبصورت ہو گا اسکی ایسی روشنی کہاں کہاں تک جائے گی؟

"اسی طرح مومن اپنے عمل سے، اپنے ایمان سے اپنے آپکو روشن رکھتا ہے تو وہ ایک خوبصورت دل والا انسان ہوتا ہے جو اللہ کی عطا کی ہوئی روشنی اپنے تک نہیں رکھتا بلکہ دوسروں تک بھی اس روشنی کو پہنچانے کی کوشش کرتا ہے تو پھر لوگ ایسی خالص روشنی سے متاثر ہوتے ہیں۔

نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ

"نور پر نور"

"ایک چمکتا ہوا تارہ، پھر بھڑکتا ہوا تیل، پھر اسکی روشنی جلتا چراغ، پھر اس چراغ کے باہر بڑا خوبصورت صاف شفاف شیشہ۔"

یہ ہے نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ

"یعنی آگ کی روشنی اور زیتون کے تیل کی روشنی۔ اللہ تعالی نے اسے ایک مومن کے احوال کے ساتھ تطبیق دی ہے نیز یہ کہ اسکا دل اللہ تعالیٰ کے نور سے منور ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ اسکی فطرت جس پر اسے پیدا کیا گیا ہے (فطرت سلیمہ) وہ زیتون کے پاک صاف تیل کی مانند ہے جب اسکے پاس علم و ایمان پہنچتا ہے تو یہ نور اسکے دل میں روشن ہو جاتا ہے جیسے آگ چراغ کی بتی کو روشن کر دیتی ہے اس پر اسکا دل برے ارادوں اور فہم کی خرابی سے پاک ہو جاتا ہے جب دل میں ایمان جاگزیں ہوتا ہے تو تمام کدورتوں سے پاک ہونے کی وجہ سے اس نور سے جگمگا اٹھتا ہے۔

ایسی روشنی سے پھر ظلمت کے اندھیرے چھٹ جاتے ہیں۔"

لیکن ایسی عظیم روشنی کا آپ تصور کیسے کر سکتے ہیں؟

ایک بندہِ مومن اس سے بہتر کیسے بن سکتا ہے؟

یعنی ایک مومن کے اندر یہ ساری خوبیاں ہوں گی تو پھر ہی وہ نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ کے قابل ہو گا۔

اندر کی روشنی یعنی حق کی طلب، اور باہر سے ملنے والا اللہ تعالیٰ کے دین کا علم جب دونوں مل جائیں تو پھر روشنی پر روشنی بڑھنے کے اسباب پیدا ہو جاتے ہیں پھر اسکے پختہ عقیدے میں، اسکے اللہ پر یقین میں، اسکے حضرت محمد ﷺ کی اتباع سنت میں، اسکی باتوں میں، اسکے عمل میں جب سب کچھ خالص ہو گا، کوئی ملاوٹ نہیں ہو گی تو تب وہ ایک چراغِ نور بن جائے گا پھر اسکے لفظوں میں ایسی تاثیر ہو گی جو دلوں کو چھو جائے گی اور پھر قیامت کے دن بھی اسکا نور اسکے آگے آگے ہو گا۔

(سورۃ التحریم:8) میں قیامت کے دن مؤمنین کو ملنے والے نور کا ذکر کیا گیا ہے۔

"تو آیئے یہ روشنی ہم اپنے دلوں میں بسالیں، اپنے گھرانوں کو روشن کر لیں، آیئے ہم اس روشنی کے مسافر بن جائیں، اس روشنی کو جہان میں پھیلا دیں، آیئے ہم اپنی زندگی کو امر کر لیں، یہی روشنی انسان کی ایمانی زندگی ہے، اسی روشنی کے ساتھ ہم نے قبر میں اترنا ہے، اسی روشنی کے ذریعے ہم نے حشر کے میدان میں راستہ تلاش کرنا ہے، اسی روشنی میں جنت تک لے جانا ہے، دلوں کے چراغ جلیں گے تو روشنی ہو گی۔ "اللھم اجعل القرآن ربیع قلبی ونورا صدری"

قرآن مجید کو اپنے دل کی بہار بنا لیجئے۔"

يَهۡدِى اللّٰهُ لِنُوۡرِهٖ مَنۡ يَّشَآءُ

"اللہ اپنے نور تک جسے چاہتا ہے، پہنچا دیتا ہے"۔

جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو ہدایت دینے کا ارادہ کر لے تو پھر اللہ تعالیٰ سب سے پہلے اسکے دل میں یہ روشنی، یہ چراغ جلا دیتا ہے۔ اور یہ اللہ کی مشیت پر ہوتا ہے کہ اللہ جسکو چاہتا ہے اپنے لئے چن لیتا ہے۔

اور اللہ اسے چاہتا ہے جو اللہ کو چاہے۔

جسکا دل حق کی طرف جھک جائے تو پھر اللہ اسکی تڑپ کو پرکھتے ہوئے اسکے لئے چاہتے ہیں کہ انکو نورِ ایمان سے نواز دیا جائے۔

"جیسے کلاس میں مانیٹر اسی کو بنایا جاتا ہے نا جو بچہ پوری کلاس میں ہر لحاظ سے ایکٹو ہو۔ اسی طرح نور کی دولت سے نوازنے کے لیے بھی اللہ تعالیٰ دیکھتے ہیں کہ کون ایکٹو ہے۔"

'اللہ تعالیٰ کا نور انسان کے دل کے اندر قرآن و سنت کے سچے فہم سے اترتا ہے جتنا انسان علم حاصل کرتا ہے، جتنی غور و فکر کرتا ہے اتنی ہی انسان کے اندر روشنی کی استعداد بڑھ جاتی ہے، اتنا ہی زیادہ انسان برائیوں سے پاک ہونے کی کوشش کرتا ہے یوں پھر اسکے دل کا آئینہ شفاف ہو جاتا ہے۔ مومن کے دل کے اندر حق کی روشنی آتی ہے تو وہ یہ روشنی سارے جہان میں پھیلاتا ہے وہ جہاں بھی ہو روشنی کا امین ہوتا ہے، جب روشنی دل کے اندر آتی ہے تو پورے ماحول کو روشن کر دیتی ہے، جس سے رہنے سہنے کے ڈھنگ آجاتے ہیں جس سے زندگی میں بہار آجاتی ہے جس سے زمین کے باشندے آسمانی زندگی یعنی جنت کی زندگی کے لیے تیار ہو جاتے ہیں۔ تو اس نورانی روشنی کے حقدار بننے کے لیے ہمیں خود کو کوشش کرنی ہوگی۔ پھر ہی نورِ الٰہی سے ہمارے دل منور ہوں گے۔"

"یہ نور طلب کے ہی ساتھ ملتا ہے، یہ نور پاک اور طیب لوگوں کو ملتا ہے۔ کیونکہ چاہا اسی کو جاتا ہے جو چاہت کے قابل ہو۔ اللہ کا نور بھی اسی کو ملتا ہے جو اپنے آپکو اس قابل بنالے۔"

جیسے میرے ایمان بیٹے، مومن بھائی اور مومنہ بیٹی کے دل میں جب تھوڑی سی تڑپ پیدا ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے فوراً دلوں میں بجھے ہوئے چراغ کو روشن کر کے نور کا تیل اس چراغ میں ڈال کر دیا جلا دیا۔

حالانکہ پہلے بھی تو اسلام کے بارے میں آپ سب جانتے ہی تھے نا لیکن تب ہدایت نصیب نہیں ہوئی۔ کیونکہ اس وقت تڑپ نہیں تھی، دل اللہ کی کسی بات پر ٹھہرا نہیں تھا۔

"لیکن جب دل مائل ہوا اور باطل عقیدہ گھائل ہوا تو پھر ایمان کا نور بھی دل میں حائل ہو گیا۔ اسے کہتے ہیں کہ جسے اللہ چاہے اسے ہدایت ملتی ہے۔"

وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۙ

"اور اللہ لوگوں کے فائدے کے لیے مثالیں بیان کرتا ہے اور اللہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے"۔

مثالیں اس لیے پیش کی جاتی ہیں تاکہ لوگ جلدی بات کو سمجھ سکیں کیونکہ مثالوں سے سمجھائی گئی بات جلدی سمجھ آ جاتی ہے اور تادیر یاد بھی رہتی ہے۔

"جو ان پڑھ لوگ ہوتے ہیں وہ کتابیں نہیں پڑھتے، وہ مطالعہ نہیں کرتے لیکن اسکے باوجود وہ ذہانت کے اتنے پکے لوگ ہوتے ہیں کہ مثالوں سے سمجھائی ہوئی بات انکے دلوں میں بیٹھ جاتی ہے۔

اور پھر وہ مان بھی لیتے ہیں کہ ہاں واقعی ایسا ہی ہے۔ اور ہم تاریخ میں دیکھتے بھی ہیں کہ ہر پیغمبر کے دور میں ہمیشہ کم پڑھے لکھے طبقے نے ہی اسلام قبول کیا۔ اور کھاتے پیتے لوگوں کی اکثریت نے ہمیشہ ہٹ دھرمی ہی دکھائی۔ اور ماننے سے انکار کیا

حالانکہ قرآن مجید میں جہاں بھی کسی قوم کا واقعہ بیان ہوا ہے وہاں اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں کو بڑے لوگوں کے پاس ہی دین کی دعوت دے کر بھیجا۔ جن میں سے ایک جابر سرکش فرعون بھی تھا جسکے پاس موسیٰ علیہ السلام کو بھیجا گیا۔

لیکن جو کمزور طبقہ ہوتا ہے وہ فوراً سے مان جاتا ہے۔

"مثالوں کو سمجھنے کے لیے پڑھا لکھا ہونا ضروری نہیں ہے۔ بہت سارے لوگ دین کا علم سیکھنے کے لیے صرف اس لیے آگے نہیں بڑھتے کہ وہ پڑھے لکھے نہیں ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس قرآن مجید کو اپنے نبی اُمی

(ان پڑھ) پر نازل کر کے ہر ان پڑھ کو بھی دعوت دی ہے کہ یہ قرآن ساری انسانیت کے لیے ہے چاہے پھر کوئی تعلیم یافتہ ہونے کی وجہ سے اعلیٰ سٹیج پر ہو یا پھر ان پڑھ ہونے کی وجہ سے بہت معمولی طبقے کا فرد ہو۔ اس سے کوئی

فرق نہیں پڑتا۔ کیونکہ یہ کتاب سب کے لیے ہے اور سبکی ہدایت کے لئے نازل ہوئی۔ سب کو اپنا اپنا عقیدہ اس کتاب کے ذریعے درست کرنے کی اشد ضرورت ہے۔

لیکن یہ یاد رہے کہ ہدایت پانے کے لیے متقی ہونا شرط ہے۔ کیونکہ خود اللہ تعالیٰ نے سورۃ البقرۃ کے شروع میں ہی بتا دیا۔

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝

"یہ کتاب ایسی ہے کہ اس میں کوئی شک نہیں یہ ہدایت ہے متقین کے لیے۔"

"متقی وہ ہوتا ہے جسکے دل میں گناہ یا کسی پر ظلم و زیادتی کرتے وقت اللہ کا ڈر دل میں آ جائے اور وہ اس گناہ اور سرکشی کو چھوڑ کر توبہ استغفار کرے۔ اور اللہ تعالیٰ کے ناپسندیدہ کاموں سے دور رہنے کی کوشش کرے تو پھر ایسا انسان متقی ہوتا ہے جسکا ہر عمل قرآن و حدیث کے مطابق ہوتا ہے۔

نہ وہ بدعت اپناتا ہے اور نہ وہ اللہ کے بتائے ہوئے راستے کو چھوڑ کر کسی اور راہ پر قدم رکھتا ہے۔"

امید ہے کہ آج کی آیت نے سب دلوں میں ایمان کے نور کو منور کیا ہو گا۔ ان شاء اللہ العزیز

"جب کوئی فصل خراب ہونے لگتی ہے تو اس میں کھاد یا پھر سپرے ڈالی جاتی ہے جو اناج کی پیداوار کو پھولنے پھلنے میں مدد دیتی ہے تو آج ہمیں بھی یہ معلوم ہو گیا کہ ہمیں بھی اپنے دل کی فصل کو ترو تازہ رکھنے کے لیے اور اپنے چراغ کو طوفانوں جیسی آزمائش پر ثابت قدم رکھنے کے لیے ذکر الٰہی کا تیل ڈالتے رہنا ہے۔ ان شاء اللہ۔

لیکن اگر چراغ بجھ گیا نا تو اندھیرے میں ہمارے قدم ڈگمگا سکتے ہیں۔ اللہ ہمیں ہر شر سے محفوظ رکھیں آمین یارب العالمین۔

"ہر آنکھ اشکبار تھی خود استاد عمر نے بھی اپنے دونوں ہاتھ دعا کی صورت اپنے چہرے پر رکھ لئے تھے۔"

آج پہلی بار اپنے رب کے نور کی سمجھ آئے تھی اللہ تعالیٰ کا اپنے ساتھ ہی اپنے بندے کا ذکر کر کے اسکے دل میں اپنا نور، نورِ ہدایت کے مانند ڈال کر اسے چراغِ ہدایت بنانے پر رب العالمین کی محبت سے دل لبریز ہو گئے اور دلوں میں موجود روشن چراغ ایمان کی حلاوت بھڑکنے سے مزید روشن ہو چکے تھے۔

رَبَّنَآ اَتۡمِمۡ لَنَا نُوۡرَنَا وَاغۡفِرۡ لَنَا ۚ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ (التحریم : 08)

"اے ہمارے پروردگار! ہمارے لیے ہمارے نور کو مکمل کر دیجیے اور ہماری مغفرت فرما دیجیے۔ یقینا آپ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والے ہیں۔"

بلند آواز سے دعا مانگ کر استاد عمر نے چہرے پر ہاتھ پھیر لئے۔ مومن اور ایمان علی چہرہ جھکائے اپنی انگلیاں آنکھوں پر رکھے بس تشکر بھرے دل سے آنسو بہا رہے تھے۔

پروفیسر شکیل صاحب نے حذیفہ کو گلے سے لگا کر چہرہ چوما اور اپنے بیٹے کو رشک بھری نظروں سے دیکھا کہ اللہ نے اسے عنایا کی روپ میں ایک روشن چراغ تھما دیا ہے اس بچی کا دل واقعی بڑا خوبصورت ہے اور وہ واقعی ایک روشن چراغ کی مانند ہے جس کی صاف شفاف روشنی سے دوسروں کے دل بھی منور ہو گئے۔

اور حذیفہ نے کھڑکی سے باہر بیٹھی عنایا کی طرف دیکھ کر دل میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور اپنی بیوی کو دیکھ کر دل محبت سے بھر گیا۔

"ایمان علی بھی دل ہی دل میں مومنہ کے بارے میں سوچ کر اپنے آپ پر رشک کر رہا تھا کہ مجھے ایسی لڑکی ایک بیوی کی صورت تحفے میں ملی ہے جسکے ایمان نے ہمارے دلوں کے بجھے ہوئے چراغوں میں نورِ ایمان کا تیل ڈال کر روشن کر دیا۔

باہر بیٹھی بانو اور رقیہ بی بی آنسوؤں سے تر چہرے کے ساتھ عنایا کے گلے لگ گئیں۔

رفیقہ اور کلثوم بیگم (بانو کی ساس) بھی اپنی آنکھوں کی نمی کو صاف کرتے ہوئے عنایا اور مومنہ کو رشک بھری نظروں سے دیکھ کر مسکرا دیں۔

سب دل نور ایمان سے لبریز ہو رہے تھے۔اللہ کی محبت دلوں میں گھر کر رہی تھی۔

عنایا نے کمرے میں جا کر لائٹ آف کر دی تو مومنہ نے مسکراتے ہوئے وجہ پوچھی۔

ہم ایسے تھے بجھے ہوئے دیے کی مانند اور پھر لائٹ آن کر کے پورے کمرے کو روشن دیکھ کر مسکرائی تو مومنہ سمجھ گئی کہ پھر ایسے ہمارے دلوں کو نور ایمان نے روشن کر دیا۔

وہ دونوں گلے لگ کر رب کا شکر ادا کرنے لگیں اور اچانک میسج کی ٹون پر عنایا نے اپنا موبائل اٹھا کر دیکھا تو حذیفہ کے میسج کو پڑھ کر چہرہ کھل اٹھا۔

اور دوسری طرف مومنہ نے بھی اپنے موبائل پر میسجز کی آواز سنی تو موبائل اٹھایا اور ساتھ ہی اسکا چہرہ بھی کھل اٹھا۔

کیونکہ وہ دونوں کمرے میں کھڑی تھیں اور ان دونوں کے شوہر حضرات صحن میں بیٹھے اپنی، اپنی محبت کا اظہار میسجز پہ کرکے مسکرا دیئے۔

خـتم شدہ۔!!!

”ھذا ھدی للمتقین“

”یہ ہدایت ہے متقین کے لیے“

الحمد للہ رب العالمین

لاحول ولاقوۃ الاباللہ

باذن اللہ۔

تقبل منا انك انت السمیع و تب علینا انك انت التواب الرحیم

🤲🤲🤲🤲🤲 ♡

ایڈوائس ٹوورڈ مائی ڈیئر آل ریڈرز

رائٹر: ام حبیبہ المخلصین

"اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے جس کو اپنے لیے خالص کرنا ہوتا ہے ناں اسے آزمائشوں کی بھٹی میں جلاتے ہیں۔ سونے کو جتنا زیادہ آگ پر تپا جاتا ہے اتنی ہی چمک زیادہ آتی ہے۔ ایک مومن کا دل بھی سونے کی مانند ہی ہے جب جب دھندلا ہونے لگتا ہے اللہ سبحانہ وتعالیٰ اسے چمکانے کے لیے آزمائشوں کی آگ سے پھر دھو ڈالتے ہیں۔ آزمائشوں پر صبر کرنا تھوڑا مشکل تو ہوتا ہے مگر جب صبر واستقامت کا دامن نہ چھوڑا جائے تو یہی آزمائش انسان کو بڑے درجے پر فائز کر دیتی ہیں۔

سب پیغمبر اور صحابہ کرام ایسی مختلف آزمائشوں سے گزرے۔ کسی کے لیے انکے اپنے آزمائش بنے اور کسی کو غیروں نے نہیں چھوڑا۔

اور ایسے مخلص اور صابر لوگ پھر دوسروں کے لیے اپنے انتقال کے بعد بھی چراغِ ہدایت بن جاتے ہیں ایسے چراغ، جنکی روشنی کبھی مدھم نہیں پڑتی۔"

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں بھی ایسا چراغ بنائے جنکی روشنی سے ہماری نسلیں ہدایت پا جائیں۔ اور ہمارے لئے بہترین صدقہ جاریہ بنے۔

آمین یارب العالمین۔

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاته

فی امان اللہ۔

دعاؤں کی طلبگار رائٹر۔ام حبیبہ (المخلصین)

"یقین رکھیں کہ اللہ آپ کے سارے مسائل حل فرمادے گا۔جب آپ اپنے سبھی معاملات اللہ کے سپرد کر دیں گے۔کیونکہ:من کان لِلّٰہ کان اللہ لہ ○

"اور جو اللہ کا ہو جاتا ہے گویا کہ وہ چن لیا جاتا ہے"

"رَبِّ اغۡفِرۡلِیۡ خَطِیۡٓـَٔتِیۡ یَوۡمَ الدِّیۡنِ۔"

آمین

("اندھیروں سے گھبرائے ہوؤں کو روشنی کا یہ سفر مبارک")

اللہ حافظ